اے امامِ سیّدِ والانسب
دودمانت فخرِ اشرافِ عرب
(اقبالؒ)

اشرافِ عرب

☆

سیّد نجمُ الحسن فضلی

ناشر

جاجنیری اکیڈمی

آستانہ سادات سانحہ

۱۰۸، ای جہانگیر روڈ غربی۔ کراچی ۷۴۸۰۰

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	اشرافِ عرب
نام مؤلف	سیّد محمد نجم الحسن
کتابت	تزیین کتابت اینڈ پرنٹنگ پرائیویٹ کراچی
تزئین و پیسٹنگ	شفاعت الرسول بھٹی
ناشر	جاجنیری اکیڈمی
صفحات	۴۲۰
ہدیہ	۱۵۰ روپے
اشاعت	۱۴۱۳ھ ۱۹۹۳ء

انتساب

میں اپنی کتاب "اشراف عرب" نانی محترمہ سیدہ سارہ خاتون مرحومہ اور نانا محترم سید عبدالرحمٰن تیگھروی مرحوم کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے کمال شفقت سے میری پرورش و پرداخت کی اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں آج یہ کتاب ضبط تحریر میں لا سکا۔

حقیر پُرتقصیر
سید محمد نجم الحسن نجم مونگیری
۱۰۸-ای جہانگیر روڈ غربی کراچی-۷۴۸۰۰
۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء

فہرست ایک نظر میں

باب	مضامین	صفحہ
	حصہ اوّل	
۱	اسمار الحسنیٰ	۳۹
۲	خلفاء راشدین	۵۵
۳	ائمہ سادات	۶۱
۴	ائمہ اربعہ	۷۳
۵	سادات حسنی	۸۱
۶	سادات حسینی	۱۲۷
۷	سادات باقری	۱۴۷
۸	سادات جعفری	۱۵۱
۹	سادات کاظمی	۱۶۹
۱۰	سادات رضوی	۲۰۱
۱۱	سادات تقوی	۲۲۱
۱۲	سادات نقوی	۲۳۵
۱۳	سادات عسکری	۲۷۰
۱۴	سادات زیدی واسطی جابیری	۲۷۷
۱۵	مشائخ علوی	۴۱۰
۱۶	مشائخ عباسی	۴۱۷
۱۷	مشائخ زبیری مکی ہاشمی	۴۲۰
۱۸	مشائخ جعفری زینبی	۴۳۹
۱۹	مشائخ ہاشمی	۴۵۵
۲۰	مشائخ صدیقی	۴۵۸
۲۱	مشائخ فاروقی	۴۸۷
۲۲	مشائخ عثمانی	۵۱۵

باب	مضامین	صفحہ
۲۳	مشائخ انصاری	۵۲۷
۲۴	اولاد امام اعظمؒ	۵۴۴
۲۵	اولاد اصحاب رسولؐ	۵۴۶
۲۶	اولاد نوشیرواں عادل	۵۴۷
۲۷	اولاد امیر تیمور	۵۵۷
۲۸	قائم خانی راجپوت	۵۶۱
۲۹	شجرۂ شاہیر عالم	۵۶۶
۳۰	پٹھان یا فاتحان	۵۶۷
	حصہ دوم	۵۹۴
۳۱	تبع تابعین	۵۹۵
۳۲	چند اکابر صوفیاء	۵۹۹
۳۳	چند مشاہیر بنگال	۶۰۹
۳۴	چند علماء اہل سنت	۶۱۷
۳۵	منظوم شجرے	۶۳۴
۳۶	شعراء تذہبت	۶۲۹
۳۷	قدیم افغانستان	۶۵۳
۳۸	ملتان	۶۵۹
۳۹	وادی بالان	۶۶۴
۴۰	متفرقات	۶۶۸
	قاموس الاسماء	۶۸۳
	اشاریہ مقامات	۶۹۹

فہرست

باب	مضامین	صفحہ
	انتساب	۳
	فہرست	۵
	کتابیات	۱۸
	مصنف ایک نظر میں	۲۵
	کچھ پیرامونِ آف پاکستان کے بارے میں	۲۶
	ڈاکٹر جے گیسر (ڈیرائن اے)	〃
	سید لائین میرنگری	〃
	سید عباسی بدایونی	۲۷
	خواجہ فاروقی	۲۸
	سید احمد (شرف آباد)	۲۹
	عرضِ حال	۳۱
	تعارف از مصباح الہدیٰ دیسنوی	۳۲
	تقریظ	۳۷
	حکیم سید شاہ برہان الدین ابتغاظی	〃
	علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی	۳۸
	اسماء الحسنیٰ	۳۹
	اسماء النبی الکریم	۴۰
	شجرہ انبیاء کرام	۴۱
	حضرت اسمٰعیلؑ سے حضورؐ تک ۔ بارہ پشتیں	۴۳
	تبصرہ	۴۵
	اولادِ عدنان	۴۶
	شجرہ اولاد قصی بن کلاب	۴۷
	شجرہ اولاد اسد بن عبد العزیٰ	۴۸
۲	خلفاء راشدین	۵۵
	حضرت ابوبکر صدیقؓ	۵۵
	حضرت عمر فاروقؓ	۵۶
	حضرت عثمان ذوالنورینؓ	۵۷
	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۵۸
	حضرت علیؓ کے چودہ خلفاء	۶۰
۳	ائمہ سادات	۶۱
	حضرت امام حسنؓ	〃
	حضرت امام حسینؓ شہید کربلا	۶۲
	پنتن کی منظوم تاریخ وفات	۶۳
	حضرت امام زین العابدینؒ	۶۴
	حضرت امام باقرؒ	۶۶
	حضرت امام جعفر صادقؒ	۶۷
	حضرت امام موسیٰ کاظمؒ	۶۸
	حضرت امام علی رضاؒ	۶۹
	حضرت امام تقی الجوادؒ	۷۰
	حضرت امام ہادی نقیؒ	۷۱
	حضرت امام حسن عسکریؒ	۷۲
۴	ائمہ اربعہ	۷۳
	امام ابوحنیفہؒ	〃
	امام مالکؒ	۷۵
	امام شافعیؒ	۷۷
	امام احمد بن حنبلؒ	۷۹
۵	سادات حسنی	۸۱
	شجرہ سادات حسنی	〃
	عبداللہ شاہ غازی الاشترؒ کنفن کراچی	۹۱
	عبداللہ شاہ غازی کی شہادت	۹۲
	سید ابوالحسن علی ہجویریؒ (لاہور)	۹۳
	غوث پاک سید عبدالقادر جیلانیؒ	۹۴
	مناجاتِ غوث پاکؒ	۹۵
	سید عبداللہ شاہ اصبانیؒ (سکھر)	۹۶
	سید ابراہیم ملک بیاؒ (بہار)	〃
	مزار پر کندہ اشعار	۹۷
	مشرقی دروازہ	۹۸
	جنوبی دروازہ	〃
	قاضی ملک محب اللہ بہاری	۹۹
	سید نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ	۱۰۰
	حاجی سید عبداللہ سیاح پھلواروی غیرآبادیؒ	۱۰۱
	مخدوم سید شاہ درویش اشرفی (دیتھونگا)	۱۰۲
	شجرہ اولاد شاہ درویش و ملک بیاؒ	۱۰۴
	سید مرسٰی پاک شہید (ملتان)	۱۰۵
	سید شاہ قمیں قادری (ساہور پنجاب)	۱۰۶
	سید فضل اللہ گوسائیںؒ (بہار)	۱۰۷
	شجرہ اولاد سید فضل اللہ گوسائیںؒ	۱۰۸
	سید علم اللہ نقبی حسنی	۱۰۹
	سید احمد شہید بالاکوٹ	〃
	مولانا سید محمد علی مونگیری	۱۱۰
	سید احمد دبوی، ہاوڑہ (مونگیر)	۱۱۴
	حاجی عبدالقادر شاہ جیلانی قادری	۱۱۹
	سید علی سردار شاہ، سندھ	〃
	امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (کشمیر)	۱۲۰
	سید حسن بدرالدینؒ (پنجاب)	۱۲۱
	سید احمد علی شاہؒ (میرپور خاص)	〃
	سید احمد اللہ منیری (بہار)	۱۲۲
	(مصنف مسلم شعراء بہار)	
	السید عبدالقادر انگیلانی شیخ کمال الدین	۱۲۳
	(سفیر عراق، گلشن اقبال کراچی)	
	مولانا سید ابوالحسن ندوی (یوپی)	۱۲۵
۶	سادات حسینی	۱۲۷
	شجرہ سادات حسینی	〃
	سید ابوالفرح واسطیؒ	۱۲۳
	میر سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلیؒ	۱۲۴

باب	مضامین	صفحہ
	مناجات کمالیہ	۱۳۶
	سید محمد شریف جرجانیؒ	۱۳۷
	سید امیر علی کبیر ہمدانیؒ (کشمیر)	۱۳۸
	سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ (گلبرگہ کرن)	۱۳۹
	مخدوم سید شاہ تیم اللہ سعید باندہ (بہار)	۱۴۰
	سید ابو العلا اکبر آبادیؒ (یوپی)	۱۴۱
	سید شاہ وارث رسول نما بارہیؒ (یوپی)	۱۴۲
	فتح الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ (یوپی)	۱۴۴
	سید حبیب احمد سادات سوانہ گلگپور	۱۴۵
۷	**سادات باقری**	۱۴۷
	شجرہ سادات باقری	〃
	سید شاہ عطا حسین فانی عبد الرزاقیؒ (دانا پور، بہار)	۱۵۹
۸	**سادات جعفری**	۱۵۱
	شجرہ سادات جعفری	〃
	سید عثمان مروندی لعل شہباز قلندر (سیہون شریف سندھ)	۱۵۸
	مخدوم سید علاء الدین احمد صابر کلیر شریف (یوپی)	۱۵۹
	مناجات صابر کلیری	۱۶۰
	سید فرید الدین عطارؒ	۱۶۱
	سید شہاب الدین سہروردی پیر جگجوتؒ (بہار)	۱۶۲

باب	مضامین	صفحہ
	سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ شریف (فیض آباد یوپی)	۱۶۳
	مولانا سید شاہ شہباز بھاگلپوری (بہار)	۱۷۴
	شاہ شہبازؒ مطابق ڈاکٹر عبد الغفار	۱۷۵
	شجرہ اولاد شاہ شہباز بھاگلپوریؒ	۱۷۷
	سید شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ (بہار)	۱۷۸
۹	**سادات کاظمی**	۱۶۹
	شجرہ سادات کاظمی	〃
	سید شمس بابا کاظمیؒ	۱۷۴
	شجرہ اولاد سید شمس بابا کاظمیؒ	۱۷۶
	خواجہ معین الدین چشتیؒ (اجمیر شریف)	۱۷۷
	سید شاہ طالب علی شطاریؒ شتلپوری	۱۷۹
	سید صدر الدین شاہ صدرؒ (سندھ)	۱۸۰
	سید شمس الدین مشہدیؒ (بہار)	۱۸۲
	مخدوم سید احمد چرمپوشؒ (بہار)	〃
	سید محمد جونپوریؒ	۱۸۴
	سید شاہ عبد الکریم بلڑی والےؒ (سندھ)	۱۸۵
	سید شاہ عبد اللطیف بھٹائی سائیںؒ (سندھ)	۱۸۶
	منقبت (فارسی)	۱۸۸
	سید محمد لبقاؒ (سندھ)	۱۸۹
	پیر محمد راشد روضہ دھنیؒ (سندھ)	۱۹۰

باب	مضامین	صفحہ
	سید احمد کبیر رفاعیؒ	۱۹۲
	نواب سید امیر علی مرسوی (باڑھ پٹنہ)	۱۹۳
۰	سید آدم بنوریؒ (پنجاب)	۲۰۰
	سید یوسف بنوریؒ (کراچی)	〃
۱۰	**سادات رضوی**	۲۰۱
	شجرہ سادات رضوی	〃
	خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ (دہلی)	۲۰۸
	سید منہاج راستی پھلواروی (بہار)	۲۰۹
	سید شاہ شفق رضوی عظیم آبادی (بہار)	۲۱۰
	بیرسٹر سید عبد العزیز (پٹنہ، بہار)	۲۱۱
	سید رحیم الدین، ایڈیٹر الہلال (پٹنہ)	〃
	جسٹس سید امیر علی کولکتہ (بنگال)	۲۱۲
	سید فضل علی رہی (بہار)	۲۱۵
	سید لطفی آبگلوی (بہار)	۲۱۶
	علامہ سید سلیمان ندوی دیسنوی (بہار)	۲۱۷
	پروفیسر سید مجتبیٰ رضوی، جامعہ کراچی	۲۱۸
	سید میر محسن دیسنوی (کراچی)	۲۲۰
۱۱	**سادات نقوی**	۲۲۱
	شجرہ سادات نقوی	〃
	میراں سید حسین جنگسوار شہید (اجمیر)	۲۲۸
	سید وحید الدین چلہ کشؒ (بہار)	۲۲۹
	سید شاہ ابو المعالیؒ (لاہور)	۲۳۰
	سید ابراہیم (یوپی)	۲۳۱
	سر سید احمد خاں (علیگڑھ)	۲۳۲
	پیر مکرم سید شاہ برہان الدین بقا نظامی (کراچی)	۲۳۳
۱۲	**سادات نقوی**	۲۳۵
	شجرہ سادات نقوی	〃
	حضرت سید نظام الدین اولیاؒ (دہلی)	۲۳۵
	مخدوم سید شاہ جلال الدین سید جہانیاں جہاں گشت (اوچ شریف ملتان)	۲۴۷
	سید شاہ صدر الدین راجو قتالؒ اوچ شریف ملتان)	۲۵۰
	سید محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ (مکلی ٹھٹھہ)	۲۵۱
	سید شاہ بقیق بخاریؒ (ڈاڈیرن سندھ)	۲۵۳
	شاہ بندر کا پس منظر	۲۵۴
	تواریخ	〃
	جغرافیہ	۲۵۵
	آفات سماوی	〃
	آب و ہوا	〃
	پیداوار	〃
	تعلیم	〃
	منقت	〃
	اولیاء و مشائخ	۲۵۶

باب	مضامین	صفحہ
	مؤتے مبارک	۲۵۶
	مشاہیر و علماء	//
	سید شاہ علاء الدین بخاری شطاریؒ (بڑی بلیا، مونگیر، بہار)	۲۵۷
	سید شاہ میر محی الدین حسن بخاریؒ (بڑی بلیا مونگیر، بہار)	۲۵۸
	سید وارث علی شاہؒ (دیوہ شریف، یوپی)	۲۵۹
	سید ثناء سرکارؒ (پنگریو، بدین، سندھ)	//
	نواب صدیق حسن خاں والیٔ بھوپال	۲۶۱
	مولانا سید شاہ احمد جمال والجمین بخاریؒ (راجپوتانہ)	۲۶۲
	سید ابوالاعلیٰ مودودی (لاہور)	۲۶۳
	شجرۂ نسب	۲۶۵
	مولانا عبدالسلام نیازی (دہلی)	۲۶۶
	علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی (بہار)	۲۶۷
	سید اللہ بیار شاہ بخاری (ہالا سندھ)	۲۶۹
۱۱	ساداتِ عسکری	۲۷۰
	شجرہ ساداتِ عسکری	//
	شجرہ اولاد سید علی اکبر پیر بابا ترمذیؒ (برنیر)	۲۷۲
	سید جمال الدین افغانیؒ	۲۷۳
	بابا تاج الدین اولیاءؒ (ناگپور)	۲۷۴
	منقبت	۲۷۵
	سید حسن اخوی محمد عظیم برخیاؒ (کراچی)	۲۷۶
۱۴	ساداتِ زیدی واسطی جاجنیری	۲۷۷
	واسط	//
	جاجنیر	//
	حضرت زید شہیدؓ	۲۷۸
	حضرت زید شہیدؓ کی شبیہہ	۲۸۱
	سیدہ یحییٰ بن زید شہیدؓ	//
	سید عیسیٰ ابو یحییٰؒ	//
	محمد بن عیسیٰؒ	۲۸۲
	سادات کا سندھ سے مادری تعلق	۲۸۳
	اقتباسات	۲۸۵
	متفرق وفاتیں	۲۸۶
	مؤلف کا تبصرہ	//
	شجرہ زیدی واسطی جاجنیری	۲۸۷
	ساداتِ زیدی، نہٹور (یوپی)	۲۹۴
	سید ابوالفرحؒ	۲۹۵
	دو فاریاں جاجنیر	۲۹۶
	سید احمد جاجنیریؒ کا سراپا	۲۹۹
	شجرہ ساداتِ زیدی واسطی پر تبصرہ	//
	دس شجرے مع تبصرے	۳۰۲
	ایک غلطی کا ازالہ	۳۰۸

باب	مضامین	صفحہ
	شجرہ ساداتِ زیدی (اترپردیش، پنجاب)	۳۳۰
	سید محمد صغریٰ واسطیؒ (فاتح بنگالہ)	۳۱۳
	مولانا سید غلام علی واسطی بلگرامیؒ	۳۱۴
	غزل (فارسی)	۳۱۵
	سید شاہ برکت اللہ، ماہرہ شریف، یوپی	۳۱۶
	سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتیؒ	۳۱۸
	شجرہ اولاد سید شاہ برکت اللہ (ماہرہ شریف)	۳۱۹
	شجرہ اولاد سید محمد جاجنیریؒ	۳۲۰
	سید مصباح الہدیٰ دیسنوی	۳۲۱
	شجرہ اولاد سید احمد جاجنیریؒ	۳۲۷
	مخدوم شیخ غریب اللہ حسین دھکڑپوشؒ	۳۵۰
	بی بی معصومہؒ	۳۵۱
	مولانا حکیم سید برکات احمدؒ ٹونکی بہرائچی	۳۵۲
	علامہ سید ناظر حسن گیلانیؒ مونگیر	۳۵۳
	شمس العلماء علامہ سید نذیر حسین دہلویؒ (مولانا شہر مونگیر)	۳۵۹
	سر علی امام بیرسٹر (پٹنہ، بہار)	۳۶۲
	مثنوی علامہ اقبالؒ	۳۶۳
	سر علی امام کے نسب نامہ پر تبصرہ	۳۶۴
	سر سلطان احمد بیرسٹر (بہار)	۳۶۶
	سید شہاب الدین رحمت اللہ بیرسٹر (بہار)	۳۶۷
	پروفیسر شمس النعمانی، جامعہ کراچی	۳۶۹
	علامہ حکیم محمود احمد برکاتی	۳۷۱
	ساداتِ ساسنہ	۳۷۲
	شجرہ اولاد سید شاہ برہان الدین	۳۷۴
	میر سید شاہ جلال الدین خاں ہرمزیؒ بہار	۳۷۵
	گنگ شکست	//
	چراگاہوں کی تلاش	۳۷۶
	عہد بلبن کے سادات	//
	ساداتِ جاجنیر	//
	فیروز شاہ تغلق کی اہل بیت سے محبت	//
	سید شاہ معین الدین (ساسنہ، مونگیر)	۳۸۲
	مولانا سید محمد یحییٰ ندوی (ساسنہ مونگیر)	۳۸۴
	شجرہ اولاد سید شاہ معین الدین (ساسنہ)	۳۸۵
	شجرہ اولاد سید شاہ محی الدین (سید جگدیو)	۳۹۲
	شجرہ ساداتِ بارہ، برونی	۳۹۷
	سید وزارت حسین مختار (نیگھرہ، مونگیر)	۴۰۱
	شجرہ اشرافِ نیگھرہ	۴۰۲
	سید محمد محمود بارودی	۴۰۶
	پروفیسر آفتاب الدین (دہلی کالج، تاشقند)	۴۰۸
۱۵	مشائخ علوی	۴۱۰
	شجرہ مشائخ علوی	//
	شاہ سالار مسعود غازیؒ بہرائچ (یوپی)	۴۱۳

باب	مضامین	صفحہ
	شاہ نیاز احمد علوی بریلوی (بریلی)	۴۱۶
۱۶	**مشائخ عباسی**	۴۱۷
	شجرہ مشائخ عباسی	〃
	شیخ آسوں دشیخ ارزانی (بہار)	۴۱۸
	خواجہ فضل علی قریشی (ملتان)	۴۱۹
	شجرۂ طریقت صوفی ملیب	〃
	(ڈگری سیریز خاص)	
۱۷	**مشائخ زبیری مکی ہاشمی**	۴۳۰
	شجرہ اولاد امام تاج فقیہہ (بہار)	۴۲۱
	شیخ یحییٰ منیری (بہار)	۴۲۴
	نجیب فردوسی	〃
	مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیری (بہار)	۴۲۵
	نمونۂ کلام	۴۲۷
	مولانا ولایت علی صادق پوری پٹنہ (بہار)	۴۲۸
	شاہ اسمٰعیل (منیر، بہار)	۴۲۹
	شیخ علا بنگالی	۴۳۱
	شیخ فاضن شطاری	〃
	شیخ ہدایت اللہ سرمست	〃
	مولانا عبدالشکور منیری	۴۳۳
	شاہ عبدالعزیز	۴۳۵
	مخدوم شیخ شعیب (شیخپورہ، مونگیر)	۴۳۶

باب	مضامین	صفحہ
	علامہ عبدالقدوس ہاشمی (بہار)	۴۳۸
۱۸	**مشائخ جعفری زینبی**	۴۳۹
	شجرۂ اولاد حضرت جعفر پیارہ	۴۴۱
	شجرۂ طریقت پھلواری شریف، بہار	۴۴۳
	تذکرہ پھلواری شریف	۴۴۵
	مولانا عماد الدین عماد پھلواروی	۴۴۷
	حضرت بی بی دلیر	〃
	شاہ مجیب اللہ و شمس الدین پھلواروی	۴۴۸
	شاہ امان علی جعفری (بہار)	۴۴۹
	شاہ سلیمان پھلواروی (بہار)	۴۵۰
	مولانا شاہ جعفر پھلواروی (بہار)	〃
	سلام سلیمانی	۴۵۱
	شاہ قمر الدین پھلواروی	۴۵۲
	شاہ محی الدین تمنا عمادی	۴۵۳
۱۹	**مشائخ ہاشمی**	۴۵۵
	حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی	〃
	حضرت شیخ صدر الدین عارف	۴۵۷
	حضرت شیخ رکن الدین رکن عالم (ملتان، پنجاب)	〃
۲۰	**مشائخ صدیقی**	۴۵۸
	شجرہ اولاد حضرت ابوبکر صدیق	〃
	شیخ شہاب الدین سہروردی	۴۶۷

باب	مضامین	صفحہ
	شیخ جمال الدین ہانسوی	۴۶۸
	پیر بدرالدین بدر عالم زاہدی (بہار)	۴۷۰
	مخدوم نوح ہالائی (سندھ)	۴۷۱
	شاہ سلطان گھسینیہ مونگیر (بہار)	۴۷۲
	مخدوم آدم نقشبندی (سندھ)	۴۷۷
	خواجہ محمد زماں (راری شریف ہریانہ)	۴۷۸
	شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی (یوپی)	۴۷۹
	مولانا قاسم نانوتوی (یوپی)	۴۸۱
	شاہ نعمت اللہ صدیقی سیوان، بہار	۴۸۲
	شجرہ اولاد رستم سیوانی سیوان، بہار	۴۸۳
	مولانا الیاس بانی تبلیغ جماعت (یوپی)	۴۸۴
	مولانا یوسف کاندھلوی (یوپی)	〃
	شیخ الحدیث مولانا زکریا (یوپی)	〃
	مولانا عبدالعلیم صدیقی مبلغ اسلام (یوپی)	۴۸۵
	علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی (کراچی)	۴۸۶
۲۱	**مشائخ فاروقی**	۴۸۷
	شجرہ اولاد حضرت عمر فاروق	〃
	شیخ مسعود فرید گنج شکر پاک پٹن (پنجاب)	۴۹۱
	خواجہ حسام الحق ناگپوری (الہ آباد)	۴۹۲
	شیخ سلیم چشتی (فتح پور سیکری)	۴۹۳
	میاں میر لاہوری (لاہور)	۴۹۴
	حضرت سلطان باہو (پنجاب)	〃

باب	مضامین	صفحہ
	شیخ عبدالحق محدث دہلوی (دہلی)	۴۹۵
	شجرہ اولاد شیخ عبدالحق محدث	۴۹۶
	امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (پنجاب)	۴۹۷
	کلام ربانی	۴۹۹
	شاہ منعم پاکباز پٹنہ (بہار)	۵۰۰
	خلفاء	۵۰۱
	خواجہ رکن الدین عشق	〃
	خلیفہ سلاسل طریقت منعمیہ	۵۰۲
	شاہ عطا حسین	〃
	تصنیفات	〃
	اردو رسالے	۵۰۴
	شاہ عبدالرحیم محدث (دہلی)	۵۰۵
	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (دہلی)	۵۰۶
	میاں سچل سرمست (سندھ)	۵۰۷
	شاہ عبدالعزیز (دہلی)	۵۰۸
	شاہ اسمٰعیل دہلوی (دہلی)	۵۰۹
	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	۵۱۱
	مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا	۵۱۲
	مولانا اشرف علی تھانوی	۵۱۳
	حدیث حنفی کی اجازت	۵۱۴
۲۲	**مشائخ عثمانی**	۵۱۵

باب	مضامین	صفحہ
	شجرہ اولاد حضرت عثمانؓ	۵۱۵
	بندگی شاہ نظام الدینؒ امیٹھی شریف	۵۲۰
	شیخ فریدالدین فردوسیؒ (بدھن) بہار	۵۲۲
	مفتی سلطان حسن خاں احسن (بریلی)	۵۲۲
	مولانا شبیر احمد عثمانی (دیوبند)	۵۲۴
	مولانا ظفر احمد عثمانی (دیوبند)	〃
	لطف صدیق فرشوری (بریلی)	۵۲۵
	شجرہ اولاد لطف صدیق	۵۲۶
۲۳	**مشائخ انصاری**	۵۲۷
	شجرہ مشائخ انصاری	〃
	حضرت ابوایوب خالد انصاریؓ	۵۲۲
	حضورؐ کا خواب	〃
	اقتباس از زیور اخلاق	۵۳۳
	بادشاہ یمن کا خط حضور اکرمؐ کے نام	۵۳۶
	حضرت مومن حارث مرزقی یمنی یمیر شریف (بہار)	۵۳۷
	خانوادہ فرنگی محلی لکھنؤ اور ملا نظام الدین سہالویؒ	۵۳۹
	مولانا عبدالباری فرنگی محلی (لکھنؤ)	۵۴۱
	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (دیوبند)	۵۴۲
	مولانا امجد علی انصاریؒ صدر الشریعہ (مصنف بہار شریعت) (اعظم گڑھ)	۵۴۳

باب	مضامین	صفحہ
۲۴	**اولاد امام اعظمؒ**	۵۴۴
	حضرت شاہ بو علی قلندر پانی پتیؒ	〃
	شیخ برہان الدین غریبؒ	۵۴۵
۲۵	اولاد حضرت ابوہریرہؓ	۵۴۶
	شیخ بدیع الدین شاہ مدارؒ	〃
۲۶	**اولاد نوشیرواں عادل**	۵۴۷
	شجرہ اولاد نوشیرواں عادل	〃
	سلطان محمود غزنویؒ	۵۴۸
	فتح تلگوکوٹ، تھرپارکر (سندھ)	〃
	سلطنت بہمن، دکن	۵۵۱
	محمد شاہ بہمن	۵۵۲
	فیروز شاہ بہمن	۵۵۳
	محمود گاواں	۵۵۵
۲۷	**اولاد امیر تیمور**	۵۵۷
	شجرہ اولاد امیر تیمور	〃
	بہادر شاہ ظفر (آخری مغل بادشاہ دہلی)	۵۵۸
۲۸	**قائم خانی راجپوت**	۵۶۱
	شجرہ قائم خاں راجپوت	〃
	نواب قائم خاں شہید	۵۶۲
	سید جعفر خاں اور نواب قائم خاں	۵۶۲
۲۹	**شجرہ مشاہیر عالم**	۵۶۷
۳۰	**پٹھان یا فاتحان**	۵۶۷

باب	مضامین	صفحہ
	نسل طالوت	۵۶۷
	افغان کی وجہ تسمیہ	〃
	سلیمانی وجہ تسمیہ	۵۶۸
	روہیلہ	〃
	پٹھان کی وجہ تسمیہ	〃
	سرین کی اولاد	۵۶۹
	بتن کی اولاد	〃
	غرغشت کی اولاد	۵۷۰
	افغان کے ذخیل	〃
	بینگش اور کاغزئی	〃
	شجرہ نسب شاہ حسین	۵۷۱
	پروفیسر عبدالرؤف کا تبصرہ	〃
	شجرہ افغانی پٹھان	۵۷۳
	اقتباس از تاریخ افغاناں	۵۷۷
	اقتباس از تاریخ افغانستان	۵۷۸
	قدیم افغانستان	۵۷۹
	امیر کرور سوری پہلوان	۵۸۱
	امیر کرور کے رزمیہ اشعار	〃
	شیر شاہ سوری	۵۸۲
	کارہائے نمایاں	〃
	شیر شاہ کے معمولات	〃
	کارہائے فلاح و بہبود	۵۸۳
	اقتباس از تذکرۃ القریش والافغان	۵۸۴
	القریش والافغان	۵۸۵
	روہیلکھنڈ اور روہیلہ افغان	۵۸۷
	شجرہ نسب	〃
	حافظ رحمت خاں	۵۸۸
	شجرہ نسب خاندان روہیلہ	۵۹۰
	مولانا محمد رضا خانؒ	۵۹۱
	مولانا محمد لقی خانؒ	〃
	مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ	〃
	ضمائم	۵۹۲
	صاحبزادگان	۵۹۳
	صاحبزادیاں	〃
	خلفاء	〃
	مشہور خلفاء پاک و ہند	〃
	مولانا کے حلقۂ احباب کے ممتاز علماء و رفقاء	〃
	حصہ دوم	۵۹۲
۳۱	**تبع تابعین و دیگر صوفیاء کرام**	۵۹۵
	حضرت حاجی ترابیؒ (ٹھٹھہ)	〃
	حضرت عبدالرحمٰن ہاشمی قریشی جھنگیؒ	〃
	شیخ ابوحفص ربیع صبیح سعدی البصریؒ مگھر (ٹھٹھہ)	〃
	شیخ کبیر ابوعلی سندھیؒ	۵۹۶

باب	مضامین	صفحہ
	شیخ احمد بن عبداللہ دیبلی سندھیؒ	۵۹۶
	شیخ بایزید بسطامیؒ	//
	سرمد شہید (دہلی)	//
	امام محمد اسمٰعیل بخاریؒ	۵۹۸
۳۲	**چند اکابر صوفیاء و علماء**	۵۹۹
	حسین بن منصور حلاجؒ	//
	حضرت شمس تبریزؒ	۶۰۰
	نمونۂ کلام	۶۰۱
	حضرت امیر خسروؒ	۶۰۲
	خواجہ یحییٰ اکبر غرشتیؒ (بلوچستان)	۶۰۳
	خواجہ باقی باللہؒ (دہلی)	۶۰۴
	حضرت علی ترمذیؒ پیر بابا (بونیر)	//
	شیخ عبداللہ شطاری صدیقیؒ (ریوپی)	۶۰۵
	شاہ بلاولؒ (پنجاب)	//
	شاہ ابوالبرکاتؒ	//
	سلطان سخی سرورؒ (پنجاب)	۶۰۶
	علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ (پنجاب)	۶۰۷
	مولانا انور شاہ کاشمیریؒ (کشمیر)	۶۰۸
۳۳	**چند مشاہیر صوفیاء بنگال و بہار**	۶۰۹
	شیخ جلال سلہٹیؒ	//
	مولانا شرف الدین قوامہؒ	//
	شاہ علی بغدادیؒ میرپور (ڈھاکہ)	//

باب	مضامین	صفحہ
	شیخ علاء الدین علاء الحق پنڈویؒ بنگال	۶۱۰
	مخدوم شیخ جلال الدین تبریزیؒ (گوہاٹی آسام)	۶۱۱
	ملک یونس بارایٹ لا (پٹنہ، بہار)	۶۱۳
	حسین شہید سہروردی (کلکتہ، بنگال)	۶۱۵
	خان بہادر چودھری محمد بخش رئیس کمیلہار (پورنیہ، بہار)	۶۱۶
۳۴	**چند علماء اہل سنت**	۶۱۸
	پیر سید جماعت علیؒ شاہ علی پور سیداں (پنجاب)	//
	مولانا سید دیدار علی شاہ (الور)	۶۱۸
	پیر سید مہر علیؒ گولڑہ شریف (راولپنڈی، پنجاب)	۶۰۹
	پروفیسر سلیمان اشرف (بہار)	۶۲۰
	مولانا ظفر الدین (بہار)	//
	صدر الافاضل سید محمد نعیم الدینؒ مراد آبادی (ریوپی)	۶۲۲
	علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفیؒ	۶۲۳
	علامہ سید احمد کاظمیؒ (مراد آباد)	//
	مولانا مفتی سید محمد افضل حسینؒ آرہ (بہار)	۶۲۴
	چند مشہور تلامذہ	۶۲۵

باب	مضامین	صفحہ
	اولاد	۶۲۵
	سید شاہ نعمت اللہؒ ولی	۶۲۶
	شاہ نعمت اللہ کی پیشین گوئیاں	//
۳۵	**منظوم شجرے**	۶۳۳
	علامہ عبدالجلیل بلگرامیؒ	//
	سید سرفراز علی خاں شاکر	۶۳۴
	منظوم شجرۂ نسب و طریقت سلاسل اشرفیہ (کچھوچھہ شریف، فیض آباد)	۶۳۵
	سید محمد نجم الحسن نجم مونگیری (مؤلف)	۶۳۶
	مولانا محمد جمیل انصاریؒ، مدرس (مدرسۂ عالیہ، کلکتہ)	۶۳۸
۳۶	**شعراء ترہت**	۶۳۹
	شعراء لکھنیسہ	//
	بسمل لکھنیسوی	//
	بدر لکھنیسوی	//
	مضطر لکھنیسوی	۶۴۰
	ناشاد لکھنیسوی	//
	شاعرۂ سانحہ	۶۴۲
	سید محمد نجم الحسن نجم مونگیری	//
	نمونۂ کلام	۶۴۳
	شعراء بارہ	۶۴۴
	عزیز بارہوی	//

باب	مضامین	صفحہ
	حیرت بارہوی	۶۴۴
	ساغر بارہوی	//
	قمر بیگھری	۶۴۶
	حافظ مشکی پوری	//
	خلیل بیگ سرائی	۶۴۷
	حسرت نعمانی	۶۴۸
	نمونۂ کلام	//
	مظہر کاظمی	//
	عاجز صدیقی	۶۵۰
	نمونۂ کلام	//
	عالمی مچھیروی	//
	سید محمد حسن بہاری بلیادی	۶۵۱
	نمونۂ کلام	۶۵۲
۳۷	**قدیم افغانستان**	۶۵۳
	ناصیان	۶۵۴
	ہوائے جنگ	//
	فتوحات اسلامی	۶۵۵
	فتح قندھار و نہرا	۶۵۶
	راجہ رائے سہاسی	//
	خوارج بلوچستان	۶۵۷
۳۸	**ملتان**	۶۵۹
	تذکرہ ملتان	//

باب	مضامین	صفحہ
	نظم	۶۶۱
	فتح ملتان	۶۶۲
	ایک دلچسپ قصہ	//
	سید شاہ یوسف گردیزیؒ	۶۶۳
۳۹	وادیٔ بالان	۶۶۴
	بہار	//
	مین ست	//
	گوتم بدھ	//
	چانکیہ کوٹلیہ	//
	مسلم بہار	۶۶۵
	مونگیر	//
	منجھلا (دربھنگہ)	//
	علمار بہار	//
	وادیٔ بالان	۶۶۷
	دریائے گنڈک	//
	دریائے باگمتی	//
	دریائے کوسی	//
۴۰	متفرقات	۶۶۸
	نادرشاہ اور سید نجابت علی خاں کے درمیان مکالمہ	//
	علی وردی خاں	۶۶۹
	چکواروں سے جنگ	//

باب	مضامین	صفحہ
	خود مختاری	۶۷۰
	پھلواری کی جنگ	۶۷۱
	سراج الدولہ کو نصیحت	۶۷۲
	روزنامچہ کے معمولات	//
	اجناس کی قیمتیں	۶۷۳
	صنعتی ترقی	//
	سادات بارہہ کے بارے میں میر قاسم کا تبصرہ	۶۷۴
	مرزا بیدلؔ کے اشعار کا جواب	//
	علامہ سید سلیمان ندوی اور ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی	۶۷۶
	راجہ رام نرائن محرّر	۶۷۷
	فہرست ادویہ بہار	۶۷۹
	فہرست مراضعات سادات جائیسی	۶۸۱
	قاموس الاسماء	۶۸۳
	اشاریہ (مقامات)	۶۹۹

کتابیات

فہرست کتب جن سے استفادہ کیا گیا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۱	اذکار تاج الاولیاء	فریدالدین شاہ تابی کریم بابا	اردو
۲	انگیج اینڈ لائف آف سید امیر علی	جی اے نیٹے سن اینڈ کمپنی مدراس	انگریزی
۳	اعیان وطن	حکیم سید شعیب پھلواروی	اردو
۴	اعجاز خسروی	امیر خسروؒ	فارسی
۵	الصلوٰۃ	مفتی خلیل خاں برکاتی	〃
۶	القریش والافغان	رحم علی خاں	
۷	امیر نامہ	نواب سید امیر علی	فارسی
۸	انوار بندگی	مولانا شاہ محمد سراج عطا سلونی	اردو
۹	انڈین دی کواری	سر ولیم میور	انگریزی
۱۰	انوار السادات	سید ظفر یاب حسین ترمذی	اردو
۱۱	انوار الصفا	محمد خصلت حسین صابری	〃
۱۲	اولیاء لاڑی شریف	ڈاکٹر ہوتچند مولچند گربخشانی	سندھی
۱۳	اے کمپریہنسیو ہسٹری آف بہار	ڈاکٹر سید حسن عسکری	انگریزی
۱۴	آثار اولیاء	ڈاکٹر ظہر الحسن شارب	اردو
۱۵	آثار مدینہ منورہ	عبدالقدوس انصاری	عربی
۱۶	آداب السالکین	سید شاہ آل احمد اچھے میاں ماہروی	اردو
۱۷	آستانۂ دانا پور	حبیب الرحمٰن دانا پوری	〃
۱۸	آئینہ زہت (تواریخ الفطرت)	منشی بہاری لال فطرت وکیل ہیرا سرائے دربھنگہ ۱۹۰۰ء	〃
۱۹	بزم جانباز	صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر	〃
۲۰	بزم شمال	شاداں فاروقی	〃

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۲۱	بزم منیر	سید صباح الرحمٰن دلیسنوی	اردو
۲۲	بہار میں ابوالعلائی فیضان	سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائیؒ	〃
۲۳	بہار میں اردو ادب کا ارتقا	پروفیسر اختر اورینوی	〃
۲۴	بیس بڑے مسلمان	عبدالرشید ارشدؒ	〃
۲۵	پنڈوہ	غیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائیؒ	فارسی
۲۶	تاریخ افغان	سید جمال الدین افغانی	فارسی
۲۷	تاریخ افغانستان	آقائے عبدالحی حبیبی	فارسی
۲۸	تاریخ الشرفاء	سید عبدالمبین (دادا مترجم کسمری (راقم مؤلف)	〃
۲۹	تاریخ بارہ گیاں	پروفیسر حبیب الرحمٰن	اردو
۳۰	تاریخ حسن	سید جواد حسین گیاوی	〃
۳۱	تاریخ روہیلکھنڈ	عبدالعزیز خاں بریلوی	〃
۳۲	تاریخ سادات باہرہ	خان بہادر سید مظفر علی خاں شاکر	〃
۳۳	تاریخ سندھ	غلام رسول مہر	〃
۳۴	تاریخ مونیار گجرات	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	〃
۳۵	تاریخ فیروز شاہی	ضیاء الدین برنی	〃
۳۶	تاریخ قاسم خانیان (حصہ اول)	قمرالزماں خاں ناشر تاج محمد خاں پیٹھ عمر کوٹ	〃
۳۷	تاریخ ناصری	منہاج سراج	〃
۳۸	تاریخ وفی کامل	مولانا احمد جمیل انصاری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ	〃
۳۹	تحفۃ الکرام	شیر قانع ٹھٹھوی	فارسی
۴۰	تحقیق الاقوام	سید افضل حسین فخری شیرپوری	〃
۴۱	تخلیق البیان	محوی عثمانی	اردو
۴۲	تذکرۃ الاولیاء سندھ	مولانا محمد اقبال نعیمی	〃

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۴۳	تذکرہ اکابر اہل سنت	محمد عبدالحکیم شرف قادری	اردو
۴۴	تذکرہ اولیاء کرام نقشبندیہ اویسی شریف	چوہدری نشاد علی وارثی	〃
۴۵	تذکرہ اولیاء لاہور	وارث کمال	〃
۴۶	تذکرۃ الاولیاء	سید فریدالدین عطارؒ	〃
۴۷	تذکرہ جلال سیریؒ	حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی	〃
۴۸	تذکرہ شہید	محمد خالد یوسف	〃
۴۹	تذکرہ صوفیائے سندھ	اعجاز الحق قدوسی	〃
۵۰	تذکرہ صوفیائے بنگال	اعجاز الحق قدوسی	〃
۵۱	تذکرہ سید عطا حسین منعمی	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی	〃
۵۲	تذکرہ صادقہ	مولانا عبدالرحیم صادقپوری (تقریظ از مولانا ابوالکلام آزاد)	عربی
۵۳	تذکرۃ المحدثین	علامہ غلام رسول سعیدی	اردو
۵۴	تذکرہ مسلم شعراء بہار	سید احمداللہ ندوی	〃
۵۵	تذکرہ مشائخ کرام	محمد قاسم فرشتہ	فارسی
۵۶	تذکرۃ المصنفین دین نظامی	پروفیسر اختر راہی	اردو
۵۷	تذکرۃ النجاۃ		عربی
۵۸	تعارف علماء اہل سنت	مولانا محمد صدیق ہزاروی	اردو
۵۹	جامع العلوم تناحمادی	انیس الرحمٰن	〃
۶۰	چہار انوار	سید شاہ برکت اللہ	〃
۶۱	حالات زندگی سید علاء الدین بنادی شطاریؒ	محمد ہاشم شطاری	〃
۶۲	حدیقۃ الانساب	سید خلیل اختر ایڈووکیٹ مظفرپور	〃
۶۳	حیات لبد الممات	فضل حسین بہاری	〃
۶۴	حیات ثبات	مخدوم نجم الدین فردوسی	فارسی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۶۵	حیات مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ	ڈاکٹر مسعود احمد	اردو
۶۶	خواجگان چشتؒ	مولوی محمد منیر لکھنوی	〃
۶۷	ریاض الانساب	سید مقصود علی نقوی	〃
۶۸	زیور اخلاق	کامل اورنگ آبادی	〃
۶۹	سادات بارہہ کی تاریخ و جائزہ	سید سلیمان علی خاں	〃
۷۰	سادات نوازپورہ	سید ارتضیٰ حسین زیدی	〃
۷۱	سبع سنابل	پیر سید عبدالواحد بلگرامیؒ	〃
۷۲	سفینۃ الاولیاء	داراشکوہ	〃
۷۳	سکینۃ الاولیاء	داراشکوہ	〃
۷۴	سلسلۂ چشت	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائیؒ	〃
۷۵	سندھ کا تعارف	سندھ اردو بورڈ، حیدرآباد	سندھی
۷۶	سیدانِ بادشاہ گر	محمد فیض بخش کاکوروی	اردو
۷۷	سید سالار غازی	شیخ طفیل احمد مسعودی، حیدرآباد	〃
۷۸	سید التاریخ	سید روشن علی	〃
۷۹	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانی	〃
۸۰	شاہ یقینؒ	محمد صدیق میمن	〃
۸۱	شجرۂ سادات	سید وزیر حسن زیدی	〃
۸۲	شجرۂ سادات بلگرامی	سادات بلگرام	〃
۸۳	شجرۂ سندھ	سادات سندھ	〃
۸۴	شجرہ سادات نہٹور (دیپی)	مولانا سید عبدالرشید ندوی	〃
۸۵	شواہد النبوت	علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ	〃
۸۶	صغیر بلگرامی	پروفیسر ڈاکٹر ظفر اورنگ آبادی	〃

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف/مؤلف	زبان
۸۷	صوفیائے بہار اور اردو	پروفیسر عین درد ائی ایم اے عینگ	اردو
۸۸	طبقاتِ ناصری	منہاج سراج	فارسی
۸۹	حربی افسل مسلمان	ابو القاسم عبد السلام حسینی ہسوی	اردو
۹۰	فرہنگِ آصفیہ	سید احمد بادی دہلوی	"
۹۱	خزانۂ خورشیدی	سید افضل الدین احمد	"
۹۲	کتاب الانساب	عبد الودود عثمانی	فارسی
۹۳	کنز الانساب	سید عطا امین عبد الرزاق داناپوری	"
۹۴	کرسی نامہ (مولانگر)	سادات جانیسری	"
۹۵	کلیاتِ نعمت	شاہ نعمت اللہ صدیقی	اردو
۹۶	گلزار ابرار	محمد غوثی شطاری مانڈوی	"
۹۷	لطائف اشرفی	حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی	فارسی
۹۸	مجدد الف ثانی	نظام الدین مجددی	اردو
۹۹	محدث سورتی	خواجہ رضی حیدر	"
۱۰۰	مخدوم جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشت	پروفیسر ایوب قادری	"
۱۰۱	مخزن الانساب	سید کریم الدین احمد حسینی جعفری میرزادی	فارسی
۱۰۲	مرآۃ الانساب	سید ضیاء الدین احمد علوی	"
۱۰۳	مصطفےٰ سے حیدر حسن تک	سید آل حسین میاں تاہلی برکاتی	اردو
۱۰۴	مضامین مولانا گیلانی	ڈاکٹر مظفر کیلانی وائس چانسلر بھاگلپور یونیورسٹی	"
۱۰۵	معارفِ مثنوی	مولانا حکیم محمد اختر	"
۱۰۶	مقالاتِ سعیدی	علامہ غلام رسول سعیدی	"
۱۰۷	مقاماتِ فضیلہ	مولانا سید دوار حسین شاہ	"
۱۰۸	مکتوباتِ سلیمانی	عبد الماجد دریابادی	"

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف/مؤلف	زبان
۱۰۹	مکتوباتِ صدی	مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ	فارسی
۱۱۰	ملفوظاتِ زندگانی	منشی عبد الرحمٰن خاں	اردو
۱۱۱	مونسِ آخرت	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابو العلائی	"
۱۱۲	نسب نامہ سادات دلوک دلیسنہ	سید نجم الہدیٰ دلیسنوی	"
۱۱۳	نشانِ منزل	سید عبد الجلیل تیگھوری	"
۱۱۴	نور علی نور	سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں	"
۱۱۵	وسیلۂ شرف و ذریعۂ وزلفت	ابو محمد جلیل الدین حسین عرف سید شاہ فرزند علی سونی منیریؒ	فارسی
۱۱۶	رسالے ہمدرد	دہلی	اردو
۱۱۷	الجیب	پھلواری شریف، پٹنہ، بہار	"
۱۱۸	رسالہ نور و مجدد الف ثانی	ماہنامہ لاہور	"
۱۱۹	روحانی ڈائجسٹ	جنوری ۱۹۸۹ء	"
۱۲۰	ندیم	گیا، صوبہ بہار	"
۱۲۱	الملک (مجلہ)	بدر الحسن ملک النور سوسائٹی، کراچی	"
	روزنامہ		
۱۲۲	جسارت (مودودی نمبر)	۱۹۸۰ء	"

مصنف ایک نظر میں

نام ——— سید محمد نجم الحسن
قلمی نام ——— نجم مونگیری
ولدیت ——— سید محمد بدر الحسن
جائے پیدائش ——— موضع سانحہ پرگنہ بلیا ضلع مونگیر
پیشہ ——— سرکاری ملازمت
موجودہ عہدہ ——— آڈٹ آفیسر محکمہ زکوٰۃ و عشر، اسلام آباد۔ (فی الحال اکاؤنٹس آفیسر کینیٹ ڈویژن کراچی)
مقابلہ کا امتحان ——— ایس اے ایس کا امتحان ۱۹۷۲ء میں پاس کیا۔
اعلیٰ تربیت ——— پاکستان ریلوے اکاؤنٹس اکیڈمی کوئٹہ سے اعلیٰ ٹریننگ حاصل کی۔
اساتذہ کرام ——— پرائمری اسکول احمد گنج، سید وسیم الدین، پنڈت نیرہ لال گروجی۔
شہید ملت اسکول سین منگھ، سید حسن رضا، سید عبدالحفیظ، سہراب خاں اعظمی، پروفیسر یحییٰ ادھمی
رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ، سید حفیظ الرحمٰن، سید مصباح الہدیٰ دیسنوی،
مولانا سید احمد ندوی، محمد حلیم، سید حسن نہاد، شمشاد احمد اشرفی
ڈھاکہ کالج، پروفیسر شاہ نجم الحسن، پروفیسر سید اقبال علیم، پروفیسر سعد منیر
قائد اعظم کالج، پروفیسر سید مقبول احمد، پروفیسر سید عبدالرؤف فاطمی
ڈھاکہ یونیورسٹی: ڈاکٹر پروفیسر منیب شادانی
ادبی سرگرمیاں ——— سابق جوائنٹ سیکرٹری، بزم ادب جہانگیر روڈ، کراچی
تصانیف ——— (۱) پوئمز آف پاکستان (انگریزی نظموں کا مجموعہ) مطبوعہ ۱۹۸۷ء
(۲) اشراف عرب (زیر نظر)
(۳) گل و گلستان (اردو و فارسی کا مجموعہ کلام) زیر طبع
(۴) این انسائیکلوپیڈیا آف انیسیڈی زیر طبع
موجودہ پتہ ——— ۱۰۸، ای جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی۔

کچھ "پوئمز آف پاکستان اور گل و گلستان" کے بارے میں

سید نجم الحسن
ڈٹرسید

آپ کی انگریزی نظموں کا حیران کن اور دیدہ زیب مجموعہ کلام نظر نواز ہوا۔
بہت بہت شکریہ!

نیازمند
جے گلیسر، ایم ایس پی ایچ ڈی
اسوسی ایٹ پروفیسر آف بیامیٹری و کمپیوٹر سائنس
یونیورسٹی آف ٹیکساس، ہیلتھ سائنس سینٹر ایٹ
ہوسٹن، امریکہ (یو این او)

"گل و گلستان" کی طباعت و اشاعت میرے لیے دلی مسرت کا باعث ہے۔ صاحب "گل و گلستان" میرے ان رفقاء میں ہیں جن کا ذوق و شوق اور ولولہ قابل تقلید ہے۔ موصوف نے حصول مقصد کے لیے جو کاوشیں کی ہیں وہ اہل علم کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔

سندھ کی سرزمین میں حافظ شیخ عبدالوہاب المعروف سچل سرمست شاعر ہفت زبان گزرے ہیں اور بیسویں صدی میں اسی سرزمین سے سید نجم الحسن نجم شاعر سہ زبان کی حیثیت میں ابھر رہے ہیں۔ ابھی ان کا قلم اور ذہن جوان اور تازہ دم ہے۔ کاروان شعر و ادب کو ان سے بے شمار توقعات ہیں اور انشاء اللہ العزیز یہ ان توقعات پر بفضلہ تعالیٰ پورا اتریں گے۔

"ایں دعا از من فراز جملہ جہاں آمین باد"

سید الامین میرٹھی۔ شرف آباد، کراچی
یکم شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

سعید الزماں عباسی بدایونی

تصانیف

۱۔ آبرنگ (مجموعۂ غزلیات)
۲۔ حرفِ عجز (مجموعۂ نعت)
۳۔ خوابِ رنگ (شعری مجموعہ)

پتہ:۔ ۱۲ ای جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی ۵

عزیزی نجم الحسن نجمؔ کی شاعری پر تبصرہ کرنے سے قبل یہ ضرور دیکھنا اور سوچنا پڑتا ہے کہ موصوف کا رجحان نہ صرف اُردو غزل و نظم کی طرف ہے بلکہ وہ انگریزی شاعری بھی اسی روانی و برجستگی سے کر رہے ہیں جس کے لئے برسوں کی محنت و کاوش درکار ہوتی ہے۔ مختلف اصناف شاعری میں ان کا دخل ان کے وجدان کا پتا دیتا ہے اور مجھے قوی اُمید ہے کہ اگر ان کا قلم اسی طرح فکری منازل طے کرتا رہا تو ایک دن جو ظاہری خامیاں اُردو لغت کے تناظر میں نظر آتی ہیں خود بخود مفقود ہو جائیں گی اور ان کی شاعری وقت کے ساتھ ساتھ نکھرتی اور سلجھتی جائے گی۔

سعید عباسی
۱۲ر جنوری ۱۹۸۸ء

خمار فاروقی

مصنف:۱۔ ناکشیدہ
۲۔ آتشِ غم
۳۔ پیمانِ کربلا

پتہ:۔ جہانگیر ویسٹ، کراچی ۵

محترم جناب سید نجم الحسن صاحب کی تخلیق "پوئمز آف پاکستان" پڑھ کر اندازہ ہوا کہ شاعری صرف اہلِ زبان کا ہی حق نہیں ہے اور زبان کسی کی بھی میراث نہیں۔ انہوں نے انتہائی مہارت، چابکدستی اور کمالِ فن سے اپنے تاثرات و جذبات قالبِ شعری میں ڈھال دیے ہیں۔ زبان میں روانی اور سلاست ہے جس سے ان کی مشاقی کا پتہ چلتا ہے۔

خمار فاروقی

ڈاکٹر سید نجم الحسن

پہلے تو آپ میری دلی مبارکباد قبول کیجیے کہ آپ نے اپنی خوبصورت انگریزی نظموں کا مجموعہ شائع کیا۔ میں نے آپ کی کتاب "پوئمز آف پاکستان" کا مطالعہ کیا ہے آپ نے بڑی مہارت اور چابکدستی سے حبِ الوطنی کے پیغامات سادہ اور سلیس زبان میں تارئین کرام تک پہنچا کر ایک مستحسن فرض انجام دیا ہے جو قابلِ قدر و ستائش ہے۔

میری آرزو ہے کہ آپ مشق جاری رکھیں اور دعا گو ہوں کہ ربّ العزت آپ کی کاوشوں کو بارآور کرے۔ آمین!

نیازمند
محمد ارشاد راجپوت
۱۱۶-ای جہانگیر ویسٹ کراچی ۵
۱۰ر نومبر ۱۹۸۶ء

سید احمد
۲۹۳/۱۸ شرف آباد۔ کراچی فون نمبر ۴۲۲۷۳۹

۲۹، نومبر ۱۹۸۶ء

بیادِ سے نجم السلام وعلیکم

پچھلی شام کو میں نے اپنی میز پر ایک کتاب رکھی دیکھی جس کا عنوان تھا "پوئٹس آف پاکستان"۔ میں نے مطالعہ کرنا شروع کیا اور جوں جوں پڑھتا گیا دلچسپی بڑھتی گئی۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں کہ میں کوئی ادیب، شاعر یا دانشور نہیں ہوں لیکن شاعر نے اس کتاب میں اپنے احساسات اور جذبات جس انداز میں اپنے قارئین تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے اس سے میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جہاتِ مستقار کے مختلف گوشوں پر خامہ فرسائی کی گئی ہے اور الفاظ و خیالات کا ایک سمندر موجزن ہے جو تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ موضوعات کا انتخاب روایتی ڈگر سے ہٹ کر اچھوتے انداز میں کیا گیا ہے۔ معاشرتی، عمرانی، حسنِ فطرت، قومی ترقی، آفاقی محبت، ماضی کی یادیں اور پیشہ ورانہ موضوعات پر نظمیں لکھی گئی ہیں۔

میں شاعر کو اس خوبصورت کاوش پر بے اختیار مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

مجھے امید ہے کہ آپ نئی جہتوں کو بھی روشن کریں گے اور دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق اپنے آس پاس کی سسکتی ہوئی انسانیت کو بھی موضوعِ قلم بنائیں گے۔

نیازمند
سید احمد
داماد سید احمد ندوی
مصنف: "مسلم شعرائے بہار"
شرف آباد، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

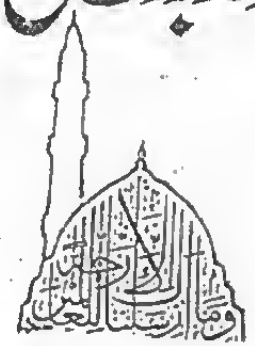

عرضِ حال

رہتا قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوقؔ
اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

شجرہ میں اولاد کے پشت در پشت نام درج ہوتے ہیں۔ توارث اور ماحول انسانی کردار کی تعمیر میں ہر دو عناصر فیصلہ کن طور پر کارفرما ہوتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے توارث کو ماحول پر زیادہ فوقیت دی ہے۔ شجرہ کو نسبنامہ اور کرسی نامہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے مرتب کرنے کی ریت بہت پرانی ہے۔ اہلِ عرب گھوڑوں اور اونٹوں تک کے شجرے تیار کر کے اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے تاکہ ان کی اس نسل کا سراغ لگانے میں آسانی ہو جبکہ اپنے قبیلوں اور خاندانوں کا شجرہ تیار کرنا تو ان کے لیے از بس ضروری تھا۔ عربوں کا شمار علم الانساب کے بہترین ماہروں میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے والد بزرگوار خطاب اپنے وقت کے عرب کے مشہور "نساب" تھے یہاں تک کہ عرب قبائل اپنے نسبناموں پر ان کی مہر تصدیق ضروری خیال کرتے تھے اور یہ رواج بہت پرانا تھا۔

اگرچہ خاندانی اعزاز اور شرافتِ انسانی ایک طرۂ امتیاز ہے مگر نخر و مباہات فروعی کے سرمایہ ہیں۔ فضیلت کا معیار تو تقویٰ کی اقدار پر ہے۔ حسب و نسب کی تاریخ ہماری تہذیب و ثقافت کا ایک اہم عنصر رہا ہے۔ اپنی اولاد کو اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں کا حامل بنانے کے لیے اسلاف سے آگہی ضروری ہے اس لیے یہ فن زمانہ کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا رہا۔ خاص طور پر عرب علم الانساب کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ شجروں کا مرتب کرنا ایک نہایت کٹھن کام ہے اس لیے کہ اس میں پشت در پشت کڑیاں ملانی پڑتی ہیں جو جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اس قسم کے موضوعات میں از راہ بشریت سہو کا امکان ہے چونکہ تحقیق کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اس لیے آئندہ اس کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس قسم کی جرأت اس لیے

کی گئی تاکہ آنے والے نئے محققین کو دعوتِ فکر دی جائے اور وہ اس طرف متوجہ ہوں۔ مزید برآں انہیں کچھ آسانیاں فراہم ہو جائیں۔

سیر و سوانح و شجرۃ الانساب کی تصنیف و تالیف ایک نہایت دقیق اور مشکل کام ہے زیرِ نظر کتاب "اشرافِ عرب" میں انبیاء کرام، خلفائے راشدین، ائمہ کرام، اصحابِ رسول، بزرگانِ دین، صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کا شجرۂ نسب و شجرۂ طریقت مع مختصر حالاتِ زندگی ترتیب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ وہ خرقہ پوش، بادیہ پیما اور سحر انور بزرگ ہیں جنہوں نے انسانوں کی تقدیریں بدل دی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ نویں صدی ہجری میں صوفیائے اسلام کے روحانی نظریات اور عقاید تصوف کو فروغ ملا۔ صوفیا و مشائخ کی تعلیمات نے شاہانِ وقت کو بھی متاثر کیا۔ تیموری فاتحین تو مشائخ کی تعلیمات سے اتنے متاثر تھے کہ کسی مہم پر نکلتے تو ان بزرگوں سے حصولِ دعا ضروری خیال کرتے۔ کسی شہر کو فتح کرنے کے بعد بقیتہ السیف میں سے اہل اللہ کی تلاش ہوتی اور مزارات اور خانقاہوں پر حاضر ہو کر سرِ تسلیم خم کرتے۔ دراصل ان فاتحین کی فتوحات میں اولیاء اللہ کی روحانی قوتیں ساتھ ہوتی تھیں۔

چونکہ یہ کتاب مزوری معلومات پر مبنی ہے اور اختصار سے لکھی گئی ہے اس لیے معجزات و کشف و کرامات اور دیگر تفصیلات سے کتاب کی ضخامت کے پیشِ نظر اجتناب کیا گیا ہے۔

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

اس کام کا آغاز "تاریخ حسن" مصنف سید جواد حسین گیاوی سے ہوا جس میں صفحہ ۱۱۸ پر مجھے اپنے مورثِ اعلیٰ سید شاہ برہان الدینؒ بن سید احمد جاجنیریؒ مدفون موضع سانجہ پرگنہ بلیا تحصیل بیگوسرائے ضلع مونگیر کا حوالہ ملا۔ یہ نایاب کتاب فارسی زبان میں ہے۔ مجھے یہ کتاب سید عبدالقیوم چیوارہ وی صاحب نے بہ کمال مہربانی عنایت فرما کر دستِ تعاون بڑھایا۔ اس کے بعد سید وزیر حسن زیدی الواسطی مصنف شجرۂ سادات ابہرہ نے میری بڑی حوصلہ افزائی کی۔ بہت سارے شجرے اور کتابیں ہفتہ الطلب فرما کر مجھے شکریہ کا موقع دیا۔ جناب سید مصباح الہدیٰ صاحب دیسنوی میرے بزرگ استاد ہیں اور عصرِ حاضر کے معروف ادیب اور اسکالر

ہیں۔ انہوں نے نسبنامہ سادات و ملوک دینہ عنایت فرما کر مجھے سرفراز کیا۔ حضرت بندگی شاہ سید برہان الدین بقا نظامی صاحب شاعر، حکیم صادق اور عصر حاضر کے راہِ طریقت کے شہسوار ہیں انہوں نے ہر قدم پر میری رہنمائی فرمائی اور اپنے بصیرت افروز مشوروں سے مجھے سرخرو فرمایا بلکہ مقدمہ تحریر کرنے کا وعدہ کر کے میرے جوشِ جنوں کو اور آگے بڑھایا۔

خصوصاً سید محمد ظفیر الحسن صاحب سکونت شرف آباد، کراچی، انچارج بیدل لائبریری، شرف آباد کلب سے مجھے بڑی مدد ملی جنہوں نے ازراہِ کرم ڈھونڈ ڈھونڈ کر نایاب اور قدیم نسخے فراہم کئے اور میرے کام میں بے حد دلچسپی لی۔ ظفیر الحسن صاحب کتابوں کی دیکھ بھال، ورق گردانی اور تصنیف و تالیف کے کاموں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ نئی نئی کتابیں اور رسالے لا لا کر بیدل لائبریری کو مالا مال کر رہے ہیں۔ قدیم نسخوں کا حاصل کرنا ان پر تحقیق کرنا اور انہیں منظرِ عام پر لانے کا شوق ان کو جنون کی حد تک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے گا۔ یہ صرف مجھ سے بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں اور میری مدد کر کے انہیں یک گونہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کی مدد کے بغیر میں اس کتاب کی تالیف کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں تمام معاونین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و برتر اس نیک کام میں معاونت کے لیے انہیں اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں سید عاصم تبریز صاحب کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے اس کتاب کی معاونت کا فرض سرانجام دے کر میری کامیابی کو ممکن بنایا۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

احقر العباد
سید نجم الحسن نجم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم (مؤلف)

تعارف

سید نجم الحسن اس صدی کے پانچویں عشرے میں سابق مشرقی پاکستان کے دارالحکومت ڈھاکہ کے ایک مشہور اسکول "رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول" میں طالب علم تھے۔ یہ اسکول قیامِ پاکستان کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ڈھاکہ کے پہلے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سید شہاب الدین رحمت اللہ کے نام پر اور ان کی سرپرستی میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بانیوں میں دو شخصیتیں نمایاں تھیں۔ ایک ڈپٹی معین (مرحوم) دوسرے سید حفیظ الرحمٰن صاحب۔ یہ مشرقی پاکستان کا پہلا اردو میڈیم اسکول تھا۔ اس اسکول سے کئی طلبا نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اسکول کا نام اونچا کیا۔ اس اسکول کے ہیڈ ماسٹر سید محمد کلیم تھے اساتذہ میں عبدالستار، مولانا سید احمد ندوی، ظہور الحسن درس کشمیری، جہانگیر صاحب، عبدالستار دوم، سید حفیظ الرحمٰن دوم، فضل الرحمٰن صاحب، سید صاحب، فروغ احمد اور راقم الحروف شامل تھے۔ اسکول کا نظم و نسق، تعلیمی ماحول اور تربیتی انداز منفرد تھا۔ طلبا اپنے اساتذہ کا پورا ادب و احترام کرتے اور اساتذہ، مشنری جذبہ سے درس دیتے اور سب سے زیادہ زور کردار کی تعمیر پر دیا جاتا تھا۔ یہاں ہر سال اپریل کو یومِ اقبال منایا جاتا۔ بچے بڑے اقبال کے اقوال و اشعار پر مشتمل مکالمے اور ڈرامے اساتذہ کی نگرانی میں کرتے۔ ۱۹۵۰ء میں اسی اسکول سے ماہنامہ "شاہین" شائع ہوتا تھا جس کی مقبولیت پورے مشرقی پاکستان میں ہوئی۔ اساتذہ میں دو اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے ایک درس کشمیری اور دوسرے فروغ احمد صاحب سارے اساتذہ اردو ادب کے شیدائی تھے۔ طلبا عبدالستار صاحب کو بابائے انگلش اور درس کشمیری کو بابائے اردو کہتے تھے۔ اس اسکول میں اس وقت کے گورنر ملک فیروز خان نون، بابائے اردو مولوی عبدالحق، شام کے سفارتکار پروفیسر احمد اور کئی دیگر مشاہیر آئے اور اسکول کی کارکردگی سے متاثر ہوئے۔

نجم الحسن نے اسی مایۂ ناز اسکول میں تعلیم و تربیت پائی۔ شعر و ادب کا ذوق بھی یہیں پیدا ہوا۔

اس اسکول سے فارغ ہونے کے بعد نجم الحسن نے گورنمنٹ کالج ڈھاکہ میں تعلیم حاصل کی۔ یہ اپنے وقت کا بہترین کالج تھا بلکہ مشرقی بنگال کا سب سے پہلا کالج تھا جو ڈھاکہ یونیورسٹی سے بھی پہلے قائم ہوا تھا۔

ماشاءاللہ وہ اس وقت وفاقی حکومت کے محکمہ زکوٰۃ و عشر اسلام آباد میں آڈٹ آفیسر ہیں۔ حسابات کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں وہ شہر شہر اور قریہ قریہ گھومے پھرے اور مقامی زبانیں نہ صرف سیکھیں بلکہ ان میں شعر کہنے لگے۔ انگریزی، اردو اور فارسی ادب کا ذوق تو بہت پہلے ہی پروان چڑھ چکا تھا۔ وہ پہلے انگریزی، اردو اور فارسی تین زبانوں میں اشعار کہتے تھے۔ سرزمین سندھ کے مختلف علاقوں میں گھومنے پھرنے اور لوگوں سے قریبی تعلق پیدا کرنے کے بعد سندھی زبان میں بھی شعر کہنے لگے۔ نئی زبان سیکھنے اور پھر اس میں اشعار کہنے میں ان کو بڑی مہارت حاصل ہے۔ دنیا میں چند ہی ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنی مادری زبان بلکہ دوسری کئی زبانوں میں شاعری کی اور ان کے اشعار زبان زد خاص و عام ہوئے۔ آج سے چند سال پہلے ان کی پہلی تصنیف انگریزی زبان میں "ووی پوئمز آف پاکستان" کے نام سے منظر عام پر آئی۔ اس میں ان کی کئی انگریزی نظمیں ہیں جو تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ کتاب انگریزی ادب کے شائقین تک پہنچی اور قدر کی نظروں سے دیکھی گئی۔ اردو اور فارسی زبان میں ان کے شعری مجموعے طباعت کے لیے پہلے ہی سے تیار ہیں۔ سندھی اشعار بھی یکجا کیے جا رہے ہیں۔

اس دوران میں ان کی مخفی تحقیقی صلاحیتیں اپنے اظہار کے لیے انہیں بیقرار کرنے لگیں اور انہوں نے ایک کٹھن اور صبر آزما کام کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے خلفائے راشدین سے لے کر دورِ حاضر کے سادات، مشائخ اور عالمی شاہیر کے سلسلۂ نسب اور دیگر کوائف یکجا کرنے کے لیے پبلک لائبریریوں، انفرادی اور ذاتی کتب خانوں، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نگارشات کا سراغ لگایا اور دن رات کی محنت شاقہ کے بعد ایک بڑی ضخیم اور نادر معلومات پر مبنی کتاب مرتب کی۔ یہ کام جو بارہ سال میں ہوتا انہوں نے بارہ ماہ میں مکمل کر دیا۔ مستند معلومات جمع کرنے، ان کی چھان پھٹک کرنے اور ان کی صحت کو یقینی بنانے کے لیے جو تگ و دو انہیں کرنی پڑی اس کا اندازہ اس کتاب کے مندرجات سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کا نام انہوں نے "اشرافِ عرب" رکھا ہے جو بہت ہی موزوں ہے۔

شجرۂ نسب کے بغیر تذکرہ نگاری مکمل نہیں کہلا سکتی۔ ایک ہی کتاب میں شجرۂ نسب، سیرت و سوانح یکجا کر کے انہوں نے واقعتاً ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں شجرۂ نسب کا احاطہ آدم تا ایں دم کیا ہے جو اصولِ فطرت کے عین مطابق ہے اور دنیا کے تمام خانوادوں پر محیط ہے۔ اس نوعیت کی کوئی کتاب اس سے قبل منظرِ عام پر نہیں آئی۔ اپنی کتاب میں مزید دلچسپی پیدا

کرنے کے لیے مؤلف نے جابجا اولیاء و مشائخ اور بزرگوں کا نمونۂ کلام بھی درج کیا ہے جس سے کتاب کی اہمیت دوبالا ہو گئی ہے۔ اس میں وحدتِ اسلامی کا درس بھی دیا گیا ہے جو مستحسن قدم ہے لیکن یہ کسی ایک شخص کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لیے تو ایک ادارہ یا انجمن درکار ہے۔

شجرۂ نسب کی فلیموں کے ازالے کے لیے بھی انہوں نے جابجا اپنے تبصرے درج کر کے اپنی اولی تحقیقی صلاحیتوں کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ صوبہ بہار اور صوبہ بہار کے اشراف خاندانوں پر اپنی توجہ مرکوز کر کے وہاں کے گمنام گوشوں کو اجاگر کرنے کا فرض بھی سرانجام دیا ہے۔ اب اس کتاب کے بارے میں کراچی کے چند مشاہیر کی آراء بھی ملاحظہ فرمائیے:

حکیم حاذق پیر زادہ سید شاہ محمد برہان الدین بقاؔ نقامی فرماتے ہیں:

"مؤلف نے "اشرافِ عرب" تالیف کر کے مردوں کے ذکر کو زندہ کر دیا ہے۔"

جامعہ کراچی کے پروفیسر ڈاکٹر سید مجتبیٰ رضوی رقمطراز ہیں:

"مؤلف نے (اسپیڈ ورک) کیا ہے اس سے پہلے اس مضمون پر کسی نے اتنی محنت نہیں کی۔ یہ کتاب بہت جلد (ریفرنس بک) بن جائے گی اور جو بھی آئے گا اسی کتاب کو (کوٹ) کرے گا۔"

اورنگی کے نابینا مولانا افتخار احمد فاضل فاقی پھلواری شریف کے تربیت یافتہ اور شاہ فرالدین پھلواری کے مرید فرماتے ہیں:

"پانچ سو برس کے بعد اللہ پھر کسی ایسی شخصیت کو پیدا کرے جو اس کام کو وہیں سے آگے بڑھائے لہٰذا میں یہ توقع کر سکتا ہوں کہ بلاشبہ "اشرافِ عرب" مؤلف کی معرکۃ الآراء تصنیف ثابت ہو گی۔ مجھے اپنے اس شاگرد پر بڑا ناز ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عامۃ الناس میں زیادہ سے زیادہ مقبول کرے۔" آمین

سید مصباح الہدیٰ رضوی
حیدری، کراچی ۱۸ جولائی ۱۹۹۲ء

تقریظ

حکیم سید شاہ محمد برہان الدین بقا نظامی

سہ شکر اللہ کہ آں خیر کہ خاطر می خواست آخر آمد کہ پسِ پردہ تقدیر پدید

اس افراتفری کے دور میں جب کہ ہر شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہے اور زندگی قیامتِ صغریٰ کا نمونہ بنی ہوئی ہے ایسے دیوانے بھی ہیں جو بے غرض اور بے لوث علمی خدمت انجام دے رہے ہیں جناب سید نجم الحسن جاجیزی ایک علم دوست شخص ہیں۔ میری ان سے تقریباً دس پندرہ سال کی ملاقات ہے۔ فقیر نے ان کی علم دوستی کا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔ ان کی طبیعت تحقیق کے ادق مضمون سے مانوس ہے۔ ان کی پہلی تصنیف "دی پرمٹرآف پاکستان" بزبانِ انگریزی اہلِ علم میں وقیع نگاہوں سے دیکھی گئی ہے۔ لیکن ان کا سب سے وقیع کام ان کی حالیہ تالیف "اشرافِ عرب" ہے جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ماہرینِ علم الانساب ہی اس کتاب کی صحیح قدر و قیمت کو سمجھ سکیں گے۔ اس کتاب کی تالیف کے لیے بیس سال بھی کم تھے لیکن مؤلف نے صرف ایک سال کے اندر اس کتاب کو مکمل کر کے اپنے والہانہ جذبات اور خدمتِ علمی کا اظہار کیا ہے۔

اس کتاب میں سیکڑوں خاندانوں کا اجمالی ذکر موجود ہے۔ نصف ہزار سے زائد شجروں کی چھان پھٹک، ان کی صحت اور سیاق و سباق کے ساتھ ان کا اندراج کوئی آسان کام نہیں جتی الامکان کوشش یہ کی گئی ہے کہ صحتِ بیان متاثر نہ ہو۔ غلو سے بھی دامن بچایا گیا ہے۔ بہرحال میں اس کتاب کی تالیف پر جناب سید نجم الحسن جاجیزی صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اور علم دوست حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب سے استفادہ کریں اس لیے کہ یہ کتاب ماہرینِ علم الانساب کے لیے گائڈ بک کی حیثیت رکھتی ہے۔ "اشرافِ عرب" عہدِ حاضر کی ایک مایہ ناز تالیف ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہلِ علم کو پسند آئے گی۔ اور دن بدن اس کی قدر و قیمت بڑھتی جائے گی۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ،

حکیم سید بندگی شاہ محمد برہان الدین بقا نظامی ۱۱ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۹۲ء

مصنف ۱۔ نقشِ بقا ۲۔ جہانِ بقا ۳۔ مکتوبِ بقا ۴۔ مطلوب القلوب ۵۔ مراقبہ بندگی ۶۔ محراب درویشی ۷۔ شبیر جبر ملا ۸۔ محرم راز ۹۔ چشم وا۔

علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی سجادہ نشین

میرا ابھی ارادہ تھا کہ میں اس طرح کا کچھ کام کروں مگر اللہ تعالیٰ نے مؤلف کو اس کام کے لیے چن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ خاص لوگوں میں کچھ خاص صلاحیتیں ودیعت کی ہے تاکہ خاص مضمون پر خاص توجہ مرتکز ہو سکے۔ دنیا کے تمام خاندانوں کا بیسیوں سوانح اور شجرۂ نسب کے اعتبار سے احاطہ کرنا نہایت دشوار کام ہے۔ مؤلف نے اپنی محنتِ شاقہ اور دن رات کی لگن سے وہ کام کر دکھایا جو دوسرے سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں ان کی اس معرکۃ الآرا تالیف سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا میں ان کو اس حیرت انگیز تالیف پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کر کے بھی حیرت ہوئی کہ موصوف نے "اشرافِ عرب" کا نہ صرف جلد دوم کے لیے مواد تیار کر رکھا ہے بلکہ دونوں جلدوں کا ترجمہ بھی انگریزی زبان میں کر چکے ہیں۔ مزید برآں اس کتاب میں "کتابیات"، "قاموس الاسماء" اور "اشاریہ (مقامات)" شامل کر کے مؤلف نے نہ صرف عصرِ جدید کے تقاضوں کو پورا کیا ہے بلکہ اس کی افادیت بدرجہا بڑھا دی ہے۔

خدا کرے ان کی تمام تالیفات زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر جلد منظرِ عام پر آ جائیں تاکہ علم دوست حضرات کو ان سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ میں مؤلف کی درازیٔ عمر کی دعا کرتا ہوں۔ "ایں سعادت بزورِ بازو نیست"

علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی مہتمم مدرسہ قمر العلوم قمریہ رضویہ ماری پور روڈ کراچی

مصنف

۱۔ اسلام میں حدت کی حکمران

۲۔ مغربی پارلیمانی طریقِ انتخاب علماء امت کی نظر میں۔

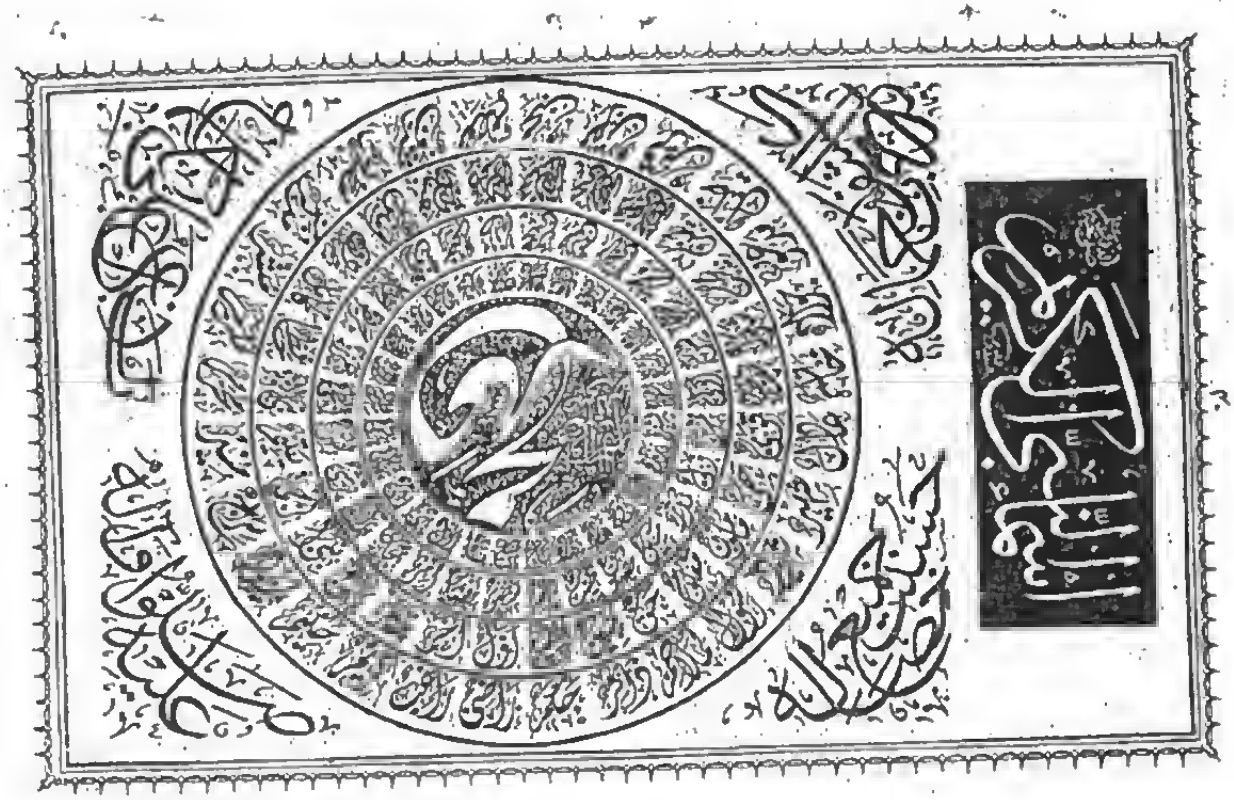

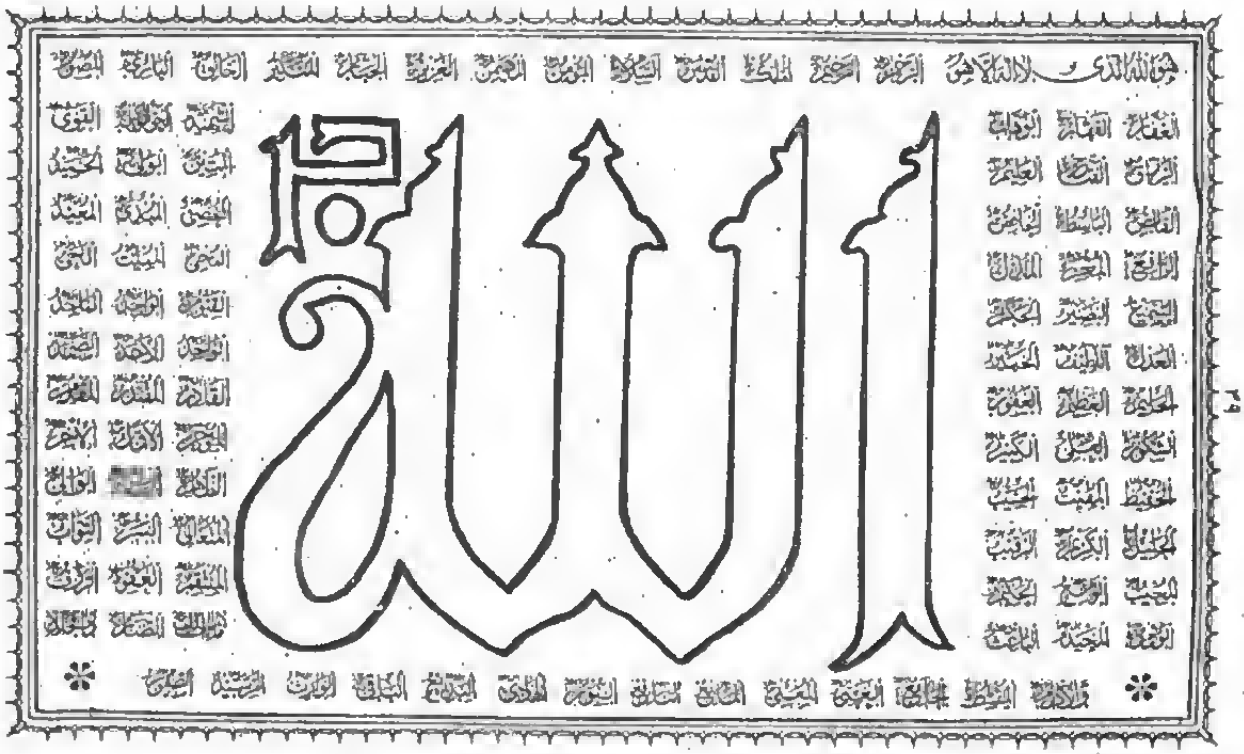

حضرت آدمؑ و حضرت حوّاؑ

شجرہ ص۴۳

۲۔ حضرت شیثؑ
۳۔ حضرت انوشؑ
۴۔ حضرت قینانؑ
۵۔ حضرت مہلائلؑ
۶۔ حضرت یبارؑ
۷۔ اخنوع (اخنوع) حضرت ادریسؑ
۸۔ متوشلخ
۹۔ لمک
۱۰۔ حضرت نوحؑ

ارم — اسمور

۱۱۔ سام — عوص (فقر شداد) — ۱۲۔ ارفخشد — عاد اکبر — ۱۳۔ سالغ ذوالمطیع — ثمود — خلود — ۱۳۔ عابر (ہود) — جاذر — ریاح — ۱۵۔ قانع (شابر) — جلیل — عبداللہ — ۱۶۔ ارغو (عابل) — ثامخ — حضرت ہودؑ — ۱۷۔ شاروع (قابل) — آصف — حضرت یونسؑ — ۱۸۔ ناحور — جلیل — حضرت صالحؑ

۱۹۔ تارخ (براور آذر) — ہاران — ۲۰۔ حضرت ابراہیمؑ — بیقال — لبان — باعور — حضرت لوط (صفحہ) — حضرت لقمان

اولاد حضرت ابراہیمؑ ص۴۳

۲۱۔ حضرت اسمٰعیلؑ (صفحہ) — حضرت اسحٰق — مدین

۲۲۔ حضرت یعقوب (اسرائیل) — عیصو اورم — اعوائل — زارخ — حضرت ایوبؑ — ملیق — نوہب — اعریل — توبک — حضرت شعیبؑ — منوازد جد حضرت موسیٰؑ

۲۳۔ یہودا — لاوی — حضرت یوسف
۲۴۔ یاشن — قاہث — عمران
۲۵۔ حصرون
۲۶۔ ارام — حضرت موسیٰؑ — حضرت ہارونؑ
۲۷۔ عمینوداب — عیزاز
۲۸۔ یکشون — فنحاص
۲۹۔ سلمون — یاسین
۳۰۔ غوبید اخر — حضرت الیاسؑ (جد حضرت عزیرؑ)
۳۱۔ ایشا
۳۲۔ حضرت داؤدؑ
۳۳۔ حضرت سلیمانؑ
۳۴۔ رحبعم
۳۵۔ ابیا
۳۶۔ بادم

۳۷۔ ناحور — اخزیہوم
۳۸۔ عنیبا — یادائش
۳۹۔ عبدالقہ — اموص
۴۰۔ مسلم — ارمیتیا
۴۱۔ سیلمان — بوسام
۴۲۔ دادر — اخریق
۴۳۔ یخشاہ — خزقیا
۴۴۔ مسلم — نیشا
۴۵۔ ازان — راہون
۴۶۔ حضرت زکریاؑ — تامان
۴۷۔ حضرت یحییٰؑ — عمران — حضرت مریم — حضرت عیسیٰؑ

(ریاض الانساب ص۴۱)

حضرت اسمٰعیلؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پشتیں

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت اسمٰعیلؑ	۱۵	ارعوا
۲	قیدار	۱۶	بلخی
۳	عوام	۱۷	سجری (سجری)
۴	عوص اوّل	۱۸	بری (بری)
۵	مرّہ	۱۹	یلیین
۶	سادے	۲۰	حیران
۷	زراح	۲۱	الدعا
۸	ناجب	۲۲	حبید
۹	معصر	۲۳	عنف
۱۰	ابہاسر	۲۴	عسقی
۱۱	افشار	۲۵	سامی
۱۲	عیسیٰ	۲۶	ناحور
۱۳	حنان	۲۷	فاجم (ماجم)
۱۴	عنقا	۲۸	کالح

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۲۹	یدلان	۵۰	معدوم
۳۰	یلدارم	۵۱	نزار
۳۱	حرا	۵۲	معز
۳۲	ناسن	۵۳	الیاس
۳۳	ابی العزام	۵۴	مدرکہ
۳۴	ہنساویل (نساویل)	۵۵	خزیمہ
۳۵	برد	۵۶	کنانہ
۳۶	عوص دوم	۵۷	نضر
۳۷	سلامان اول	۵۸	مالک
۳۸	الہیسع اول	۵۹	فہر
۳۹	اود اول	۶۰	غالب (سیالؤل)
۴۰	عدنان اوّل (۶۰ ق م)	۶۱	لؤی
۴۱	معد اوّل (۵۸۸ ق م)	۶۲	کعب
۴۲	حمل	۶۳	مرّہ
۴۳	ثابت	۶۴	کلاب
۴۴	سلامان دوم	۶۵	قصی (یازید)
۴۵	الہیسع دوم	۶۶	عبد مناف (مغیرہ)
۴۶	الیسع	۶۷	ہاشم (ہرکان)
۴۷	اود دوم	۶۸	عبدالمطلب (شیبۃ الحمد)
۴۸	اُدَد	۶۹	عبداللہ
۴۹	عدنان دوم	۷۰	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (نبیٔ آخر الزماں)

حضرت اسمٰعیلؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک بیالیس پشتوں پر تبصرہ

علامہ سہیلی مصنف "روض الانف" نے بہت سے تاریخی حوالوں اور شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ عدنان سے حضرت اسمٰعیلؑ تک چالیس پشتوں کا فاصلہ ہے۔ (صفحہ ۱۵۴ سیرت النبی جلد اوّل از شبلی نعمانی)

علامہ طبری نے تاریخ میں لکھا ہے کہ مجھ سے بعض نسب دانوں نے بیان کیا کہ میں نے عرب میں ایسے علماء دیکھے جو معد سے لے کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک چالیس پشتوں کے نام لیتے تھے اور اس شہادت میں عرب کے اشعار پیش کرتے تھے۔ اس شخص کا یہ بھی بیان تھا کہ اس سلسلہ کو اہل کتاب کی تحقیقات سے ملایا تو پشتوں کی تعداد برابر تھی البتہ کچھ ناموں میں فرق تھا۔ (سیرت النبی جلد اوّل صفحہ ۱۵۵ از شبلی نعمانی)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سنہ ولادت ۱۹۱۰ ق م تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۳۵۰

(ریاض الانساب صفحہ ۵۸ از سید مقصود نقوی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سن ولادت ۵۷۱ء (سیرت النبی جلد اول صفحہ ۱۲۲، از شبلی نعمانی)

دونوں ولادتوں کا سال مجموعہ: (۵۷۱ + ۱۹۱۰) = ۲۴۸۱ سال اگر اس زمانہ میں ایک نسل کی عمر ۳۶ سال فرض کر لیا جائے تو درمیان میں (۳۶ ÷ ۲۴۸۱) : ۶۹ یا ۷۰ پشتیں فٹ ہیں۔ علم عمرانیات کی رو سے ایک پشت کا فرق نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے میں نے ۷۰ پشتوں کو درست خیال کرتے ہوئے ریاض الانساب صفحہ ۵۸ پر درج اسمائے گرامی من و عن نقل کرنے کی جسارت کی ہے تاکہ آنے والے محققین کے لیے مزید تحقیق کچھ آسان ہو جائے۔

نوٹ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب ناموں میں کم نام مدغم ہونے کے سبب عیسائی مؤرخوں کو ایسی جرأت ہوئی کہ انہوں نے حضورؐ کے نسب ناموں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے (سیرت النبی جلد اوّل صفحہ ۱۵۲)

اولادِ عدنان (پشت نمبر ۶۹) (صفحہ)

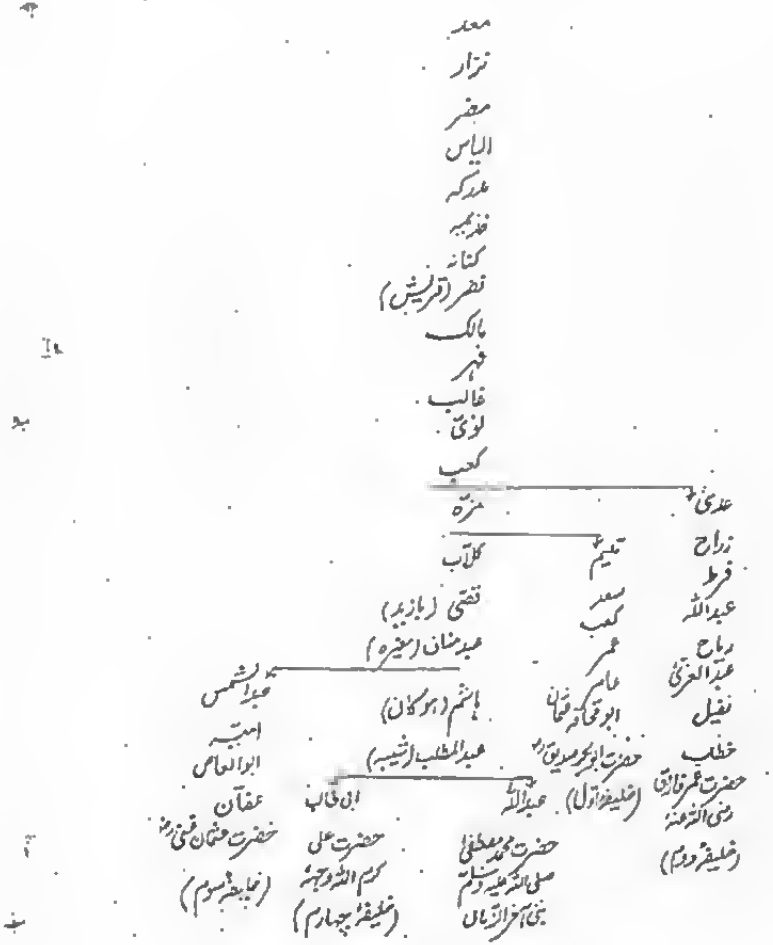

شجرہ اولاد قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب

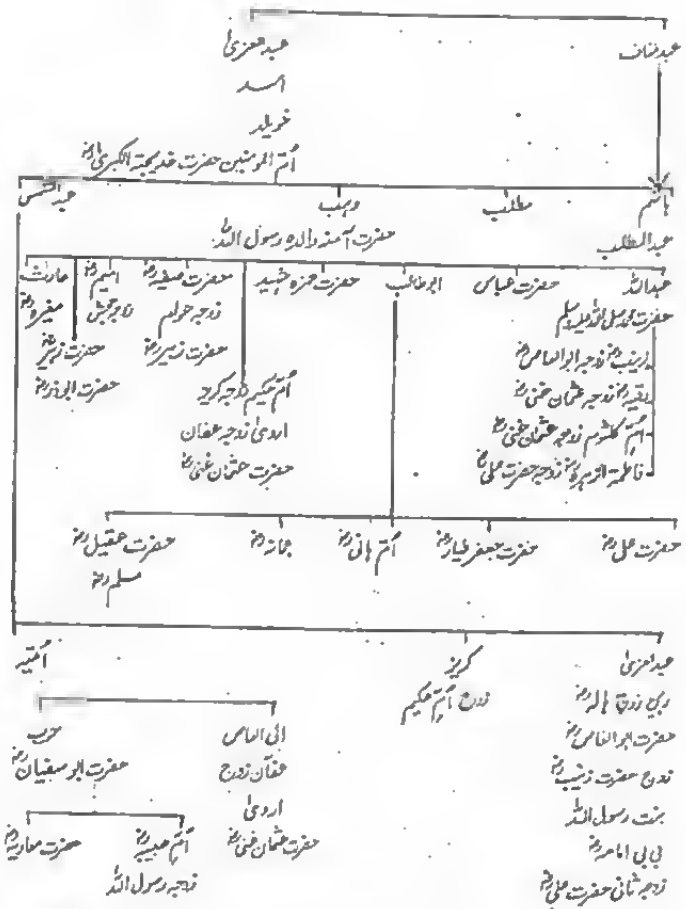

(کتاب الانساب از عبدالودود عثمانی صفحہ ۲۱)

شجرہ اولادِ اسد بن عبد العزیٰ بن قصی

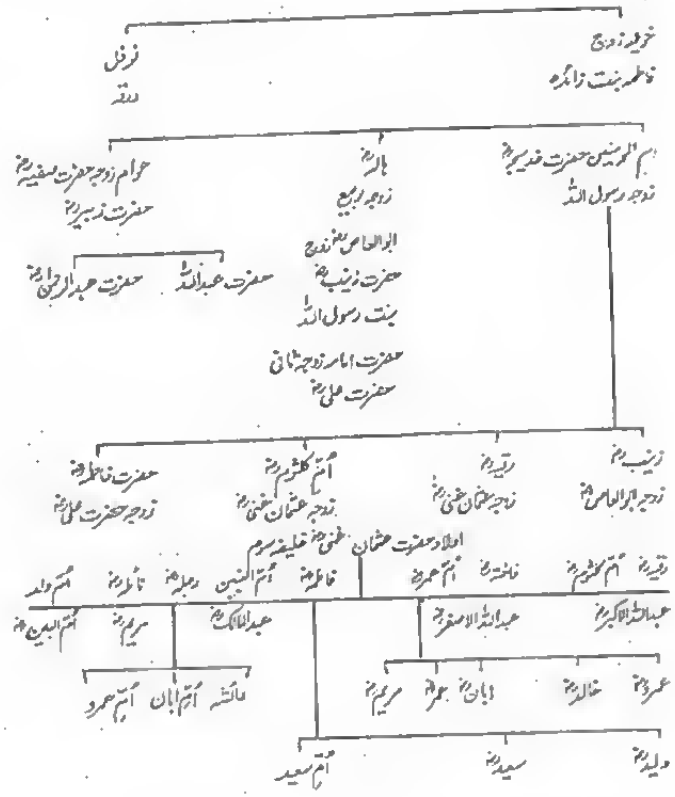

کتاب الانساب صفحہ ۲۰،
نسب نامہ خاندان نوشیران پارل، گوجرانوالہ صفحہ ۱۱،
از قاضی محمد رفیق الدین احمد عثمانی، مارٹن کوارٹر، کراچی۔

خانوادۂ بنو ہاشم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اگرچہ معزز و ممتاز تھا لیکن نضر بن کنانہ کو "قریش" کا لقب دیا گیا۔ اس زمانہ میں حرم کے متولی حلیل خزاعی تھے۔ قصیٰ نے حلیل کی دختر حبی سے عقد کیا اور حرم کے متولی بن گئے۔ قصی نے ایک دار المشورہ قائم کیا جسے دار الندوہ کہا گیا۔ تمام اجتماعی تقریبات وہیں انجام پاتی تھیں۔ قصی نے اتنے مفید کام کیئے اور عربوں کی ایسی خدمات انجام دیں کہ انہیں قریش اوّل کا لقب دیا گیا۔ قصی کے بعد قریش کی ریاست عبد مناف نے حاصل کی۔ عبد مناف کے چھ فرزندوں میں ہاشم سب سے زیادہ لیاقت مند با صلاحیت اور با اثر تھے۔ اس لیے ہاشم ہی حرم کے متولی بنائے گئے۔ ہاشم نے بڑی نیک نامی کمائی اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیے۔ ایک بار ہاشم تجارت کی غرض سے شام گئے۔ راستہ میں مدینہ میں ٹھہرے جہاں سالانہ بازار لگا ہوا تھا۔ ہاشم نے وہاں بنو نجار کی شریف النفس حسین جمیل عورت کو دیکھا جس کا نام سلمیٰ تھا۔ ہاشم نے نکاح کا پیغام دیا جو قبول کر لیا گیا نکاح ہو گیا۔ بعد ازاں ہاشم تجارت کی غرض سے شام چلے گئے جہاں غزہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ سلمیٰ کو ایک لڑکے کی ولادت ہوئی جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔ شیبہ نے آٹھ برس تک مدینہ میں پرورش پائی۔ ہاشم کے حقیقی برادر مطلب کو جب بھتیجا کے بارے میں علم ہوا تو فوراً مدینہ روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر بھتیجا کو تلاش کیا۔ سلمیٰ کو جب ان کے آنے کا حال معلوم ہوا تو ان کو اپنے گھر بلا بھیجا۔ مطلب تین دن تک سلمیٰ کے مہمان رہے چوتھے دن شیبہ کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں شیبہ کا نام اپنے چچا کے نام کی مناسبت سے عبد المطلب پڑ گیا۔

عبد المطلب کے دس یا بارہ بیٹے تھے جن میں ابو لہب، ابو طالب، عبد اللہ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ مشہور رہے۔ حضرت عبد اللہ جب جوان ہوئے تو حضرت عبد المطلب کو ان کی شادی کی فکر دامنگیر ہوئی، وہ مدینہ پہنچے قبیلہ زہرہ میں وہب بن عبد مناف کی دختر کا نام

آمنہؓ تھا جو قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھیں۔ حضرت آمنہؓ اس وقت اپنے سگے چچا وہب بن عبد مناف کے پاس رہتی تھیں۔ حضرت عبد المطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کے لیے حضرت آمنہؓ کا رشتہ مانگا جو منظور کر لیا گیا چنانچہ نکاح ہو گیا۔ حضرت عبد المطلب نے خود بھی وہیب کی دختر ہالہ سے نکاح کیا جن کے بطن سے حضرت حمزہؓ تولد ہوئے۔ حضرت آمنہؓ اور ہالہ آپس میں حقیقی چچا زاد بہنیں تھیں۔ شادی کے بعد حضرت عبد اللہ تین دن تک سسرال میں رہے پھر گھر چلے آئے۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال کی تھی۔ حضرت عبد اللہ تجارت کی غرض سے شام گئے۔ واپسی میں مدینہ میں ٹھہرے اور یہیں وہ بیمار ہو گئے۔ حضرت عبد المطلب کو جب بیٹے کی علالت کی اطلاع ملی تو اپنے بڑے بیٹے حارث کو خبر لانے کے لیے بھیجا۔ جب حارث مدینہ پہنچے تو عبد اللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ چونکہ حضرت عبد اللہ خاندان میں سب سے زیادہ محبوب تھے اس لیے تمام خاندان کو سخت صدمہ پہنچا۔

سیرت النبیؐ جلد اول صفحہ ۱۵۵ تا ۱۶۱
سیرت ابن ہشام (بر حاشیہ زاد المعاد، جلد اوّل)

امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

مختصر احوال

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ختم مرسلین ۲۰ اپریل ۵۷۱ء[1] میں عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف لائے۔[2]

رضاعت سب سے پہلے آنحضرتؐ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ نے اور دو تین روز کے بعد ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی لونڈی تھی۔ ثویبہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اس زمانہ میں دستور تھا کہ شہر کے رؤسا اور شرفا شیر خوار بچوں کو قصبات اور دیہات میں بھیج دیتے تھے تاکہ بچے بدوؤں میں پل کر فصاحت کے جوہر پیدا کر سکیں۔

حضرت آمنہؓ کی وفات آنحضرتؐ کی عمر جب چھ برس کی ہوئی تو آپؐ کی والدہ آپؐ کو لے کر مدینہ گئیں۔ ایک ماہ تک قیام کیا واپسی میں مقام ابواء پر ان کا انتقال ہو گیا اور یہیں مدفون ہوئیں۔ ام ایمنؓ آنحضرتؐ کو لے کر مکہ میں آئیں۔

عبدالمطلب کی کفالت والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آنحضرتؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آنحضرتؐ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ عبدالمطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی اور حجون میں مدفون ہوئے۔ اس وقت حضورؐ کی عمر مبارک ۸ برس کی تھی۔ آپؐ اپنے دادا جان کے انتقال کے بعد اپنے سگے چچا حضرت ابوطالب کی کفالت میں چلے گئے۔

شغل تجارت آنحضرتؐ کے جد امجد "ہاشم" کے زمانہ ہی سے خاندانی پیشہ تجارت تھا حضرت ابوطالب خود تاجر تھے بلکہ حضورؐ نے کئی بار اپنے چچا کے ساتھ شام کا سفر بھی اختیار کیا تھا جو تجارت کی غرض سے تھا۔ اس لیے آپ بھی تجارت کرنے لگے۔ جب آپؐ پچیس برس

[1] مصر کے مشہور ہیئت داں عالم محمود پاشا فلکی کے رسالہ کے مطابق (سیرت النبی) جلد اول صفحہ ۱۶۳

[2] ماہنامہ برہان دہلی اور الحبیب چلواری کے مطابق اس ولادت باسعادت ۹ دسمبر ۵۶۹ء ہے۔

کے ہوئے تو حضرت خدیجہؓ سے آپ کا رشتہ مناکحت ہوا۔

مکہ معظمہ سے تین میل پر ایک غار تھا جسے حرا کہتے ہیں آپ مہینوں وہاں جا کر قیام فرماتے اور عبادت و غور و فکر میں مشغول رہتے۔ جب حضورؐ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپؐ پر وحی کا نزول ہوا اور حضورؐ منصب رسالت پر فائز ہوئے اشاعت اسلام میں حضورؐ کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا اور بڑوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے۔ رفتہ رفتہ اعلانیہ دعوت کا کام ہونے لگا تو اہل قریش بہت بدظن ہوئے اور مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جانے لگے مجبور ہو کر حضورؐ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ واقعہ ۵ سنہ نبوی میں پیش آیا۔ اہل مکہ کی ایذا رسانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ آپؐ کو اور آپ کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا اور ناکہ بندی کر دی گئی تاکہ ان کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ مل سکے۔

عام الحزن آنحضرتؐ ابھی شعب ابی طالب سے نکلے ہی تھے کہ حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا جس سے آپؐ کو بہت صدمہ پہنچا اس لیے حضورؐ نے اس سال کو عام الحزن فرمایا۔

ہجرت جب نبوت کا تیرھواں سال شروع ہوا اور اکثر صحابہؓ مدینہ پہنچ چکے تو وحی الٰہی کے مطابق آنحضرتؐ نے مدینہ کا عزم کیا اور حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا "تم پلنگ پر سو رہو اور صبح سب کی امانتیں جا کر واپس دے آنا" رات کو قدرت نے دشمنوں کو بے خبر کر دیا حضورؐ ان کے حصار سے نکل آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار ثور میں تین راتیں گذاریں۔ چوتھے دن آپؐ غار ثور سے نکل کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ تشریف آوری کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر بے حد انتظار تھا۔ آپ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو قبا کے مقام پر مسجد کی تعمیر کی۔ قبا میں آپ کا داخلہ ۸ ربیع الاول ۱۳ سنہ نبوی (مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء) کو ہوا۔ چودہ دن قبا میں رہ کر جمعہ کو آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام کیا۔

غزوہ بدر ۱۲ رمضان ۲ سنہ کو آپ تقریباً تین سو جاں نثاروں کے ساتھ شہر سے نکلے اور ۱۷ رمضان کو بدر کے مقام پر پہنچے۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے مقابل ہوئیں۔ اس

[1] سیرت النبی جلد اول صفحہ ۲۶۱

جنگ میں کفارِ مکہ کے دو بڑے سالار ابوجہل اور امیہ کام آئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کفارِ مکہ ہزیمت سے دوچار ہوئے۔

ذی الحجہ ۲ھ میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔

غزوۂ اُحد ۳ھ میں غزوۂ اُحد پیش آیا۔ اس غزوہ میں حضرت حمزہؓ شہید ہوگئے اس جنگ میں ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔

۴ھ میں شعبان مہینے میں حضرت امام حسینؓ کی ولادت ہوئی۔

۶ھ میں صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔

۷ھ میں غزوۂ خیبر کا واقعہ پیش آیا۔

۸ھ میں غزہ موتہ ہوا۔

رمضان ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء میں مکہ فتح ہوا اور عام معافی کا اعلان ہوا۔

جب ۹ھ میں غزوۂ تبوک پیش آیا۔

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں حضورؐ کا وصال ہوا۔ حضورؐ کا روضہ مبارک مسجد نبوی، مدینہ منورہ میں ہے۔

نعت شریف

شمع از ذاتِ خدا ذاتِ محمدؐ — ایں ارض و سماوات معجزاتِ محمدؐ
نازل شود قرآن کہ جبریل رساند — آیاتِ خداوند کہ آیاتِ محمدؐ
بر عرشِ خدا صاحبِ معراج چوں آید — دیدارِ خدا اوّل و مداراتِ محمدؐ
چہ وصلِ خدا بود در معراجِ نبوت — وجہ شد ہر روز ملاقاتِ محمدؐ
نازاں شود نجمی کہ بر توفیقِ الٰہی — مدحت می سراید کہ نعتِ محمدؐ

ازواجِ مطہراتؓ — اولادِ رسولؐ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد	۱	حضرت قاسمؓ
۲	حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ	۲	حضرت عبداللہؓ
۳	حضرت رملہ بنت ابوسفیانؓ	۳	حضرت زینبؓ
۴	حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمر فاروقؓ	۴	حضرت رقیہؓ
۵	اُمّ المساکین حضرت زینبؓ	۵	حضرت فاطمہؓ
۶	حضرت ہندہ اُمّ سلمیٰؓ	۶	حضرت اُمّ کلثومؓ
۷	حضرت زینبؓ (پھوپھی زاد بہن)	۷	حضرت ابراہیمؓ
۸	حضرت جویریہؓ		(والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ)
۹	حضرت صفیہ بنت حیی		
۱۰	حضرت ماریہ قبطیہؓ		
۱۱	حضرت سودہؓ بنت زمعہ		

(والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ)

حضرت اُمّ حبیبہؓ حضرت رملہ بنت ابوسفیان کی کنیت ہے۔ (مؤلف)

باب ۱۔ تذکرہ و شجرۂ خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ اوّل

پشت نمبر	شجرۂ نسب	مختصر حالات
۱	حضرت ابوبکرؓ	اسم گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر والد کی کنیت ابوقحافہ اور نام عثمان بن عامر
۲	ابوقحافہ عثمان	تھا۔ والدہ کی کنیت اُمّ الخیر تھی اور نام سلمٰی بنت صخر بن عامر آپ
۳	عامر	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے۔ یعنی سن ولادت
۴	عمر	۵۷۴ء ہے۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے اپنی تالیف "صدیق اکبرؓ"
۵	کعب	میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بیان کی ہے کہ شب معراج میں حضرت
۶	سعد	جبرئیلؑ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ زمین پر اس واقعہ
۷	نیم	کی تصدیق حضرت ابوبکرؓ کریں گے اس لیے کہ وہ صدیق ہیں۔
۸	مرۃ	مرض الموت کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ
۹	کعب	سے فرمایا تھا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالےٰ کی ذمہ داری
۱۰	لوئیؒ	میں آگیا۔
۱۱	غالب	۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ مطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء پیر کو
۱۲	فہد	سورج غروب ہونے کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ اور اسی رات
۱۳	مالک	دفن کیے گئے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔
۱۴	نضر (قریش)	اسی چارپائی پر حضرت کا جنازہ رکھا گیا جس پر حضور مقبول حضرت
۱۵	کنانہ	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد وصال جسم اطہر رکھا گیا تھا۔ نماز جنازہ
۱۶	خزیمہ	خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔
۱۷	مدرکہ	آپ کو متفقہ طور پر مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر رسول اللہ کے
۱۸	الیاس	پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کی مدت خلافت دو سال چار ماہ دس
۱۹	مضر	دن تک ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ خلیفۂ دوم

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کے وصال کے بعد آپ امیر المومنین ہوئے
۲	خطاب	اس طرح آپ دوسرے خلیفہ راشد تھے۔ آپ نہایت اعلیٰ انتظام
۳	نفیل	تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ میں شجاعت، تدبر اور عدل کا
۴	عبدالعزیٰ	وصف نمایاں تھا۔ آپ کے عہد خلافت میں ملک فارس فتح ہوا۔
۵	ریاح	آپ کے عہد خلافت میں بہت سارے ملک فتح ہوئے۔ دولت
۶	عبداللہ	اور مال غنیمت کا انبار دیکھ کر آپ زار زار روتے تھے کہ
۷	قرط	کہیں دولت کی فراوانی سے عرب گمراہ نہ ہو جائیں آپ ہی
۸	زراح	کے عہد میں بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد ہوئے۔ آپ نے پہلی بار
۹	عدی	عرب میں حساب و کتاب کا محکمہ قائم کیا اور بیت المال قائم
۱۰	کعب	کیا۔ دنیا میں پہلی بار عدل اسلامی قائم ہوا۔
۱۱	لوی	**حسب و نسب** حضرت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ
۱۲	غالب	بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن
۱۳	فہر	لوی بن غالب بن فہر بن مالک
۱۴	مالک	**وفات** ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء کو آپ کو
۱۵	نضر (قریش)	ایرانی غلام ابولؤلؤ نے شہید کر دیا۔ آپ کی کل مدت
۱۶	کنانہ	خلافت ۱۰ برس ۶ ماہ ۴ دن ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ
۱۷	خزیمہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اجازت سے آپ کو حرم نبوی میں
۱۸	مدرکہ	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں دفن
۱۹	الیاس	کیا گیا۔

حضرت عثمان بن عفان ذوالنورینؓ خلیفہ سوم

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عثمانؓ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ دوم کی شہادت
۲	عفان	کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسند
۳	ابوالعاص	خلافت پر فائز ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ تیسرے
۴	امیہ	خلیفہ راشد تھے۔ آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں اس لیے کہ
۵	عبدالشمس	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے
۶	عبدمناف	آپ کے نکاح میں آئیں۔ عثمان آپ کا اسم گرامی ابوعبداللہ
۷	قصی (یا زید)	اور ابوعمر آپ کی کنیت اور ذوالنورین آپ کا لقب تھا۔
۸	کلاب	آپ واقعہ فیل کے چھٹے سال تولد ہوئے۔ ۳۴ سال
۹	مرہ	کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ اسلام لانے میں آپ کا نمبر
۱۰	کعب	سینتیسواں ہے۔ آپ اصحاب عشرہ مبشرہ میں ہیں۔
۱۱	لوی	غزوہ بدر اور اُحد میں آپ شریک ہیں۔ آپ صاحب
۱۲	غالب	بیعت الرضوان بھی ہیں۔ آپ کاتب وحی بھی تھے۔
۱۳	فہر	آپ ۲۴ھ مطابق ۶۴۴ء میں خلیفہ نامزد ہوئے۔
۱۴	مالک	۳۵ھ مطابق ۶۵۵ء میں مفسدوں نے آپ کو شہید
۱۵	نضر (قریش)	کر دیا۔
۱۶	کنانہ	آپ سے ۱۴۶ حدیثیں مروی ہیں۔ آپ شرم و حیا
۱۷	خزیمہ	کے پتلے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خلیفہ چہارم

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت علیؓ	داماد رسول ہیں۔ خلیفہ چہارم ولادت ۱۳ رجب بروز جمعہ ۳۰ عام
۲	حضرت ابوطالب	قبل عام الفیل (مولود خانہ کعبہ) مدت خلافت تین ماہ کم پانچ
۳	حضرت عبدالمطلب	سال ہے۔ ۱۷ رمضان شب یک شنبہ ۴۰ھ بمقام کوفہ ابن
۴	ہاشم	ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مزار نجف اشرف میں ہے۔ عمر
۵	عبدمناف	۶۲ یا ۶۵ سال آپ کثیر الاولاد تھے۔
۶	قصی	**اسمائے گرامی ازواج مطہرات**
۷	کلاب	۱۔ حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؓ دختر رسولؐ ہیں۔ آپ کے بطن سے
۸	مرۃ	تین پسران اور دو دختران ہوئیں۔ (۱) امام حسنؓ (۲) امام حسینؓ
۹	کعب	(۳) حضرت محسنؓ و دختران (۱) حضرت زینب کبریٰؓ زوجہ عبداللہ
۱۰	لوی	بن جعفر طیارؓ (۲) اُمّ کلثوم
۱۱	غالب	۲۔ اُمّ البنین بنت حزام کلابیہ، ان سے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان
۱۲	فہر	پیدا ہوئے۔
۱۳	مالک	۳۔ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ، ان سے عبداللہ اور ابوبکر دو
۱۴	نضر (قریش)	صاحبزادے تولد ہوئے۔ سلسلۂ اولاد منقطع ہے۔
۱۵	کنانہ	۴۔ اسماء بنت عمیس خثعمیہ، ان سے محمد اصغر اور یحییٰ پیدا ہوئے۔
۱۶	خزیمہ	۵۔ صہباء بنت ربیعہ تغلبیہ، یہ اُمّ ولد تھیں۔ ان سے عمر اکبر اور
۱۷	مدرکہ	رقیہ ہیں۔

رش حدیقۃ الانساب صفحہ ۳۴ تا ۶۲

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱۸	الیاس	۶۔ امامہ بنت ابی العاص بن ربیع ان کے بطن سے محمد اوسط پیدا ہوئے
۱۹	مضر	۷۔ خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ سیاہ اُمّ ولد ہیں۔ خولہ دراصل حبشیہ
۲۰	نزار	سندیہ (سندھ کی رہنے والی) تھیں اور بنی حنفیہ کی کنیز تھیں۔
۲۱	معد	ان کے بطن سے محمد اکبر (محمد حنفیہ) پیدا ہوئے جو بڑے بہادر تھے۔
۲۲	عدنان	۸۱ھ میں طائف میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد پاک و ہند
		میں سادات علوی کہلاتے ہیں۔
		۸۔ اُمّ سعیدہ بنت عروہ بن مسعود ثقفی ان سے اُمّ الحسن، رملہ کبریٰ
		اور اُمّ کلثوم ہیں۔
		۹۔ محبیہ بنت امری القیس بن عدی کلبیہ ان کے بطن سے ایک لڑکی
		خورد سال فوت ہوئی۔

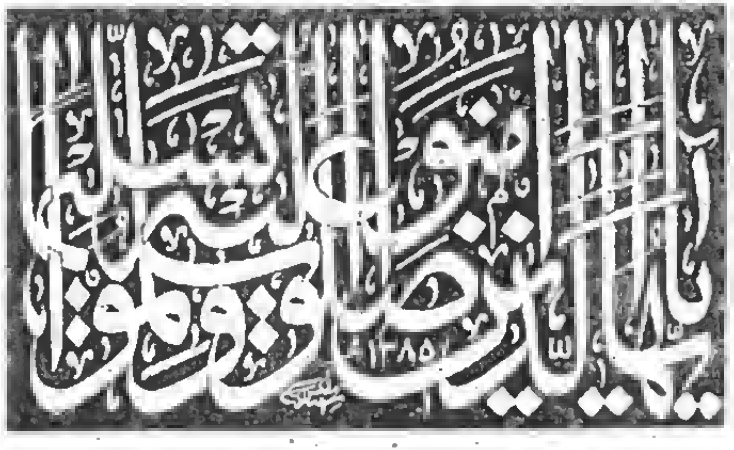

آپ کی اولاد امجاد جو مختلف ازواج سے ہیں اُمّ ولد ہیں:۔

اُمّ ہانی، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، اُمّ کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، اُمّ الکرام، اُمّ سلمیٰ، اُمّ جعفر، جمانہ اور نفیسہ ہیں۔ جملہ اولاد جناب علی مرتضیٰ چودہ فرزندان اور سترہ دختران ہیں۔ ان میں سے سلسلۂ نسل صرف پانچ صاحبزادوں سے ہے۔ حضرت حسینؓ، محمد بن حنفیہ، عباس اور عمر اکبر تقبیہ۔ وقتِ شہادت تیرہ فرزند اور دختر تھیں جو وارث ہوئے۔ ان میں سے چھ فرزند معرکۂ کربلا میں شہید ہوئے۔

چودہ یا پندرہ صحاب حضرت علیؓ کے فیض یافتہ خلفاء تھے[1]

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۹	حضرت اویس قرنیؓ
۲	حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۱۰	حضرت امام حسنؓ
۳	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	۱۱	حضرت امام حسینؓ
۴	حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ	۱۲	حضرت حسن بصریؒ
۵	حضرت جابر بن عبداللہؓ	۱۳	حضرت کمیل بن زیادؒ
۶	حضرت انس بن مالکؓ	۱۴	قاضی عبدالقدامؒ
۷	حضرت ابوہریرہؓ	۱۵	شریح بن ہانیؒ بن یزید الحارثی
۸	حضرت محمد ابن ابی بکرؓ		

[1] اعیان وطن صفحہ ۱۸۷

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی رضؓ

آپؓ کی ولادت ۱۵ رمضان ۳ھ میں ہوئی اور بقیم ربیع الاول ۴۹ھ یا ۲۸ صفر ۵۰ھ میں آپ کی شہادت زہر خورانی سے ہوئی۔ آپ نے نو سے عقد کیے بعضوں میں ہے کہ آپ کے پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ابن الدراع ابوبکر احمد کا قول ہے کہ آپ کے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی نام یہ ہیں:۔ (۱) عبداللہ (۲) قاسم (۳) حسن مثنیٰ (۴) زید (۵) عمرو (۶) عبدالرحمٰن (۷) عبداللہ، احمد (۸) احمد (۹) اسمٰعیل (۱۰) حسین (۱۱) طلحہ (۱۲) عقیل

دختران:۔ (۱) اُمّ الحسن۔ بروایت ذخائر عقبیٰ آپ نے پانچ فرزند چھوڑے (۱) حسن (۲) عبداللہ (۳) عمرو (۴) زید (۵) ابراہیم مختصر جامع کے مطابق: (۱) حسن (۲) زید (۳) عمرو (۴) حسین (۵) طلحہ (۶) عبدالرحمٰن (۷) قاسم (۸) ابوبکر (۹) عبداللہ تین مرحوم الذکر کربلا میں شہید ہوئے۔ سلسلۂ اولاد کا حسن مثنیٰ اور زید صرف دو صاحبزادوں سے ہے۔ آپ کی اولاد کو سادات حسنی کہتے ہیں۔

امام حسنؓ کا سراپا جسم اطہر سفید مائل بہ سرخی چشم سیاہ و فراخ رخسار بسیار ملائم از سینہ تا ناف یک خط کشیدہ مائل بہ سیاہی، ریش مبارک بسیار، گیسو دراز تا دوش، جملہ اعضاء مقربہ، سینہ فراخ و وسیع، قامت میانہ، خضاب و سرمہ را دوست داشتے۔

۱؎ حدیقۃ الانساب جلد اوّل صفحہ ۶

امام حسینؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

آپؓ شہید کربلا ہیں۔ ولادت ۵ شعبان ۴ھ کو ہوئی۔ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ میں میدان کربلا میں شہادت پائی۔ جسم اطہر میدان کربلا میں اور سر مبارک جنت البقیع میں مدفون ہیں آپ کے پانچ پسران:۔

(۱) علی اکبرؓ (۲) جعفر (۳) عبداللہ (۴) علی اصغر (۵) زین العابدین ہوئے۔ اور ایک دختر سکینہ میدان کربلا سے صرف حضرت زین العابدین زندہ لوٹے۔ سلسلۂ اولاد حضرت زین العابدینؓ سے ہے۔ آپ کی اولاد سادات حسینی کہلاتی ہے۔

حضرت امام حسینؓ کے چند رجزیہ اشعار یہ ہیں۔

اَنَا ابْنُ عَلِیِّ الطُّهْرِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ	كَفَانِیْ بِهٰذَا مَفْخَرًا حِیْنَ اَفْخَرُ
وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَكْرَمُ مَنْ مَشٰی	وَنَحْنُ سِرَاجُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ یَزْهَرُ
وَفَاطِمَةُ اُمِّیْ سُلَالَةُ اَحْمَدٍ	وَعَمِّیْ یُسَمّٰی ذُوالْجَنَاحَیْنِ جَعْفَرُ
وَفِیْنَا كِتَابُ اللّٰهِ اُنْزِلَ صَادِقًا	وَفِیْنَا الْهُدٰی وَالْوَحْیُ وَالْخَیْرُ یُذْكَرُ

میں حضرت علیؓ کا پاکیزہ فرزند آل ہاشم سے ہوں۔ مجھے فخر کے وقت یہی فخر کافی ہے اور میرے نانا پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو سب سے اکرم ہیں اور ہم خدائی چراغ زمین میں روشن ہیں اور میری والدہ مکرمہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ جو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر ہیں۔ اور میرے چچا جعفر ذوالجناحین کے لقب سے مشہور ہیں۔ ہم میں سچی کتاب (قرآن) نازل کی گئی۔ اور ہم ہی میں ہدایت اور وحی اور خیر کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱؎ حدیقۃ الانساب جلد اوّل صفحہ ۶

پنجتن پاک کی تاریخِ وفات

رستم بباغ فکر دیدم بہ ہوش من
از ہر چمیدن گل تاریخ پنجتن
ہر غنچہ را کشودم و جستم بہ ہر گلے
ناگہ صدائے بلبل آمد بگوش من
احمد و فاطمہ حسین و علی حسن
تاریخ فوت شاں بجوالا زیاسمن
اوّل دو حرف بہر محمدؐ و فاطمہؓ
باقی سہ حرف بہر حسینؓ و علیؓ حسنؓ

نام حروف مع عدد

یاسمن:

ی : ۱۰ سنہ ۱۱ھ وفات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم
ا : ۱ سنہ ۹ھ وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
س : ۶۰ سنہ ۶۱ھ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
م : ۴۰ سنہ ۴۰ھ شہادت امام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ن : ۵۰ سنہ ۵۰ھ شہادت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نوٹ: واقعہ کربلا ۶۱ھ میں وقوع پذیر ہوا ۶۰ھ میں صرف دس دن گزرے تھے اس لیے ۶۰ھ زیادہ مشہور ہوا۔

(۲) یہ ایران کے مشہور شاعر فردوسی کا کلام ہے جسے ایک انگریز مسٹر سیمن نے پٹنہ میں اپنے نام سے شائع کرایا لہٰذا اس غلطی کا ازالہ ہو جانا چاہیئے۔ (مولف)

لہ ماہنامہ رسالہ المجیب جون ۱۹۶۳ء ص ۲۹ از مسٹر سیمن

حضرت زین العابدینؒ بن امام حسینؓ

آپؒ کا نام علی لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔ کنیت ابو محمد و ابو الحسن ہے۔ بعض جگہوں پر ابو بکر بھی لکھا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام شہر بانو تھا جو یزدجرد شاہ ایران کی دختر تھیں جن کا اصلی نام سلافہ تھا اور انہیں والسندیہ یعنی سندھیہ بھی کہتے تھے بقول امام زہریؒ ان کی والدہ محترمہ سندھ کی رہنے والی تھیں۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۳۳ھ میں ہوئی۔ بعضوں نے ۳۶ھ اور ۳۸ھ بھی لکھا ہے۔ ۱۳ محرم الحرام ۹۴ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے دس فرزندان اور چھ دختر تھیں۔ چھ فرزندوں سے سلسلۂ نسب جاری ہوا۔

فرزندان (۱) سید عمر الاشرف (۲) سید حسین اکبر (۳) سید سلیمان (۴) سید عبداللہ (۵) سید حسن اصغر (۶) سید حسین اصغر (۷) سید زید شہید (۸) سید حسن اکبر (۹) سید محمد اصغر (۱۰) سید علی اصغر (۱۱) امام باقر۔

منقبت

هٰذَا ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ جَاهِلَهٗ — اَلْبَيْتُ يَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ
هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ اَسَدُ اللّٰهِ وَالِدُهٗ — بِجَدِّهٖ اَنْبِيَاءُ اللّٰهِ قَدْ خَتَمُوْا
هٰذَا اِذَا جَاءَ الْقُرَيْشُ قَالَ قَائِلُهُمْ — اِلٰى مَكَارِمِ هٰذَا الْفَتٰى يَنْتَهِي الْكَرَمُ
اِنْ عُدَّ اَهْلُ التُّقٰى كَانُوْا اَئِمَّتَهُمْ — وَاِنْ تُنِلْ مِنْ خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ قِيْلَ هُمُ

شعراء عرب میں سے فرزدق شاعر نے ایک لمبا قصیدہ مناقب میں آواز بلند پڑھا اس قصیدہ کے چار شعر یہ ہیں ؎

یہ علی زین العابدینؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں ان کو بیت اللہ حل و حرم پہچانتے ہیں اگر تو ان کو نہیں پہچانتا تو اب پہچان لے کہ، یہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ اللہ شیر خداؓ کے فرزند ہیں۔ ان کے

لہ حدیقۃ الانساب جلد اوّل ص ۶

لہ مراۃ الانساب ص ۱۵۰

ناپاک پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا، یہ وہ شخص ہیں کہ قریش ان کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ اس جوان کے مکارم و فضائل پر کرم کی انتہا ہے۔ اگر تو لے مخاطب اہل تقویٰ کی گنتی کرے تو یہ ان کے امام ہیں اور اگر خلق اللہ میں سے سب سے اچھے آدمی کی بابت سوال ہو تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہی ہیں۔

ہشام نے جب یہ قصیدہ سنا تو شاعر کو قید کروا دیا۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے یہ سنا تو بارہ ہزار درہم فرزدق شاعر کے پاس ارسال فرمائے تاکہ وہ دے کر اپنی جان چھڑا لے۔ فرزدق نے وہ درہم واپس کر دیئے اور کہلا بھیجا کہ میں نے یہ کلمات خدا اور رسولؐ کی رضا کے لیے کہے ہیں کہ عالم کے روبرو کلمہ حق کہنا مومن مخلص کا شعار ہے۔ امامؑ نے دوبارہ وہ درہم اس کے پاس ارسال فرما دیئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو تیری نیت خیر پر جزا دے بے شک یہ کلمات و اشعار تو نے طمع اور انعام کے لیے نہیں کہے تھے لیکن ہم بھی ایسے خاندان سے نہیں ہیں کہ اپنے عطیات اور ہبہ کو واپس لے لیں۔ اس پر فرزدق نے وہ درہم قبول کر لیے۔

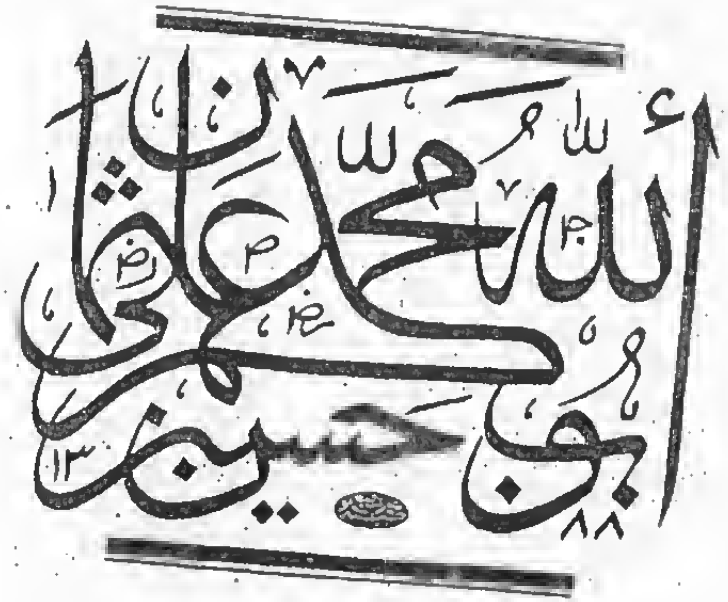

شجرہ و تذکرہ حضرت ابو جعفر محمد باقرؑ

پشت نمبر	اسماء	
۱	حضرت ابو جعفر باقرؑ	آپ کا اسم گرامی محمد باقر اور کنیت ابو جعفر ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت ۳ صفر بروز جمعہ ۵۷ھ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہؑ بنت امام حسنؑ ہیں آپ کی وفات ۱۱۳ھ یا ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔
۲	حضرت زین العابدینؑ	
۳	حضرت امام حسینؑ	
۴	حضرت علیؑ	
۵	ابو طالب	آپ کے پانچ فرزند ہوئے[1]
۶	عبد المطلب	(۱) سید ابو تراب علی
۷	ہاشم	(۲) سید محمد ابراہیم
۸	عبد المناف	(۳) سید جعفر صادقؑ
		(۴) سید عبد اللہ الکریم حسن
		(۵) سید زید

[1] حدیقۃ الانساب جلد اول صفحہ

شجرہ و تذکرہ

حضرت جعفر صادقؒ

پشت نمبر	اسماء
۱	حضرت جعفر صادقؒ
۲	حضرت ابو جعفر باقرؒ
۳	حضرت زین العابدینؒ
۴	حضرت امام حسینؓ
۵	حضرت علیؓ
۶	ابو طالب
۷	عبد المطلب
۸	ہاشم
۹	عبد مناف

آپ کا اسم گرامی سید محمد جعفر تھا اور لقب "صادق"۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور اسمٰعیل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی اُمِّ فروا تھا جو قاسم کی بیٹی محمدؐ کی پوتی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پرپوتی تھیں۔ آپ مدینہ منورہ میں ۸۰ھ یا ۸۳ھ میں تولد ہوئے اور وہیں ۱۵ رجب ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

آپ کے سات فرزند تھے[1]

(۱) سید محمد تاج المامون

(۲) سید محمد علی عریضی

(۳) سید ابو الحسن موسیٰ کاظمؒ

(۴) سید محمد عبد اللہ

(۵) سید محمد علی

(۶) سید محمد عباس

(۷) سید محمد اسحٰق مؤتمن

[1] مراۃ الانساب ص۱۵۱

شجرہ و تذکرہ حضرت موسیٰ کاظمؒ

اسماء
حضرت موسیٰ کاظمؒ
حضرت جعفر صادقؒ
حضرت محمد باقرؒ
حضرت زین العابدینؒ
حضرت امام حسینؓ
حضرت علیؓ
ابو طالب
عبد المطلب
ہاشم
عبد مناف

آپ کا اسم گرامی سید محمد موسیٰ تھا اور لقب کاظم تھا۔ آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابراہیم ہے۔ آپ مکہ معظمہ میں ۷ صفر مبارک شنبہ تولد ہوئے۔ ہارون الرشید نے آپ کو سیاسی، ملکی مصلحتوں کی بنا پر زندان میں ڈال دیا تھا۔ آپ نے قید ہی کی حالت میں، جمعہ جمادی الثانی ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کے ۳۵ یا ۲۹، فرزند اور ۱۹، دختران تھیں۔

(۱) سید حمزہ (۲) سید محمد ہارون (۳) سید محمد ابراہیم (۴) سید محمد العابد (۵) سید محمد جعفر (۶) سید محمد عباس (۷) سید محمد علی رضا (۸) سید احمد (۹) سید عبد اللہ (۱۰) سید اسمٰعیل (۱۱) سید اسحٰق (۱۲) سید حسن (۱۳) سید حسین۔

مراۃ الانساب کے مطابق:۔

(۱۴) سید علی الاکبر (۱۵) سید محمد الادریس (۱۶) سید محمد ہارون۔

[1] حدیقۃ الانساب جلد اوّل ص۷

[2] ریاض الانساب ص۷۶

شجرہ و تذکرہ حضرت علی رضاؒ

پشت نمبر	اسماء گرامی
۷	حضرت علی رضاؒ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؒ
۵	حضرت جعفر صادقؒ
۴	حضرت باقرؒ
۳	حضرت امام زین العابدینؒ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
	ابو طالب
	عبد المطلب
	ہاشم
	عبد مناف

آپ کا اسم گرامی سید محمد علی موسیٰ تھا اور لقب رضا۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۱۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات طوس میں ۱۷ رمضان بروز جمعہ ۲۰۸ھ میں ہوئی۔ آپ کے پانچ فرزند اور ایک دختر تولد ہوئی۔[1]

(۱) سید ابراہیم (۲) سید جعفر
(۳) سید تقی الجواد
(۴) سید حسن (۵) سید علی

مراۃ الانساب کے مطابق صاحبزادوں کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) سید ابراہیم
(۲) سید حسن ابو جعفر
(۳) سید ہادی
(۴) سید تقی الجوادؒ

[1] مراۃ الانساب و ریاض الانساب ص۷۸

شجرہ و تذکرہ حضرت تقی الجوادؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۸	حضرت تقی الجوادؒ
۷	حضرت علی رضاؒ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؒ
۵	حضرت جعفر صادقؒ
۴	حضرت باقرؒ
۳	حضرت زین العابدینؒ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ
	ابو طالب
	عبد المطلب
	ہاشم
	عبد مناف

آپ کا اسم گرامی محمد تھا اور لقب تقی الجواد۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ثانی ہے۔ مدینہ منورہ میں ۱۰ رجب بروز جمعہ ۱۹۵ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات سہ شنبہ ۲۹ ذی الحج ۲۲۰ھ کو ہوئی۔

آپ کے چار فرزند تھے:

(۱) سید جعفر (۲) امام نقیؒ
(۳) موسیٰ المبرقع (۴) سید ابراہیم

مراۃ الانساب کے مطابق آپ کے چھ فرزند تھے:

(۱) عبداللہ جعفر (۲) امام علی ہادی نقی (۳) موسیٰ المبرقع
(۴) سید ابو الحسن (۵) سید ابو طالب (۶) سید زید

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم کر اور برائی سے منع کر۔ (القرآن)

شجرہ و تذکرہ حضرت علی ہادی نقیؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۹	حضرت علی ہادی نقیؓ
۸	حضرت تقی الجوادؒ
۷	حضرت علی رضاؒ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؒ
۵	حضرت جعفر صادقؒ
۴	حضرت باقرؒ
۳	حضرت زین العابدینؒ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ

آپ کا اسم گرامی علی تھا، لقب ہادی و نقی اور کنیت ابوالحسن تھی آپ مدینہ منورہ میں بروز جمعہ ۱۵ ذی الحجہ ۲۱۴ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات "سرّ من راہ" کے مقام پر ہوئی۔ "سرّ من راہ" بغداد کے نواح میں واقع ہے۔ سال وفات ۲۵۴ھ ہے۔ اس وقت خلیفہ مستنصر باللہ تھا۔ آپ کے ۵ پسر تولد ہوئے:

(۱) عبداللہ جعفر
(۲) امام حسن عسکری
(۳) سید حسن
(۴) سید حسین
(۵) سید ابوزید موسیٰ

۱؎ مراۃ الانساب ص ۱۶۲

شجرہ و تذکرہ حضرت امام محمد سید حسن عسکریؓ

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱۰	حضرت امام حسن عسکریؓ
۹	حضرت امام علی ہادی نقیؓ
۸	حضرت امام تقی الجوادؓ
۷	حضرت امام علی رضاؓ
۶	حضرت امام موسیٰ کاظمؓ
۵	حضرت امام جعفر صادقؓ
۴	حضرت امام باقرؓ
۳	حضرت امام زین العابدینؓ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ

آپ کا اسم گرامی حسن بن علی لقب عسکری و ہادی اور کنیت ابو محمد ہے۔ آپ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ بروز جمعہ بوقت صبح مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حدیثہ خاتون تھا۔ آپ گیارہویں امام ہیں۔ آپ کو خلیفۂ وقت معتمد عباسی نے قید میں رکھ کر زہر دے کر شہید کرا دیا۔ آپ نے ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں سامرہ میں مدفون ہیں۔ آپ کی اولاد کے بارے میں سخت اختلافات پائے جاتے ہیں۔

مراۃ الانساب[1] کے مطابق سید محمد ابوالقاسم بن امام حسن عسکریؓ شعبان ۲۵۸ھ میں تولد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ اپنے گھر کے تہہ خانے میں اترے آپ کی والدہ خمط یا نرگس آپ کو دیکھتی رہیں لیکن آپ واپس نہیں آئے۔ یہ واقعہ ۲۷۵ھ کا ہے۔ آپ کی عمر اس وقت ۱۷ سال کی تھی۔ روایت ہے کہ وہیں سے غائب ہو گئے یا تقیہ کر لیا۔ "واللہ اعلم بالصواب"۔

۱؎ مراۃ الانساب ص ۱۶۳

(باب ۴ ائمہ اربعہ)

امام ابوحنیفہ (امام اعظمؒ)

(شجرۂ نسب ص۵۴۷)

مشہور مورخ ابن خلدون کے مطابق تقریباً پورا مشرق ہمیشہ حنفی مسلک سے منسلک رہا ہے تمام ممتاز و معروف مشائخ عظام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، مولانا امداد اللہ مہاجر مکی، شاہ احمد رضا بریلویؒ وغیرہ فقہ حنفیہ ہی کے پیروکار تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۴ رجب ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ کشف المحجوب میں حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کے حوالہ سے مرقوم ہے کہ وہ ایک بار ملک شام میں حضرت بلالؓ کے مزار کے سرہانے سو گئے تھے خواب میں آنحضرت کی زیارت ہوئی کہ آپ بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک معمر بزرگ کو اپنے پہلو میں لیے ہوئے ہیں۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ بزرگ کون ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی امام ابوحنیفہ۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ نے ملت اسلامیہ کو ۴ مکاتب فکر کی لڑی میں منسلک کر کے ملت کو انتشار سے بچایا۔

ایک بار حضرت حمادؒ اپنے قابلِ فخر شاگرد رشید ابوحنیفہ کے ہمراہ مجلسِ مناظرہ میں پہنچے جہاں ایک عیسائی پادری چند مشکل سوالوں کے جواب کا منتظر تھا اور ان سوالوں کے جواب کسی سے بھی بن نہیں پڑ رہے تھے۔ پادری منبر پر بیٹھ کر اپنے اعتراضات پیش کرنے شروع کیے۔ پہلا سوال تھا خدا سے پہلے کیا تھا؟ امام ابوحنیفہ نے پادری سے دریافت کیا ایک سے پہلے کیا عدد ہے؟ پادری نے جواب دیا اس سے پہلے کوئی عدد نہیں ہے۔ امام نے ثابت کیا کہ جب واحد مجازی سے پہلے کچھ نہیں ہے تو واحد حقیقی سے پہلے بھی کچھ نہیں تھا صرف خدا تھا۔ دوسرا سوال تھا کہ ہر شے کا کوئی نہ کوئی سمت ہے پھر خدا کس سمت میں ہے؟ امام ابوحنیفہ نے ایک شمع جلائی اور پادری سے کہا اس کا سمت متعین کرو؟ اس نے جواب دیا کہ اس کی روشنی ہر طرف ہے اس کا سمت متعین نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابوحنیفہ نے جواب دیا کہ جب نورِ مجازی کا رخ متعین نہیں کیا جا سکتا تو نورِ حقیقی کا رخ کیسے متعین ہو سکتا ہے وہ ہر طرف ہے۔ اب پادری نے تیسرا سوال کیا کہ خدا اس وقت کہاں ہے؟ امام صاحب دودھ منگوا کر پادری سے کہا دودھ میں

گھی کہاں ہے؟ پادری نے جواب دیا کہ گھی تو دودھ کے ہر قطرہ میں ہے یعنی ہر جگہ ہے۔ امام ابوحنیفہ نے تیسرے سوال کا یہ جواب دیا کہ خدا بھی ہر جگہ ہے اور اس کی حاکمیت ہر جگہ پر محیط ہے۔ پادری نے چوتھا اور آخری سوال پوچھا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ میں اتنی دیر سے کھڑا آپ کے سوالوں کا جواب دے رہا ہوں۔ حالانکہ اخلاقی طور پر میری جگہ سوال کرنے والے کو کھڑا ہونا چاہیئے یہ سن کر پادری منبر سے اترا اور امام ابوحنیفہ کی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ امام ابوحنیفہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور پادری کو سوال دہرانے کو کہا پادری نے پھر وہی سوال کیا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام نے فرمایا خدا نے مجھے منبر پر بٹھا کر عزت بخشی اور تجھے میری جگہ پر کھڑا کر کے ذلیل و خوار کیا۔ یہ سن کر پادری نے اعتراف شکست کر لیا۔ یہ تھے امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے ذہین ترین انسان جنہوں نے فقہ اور منطق کی دنیا میں ہلچل سی مچا دی۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

۱۶:۱۸

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو (القرآن)

امام مالکؒ

امام مالک کا نام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث الاصبحی ہے۔ ان کے پردادا ابو عامرؓ بن عمرو جلیل القدر صحابی تھے۔ غزوہ بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک رہے۔ امام مالک کے تلمیذ یحییٰ بن بکیر کے مطابق امام مالک کا سالِ ولادت ۹۳ھ ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ امام مالک شکمِ مادر میں حمل کے خلاف تین سال تک رہے۔

اساتذہ تبع تابعین میں ابن شہاب زہری، یحییٰ بن سعید انصاری، زید بن اسلم، ربیعہ اور ابوزناد وغیرہ کا زمانہ تھا جنہوں نے تابعین کی میراث کو سنبھالا اسی علمی فضا میں امام مالک نے ہوش سنبھالا۔ یہی وہ حضرات تھے جو علم کو تابعین اور وہ صحابہ کرامؓ سے سینہ بہ سینہ منتقل کرتے چلے آرہے تھے۔ صفحاتِ قرطاس پر محفوظ کر لیا۔ امام مالک کے اساتذہ اور مشائخ میں زیادہ تر مدینہ طیبہ کے بزرگانِ دین شامل تھے جن کی تعداد علامہ زرقانیؒ کے مطابق تو سو سے زیادہ تھی۔ بے شمار لوگوں کو آپ سے علمِ حدیث کے سماع کا موقع حاصل ہوا۔

شخصیت امام مالک کا قد دراز بدن فربہ اور رنگ سفید زردی مائل تھا۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں۔ ناک بلند اور سر پر ہوائے نام بال تھے۔ مونچھیں باطرز بالا تھیں۔ آپ نے ستاسی سال کی عمر پائی مگر داڑھی میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یمن، مصر اور خراسان کے بنے ہوئے بیش قیمت اور سفید لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ خطر لگاتے اور سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ چاندی کی انگشتری پہنتے تھے جس پر سیاہ رنگ کا نگینہ ہوتا تھا جس پر "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" کندہ کرایا ہوا تھا۔ آپ کا حافظہ اعلیٰ درجہ کا تھا اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے۔

امام مالکؒ کی زندگی بے حد سادہ تھی۔ وہ بے حد خلیق اور متواضع تھے۔ امام زرقانیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں۔ انہوں نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتدا کی تھی۔ حدیث شریف پڑھانے سے قبل غسل کرتے عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے اور درس جاری رکھتے۔ انگیٹھی

سلہ تذکرۃ المحدثین از مولانا غلام رسول سعیدی ص۹۲،

میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے اور درس کے دوران کبھی پہلو نہیں بدلتے۔

اوصاف امام ذہبیؒ کے مطابق امام مالکؒ متعدد اوصاف کے حامل تھے:۔

(۱) آپ نے طویل عمر پائی (۲) وسعتِ علم میں لاثانی تھے (۳) تقویٰ اور اتباعِ سنت میں انتہا درجے کو پہنچے ہوئے تھے۔ (۴) فقہ اور فتویٰ میں سب سے مقدم تھے۔

آپ نے وفات سے پہلے فرمایا کہ:۔

کسی کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور دینی مسائل کو حل کرنا سوچ کرنے سے افضل ہے بلکہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام نے کوئی بات نہیں کی اور ۱۱ ربیع الاول ۱۷۹ھ کو روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

تصانیف امام مالکؒ نے خلیفہ منصور عباسی کی فرمائش پر ۴۰ سال کی مدت میں "موطا" کی تالیف کی۔ مدینہ منورہ کے ستر فقہاء نے اس کتاب کی موافقت کی۔

شجرہ و تذکرہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ

امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ ایک عظیم امام اور مجتہد تھے۔ آپ کا تعلق دوسری صدی ہجری سے ہے آپ ۱۵۰ھ مطابق ۷۶۷ء میں پیدا ہوئے اس سن میں امام ابوحنیفہؒ نے وفات پائی بعض راویوں کے مطابق آپ کی جائے پیدائش قصبہ غزہ ہے۔ لیکن ایسی بھی روایت ہے کہ آپ کی ولادت عسقلان میں ہوئی عسقلان اور غزہ دونوں مقامات ملک شام میں واقع ہیں اور ان میں فاصلہ تقریباً نو میل کا ہے۔ امام شافعی کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ان کا سلسلۂ نسب رسول کریم سے جا ملتا ہے۔ حافظ ابو نعیم نے سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔

"ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبید یزید بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف"

امام شافعی کا زمانہ علم و عرفان کا زمانہ تھا ہر سو علم و حکمت کا دور دورہ تھا بچپن میں آپ کو حصول علم کا شوق تھا چنانچہ پورا قرآن مجید آپ نے سات سال کی عمر میں ختم کر لیا۔ ابتدائی تعلیم مسلم بن زنجوانی سے حاصل کی۔ بچپن ہی سے تحصیل علم کے لیے مکہ معظمہ جانے لگے جہاں ان کا مکان شعب خیف میں تھا۔ ربیع ابن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت مالک بن انس رحمۃ اللہ فقہی امام تھے۔ دوران ملاقات مالک بن انسؒ نے امام شافعیؒ سے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے دل میں ایک نور ڈالا ہے۔ اس کو معصیت سے زائل نہ کرنا۔ امام شافعیؒ حصول علم کے لیے مدینہ میں رہنے لگے۔ انہوں نے امام محمد بن حسن شیبانی سے بھی فن حدیث اور فقہ میں استفادہ کیا جو امام اعظم کے شاگرد تھے۔ امام شافعیؒ کو ان پر بڑا ناز تھا۔ اسی طرح استاد بھی شاگرد کی بہت تکریم کرتے تھے۔ امام شافعیؒ طبعاً بڑے فیاض، خوددار اور خوددار تھے۔ جس وقت امام مالک کا انتقال ہوا وہ بہت ہی عسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن انہوں نے کبھی حرص و طمع نہیں کیا۔ ہر ایک کے ساتھ بڑے خلق اور خلوص سے پیش آتے تھے۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں امام شافعیؒ کی

عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ رمضان کے نوافل میں ساٹھ مرتبہ قرآن ختم کرتے۔ رات کے تین حصہ کرتے۔ پہلے حصہ میں تصنیف و تالیف فرماتے۔ دوسرے میں نوافل پڑھتے اور تیسرے میں آرام فرماتے۔ مصر شافعی مذہب کا مرکز تھا۔ مدت دراز تک جامعہ الازہر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کے لیے مخصوص رہا۔ امام شافعیؒ کے مقلدین کی تعداد تقریباً دس کروڑ ہے۔ وہ فن لغت، فقہ اور حدیث کے متبحر عالم تھے۔ بہت ہی فصیح البیان بھی تھے۔ آپ کا مذہب حنفی اور مالکی کے بین بین تھا۔ آپ کتاب، سنت، اجماع اور قیاس چاروں مصادر سے استنباط مسائل کرتے تھے۔ امام شافعیؒ طلباء کے بارے میں فرماتے ہیں کہ علم کی طلب نفلی نماز سے بہتر ہے۔ جو مجھ سے انکساری سے علم حاصل کرتا ہے وہ کامیاب رہتا ہے۔ علماء کے بارے میں فرمایا۔ تواضع بلند کردار لوگوں کی صفت ہے اور تکبر بدخلق لوگوں کا طریقہ ہے۔ اگر علماء اللہ کے ولی نہیں تو کوئی شخص اللہ کا ولی نہیں اس لیے کہ اللہ جاہلوں کو دوست نہیں رکھتا۔ ۵۴ سال کی عمر میں ۲۰۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک مصر کے شہر قرافہ میں ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

القرآن

امام احمد بن حنبلؒ

آپ کا پورا نام امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد اللہ الذہلی الشیبانی المروزی البغدادی ہے۔ آپ ماہ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں بغداد میں تولد ہوئے۔ آپ نے پندرہ سال کی عمر میں احادیث کا سماع شروع کیا اور ۱۷۹ھ میں شیخ ہشیمؒ سے حدیث کا درس لیا۔ آپ نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، شام یمن اور جزیرہ کے مشائخ وقت سے حدیث میں درس لیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ ذہبیؒ نے آپ کے پندرہ اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ فقر و فاقہ میں استغناء کی شان رکھتے تھے اور عبادات میں راسخ تھے۔ آپ دن اور رات میں تین سو نوافل پڑھا کرتے تھے۔ آپ سات راتوں میں قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔ کسی کو آپ کی تلاش ہوتی تو وہ مسجد، نماز جنازہ یا کسی مریض کے ہاں عیادت میں ملتے۔ امام کے پاس حضورؐ کا ایک موئے مبارک تھا جسے وہ بوسہ دیتے آنکھوں سے لگاتے تھے۔ جب کبھی بیمار ہوتے تو پانی میں ڈال کر پیتے اور شفا حاصل کرتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ کثرت سے لوگ ان کے پاس دعا کرانے کے لیے آتے تھے۔ خلق قرآن کے عقیدہ کے نہ ماننے پر خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو موت کی سزا تجویز کی تھی۔ جس وقت آپ کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لے جایا جا رہا تھا اسی وقت خلیفہ کے وفات کی خبر ملی۔ ۲۱۸ھ میں مامون وفات پا گیا اس کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ خلیفہ ہوا۔ اس نے ۲۲۰ھ میں امام کو دربار خلافت میں طلب کیا۔ طویل مناظرہ ہوا۔ امام کی عمر اس وقت ۵۶ سال کی ہو چکی تھی۔ شباب رخصت ہو چکا تھا لیکن اعصاب فولاد کی طرح مضبوط اور قوت ارادی چٹان سے زیادہ راسخ تھی۔ آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور حادث نہیں۔ علماء نے قتل کا فتویٰ دیا۔ خلیفہ نے جلاد کو حکم دیا کہ کوڑے مارو۔ آپ صبر و استقامت کے ساتھ کوڑے کھاتے رہے۔ آپ کو دس لاکھ تک احادیث زبانی یاد تھیں۔

تصانیف | مسند امام حنبل، کتاب الزہد الناسخ والمنسوخ، المناسک الکبیر، المناسک الصغیر، حدیث شعبہ، فضائل الصحابہ، مناقب الصدیق والعشرہ، التاریخ، کتاب الاشربہ، کتاب المناسک۔

کوڑے کھانے کی اذیت آخر عمر تک رہی۔ بالآخر آپ ۷۷ سال کی عمر میں ۲۴۱ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

سہ تذکرہ المحدثین از مولانا غلام رسول سعیدی صہ ۱۲۹،

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

(باب ۵ سادات حسنی) حضرت امام حسنؓ

- سید حسن مثنیٰ
  - سید عبداللہ المحض
    - سید موسیٰ الجون
    - سید ابوصالح رضا
    - سید موسیٰ ثانی
    - امیر داؤد اکبر
    - ذکریا شمس الدین ردی
    - سید یحییٰ زاہد
    - سید عبداللہ یحییٰ
    - سید ابوصالح جنگی دوستؒ
    - سید عبدالقادر جیلانیؒ
      - سید عبدالجبار
        - سید عبدالجلیل (مر)
          - سید علی
            - سید حمید الدین
            - سید ابونعمان
            - سید حسین
            - سید عبدالقادر
            - سید جعفر
            - سید احمد
            - سید یونس
            - سید محمد اعرابی یمنی
        - سید حسین
          - سید شاہ مبارک محدوم جمال قتال (عادلپور گھوٹکی) سندھ
          - سید عبدالغفار بخاری
          - سید عطاء اللہ شاہ اول
          - سید نعمت اللہ
          - سید بہاء الدین
          - سید محمد شاہ
          - سید نور شاہ
          - سید ضیاء الدین
          - سید عطاء اللہ شاہ بخاری کشمیریؒ عرف النسل مسلمان (مر ۲۵)
      - سید عبدالرزاق (مر)
      - سید عبدالعزیز عالم (مر)
      - سید عبدالوہاب
        - ابومنصور عبدالسلام
          - سید محمد فاروقی
          - سید قاسم عبداللہ
          - سید ابوبکر
          - سید ابراہیم مکی بیا (بہار)
        - سید صفی الدین
          - سید احمد
          - سید مسعود
          - سید علی
          - سید شاہ اسد
          - شیخ محمد لبیسی (اوچ شریف)
          - عبدالقادر ثانی
          - عبدالرزاق
          - سید حامد
          - سید موسیٰ
          - سید داؤد
          - غیاث الدین احمد کبیر
          - بابی پارسا
          - سید عبدالمنان (بہار)

(تذکرہ فانی صہ ۶۱، ۶۸
مخزن الانساب صہ ۶۲)

- سید زید
  - سید حسن اصغر
    - سید ابوالحسن علی ہجویری (لاہور)
    - سید شجاع
    - سید عبدالرحمٰن
    - سید علی
    - سید عثمان

اولاد سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر جیلانیؒ

- سید ابوصالح نصر
  - ابی نصر محی الدین ثانی
    - سید سیف احمد
    - سید حسین ثانی
      - سید محمد
      - سید علی
      - سید موسیٰ احمد علی
      - سید راجی حمید
      - سید ابراہیم
      - سید جمال الحق
      - سید یوسف
      - سید حسن
      - بہاء الحق حبیب (ملتان)
      - ابوالفرج قریشی
      - شاہ قلب
      - عتیق اللہ
      - محمد شاہ
      - فاضی محمد
      - شاہ عمر
      - سید نور محمد
      - سید امن علی
      - سید واجد علی
      - سید غوث علی
      - سید عبدالعلی
      - مولانا سید محمد علی (رئیس بگیرگی بہار)
    - سید عبدالجبار
      - ابوموسیٰ قطب العالمین
      - نصر الدین
        - سید احمد
        - سید حسین
        - سید محمد
        - سید سراج الدین
        - سید شاہ گدا (امروہہ یوپی)
    - سید احمد قادری
      - سید یحییٰ
      - سید احمد
      - سید محمد
      - سید علی
      - سید حسن
      - سید محمد
      - سید احمد
      - عبدالباسط
      - سید قاسم
      - سید محمد قادری
      - اسمٰعیل قادری
      - سید ابومحمد
      - سید یوسف خاکی
      - سید علی (مرشد سالک طریقت فرار) (بہار)
    - سید شہاب الدین احمد
      - شرف الدین یحییٰ
        - سید قاسم علی
        - سید احمد الدین
        - سید شمس الدین
        - سید عطاء اللہ
        - سید شرف الدین
        - حسین بہاء الدین
        - سید محمد لطیف
        - سید قطب شاہ
        - سید فتح علی شاہ
        - سید بزرگ علی
        - سید عظمت علی
        - سید روشن علی شاہ
        - سید میاں محمد
        - سید روشن علی
        - سید محمد علی
        - سید روشن علی شاہ
        - سید تراب علی
        - سید احمد علی (گھوڑا سید، مرشد بالو ماڑان) (میرپور خاص سندھ)
      - شمس الدین
        - سید علاء الدین
        - سید بہاء الدین حسن
        - شرف الدین یحییٰ ثانی
        - شیر شرف الدین قاسم
        - سید احمد
        - سید حسین
        - سید عبدالباسط
        - سید عبدالقادر
        - سید محمود
        - سید عبداللہ شاہ اصفہانی (مکلی تھٹہ، سندھ)

علاء الدین
شاہ حسین اجلادی
سید عطاء اللہ
سید یوسف گنج بخش
احمد عشق
فاضی الحق
میراں محمد ثانی
شاہ مرتضیٰ
شاہ محمد حسنی
شاہ محمد غریب
سید بدیع الدین مجن
سید غلام محی الدین
شاہ وجیہ الدین
شاہ مقدر علی
(جولیہ بہار)

اولاد سید عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

- سید جمال الدین علی
  - سید داؤد
  - سید جلال احمد
  - سید بہاء الدین محمد
  - سید تاج الدین محمد
  - سید ابوالحیات
  - سید قریش قادری (ساہو والا بنگال)
    - حاجی سید احمد (بہار)
      - سید مصطفیٰ
        - سید مبارک
        - سید مصطفیٰ ثانی
        - سید نجم الدین
        - سید نعیم الدین
        - سید وجیہ الدین
        - سید نعیم اللہ
        - سید شاہ احمد اللہ منیری (بہار)
      - سید عبداللہ سیاح (بھاگلپوری)
    - سید محمد
      - سید مورث اعلیٰ
      - پیر سید علی
      - گولڑہ شریف راولپنڈی (اسلام آباد)
- سید محمدی
  - سید یتیم شاہ
  - سید معین شاہ
  - سید موسیٰ
  - سید رکن اسلام
  - سید احمد علی احمدی
  - سید احمد علی اصغر
  - سید محمد علی
  - سید امیر علی (اکبر آباد دہلی)
- سید مبارک خورد
  - سید محمد صالح ثالث
  - سید مبارک ثانی
  - سید مبارک ثالث
  - شیخ جمال محمد
  - شیخ محمد صالح
  - شیخ محی الدین ثانی (سندھ)
- سید عبداللہ
  - سید قاسم قادری
  - سید جعفر
  - سید حسین
  - سید عیسیٰ
  - سید یوسف
  - سید احمد
  - سید قطب الدین
  - سید نظام الدین
  - سید رحیم الدین
  - سید صدر الدین
  - سید قیام الدین
  - سید امیر الدین
  - سید علی قادری
  - سید حسن قادری
  - سید نصیر الدین
  - سید فضل اللہ گوسائیں (بہار)

اولاد سید ابوصالح نصر باب بن سید عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

- سید تاج الدین
- سید عماد الدین
- سید سمیع الدین
- سید چراغ الدین
- سید علاء الدین
- سید بدر الدین
- سید شہاب الدین
- سید ابوالوفا
- سید اسمٰعیل
- سید نور
- سید فتح محمد شاہ (مجھوچھہ)
- سید علی اکبر شاہ
- سید بجل شاہ
- سید شجاع محمد
- سید بجل شاہ ثانی
- سید نور علی شاہ
- سید علی سلطان شاہ (نوادہ شریف)
- سید ابونصر محمد
  - سید سیف الدین یحییٰ
  - سید شمس الدین جیلانی
  - سید علاء الدین علی
  - سید بدر الدین حسن
  - سید ابوالعباس احمد جیلانی
  - سید عبدالغفور جیلانی
  - ابوالحسن سید عبدالرزاق نوشہ جیلانی بھاگلپور (مزار شریف)
    - سید حسین تامل
      - شاہ جعفر لاڈ گنج نواز
        - حاجی چراغ
        - شاہ مبارک
        - سید محمود شاہ
        - شاہ درویش
        - سید شاہ راجو تامل
        - بیجھوشریف (بہار)
        - بھاگلپوری
        - (اشرف پور کچھوچھہ نیپال)
      - سید شاہ فتح اللہ
      - سید محمد سراج
      - سید بہاء الدین
      - سید توکل علی
      - سید داؤد علی
      - شاہ نیاز اشرف
      - شاہ اشرف حسین
      - کچھوچھہ شریف (فیض آباد)
    - سید شاہ حسن
      - سید اشرف
      - شاہ محمد سجادہ
      - شاہ ابوالفتح زندہ پیر
      - شاہ حسان
      - شاہ عزیز الرحمٰن
      - شاہ جمال الدین
      - شاہ غوث
      - سید نواز اشرف
      - سید تراب اشرف
      - شاہ قلندر
      - شاہ سعادت علی
      - شاہ ابوالعلائی حسین
      - سید شاہ نماز احمد اشرف
      - سید فخار اشرف (کچھوچھہ)
- سید محمد ہاشم
  - سید ابوالقاسم
  - سید عبدالرحیم
  - سید صدر عالم
  - سید علی
  - سید حسن قادری
  - سید ابوالفتح
  - سید ادریس
  - سید احمد
  - سید مظہر عالم
  - سید اظہر عالم
  - سید بدر عالم
  - سید محمد جمیل
  - سید محمد خلیل
  - سید عبدالجلیل
  - سید علی ملتانی
  - سید عبدالرسول قادری (دانا پور بہار)
- سید ابوالقاسم عبدالرحیم
  - سید عبدالجلیل
  - سید عبدالحی
  - سید عبداللطیف
  - سید عبدالرحمٰن
  - سید عبدالوہاب
  - سید عبدالفتاح
  - سید عبدالرحیم
  - سید ابوالخیر نظام
  - شمس الدین صوفی
  - سید محمد قادری مجذوبؒ
    - سید جلال الدین
      - سید سلیمان
      - سید محمد مسعود
      - سید حسام الدین
      - سید محمد اعظم
      - سید اسد اللہ
      - سید ہدایت علی
      - سید احمد حسین
      - حکیم عبدالجلیل (داؤد نگر بہار)
    - سید معین الدین
      - سید مظفر
      - سید عبدالرزاق (ابوالعلائی رحیمگنج)
      - سید عبدالرشید
      - سید ولی
      - سید غلام رشید
      - سید محمد حبیب اللہ قادری رشید (الجمعہ شریف بہار)

نمبر لطائف اشرفی صفحہ ۹۰، نقش درویش صفحہ ۲۰، شجرہ قادریہ صفحہ ۲۲ تا ۲۵۔

(سادات کچھوچھہ شریف)

شجرۂ نسب سید نورالعین عبدالرزاق سجادۂ بھانجہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ
۲۲۔ سید عبدالغفور حسن جیلانیؒ
۲۱۔ سید ابوالعباس احمد موسیٰ جیلانیؒ
۲۰۔ سید بدرالدین حسن ابوعلیؒ
۱۹۔ سید علاؤالدین علی محمدؒ
۱۸۔ سید شمس الدین حسینؒ
۱۷۔ سید سیف الدین یحییٰ احمدؒ
۱۶۔ سید ابونصر محمد محی الدین احمدؒ
۱۵۔ سید عماد الدین ابوصالح نصر بارباکؒ
۱۴۔ سید تاج الدین عبدالرزاقؒ
۱۳۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث اعظمؒ
(شجرہ نسب صہ ۸۱)

اولاد سید نورالعین عبدالرزاق (کچھوچھہ)

سید حسین قتالؒ (سجادہ) — سید شاہ حسنؒ
مخدوم سید ابوسعید جعفر لاڈ — سید شاہ محمد اشرف
سید شاہ حاجی چراغ جہاںؒ — سید شاہ محمد
سید محمد شمس الحق — مخدوم شاہ مبارک۔ سید شاہ ابوالفتح (زندہ پیر)
سید شاہ راجو قتال (سجادہ) — مخدوم شاہ درویش — سید شاہ محمد یٰسین
(مدفون اعلیٰ سادات سمری نخیاتالپور) — مورث (بیتھہ شریف) سید شاہ عزیز الرحمن
(مونگیر، بہار) — سید شاہ جمال الدین (صفحہ بہار)
سید شاہ فتح اللہ (سجادہ) — سید شاہ محمد غوث
سید شاہ محمد مراد (سجادہ) — سید شاہ نواز اشرف
سید شاہ بہاء الدین (سجادہ) — سید شاہ تراب اشرف
سید شاہ توکل علی (سجادہ) — سید شاہ قلندر
سید شاہ داؤد علی (سجادہ) — سید شاہ سعادت علی
سید شاہ نیاز اشرف (سجادہ)
سید شاہ ابوالحمد علی حسین اشرفی (سجادہ)
سید شاہ ابوالحمود امداد اشرف (سجادہ)
سید شاہ مختار اشرف (سجادہ)
سید شاہ اظہار اشرف (سجادہ)

(شجرۂ نسب اشرفیہ صہ ۳۳ تا ۳۵)
از
(سید شاہ اظہار اشرف کچھوچھہ شریف)

شجرہ اولاد سید عبدالرزاقؒ قادری نورالعین

بھانجہ و سجادہ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ

سید شاہ حسین قتال — سید ابی محمد الحسن اشرفی
سید شاہ جعفر لاڈ اشرفیؒ
سید حاجی چراغ جہاںؒ — مخدوم شاہ مبارکؒ
مخدوم شاہ درویش (میتھو شریف گیا، بہار)
سید شاہ راجو قتالؒ — سید شاہ محمود شمس الحسن
سید شاہ احمدؒ — سید شاہ رضیہ الدین
سید شاہ فتح اللہؒ (زندہ پیر) — سید شاہ صادق محمد اشرفی جیلانیؒ
دختر — سید شاہ علاء الدینؒ
(مدفون بنسی نیکر، بخشی، سہرسا، بہار)
سید شاہ مراد اشرفی سجادہ
سید شاہ بہاء الدین اشرفی — سید شاہ داؤدؒ
سید شاہ توکل علیؒ
سید شاہ نیاز اشرف اشرفی
دختر
سید شاہ ابوالحمد علی حسین — سید ابو محمد اشرف حسین
سید احمد اشرف — محمد جعفر اشرف
۴۱۔ سید مختار احمد اشرفی — (مدفون سکندرہ، بلند شہر)
(۴۲) سید اظہار اشرف — سید انوار اشرف

شجرہ اولاد مخدوم سید شاہ صادق اشرف جیلانیؒ (کچھوچھہ شریف، فیض آباد یوپی)

مخدوم سید شاہ علاء الدین اشرفی جیلانیؒ (سجادہ) (مدفون بنسی نگر، منشی، سہرسا بہار)

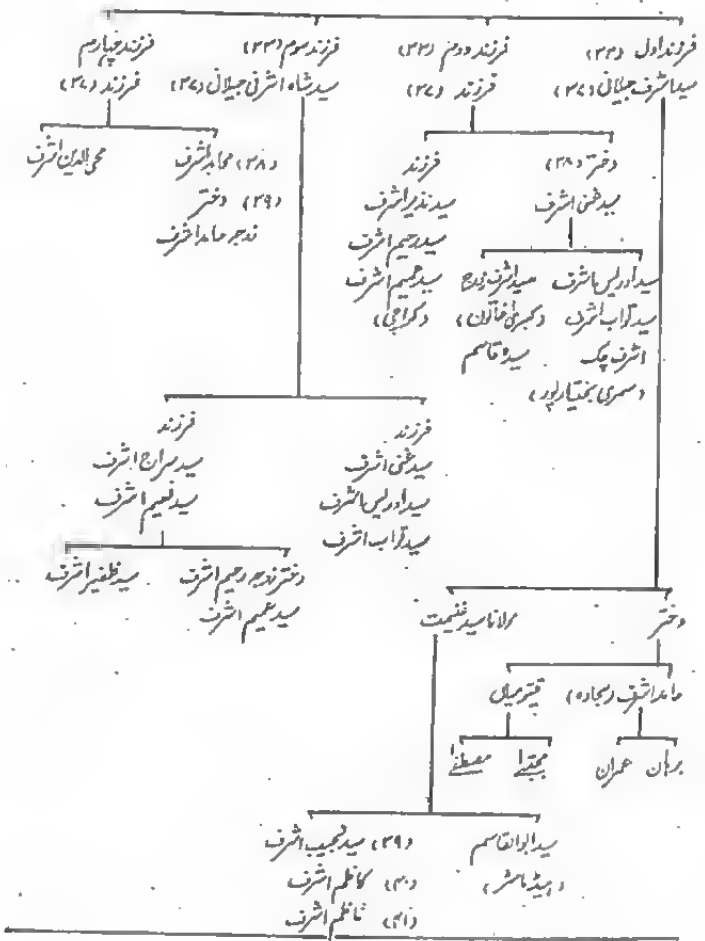

(لطائف اشرفی ص۴۰۹، شجرہ نسب اشرفیہ ص۵۵)

اولاد سید العزیز عالم بن شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

- سید محمد الناک
  - سید شمس الدین
  - سید شرف الدین
  - سید زین الدین
  - سید ولی الدین
  - سید نور الدین
  - سید حسین الدین
  - سید محمد درویش
  - سید زین الدین
  - سید مصطفیٰ
  - سید سلیمان
  - سید علی
    - سید عبداللہ
      - سید عبدالقادر جیلانی (گلشن اقبال کراچی)
    - سید سلیمان
      - سید مصطفیٰ
      - سید سیف الدین
      - سید ابراہیم بغدادی
- سید عبدالفتاح
  - سید ذکریا بغدادی
  - سید شاہ سلیمان
  - سید شاہ محمد
  - سید عبداللطیف
  - سید شاہ احمد قادری
  - سید شاہ حسن بغدادی
  - سید شاہ علی ہمدان
  - سید عبداللہ بیابانی
  - سید عبدالعزیز متانی
  - سید رکن الدین بندہ نواز
  - سید شاہ عبدالمنان قادری (بہار)

اولاد سید ابی محمد عبداللہ الاشتر کلفٹن کراچی۔ (شجرہ صفحہ)

پشت نمبر	اسماء
۷	سید محمد ثانی
۸	سید حسن جواد نقیب (کوفہ)
۹	سید ابی عبداللہ
۱۰	سید محمد قاسم
۱۱	سید ابی جعفر
۱۲	سید ابوالحسن
۱۳	سید حسن
۱۴	سید عیسیٰ
۱۵	سید یوسف
۱۶	سید رشید احمد غزنوی
۱۷	امیر کبیر سید قطب محمد حسنی
۱۸	امیر سید نظام الدین
۱۹	قاضی سید رکن الدین
۲۰	سید صدر الدین
۲۱	سید قیام الدین
۲۲	سید علی
۲۳	سید احمد
۲۴	سید زین الدین
۲۵	سید صدر الدین ثانی
۲۶	سید قطب الدین محمد ثانی

پشت	اسماء		
۲۷	سید علاء الدین		
۲۸	قاضی سید محمود		
۲۹	سید اعظم		
۳۰	سید محمد معظم		
۳۱	سید محمد طفیل		
۳۲	سید شاہ عالم اللہ قطبی		
۳۳	سید محمد فضیل	سید محمد ہدیٰ	
۳۴	سید محمد معظم	سید محمد نور	
۳۵	سید محمد اسحاق	سید محمد عرفان	
۳۶	سید ہدایت اللہ	سید احمد شہید	
۳۷	سید عبدالرحیم شہید	(بالاکوٹ سرحد)	
۳۸	سید محمد تقی		
۳۹	سید اکبر شاہ		
۴۰	سید علی محمد		
۴۱	سید عبدالعلی نصیر آبادی		
۴۲	مولانا حکیم فخر الدین		
۴۳	مولانا سید حکیم عبدالحی		
۴۴	مولانا ابوالحسن ندوی		

شجرۂ سید انور علی شاہ (راجگیری)

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	حضرت علی رضؓ
۲	امام حسن رضؓ
۳	سید حسن مثنیٰ
۴	سید ابراہیم
۵	سید اسمٰعیل دیباج
۶	سید حسن شیخ
۷	سید علی
۸	سید حسین
۹	سید علی
۱۰	سید حسن القوی
۱۱	سید محمد
۱۲	سید ببیرہ
۱۳	سید حسن ثانی
۱۴	سید محسن
۱۵	سید احمد
۱۶	سید حسن
۱۷	سید علی
۱۸	سید رضی الدین
۱۹	سید تقی (حاجی عراق)
۲۰	سید ابو محمد
۲۱	سید محمد قریشی
۲۲	سید عزیز الدین
۲۳	سید محمد
۲۴	سید تاج الدین
۲۵	سید عثمان الدین
۲۶	سید تاج الدین
۲۷	سید محمود
۲۸	سید احمد
۲۹	سید عبداللہ
۳۰	سید جگن
۳۱	سید جود الشمندؒ
۳۲	سید شاہ علی مجتبیٰ
۳۳	سید شہاب الدین دانشمندؒ
۳۴	سید شاہ محمد
۳۵	مولانا سید شاہ سراج الدینؒ
۳۶	سید شاہ منصور راجگیریؒ
۳۷	سید شاہ اللہ داد
۳۸	سید شاہ مفاد راجگیریؒ
۳۹	سید شاہ عبدالرحمٰن
۴۰	سید شاہ غلام جیلانی راجگیریؒ
۴۱	سید شاہ غلام علی میر بخش
۴۲	سید شاہ واحد علی
۴۳	سید ممتاز علی
۴۴	سید انور علی راجگیری

(بہار)

اولاد مولانا سراج الدین (پشت ۳۵)

سید منصور — سید شاہ محی الدین

سید تاج الدین — سید معین الدین

سید امام الدین راجگیری

اولاد سید غلام حیدر (پشت ۴۰)

سید قادر علی — سید نصیر علی (اولاد پیر مہدی حسن) — سید الطاف حسین — سید بہادر حسین

پیر غلام علی

میر بخش

سید وجیہہ علی — سید رضا علی (اولاد) — سید ممتاز علی — سید انور علی

چار دختران (اولاد نرینہ) — سید معین الدین حسین — سید شرف الدین

تحقیق الاقوام صفحہ (۶۶ تا ۷۰)

حضرت عبداللہ شاہ غازی الاشتر البنہان کلفٹن کراچی

(شجرۂ نسب ص۸۱)

حضرت سید عبداللہ شاہ غازی الاشترؒ تبع تابعین میں سے تھے اور آپ حسنی و حسینی سید تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۹۴ھ میں ہوئی۔

۱۴۲ھ مطابق ۷۵۹ء کے لگ بھگ آپ تبلیغ کی غرض سے وارد سندھ ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ صغریٰ سیدنا امام حسینؓ کی پوتی تھیں۔ آپ سادات کرام کی پہلی شخصیت ہیں جو سندھ میں داخل ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد محترم سید محمد نفس ذکیہؒ نے کی۔ آپ علم حدیث میں ملکہ تامہ رکھتے تھے۔ آپ کا شمار اکابر محدثین میں کیا جاتا ہے۔

سید عبداللہ شاہ غازی الاشترؒ کی شہادت

خلیفہ منصور عباسی نے ایک عرب سردار عمر بن حفص کو عقبہ بن مسلم کے ساتھ ۱۴۲ھ میں سندھ بھیجا۔ اسی زمانہ میں سید عبداللہ الاشتر علویؒ عباسیوں کے مقابلے میں مدعی خلافت تھے۔ بصرہ سے سندھ آئے۔ سندھ کے مقامی راجپوتے ہزارا فراد ان کی مدد کے لیے پیش کیے۔ اسی دور میں سندھ میں شیعی تحریک کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ انہی دنوں سندھ کے حکمران کی طرف سے ایک ہزار فوج افریقہ بھیجی گئی تھی۔ یہی وقت تھا جب ہشام بن عمرو تغلبی منصورہ آئے۔ یہ بھی عمر بن حفص کی طرح ہوا خواہان دودمان نبوی تھے۔ جس سے سید عبداللہ الاشتر علویؒ اور دیگر علویوں کا اثر و رسوخ بڑھا۔ اسی سال عقبہ بن مسلم نے اپنے بھائی شبیع کو علویوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ جس نے سید عبداللہ الاشتر علویؒ کو کراچی میں ساحل سمندر پر شکارگاہ میں گھیر لیا۔ سید عبداللہ کے ساتھ تھوڑے سے لوگ تھے جو شکار کے لیے ان کے ساتھ آئے تھے۔ بہرحال مقابلہ ہوا اور سید عبداللہ الاشتر جنگ کرتے

۱؎ صفحہ ۱۰۸، تذکرہ اولیاء سندھ، صفحہ ۲۳ مخدوم جہانیان جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری

ہوئے ۱۵۱ھ میں شہید ہوئے۔ ان کا مزار آج بھی ساحل سمندر کلفٹن پر مرجع خلائق ہے۔ امام سید عبداللہ شاہ غازی الاشترؒ حضرت امام حسنؓ کے پوتے کے پوتے تھے۔

(ابن اثیر جلد ۵ ص ۲۸۳ طبری جلد ۲ ص ۲۹۰)

(تاریخ افغانستان ص ۲۰۸)

حضرت سید ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۱	سید ابوالحسن علی ہجویریؒ
۱۰	سید عثمانؒ
۹	سید علی
۸	سید عبدالرحمٰن
۷	سید شاہ شجاع
۶	سید ابوالحسن علی
۵	سید حسن اصغر
۴	سید زید شہید
۳	امام زین العابدینؒ
۲	امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ

بمطابق بزم سرمد صفحہ ۳۲

۱۰	سید ابوالحسن علی ہجویریؒ
۹	سید عثمان
۸	سید علی
۷	سید عبدالرحمٰن
۶	سید شاہ شجاع
۵	سید ابوالحسن علی
۴	سید حسن اصغر
۳	سید زید
۲	امام حسنؓ
۱	حضرت علیؓ

ابوالحسن کنیت اور علی اسم گرامی ہے۔ ہجویر اور جلاب میں قیام کیا اس لیے ہجویری اور جلابی کہلائے۔ آخر میں لاہوری مشہور ہوئے۔ شیخ ابوالعباسؒ محمد الاشنانیؒ ان کے بزرگ استاد تھے۔ شیخ ابوجعفر محمد بن المصباح الصیدلانی، شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری اور شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ الگرگانیؒ بھی داتا گنج بخش کے استاد تھے۔

جنید یہ سلاسل کے خلیفہ ابوالفضلؒ محمد بن الحسن ختلیؒ سے تعلیم طریقت پائی۔ روحانی کسب کے لیے بارہ بلاد اسلامیہ کی سیاحت کی اور تین سو سے زائد مشائخ سے فیض حاصل کیا۔ چالیس سال تک مسلسل مغزیں رہے لیکن جماعت کی نماز میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔ شیخ حسین زنجانیؒ اور شیخ علی ہجویریؒ ایک ہی پیر کے مرید تھے۔ اول الذکر لاہور ہی میں تھے کہ پیر نے لاہور جانے کا حکم دیا جس کی تعمیل میں جب لاہور پہنچے تو رات تھی۔ صبح کو شیخ حسین زنجانیؒ کا جنازہ لایا گیا۔ داتا گنج بخشؒ ۴۰۰ھ میں تولد ہوئے اور ۴۶۵ھ میں رحلت فرمائی۔ لاہور میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ نے بھی ان کی قبر پر چلہ کیا تھا اور رخصت ہونے پر یہ شعر پڑھا ؎

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

تصانیف: (۱) کشف المحجوب (۲) منہاج الدین (۳) کتاب الفنا والبقا، (۴) کتاب البیان واہل العیان (۵) بحر القلوب (۶) الرعایۃ لحقوق اللہ

نوٹ: تحقیق کی رو سے داتا گنج بخشؒ حسنی سید ہیں (مؤلف)

سر بزم صوفیا صفحہ ۳۴ سے فرائد الفواد صفحہ ۳۴ (بمطابق مذاق الفواد صفحہ ۳۵)

پیران پیر دستگیر حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُمّ الخیر ہے۔ اور لقب امۃ الجبار سیدہ فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعیؒ۔ آپ کے نانا گیلان میں ولی اللہ اور مستجاب الدعوات تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں جیلان یا گیلان میں ہوئی آپ کی عمر مبارک ۹۰ سال، ماہ نو دن تھی۔ دوسری روایت کے مطابق ۸۹ سال ۷ ماہ نو دن ہے مزار مقدس عراق کے شہر بغداد میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا خاندان آپ کے چار فرزندوں سے جاری ہوا۔ (۱) سید عبدالعزیزؒ (۲) سید عبدالوہابؒ (۳) سید عبدالرزاقؒ (۴) سید عبدالجبارؒ

شجرہ پر تبصرہ سیدنا محبوب القادر جیلانیؒ پدری نسب کی رو سے حضرت علیؓ کی تیرہویں پشت میں ہیں لیکن مادری نسب نامہ کی رو سے سولہویں پشت میں ہیں۔ لہٰذا تین پشتوں کا فرق تحقیق طلب ہے (مؤلف)

	نسب پدری اسماء	نسب مادری اسماء	نسب مادری اسماء
۱۳	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
۱۲	ابوصالح موسیٰ جنگی دوست	سیدہ اُمّ الخیر	عارفہ اُمّ الخیر
۱۱	سید عبداللہ یحییٰ	سید عبداللہ صومعیؒ	ابوعبداللہ صومعیؒ
۱۰	سید یحییٰ زاہد	سید علی	سید ابوالجمال
۹	سید محمد زکی شمس الدین	سید احمد	سید ابومحمد
۸	امیر داؤد محمد کبیرؒ	سید عبدالرحیم	سید احمد طاہر
۷	سید موسیٰ ثانیؒ	سید کمال الدین	سید عبداللہ
۶	سید ابوصالح رضاؒ	سید جمال الدین	سید کمال الدین
۵	سید موسیٰ الجونؒ	سید نورالدین عمر	سید علی
۴	سید عبداللہ المحضؒ	سید مجیدالدین اطہر	سید علی عریضی
۳	سید حسن مثنیٰؒ	سید عباس	سید علاء الدین
۲	امام حسنؓ	امام جعفر صادقؒ	امام جعفر صادقؒ
	(مطابق) سفینۃ الاولیاء و از دارا شکوہ صفحہ ۶۹	(مطابق) سفینۃ الاولیاء و دارا شکوہ صفحہ ۶۹	(مطابق) کنز الانساب صفحہ ۶۶

مناجات از غوث پاک عبدالقادر جیلانیؒ

قادرا! قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی
مردہ را جاں می دہی و زندہ را بے جاں کنی

آسماں را بے ستوں برداشتہ کردی اے حکیم!
ابر را بہر طراوت بر زمیں گریاں کنی

صد ہزاراں ذاہلاں حیراں بماند بر درت
کار صد بے چارہ را از فضل خود آساں کنی

گہہ گدا را ملک بخشی گہہ شہے را چوں گدا
از برائے نیم جاں تو در بدر حیراں کنی

بر سر زکریاؑ تو منادی آرہ بحکم قضا
از تن ایوبؑ صابر طلعۂ کرماں کنی

جملہ عالم بر سر حاضر شوند در روز حشر
نامۂ اعمال شاں ہر یک بہ میزاں کنی

گہہ خلیل اللہ را در آتش بستاں کنی
گہہ خلیل خویش را از نار تو بستاں کنی

بر پل صراط از مرحمت باریک است می باید گذشت
بر کسے ہموار سازی بر کسے پیچاں کنی

زہر قاتل ہم عجائب آں حسنؓ کردی نصیب
بر حسینؓ ابن علیؓ تیغ ازل فرماں کنی

ہست محی الدین بندہ درگہت اے شاہ ما
از تو زید ہر کہ را حاکم فرماں کنی

عبداللہ شاہ اصحابی الحسنی بغدادی ٹھٹھویؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۸۲)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد و احفاد سے ہیں اس لیے آپ حسنی اور حسینی سید ہیں۔ شیخ محمد ثمین سید محمد غوث پشاوری لاہوری فرماتے ہیں کہ اس فقیر کے دادا سید عبداللہ جب بغداد سے ٹھٹھہ تشریف لائے اور کسی سید گھرانے میں شادی کی تو فقیر کے والد وہیں پیدا ہوئے۔ آپ کے تمام اجداد اپنے اپنے والد ہی کے مرید ہوتے چلے آئے سلسلۂ بیعت بعینہٖ سلسلۂ نسب ہے۔ حضرت سید عبداللہ شاہ اصحابیؒ کا سال وفات بقول سید غلام صاحب ۱۰۶۰ھ ہے۔ مزار شریف مکلی پر مرجع خلائق ہے۔ آپ مرزا شاہ ارغون کے زمانہ میں اپنے دوست سید منورؒ، سید کمالؒ اور سید قاضی شکراللہؒ کے ساتھ مکلی میں سکونت پذیر ہوئے۔ (تحفۃ الطاہرین صفحہ ۴۷)

سید ابراہیم ملک بیاؒ بہار

(شجرۂ نسب صفحہ ۸۱)

آپ کے آبا و اجداد بغداد سے غزنی آئے۔ سید ابراہیم سلطان تغلق کے عہد میں ہند آئے۔ اختیارالدین محمد بن بختیار خلجی کے عہد میں آپ فوج کے سالار تھے آپ کی سرکردگی میں صوبہ بہار فتح ہوا۔ ۱۲ ذی الحجہ ۶۰۷ھ کو دشمنوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ شہر بہار شریف سے ایک میل دور پہاڑ پر مدفون ہیں۔ بادشاہ نے ایک عظیم الشان گنبد آپ کی قبر پر تعمیر کرا دیا جو فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ سید ابراہیم کے مقبرہ کا سنگ بنیاد حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری بہاریؒ مخدوم سید احمد چرم پوشؒ اور مخدوم شاہ احمد سیستانیؒ نے رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو حضرت شاہ ارشد جونپوری کے تمنی ملفوظات گنج ارشدیؒ۔ واضح رہے کہ سلطان محمد تغلق نے بہار کی فتح کے بعد سید ابراہیم سپہ سالار کو خوش ہو کر "ملک بیا" کا خطاب دیا تھا۔ آپ کے فرزندوں کی تعداد آٹھ ہیں (۱) ملک داؤد (۲) ملک محمد الیاس (۳) ملک بدرالدین (۴) ملک مدالدین (۵) ملک محمد محسن (۶) ملک عثمان (۷) ملک سلیمان۔

۱؎ تذکرہ اولیائے سندھ صفحہ ۸۹ تا ۹۱ و تذکرہ صوفیاء سندھ صفحہ ۱۲۲

۲؎ تاریخ بارہ گیاں از پروفیسر نجیب الرحمٰن صفحہ ۱۸ تا ۲۱

مزار حضرت سید ابراہیم ملک بیاؒ کے مشرقی دروازہ کے کتبہ پر

درج ذیل چھ اشعار کندہ ہیں

ایں مقطعہ بہار ملک سیف دولت است
کز سہم تیغ او سپر افگندہ آفتاب

بت راہمی شکست چو ہمنام خویش تا
در عالم بقاش بود بت شکن خطاب

صفدار صف شکن چو صف آراستے بحرب
رستم بہ تب فتادے و بہمن شدے بتاب

خورشید اگرچہ لشکر سیارہ را شکست
آخر ز کوہ ساخت سرا پردۂ حجاب

تاریخ آفتاب کہ یکشنبہ از جہاں
چول لعل رفت در دل سنگ از برائے خواب

بود ازمہ معظم ذی الحجہ سیزدہ
از سال بود ہفت صد و پنجاہ سہ در حساب

(تاریخ ملک از عبدالحلیم خواجہ پوری)

بشکریہ ملک بدر الحسن بدر مدیر اعلیٰ مجلہ الملک سنہ ۱۹۹۰ء النور کراچی

ملک بیاؒ کے مقبرہ کے جنوبی دروازہ کے سیاہ پتھر پر کندہ چھ اشعار

دریں گنبد کہ ہست از روئے معنی — بقدر از گنبد افلاک برتر
نہفتہ است پیرے کز بہیبتش — نہفتے شیر اندر بطن شپر
مدار ملک ابراہیم ابوبکر — کہ تیغ از بہر حق می زد چو حیدرؓ
چنیں لشکر کے کشور کشائے — نہ خیزد دام اندر ہفت کشور
کنوں چوں بر درت افتادہ یارب — ز راہ لطف خود بگشا بروئے
بہ شکر رحمت و کاز بر رحمت — کنی دیوار خاکش را مظلہ

مشرقی دروازہ کے سامنے کے دروازے کے کتبہ پر کندہ چھ اشعار

بعہد دولت شاہ جہانگیر — کہ بادا در بہار ملک فیروز
شہنشاہ جہاں فیروز سلطاں — کہ بر شاہان گیتی گشت فیروز
ملک سیرت ملک بیرا براہیم — کہ بادا در دیں چو ابراہیم گیں توز
بماہ ذی الحجہ یکشنبہ از دہر — بدست چوں سیزدہ از مہ دریں روز
بہ ہجرت ہفت صد و پنجہ تاریخ — مسافر شد ملک در جنت ایں روز
خداوند از فضل خویش بروے — کنی آساں حساب آخریں روز

(تحفۂ بہار از مولانا مفتی محمد عبدالمتین ص ۲۴ تا ۲۷)

قاضی ملک محب اللہ بہاری

قاضی محب اللہ بہاری سرخ گڑا، بہار شریف کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد کا نام ملک عبدالشکور تھا۔ ابتدائی تعلیم ملا سید قطب الدین شمس آبادی اسٹھوی سے حاصل کی۔ تسلیم سے فارغ ہوئے تو اورنگ زیب عالمگیر نے شاہی ملازمت میں لے لیا۔ وہ لکھنؤ اور حیدرآباد میں قاضی مقرر ہوتے۔ کچھ عرصہ شہزادہ رفیع القدر بن شہزادہ معظم کے اتالیق بھی رہے۔ شاہ عالم کے عہد میں ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عطا ہوا اور فاضل خاں کا خطاب ملا۔

۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں انتقال ہوا۔ وہ محلہ چاندپورہ بہار شریف میں مدفون ہوئے۔

علمی مقام ملا ملک محب اللہ بہاری کو بے مثال شہرت نصیب ہوئی۔ مولوی رحمان علی ان کی ذہانت و فطانت اور جلالت علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بحرے بود از بحار علوم و بدرے بود بین النجوم"

ان کی کتابوں میں ایرانی فضلا میر باقر داماد اور صدرالدین شیرازی کے زیر اثر ادبی چاشنی پائی جاتی ہے۔

تصنیفات (۱) مسلم العلوم۔ یہ منطق کی ادق اور مشکل ترین کتاب ہے جسے عالمگیر مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ ایک مختصر اور جامع کتاب ہے جو آج تمام مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہے اس کے بارے میں ملک محب اللہ بہاری نے دیباچہ میں خود لکھا ہے۔

تیری خواہش ہے کہ مسلم درسی کتابوں میں اس طرح چمکے جیسے ستاروں میں چاند، اس پر بہت سی شرحیں لکھی گئیں مثلاً

(۱) شرح قاضی مبارک (۲) شرح عبداللہ سندیلوی (۳) شرح ملا احمد عبدالحق فرنگی محلی (۴) شرح جلالین (۵) شرح ملا مسافر۔

(۲) مسلم الثبوت (فقہ): یہ اصول فقہ کی معروف درسی کتاب ہے جو ۱۱۰۹ھ میں لکھی گئی۔

(۳) الجوہر الفرد (۴) مغالطہ عامۃ الورود۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۲۳۲، ۲۳۳ تاریخ بارہ گاں ص ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳)

خواجہ نصیرالدین چراغ دہلویؒ

آپ کا اسم گرامی محمود تھا اور نصیرالدین محمود گنج اور چراغ دہلی القاب تھے۔ آپ کے جد بزرگوار شیخ عبداللطیف یزدی خراسان سے لاہور آئے۔ آپ کے والد شیخ محمود یحییٰ لاہور میں پیدا ہوئے تھے مگر بڑے ہو کر اودھ منتقل ہوئے۔ خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ کی ولادت اودھ ہی میں ہوئی تھی جسے اجودھیا یا بارہ بنکی کہتے ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ اودھی بھی لکھا جاتا ہے۔ آپ سادات حسنی تھے۔ آپ نے بزوری قاضی محی الدین کاشانی سے پڑھی تھی اور مولانا عبدالکریم شیروانی سے ہدایہ پڑھا تھا۔ آپ نے ۲۲ سال کی عمر میں محبوب الٰہی سے بیعت کی۔ والدہ کی وفات کے بعد دہلی آگئے۔ محبوب الٰہی کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہوئے۔ شیخ مکہ سے آپ کو چراغ دہلی کا لقب ملا۔ ان پر تلذذ تراب نے قاتلانہ حملہ کیا تین سال تک زندہ رہے پھر ۱۸ رمضان شب جمعہ ۷۵۷ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ تمام عمر مجرد رہے۔

ملفوظات (۱) خیر المجالس (۲) مفتاح العاشقین مرتبہ مولانا محب اللہ بہاری۔

خلفاء (۱) سید محمد بن جعفر الکیؒ (۲) سید محمد گیسو درازؒ

(۳) خواجہ کمال الدینؒ (احمد آباد) (۴) شیخ دانیالؒ (دستگرد)

(۵) شیخ صدرالدینؒ (۶) مولانا خواجگیؒ (کالپی)

(۷) شیخ احمد تھانیسریؒ (۸) شیخ محمد متوکل کنتوریؒ (بہرائچ)

(۹) شیخ قوام الدین (لکھنؤ)

(تاریخ صوفیائے گجرات ص ۳۰۹)

حاجی سید عبداللہ سیاحؒ پھلواروی خیرآبادی

(شجرۂ نسب ص۹۳)

سید حاجی عبداللہ سیاحؒ پھلواروی خیرآبادی قادریہ قیصیہ سلاسل کے معمر ترین شخص تھے۔ حضرت مخدوم بدر عالم شہباز پوری ان کے مرشد تھے۔ موضع شہباز پور پھلواری شریف کے متصل واقع ہے۔ حاجی سید عبداللہ سیاحؒ کے وہ مشہور خلفاء مولانا صفت اللہ محدث خیرآبادی اور حضرت پیر محمد لکھنوی کے ذریعہ آپ کا فیضان جاری ہوا۔ آپ کا اسم گرامی سید محمد ہے اور حاجی عبداللہ سیاح آپ کا لقب ہے۔ وطن پھلواری شریف تھا مگر ساری عمر سیر و سفر میں گزار دی اس لیے سیاح لقب پڑ گیا۔ سلسلۂ نسب سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ آخر میں اپنے مرید خاص حاجی صفت اللہ کے یہاں خیرآباد میں قیام فرمایا۔ آپ کی ولادت باسعادت مخدوم شاہ مینا لکھنویؒ کے دور میں ہوئی۔

۱۱۱۵ھ میں وفات پاگئے۔ آپ کی عمر شریف دو سو اکتیس سال ہوئی۔ بعضوں نے عمر تین سو سال بتائی ہے۔ "نفحات عنبریہ" میں سن ولادت ۸۸۴ھ تحریر ہے۔ ۱۱۱۵ھ سن وفات متفق علیہ ہے۔ سلاسل طریقت میں مخدوم بدر عالم شہباز پوری سے بیعت تھے۔ آپ بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے اور تصوف میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ تمام اہل عصر میں فائق تھے۔ آپ نے ساری عمر عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ متاہلانہ زندگی پسند فرمائی اور نہ کسب معاش کی طرف توجہ دی۔ زندگی بھر متوکل رہے آپ شیخ دانیال کے بھی مرید تھے۔

تبرکات (۱) لکڑی کے سدانوں کی تسبیح (۲) روئی دار ٹوپ۔

(۳) میت کو غسل دینے کا تختہ جو ایک ہی درخت کا بے جوڑ تکڑا ہے۔

سید حاجی عبداللہ سیاحؒ نے خیرآباد آکر حاجی صفت اللہ کو فرزندی میں لے لیا۔ جب حاجی صفت اللہ معقولات و منقولات میں ماہر ہو گئے تو بیعت فرما کر پٹنہ واپس آگئے۔ دوبارہ خیرآباد تشریف لے گئے اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔ آپ کے خلفاء کی کثیر تعداد دہلی میں ذی علم تھے۔ لیکن خلافت مولانا صفت اللہ ہی کو عطا کی۔ ۲۶ جمادی اول ۱۱۱۵ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

---

۱ ماہنامہ الجیب جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۳۲ تا ۳۵

مخدوم سیّد شاہ درویش اشرفی بیتھو شریف گیا۔ بہار

(شجرۂ نسب ص۸۴)

صوبہ بہار کے گیا ضلع میں شہر سے تقریباً تیس میل شمال ساحل پھلگو ندی پر بیتھو شریف کو مخدوم سید شاہ درویشؒ نے ۵۰۰ سال قبل اپنی توجہات کا مرکز بنایا جو سرزمین جنگلوں اور کولھوں کا مسکن تھی۔ اس سرزمین پر بلند جاں بہت سے علماء دین اور عارف کامل کا ظہور ہوا۔

آپ کے والد مخدوم سید شاہ مبارک بلخیؒ کچھوچھہ شریف میں سکونت پذیر تھے۔ سیر و سیاحت کے لیے بہار آئے اور موضع شیخ پورہ پنجور میں قیام فرمایا۔ آپ کی شادی بی بی خاص بنت شاہ برہان اللہ قصبہ جونپور سے ہوئی جن سے مخدوم شاہ درویش تولد ہوئے جو بلند جاں آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو جنوب کی جانب جانے کا حکم دیا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور موضع بیتھو شریف آگئے۔ یہ ویرانہ اور کوروہ جگہ تھی۔ آپ نے مغرب کی جانب حضرت بایزید بسطامیؒ کے مزار کے قرب میں قیام فرمایا۔ چند دنوں کے بعد آپ کی آمد کی دھوم مچ گئی۔ ہزاروں انسان آپ کی صحبت اور تعلیم سے فیض یاب ہونے لگے۔ کتنے راجہ، مہاراجوں نے آپ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ زمانہ قدیم سے یہاں کرھلر اور سیرتار قوم آباد تھی اس سے قبل یہ مقام بگھر قوم کا مسکن تھا۔ حضرت مخدوم درویشؒ نے فتح حاصل کی۔ آپ نے یہاں ایک پرشکوہ مسجد کی بنیاد رکھی اور حجرہ و قیام گاہ تعمیر کرنے کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے دست مبارک پر لاکھوں بندگان خدا نے بیعت حاصل کی۔ آپ کے دست مبارک پر موضع ابراہیم پور نوڈیہہ کے ناظم نے بھی بیعت کی جن کی کوششوں سے خانقاہ کے مصارف کے لیے بادشاہ وقت کی طرف سے بیتھو شریف کی جاگیر آپ کو عطا کی گئی۔

مخدوم درویشؒ کی شادی بی بی جان ملک بنت شاہ سلطان علی (شاہ بلخا) ساکن منیر شریف ضلع پٹنہ سے ہوئی جن کے بطن سے تین فرزند اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

---

۲ نقش درویش از منیر قمر بیتھوی ص۸

مخدوم شاہ درویشؒ آخر عمر تک یاد الٰہی میں معروف رہے۔ آخر کار ۱۰ شعبان ۹۰۲ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کا مزار بیتھو شریف میں پھلگو ندی کے کنارے مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مرقد پر آپ کے سجادگان نے ایک پر شکوہ روضہ تعمیر کرایا ہے جو عظمتِ رفتہ کا مرقع ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر مخدوم شاہ محمد اشرف آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

اولادِ مخدوم سید شاہ درویشؒ بیتھو شریف (گیا بہار)

سید شاہ محمد اشرف	(سجادہ)	اولاد سید ابراہیم ملک بیاؒ
سید شاہ اعلیٰ اشرف	(سجادہ)	ملک داؤد
سید شاہ محمد اسمٰعیل	(سجادہ)	علاء الملک
سید شاہ حافظ اشرف	(سجادہ)	خطاب الملک
سید شاہ عبدالہاشم	(سجادہ)	ملک گدن
سید شاہ غلام مبارک	(سجادہ)	اللہ داد سید باگھہ
سید شاہ غلام مصطفیٰ	(سجادہ)	محمد اسمٰعیل
سید شاہ غلام رسول	(سجادہ)	بہاء الدین
سید شاہ نوازش رسول	(سجادہ)	ملک تاتار
سید شاہ عمر دراز اشرف	(سجادہ)	احمد اللہ
سید شاہ ابو اسحاق اشرف	(سجادہ)	ملک سدا
سید شاہ زاہد حسین اشرف	(سجادہ)	ملک معصوم
سید شاہ شاہد حسین اشرف	(سجادہ)	غلام نبی
		غلام نبی
		ملک بخت
		جمال الدین
		طفیل اللہ
		ناصر علی
		امام بخش
		سید الکریم

(نقشِ درویش از منیر قمر بیتھوی صہ ۳۱، ۳۲)

ملک محمد نسیم (ہنڈوی رہار)

(نقشِ درویش از منیر قمر بیتھوی، تاریخ بارہ گیاں صہ ۲۳)

سیّد موسیٰ پاک شہید ملتانیؒ

ملتان میں سادات حسنی قادری کی بنیاد ۹۸۵ھ میں مخدوم سید موسیٰ پاک گیلانی نے رکھی جو غوث پاک کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ مخدوم محمد غوث بندگی ملب سے براستہ ایران، خراسان ہند وارد ہوئے اور اوچ شریف میں متوطن ہوئے۔ آپ کی ولایت کا شہرہ سن کر سکندر لودھی (متوفی ۹۲۳ھ) آپ کا معتقد ہوگیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند سید عبدالقادر ثانی سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے تمام جاگیریں اور جاگیر بادشاہ کو واپس کر دیں اور متوکلانہ زندگی گزارنے لگے۔ آپ کی وفات ۹۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مخدوم سید عبدالرزاق نے سجادگی سنبھالی۔ یہ وہی بزرگ تھے جن کے دستِ حق پرست پر ملتان میں قائداعظم محمد علی جناح کا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا تھا جو ملتان کے قدیم لوہانی راجپوت تھے اور بعد میں گجرات نقل مکانی کی۔ سید عبدالرزاق کی وفات کے بعد ان کے فرزند مخدوم سید حامد جہاں بخش سجادہ نشین ہوئے۔ جو سید موسیٰ پاک شہید کے والد ماجد تھے۔ سید موسیٰ ۹۵۲ھ میں اوچ شریف میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی آپ نے علوم حدیث، فقہ، صرف و نحو میں دستگاہ حاصل کی اور خوشنویسی کا شوق بھی پورا کیا۔ ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد والد صاحب نے آپ کو خرقہ سجادہ، تسبیح اور انگوٹھی مرحمت فرمائی اور بیعت کی عام اجازت دے دی۔ آپ کچھ عرصہ تک دکن، فتح پور سیکری اور آگرہ میں رہ کر دہلی تشریف لائے جہاں ۹۸۵ھ میں اپنے والد کی ایما پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ملتان لوٹ آئے جہاں آپ نے مستقل قیام کیا۔ مریدین کا سلسلہ بلخ، بخارا، توران، ایران، افغانستان اور ہندوستان تک پہنچا۔ آپ کا ارشاد گرامی تھا کہ درویش پر حصولِ علم لازم ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر اس پر عمل کرنا لازم ہے حضرت موسیٰ پاک شہید کے چار فرزند تھے۔ (۱) سید حامد بخش (۲) سید جان محمد (۳) سید عیسیٰ (۴) سید یحییٰ۔

(ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمٰن خان صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۱)

لہ بے تیغ سپاہی صفحہ ۵۵ باوفد دسمبر ۱۹۶۰ء قائداعظم نمبر جناح از سٹرلیٹو صفحہ ۲۰

سیّد شاہ قمیصؒ

شجرۂ نسب ص ۸۳

سید تاج الدین محمود سب سے پہلے بغداد سے ہندوارد ہوئے۔ آپ کو رشد و ہدایت اور تبلیغ کے لیے بنگال بھیجا گیا۔ اس وقت سید حسین شاہ بنگال کا حکمران تھا۔ بادشاہ نے عقیدتاً اپنی دختر کا نکاح حضرت سے کرنے کی پیش کش کی لیکن آپ نے اپنے فرزند سید ابوالحیات کو بغداد سے بلوا کر بادشاہ کی دختر سے نکاح کر دیا جن سے سید شاہ قمیص تولد ہوئے۔ شاہ قمیص کی شادی اپنے ماموں سید نصیب شاہ کی دختر سے ہوئی۔ آپ حج سے واپسی پر موضع سادھورہ مشرقی پنجاب پہنچے جہاں سید نصراللہ واسطی کی دختر سے دوسرا نکاح کیا اور سادھورہ میں قیام پذیر ہوئے جہاں شیخ عبدالرزاق عرف شیخ بہلول آپ کے مرید ہوئے۔ سادھورہ سے بنگال تشریف لے گئے جہاں ان کا انتقال ہوگیا۔ تدفین سادھورہ میں ہوئی میت بہار شریف میں محلہ گڑھ میں عارضی طور پر قبر کے سپرد کی گئی تھی جہاں آج بھی قبر بنی ہوئی ہے۔ تاریخ وفات ۹۹۲ھ ہے۔ سید شاہ قمیص کی بی بی عائشہ بنت سید نصراللہ واسطی سے تین فرزند تولد ہوئے (۱) سید شاہ محمد قمیصی (۲) شاہ احمد قمیصی (۳) سید شاہ ابوالمکارم۔ آپ کے خلفاء میں مخدوم بدر عالم شہباز پوری اور شیخ عبدالرزاق بہلول بہت مشہور ہیں۔

آپ کے فرزند اکبر سید شاہ محمد قمیصی کی ذریت گولڑا شریف پہنچی اور سید پیر مہر علی شاہ انہیں کی اولاد میں ہیں۔ سید شاہ احمد قمیصی عرف احمد حاجی کی اولاد منیر شریف پٹنہ بہار میں پھیلی۔ سید شاہ احمداللہ عرف شاہ منیری انہیں کی اولاد ہیں۔ سید شاہ ابوالمکارم کے پوتے شاہ محمد فاضل شیر قلندر سادھوری ہیں ان کے فرزند شاہ محمد قلندر ہیں جن کا سلسلہ چند واسطوں سے مخدوم قطب بنائے دل جونپوری تک پہنچتا ہے۔

چلواری شریف پٹنہ بہار کے مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ عمادالدین چلواروی سید شاہ قمیص رحمت اللہ علیہ کے مشہور خلفاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔

لہ ماہنامہ رسالہ المجیب چلواری شریف برائے ماہ اکتوبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۹

سید فضل اللہ گوسائیں قادری بہار

(شجرۂ نسب ص۸)

سید فضل اللہ[1] گوسائیں کا مزار بارہ دری عظیم آباد میں واقع ہے۔ سید فضل اللہ گوسائیں کے دو فرزند تھے :-

(۱) سید احمد عرف سید بڑے۔ وہ بہار سے نقل مکانی کر کے کوڑہ چلے گئے اور ان کی اولاد بھی اسی مقام پر آباد ہیں۔

(۲) سید منیر الدین محمود بہار شریف پٹنہ میں آباد ہوئے اور اپنے والد گرامی کے مسند نشیں اور سجادہ ہوئے۔ ان کے بیٹے سید نصیر الدین تھے جنہوں نے دو شادیاں کیں۔ مل اولی سے تین فرزند تولد ہوئے اور ایک دختر پیدا ہوئی۔ فرزندوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) سید تقی الدین سجادہ نشیں

(۲) سید صفی الدین

(۳) سید زین الدین

سید تقی الدین سجادہ نشیں موضع شیخوپورہ ضلع مونگیر بہار میں آباد ہوئے۔ ان کے ایک فرزند میر مظفر حسین تولد ہوئے۔ جن کے بیٹے میر امید علی ہیں جن سے میر سعادت علی نواسہ سید شاہ احمد علی بہاری تولد ہوئے۔

سید صفی الدین کے دو فرزند تھے :-

(۱) سید رکن الدین (۲) سید صابر علی

سید رکن الدین کے بھی دو فرزند تھے :-

(۱) سید تاج الدین

(۲) سید منہاج الدین

---

[1] تاریخ حسن صفحہ ۱۰۹

اولاد سید فضل اللہ گوسائیں (شجرہ صفحہ)

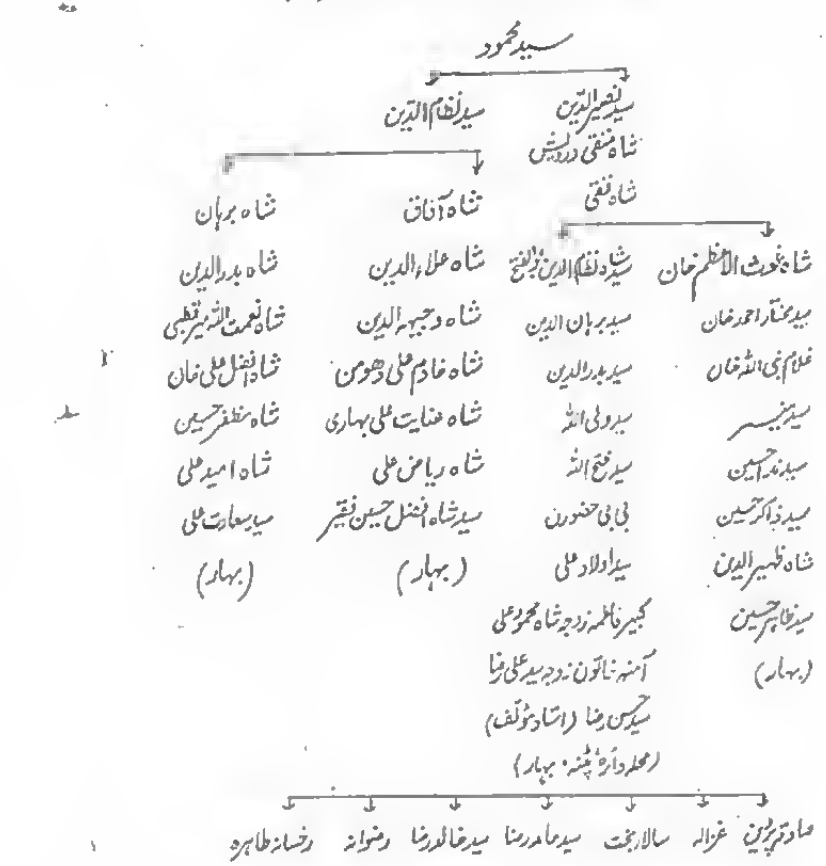

سید علم اللہ قطبی حسنی و سید احمد شہیدؒ

بالاکوٹ رائے بریلی نصیر آباد یوپی

(شجرہ نسب ص۸۱)

سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی مدنی ۱۲ ربیع الاول ۱۰۳۳ھ میں نصیر آباد یوپی میں تولد ہوئے۔ آپ کی کم سنی ہی میں آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کے ماموں سید ابو محمد نے آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ سید ابو محمد امرائے شاہجہانی میں سے تھے۔ سید شاہ علم اللہ نے تعلیم اپنے چچازاد بھائی دیوان خواجہ احمد سے حاصل کی۔ دو سال تک لشکر گاہ میں محنت و مشقت کی بعد ازاں سید شاہ آدم بنوری نقشبندیؒ سے بیعت ہو کر کمالات حاصل کیے اور خلافت و نیابت سے سرفراز کیے گئے۔ سید آدم بنوریؒ نے اپنا عمامہ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دستار عنایت کی اور رخصت کیا۔ سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر حجاز کے سفر کی نیت سے نصیر آباد سے نکل کر رائے بریلی پہنچے تو ایک بزرگ شاہ عبدالشکور مجذوب کے اصرار پر رائے بریلی ہی میں قیام فرمایا۔

۱۰۹۶ھ میں عہد عالمگیری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

سید شاہ علم اللہ کے ۵ فرزند تھے۔

(۱) سید آیت اللہ (۲) سید محمد ہدیٰ (۳) سید ابو حنیفہ (۴) سید حیٰ (۵) سید محمد فضیل۔

سید علم اللہ کے پوتے سید محمد نور بن سید محمد ہدیٰ کے پوتے سید احمد شہید بالاکوٹ تھے۔

سید شاہ علم اللہ کے فرزند سید محمد فضیل کی گیارہویں پشت میں مولانا سید ابو الحسن ندوی تولد ہوئے۔

۱؎ عربی النسل مسلمان ص۱۰۷

مولانا سیّد محمد علی مونگیریؒ

شجرہ نسب ص۸۲

دوست نہ تیر است نہ دوست کمان است
ایں سادگی اوست کہ بسمل دو جہان است
دو بیدسہ از جنبش بسمل تو حکایت
دو بیکدہ از مستی چشم تو نشان است

مولانا کا سلسلۂ نسب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے جا ملتا ہے۔ ان کے آبا و اجداد میں شاہ بہاء الحق مخدوم حبیب ثانی دسویں صدی ہجری کے اکابر اولیا میں ہیں جن کے نامور فرزند شاہ ابوبکر چرم پوش ملتان سے منتقل ہو کر مظفر نگر آئے اور موضع کھتولی میں قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری نسل ولائت سے خالی نہیں رہے گی۔ آپ کا مزار کھتولی (مظفر نگر) میں مرجع خلائق ہے۔ اسی خانوادے میں شاہ کمال بزرگ تھے جن کے دو فرزند تھے (۱) شاہ سالوے (۲) شاہ عنایت اسی خانوادے میں ایک بزرگ شاہ علی بھی تھے۔ فرخ سیر بادشاہ ان کے کمالات سے متاثر ہو کر ۴۰ بیگھہ اراضی جاگیر میں عطا کی تھی۔ جسے محی الدین نگر (محی الدین پور) کہتے ہیں۔ اس خاندان کی دوسری شاخ میں شاہ غلام مصطفےٰ گزرے ہیں جو شاہ محمد نصیب بن شاہ محمد عاشق کے پوتے ہیں یہ لوگ وہاں سے کانپور منتقل ہوئے۔ مولانا محمد علی مونگیری کے جدامجد سید شاہ غوث علی کی ولائت کی تصدیق مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ نے فرمائی ہے۔ سو سال قبل سید شاہ غوث علی مظفر نگر سے کانپور منتقل ہوئے اور شاہ غلام مصطفےٰ کے جانشین ہوئے۔ مولانا محمد علی مونگیری کے اولین اجداد بخارا میں تھے وہاں سے ملتان آئے، ملتان سے مظفر نگر آئے پھر یوپی اور بہار کو سرفراز کیا۔ مولانا محمد علی مونگیری کی ولادت ۳ شعبان ۱۲۶۲ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۸۴۶ء کو کانپور میں ہوئی۔ مولانا نے اپنے چچا سے قرآن پڑھا اور فارسی عبدالواحد بلگرامی سے پڑھی۔ درسیات کی تکمیل مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مفتی عنایت اللہ کاکوروی سے کی۔ جب عمر ۲۲ سال ہوئی تو محی الدین پور میں آپ کا نکاح

ہو گیا۔ حافظ محمد صاحب سے اسم ذات کی تعلیم حاصل کی پھر مولانا شاہ کرامت قادری کا دامن پکڑا جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور مولانا اسمٰعیل شہید کے ساتھ کھیلے تھے وہ کالپی میں مدفون ہیں۔ آخر میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی روحانی تربیت نے مرتبہ کمال تک پہنچا دیا مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے صحاح ستہ، موطا امام مالک اور حصن حصین کی اجازت حاصل کی اور خرقۂ خلافت پایا۔ ایک دفعہ مولانا آلِ احمد محدث پھلواروی (مدفون مدینہ منورہ متوفی ۱۲۹۶ھ) کانپور تشریف لائے اور دو ماہ تک مولانا محمد علی مونگیری کے مہمان رہے اور مولانا محمد علی کو حدیث کی سند عطا کی واضح ہو کہ مولانا آلِ احمد محدث پھلواروی نے شیخ عابد سندھی سے حدیث کا درس لیا تھا۔

۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کا جلسہ دستار بندی کے موقع پر علماء کی ایک مجلس مشاورت قائم ہوئی جس میں ملک بھر کے جید اور اکابر علماء شریک مجلس ہوئے جس کے نتیجہ میں ۱۳۱۱ھ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا اور مولانا سید محمد علی مونگیری اس کے پہلے مہتمم مقرر ہوئے۔ چند جید علماء کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

(۱) مولانا محمود حسن دیوبندی (۲) مولانا اشرف علی تھانوی (۳) مولانا شاہ محمد حسین الٰہ آبادی (۴) مولانا سید محمد علی مونگیری (۵) مولانا لطف اللہ علیگڑھی (۶) مولانا ثناء اللہ امرتسری (۷) مولانا نور محمد پنجابی (۸) مولانا احمد حسن کانپوری (۹) مولانا شاہ سلیمان پھلواروی (۱۰) مولانا شبلی جمیل حسین دیوبندی۔

۱۳۱۸ھ میں مولانا حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حج کے بعد ۱۳۱۹ھ میں واپس مونگیر آئے۔ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں مولانا ندوہ کی نظامت سے سبکدوش ہو گئے اور شدہ شدہ میں مصروف ہو گئے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے دوسرے حج کے موقع پر چاروں سلاسل کی اجازت دی تھی۔

مولانا سید محمد علی مونگیری رؤسائے مونگیر کے پیہم اصرار پر اور خاص کر اس شعر سے متاثر ہو کر مونگیر میں قیام پذیر ہونا منظور فرمایا جو مونگیر سے خط میں لکھ کر بھیجوایا گیا تھا[1]

ہمہ دلہا گرفتارت ہمہ جانہا خریدارت
ہمہ مشتاق دیدارت کہ روزے جلوہ فرمائی

[1] نزہت الخواطر جلد ۷، ص ۲

کمالاتِ رحمانی کے مصنف کے مطابق مولانا سید محمد علی مونگیری کے مریدوں کی تعداد ۴ لاکھ تھی۔ آپ کا انتقال ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۲، ستمبر ۱۹۲۷ء میں ہوا۔ آپ کا مزار محلہ دلاور پور/منصور پور شہر مونگیر میں مرجع خلائق ہے۔

معاصر اکابرین | خواجہ محمد سلیمان ترنسوی (متوفی ۱۸۱۴ء) مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (متوفی ۱۸۹۵ء/۱۲۹۶ھ) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (متوفی ۱۳۱۷ھ) اور مولانا رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۲۳ھ)

معاصر رؤسائے بہار | خان بہادر مولوی سید نصیر الدین، خان بہادر مولوی سید امیر الدین۔

تصنیفات در رد قادیانیت | فیصلہ آسمانی، شہادت آسمانی، چیلنج محمدیہ، معیار صداقت، معیار المسیح، آئینہ کمالات مرزا، نامۂ حقانی وغیرہ، مولانا کی کل تصنیفات پچاس ہیں۔

اولاد | مولانا نے تین عقد کئے۔ پہلا عقد محی الدین پور میں میر امان علی کی دختر سے ہوا جن کے بطن سے دو دختر اور تین فرزند تولد ہوئے۔ سید احمد علی، سید محبوب علی اور سید معصوم علی دختر کے نام ام سلمہ اور ام کلثوم ہیں۔ آخری دو بیٹے کم سنی میں فوت ہوئے۔ مولانا سید احمد علی عالم، عابد و زاہد تھے ۱۳۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے فرزند مولانا فضل اللہ جید آبادی عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبۂ دینیات کے صدر تھے۔ ان کی تصنیف عربی زبان میں معر میں طبع ہوئی۔ دوسرا نکاح مولانا نے کانپور میں ایک بیوہ سے کیا جو لاولد انتقال کر گئیں۔ تیسرا نکاح سیکری (مظفر نگر) میں ہوا جن سے ایک دختر اور ۵ فرزند تولد ہوئے۔ عتیق اللہ کم سنی میں فوت ہوئے۔ مولانا لطف اللہ سجادہ نشین ہوئے۔ مطیع اللہ کم سنی میں فوت ہوئے۔ مولانا نور اللہ اور مولانا منت اللہ رحمانی۔ مولانا لطف اللہ کا انتقال ۱۳۴۲ھ میں ہوا۔ سب سے چھوٹے بیٹے مولانا منت اللہ رحمانی نے چار سال تک ندوہ میں تعلیم حاصل کی۔ مولانا محمد عارف ہرسنگپوری سے استفادہ کیا اور عملی طور پر سیاست میں بھی حصہ لیا اور اسیری کی صعوبتیں جھیلیں۔ مولانا محمد علی مونگیری کی پوتی بی بی عائشہ کا نکاح مولانا سید محمد یحییٰ ابن سید محمد فاضل سے موضع شاہ ضلع مونگیر میں ہوا جو مولف کے رشتہ میں بھائی ہیں۔

---

[1] سیرت محمد علی مونگیری، ص ۱۲۶

مولانا محمد علی کے خلفاء

مکہ معظمہ :- شیخ محمد جعفر مطوف، شیخ ابوبکر حماد

مباسہ :- حاجی ابراہیم ان کے دست پر سات سو غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے فرزند کا نام حاجی محمد ہے۔

مولانا حافظ شاہ رحمت اللہ مظفر پوری، مولانا شاہ حبیب اللہ، مولانا حافظ عبد المجید مظفر پوری، مولانا عبد الرشید، رانی ساگر آرہ، مولانا محمد علی حسن مونگھ پہڑیا ضلع مونگیر۔

مولانا محمد عارف ہرسنگھپوری (دمستی پور بھنگہ)

مولانا مونگیری کے خلفاء میں سب سے ممتاز تھے۔ مولانا گنج مراد آبادی سے بیعت تھے لیکن روحانی تربیت مولانا مونگیری سے پائی اور خرقۂ خلافت بھی پایا۔ ۲۰ سال تک شب و روز مولانا مونگیری کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔ مدرسہ رحمانیہ سوپول انہیں کی یادگار ہے۔ بہت سادہ اور متواضع انسان تھے۔ بہار میں ان کی کاوشوں سے تعزیہ داری ختم ہوئی۔ ان کی کوششوں سے تربیت میں نکاح بیوگان رائج ہوا۔ امر المعروف و نہی عن المنکر پر سختی سے عمل کیا۔ مولانا عارف ۹ صفر ۱۳۶۳ھ بروز جمعہ واصل بحق ہوئے۔ مولانا عبد الرحمٰن ان کے فرزند تھے۔

مولانا عبد الرحیم گوگری مونگیر | بھاگلپور اور مونگیر کے علاقہ میں ردّ قادیانیت کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مولانا شاہ رحمت اللہ مظفر پوری | مولانا کے والد کا اسم گرامی مولانا احمد اللہ تھا جو سید احمد شہید اور مولانا اسمٰعیل شہید کے خلیفہ تھے۔ در بھنگہ میں ان کے بہت سے مریدین تھے۔

مولانا محمد علی حسن پہڑیا مونگیر | کمالات محمدیہ کے مصنف تھے جو مولانا محمد علی مونگیری کی سیرت ہے اور ۲۰۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ سب سے بڑا ماخذ ہے۔ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں فارسی کے استاد رہے۔

پشت نمبر	نسب مادری اسمائے گرامی	نسب پدری اسمائے گرامی
۴۵	امام سید عبد اللہ بخاری	امام سید عبد اللہ بخاری
۴۴	امام سید عبد المجید بخاری	امام سید عبد المجید بخاری
۴۳	زوجہ سید احمد بخاری	سید احمد بخاری امام
۴۲	سید احمد دہلوی باروی	سید محمد
۴۱	سید عبد الرحمٰن باروی	سید عبد اللہ
۴۰		سید محمد
۳۹	سید خواجہ علی (باروی)	سید محمد شالم
۳۸	سید کرم علی "	سید علوی
۳۷	سید پلٹ علی "	سید بالفقیہ القدم
۳۶		سید محمد
۳۵	سید امداں علی "	سید احمد
۳۴	سید عمر علی "	سید عبد اللہ
۳۳	حاجی سید شاہ سلیمان رئیس باروی مونگیر بہار	سید عبد الرحمٰن
۳۲		سید محمد
۳۱	اولاد شیخ عبد القادر جیلانیؒ	سید عبد اللہ
۳۰		سید سالم
۲۹		سید عبد اللہ
۲۸		سید سالم
۲۷		سید عبد اللہ
۲۶		سید حسن
۲۵		سید محمد بالفقیہ

مورث اعلیٰ حضرت یمن اولاد امام جعفر صادق

سید احمد دہلوی باروی مونگیری [1]

مصنف فرہنگ آصفیہ و سید عبد اللہ بخاری امام جامع مسجد دہلی

سید احمد دہلوی باروی کے مورث اعلیٰ حاجی سید شاہ سلیمان رئیس باروپرگنہ ملکی ضلع مونگیر بہار کے حسنی و حسینی سید تھے اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے تھے ان کے بزرگوں میں کثرت سے علماء گزرے ہیں جن کا تعلق سادات بنارا سے تھا سید شاہ سلیمان کی آٹھویں پشت میں سید احمد دہلوی تولد ہوئے۔ ان کے والد محترم سید عبد الرحمٰن باروی عالم شباب میں اپنی جائداد سے دستکش ہوئے۔ وطن چھوڑا اور عازم دہلی ہوئے۔ دہلی میں عرب سرائے کے سادات بخاری کے خانوادہ میں شادی کی جو امام جعفر صادقؒ کی اولاد میں تھے اور مستقل دہلی کے ہو رہے۔ سید احمد شہید بالاکوٹ اور اسمٰعیل شہید دہلوی کے ساتھ سرات و ٹیر پینچے اور جنگ امبیلا (سوات) میں شرکت کی۔ دونوں بزرگوں کی شہادت کے بعد ٹونک ہوتے ہوئے دہلی واپس آئے۔ سید احمد دہلوی بلاقی بیگم کے کوچے اردو بازار میں ۸ جنوری ۱۸۴۶ء کو تولد ہوئے۔ بعد ازاں ان کے والد نے صابر بخش کے باغ واقع فیض بازار میں ۱۸۴۶ء میں ذاتی مکان خرید کر رہائش اختیار

[1] فرہنگ آصفیہ (جلد اول) از سید احمد دہلوی باروی صفحہ ۱۳

کی یہیں ان کے چھوٹے بھائی سید حسین پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں ان کے والد سید عبدالرحمٰن نوجدار خاں رئیس سید اشرف علی کے خاندان کے بچوں کو پڑھانے اور آدابِ لیق پر مقرر ہوئے تھے۔ وہ صابر بخش کی خانقاہ میں پیش امام بھی مقرر کئے گئے تھے۔ سید احمد دہلوی کے نانہالی بزرگ عرب سرائے دہلی کے رہنے والے تھے جنہیں نواب حاجی بیگم زوجہ بادشاہ ہمایوں نے ۹۶۸ھ مطابق ۱۵۶۰ء میں حضرموت (یمن) سے بلاکر دہلی میں بسایا تھا۔ یہ عرب حضرموت (یمن) کے نجیب الطرفین سید تھے اور متابع کاملین کا درجہ رکھتے تھے جن کی تعداد تین سو سے کم نہ تھی۔ انہیں بادشاہ ہمایوں کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ وہ لوگ حضرموت کے درج ذیل قبائل سے تعلق رکھتے تھے (۱) بالفقیہہ (۲) باحسن (۳) باطہ (۴) بل ایل (۵) سقاف۔ انہیں کے نام پر بستی کا نام عرب سرائے رکھا گیا۔

سید احمد دہلوی کے دادیہالی بزرگوں میں بارہ کے سید شیر علی مشہور پہلوان گزرے ہیں۔ سید فیض علی ایک صوفی بزرگ تھے جنہوں نے سندھ میں بھی تبلیغ کی تھی۔ سید روشن علی مالدہ (بنگال) میں انگریزبازار کے سجادہ نشین تھے۔ آخر دوار میں سید احمد دہلوی کے والد بزرگوار سید عبدالرحمٰن باروی کے حقیقی چچا مولوی سید نعمت علی مونگیر شہر میں مختار کاری کے فرائض انجام دیتے تھے جن کے فرزند ارجمند سید اشرف حسین مذرسے کچھ پہلے دہلی آئے اور نسخہ نویسی، خوش نویسی اور مطب میں نبض شناسی سیکھی پھر انبیاء کرام اور بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت کو نکل کھڑے ہوئے واپس آکر دہلی کے عجیب وغریب واقعات بیان کئے۔ انہوں نے قرآن شریف اور دیگر تبرکات سید احمد دہلوی کی دختر کے نذر کئے۔ انہوں نے ۱۸۸۵ء میں رحلت فرمائی اس وقت سید احمد دہلوی شملہ میں ملازم تھے۔

سید احمد دہلوی کے سگے ماموں سید عبداللہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۱۲ء میں رحلت فرمائی اور مقبرہ ہمایون کے قریب مدفون ہوئے۔ وہ کوہستانی ریاستوں کی عدالت میں میرمنشی تھے۔ اپنی مہمان نوازی فیض رسانی اور غرباپروری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کے چار فرزند تھے۔ (۱) سید محمد (۲) سید عبدالغفور (۳) سید عبدالغنی (۴) سید عبدالعزیز، اس خانوادہ کا شجرۂ نسب تبرکاً سید عبدالغفور کے پاس محفوظ تھا۔ سید محمد بھائیوں میں بڑے تھے۔ اور سید احمد دہلوی کے علاتی بھائی ہوتے تھے ان کے تین فرزند تھے (۱) سید احمد (۲) سید محمود (۳) سید حامد سید احمد تینوں بھائیوں میں بڑے تھے اور سید احمد دہلوی بادی کے والد تھے۔ یہ جامع مسجد دہلی کے امام وخطیب تھے جن

کے فرزند ارجمند سید عبدالمجید کو ۲۲ فروری ۱۹۱۵ء میں جامع مسجد دہلی کی موروثی امامت وخطابت کا منصب عطا ہوا۔ جس سے اللہ نے اس خانوادہ کو معاشی طور پر خود کفیل بنادیا۔ ۵ دسمبر ۱۸۹۵ء میں سید احمد دہلوی باروی کی بیٹی زوجہ سید احمد بخاری امام جامع مسجد دہلی والدہ سید عبدالمجید کا انتقال ہوگیا۔ وفات سے تین ماہ پیشتر ۹ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو ایک پُردرد وصیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے خاوند امام سید احمد سے دستخط کرا کر والدہ کے پاس رکھی گئی تھیں نانی نے اپنی بیٹی کی نشانی کو چھاتی سے لگایا۔ مرحومہ بیٹی کا صدمہ برداشت کر کے اپنے نواسہ کو پال پوس کر بڑا کیا کبھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ باپ نے بھی دل سیلانہ کیا اور بیٹے کو شفقت کی نظر سے دیکھا۔ چھوٹی سی عمر میں قرآن حفظ کرنا شروع کیا اور قرأت سیکھی۔ باپ نے امامت کی قابلیت پیدا کرانے کے لیے عربی فارسی، دینیات حدیث، فقہ، منطق اور تفاسیر میں طاق بنادیا۔ شعور کو پہنچنے کے بعد دستار امامت سے مفتخر کیا۔ زمانہ امامت کا کام لیتے رہے جب جوان صالح کو ہر طرح کامل پایا تو جمعہ کی نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ الوداع کی نماز بھی پڑھوائی جس میں دور دور سے ہزاروں افراد شرکت کیا کرتے تھے پھر عیدین کی نمازوں میں اس کو امام بنایا اور خود مقتدی رہے بلکہ خلعتِ امامت بھی اپنے سامنے فرزند کو دلوایا۔ سید احمد کا یہ نواسہ تراویح میں درد انگیز لحن سے سامعین کو مسرور کرتا تھا سید احمد دہلوی باروی کو ہمیشہ ناز رہا کہ میری بیٹی نے ایسا نیک بخت یادگار چھوڑا۔ انہیں کے فرزند موجودہ امام جامع مسجد دہلی سید عبداللہ بخاری ہیں جو ہندوستان کے مسلمانوں کے قائد بھی ہیں اور اپنے بزرگوں کا نام روشن کر رہے ہیں۔

مولوی سید احمد دہلوی کی ادبی سرگرمیاں

مولوی صاحب اپنی مشہور ومعروف اردو لغت "فرہنگ آصفیہ" کی تصنیف کے سبب کافی شہرت کے مالک ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم نارمل اسکول دہلی میں ہوئی تھی۔ آپ کو بچپن ہی سے تصنیف وتالیف کا شوق تھا۔ اپنی فطری طباع کے تحت بچپن ہی میں ایک نظم "طفلی نامہ" اور ایک کتاب "تقویۃ الصبیان" سکھ ٹالی ۱۸۶۹ء میں ان کی ایک کتاب "کنز الفوائد" طبع ہوئی جس پر سرکار برطانیہ سے انعام ملا۔ ۱۸۷۰ء سے "فرہنگ آصفیہ" کی تصنیف شروع کی۔ ۱۸۷۱ء میں ان کی دوسری کتاب "دقائع دردیہ" شائع ہوئی جس پر ڈیڑھ ہزار روپے انعام میں ملے۔ اسی زمانہ میں ڈاکٹر فیلن انسپکٹر مدارس صوبہ پنجاب نے ان کو انگریزی کی لغت کی تیاری کے لیے بلا بھیجا جو انہوں نے لاہور میں رہ کر سات برس میں

تیار کی اور ساتھ ساتھ اپنا کام بھی کرتے رہے۔ ۱۸۸۸ء میں مہاراجہ الور کا سفرنامہ بھی مرتب کیا۔ حکومت برطانیہ نے خاں صاحب کا خطاب مرحمت فرمایا۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور ممتحن بھی رہے۔ ۱۹۱۱ء میں دربار تاجپوشی کے دوران ان کے یہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے سید دربار احمد رکھا جن کا حال ہی میں عزیز آباد، کراچی میں انتقال ہوا ہے۔ اسی دوران ان کے گھر میں آگ لگ گئی جس سے سارا کتب خانہ راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ مولوی سید احمد دہلوی ۱۹۱۹ء میں رحلت فرما گئے۔

تصانیف

(۱) سفرنامہ مہاراجہ الور (۲) ہادی النساء (۳) تکمیل الکلام (۴) تحقیق الکلام (۵) قواعد اردو (۶) لغات النساء (۷) تحریر النساء (۸) علم النساء (۹) رسوم دہلی (۱۰) فرہنگ آصفیہ (۱۱) طفلی نامہ (۱۲) تقویۃ الصبیان (۱۳) کنز الفوائد (۱۴) وقائع (روئیداد) (۱۵) انگریزی لغت۔

سید احمد دہلوی کی تصنیفات پر تبصرہ

سید احمد دہلوی کی مشہور زمانہ لغت "فرہنگ آصفیہ" ۱۸۶۸ء میں شروع ہوئی اور ۲۴ سالوں کی محنت شاقہ کے بعد ۱۸۹۲ء میں مکمل ہوئی۔ اس تصنیف پر دولت آصفیہ سے ۵ ہزار روپے انعام میں ملے اور ۵۰ روپے ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ حکومت پنجاب نے بھی اس کام پر ۵۰۰ روپے انعام میں عطا کئے اور ایک ہزار روپے کی کتابیں خریدیں۔ اس کی تالیف سے دو سو سال قبل اس سے زیادہ ضخیم، مکمل اور مستند فرہنگ اردو میں موجود نہ تھی۔ انہوں نے ۴ جلدوں میں ۵۵ ہزار الفاظ، محاورات تحقیق و تشریح سند اور حوالہ کے ساتھ درج کئے ہیں۔ یہ کتاب اب نایاب ہے صرف پہلی اور دوسری جلد دستیاب ہے۔ مؤلف "نور اللغات" امیر احمد علوی اور فیروز الدین کاکوروی نے تیس سال بعد لفظ "بات" اور "آنکھ" اور ان کے متعلقات کی ہو بہو نقل بطور نمونہ شائع کی جو سرقہ کے زمرے میں آتا ہے (دیباچہ)

سید صاحب نے اپنی تصنیفات میں دو موضوعات پر زیادہ لکھا ہے۔

(۱) عورتوں کی تعلیم و تربیت (۲) روزمرہ اور محاورۂ دہلی

سید احمد دہلوی نے سب سے زیادہ دہلی کا روزمرہ لکھا جن کی بنیاد پر بعد میں علامہ راشد الخیری نے اپنی تحریر کا نیا اسلوب بیان اپنا کر اردو زبان کو مالا مال کیا۔

سید احمد دہلوی کا نمونہ کلام

قطعہ

اے اہل خیر کچھ تو ادھر بھی کر بیٹھے ہیں
کب سے دعائے خیر کے امیدوار ہم
جو کچھ سنا کسی سے وہی چھوڑا بھر دیا
اپنی لغات چھوڑ چلے یادگار ہم

اولاد سید عبداللہ ماموں احمد دہلوی باروی

سید محمد — سید عبدالغفور — سید عبدالغنی — سید عبدالعزیز

سید احمد — نوح بنت سید احمد باروی — سید محمود — سید حامد

امام سید عبدالحی بخاری — سید سعید احمد — سید لیاقت بخاری

امام سید عبداللہ بخاری — سید شمیم احمد — ناظم آباد

(موجودہ امام جامع مسجد دہلی) — جہانگیر روڈ کراچی۔ کراچی

---

۵ بہادر شاہ ظفر از رئیس احمد جعفری صفحہ ۲۹ تا ۴۹۴

حاجی عبدالقادر شاہ جیلانی قادریؒ

(شجرۂ نسب ص۸۵)

پیر[1] حاجی شاہ کہلاتے تھے آپ ۱۳۰۰ھ میں تولد ہوئے۔ آپ عارف کامل اور بے مثال زاہد و عابد تھے۔ وضاحت و بلاغت اور حاضر جوابی میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ درمیانہ قد، گول نورانی چہرہ، گھنی داڑھی آنکھوں سے نور برستا تھا، سر پر عمامہ باندھتے تھے آپ نے کئی حج کئے اور دو مرتبہ بغداد شاہ نجف اشرف اور کربلائے معلی کی زیارت کی، دربار غوث پاک میں سید یوسف الگیلانی سجادہ نشین سے بیعت ہوئے۔ حاجی شاہ بڑے تہجد گزار تھے۔ رحلت کے وقت بآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھا اور ۶۳ سال کی عمر پاکر ۱۹ شوال ۱۳۶۳ھ میں واصل بحق ہوئے۔

سید علی مرداں شاہؒ

حضرت سید[2] علی مرداں شاہ جیلانی قادری بڑے عابد، زاہد بزرگ تھے اور جلال والے درویش تھے۔ شریعت کے خلاف کوئی بھی کام دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو زبردستی پکڑ کر مسجد میں لے آتے اور نماز پڑھواتے اور غیر متشرع لوگ آپ سے بڑے مرعوب ہوتے تھے۔ جمعہ و عیدین کی نماز میں ایسا شاندار خطبہ پڑھتے تھے کہ آپ کے شیدائی دور دراز سے سننے کو آتے تھے۔ آپ کی اولاد نہیں ہوئی، ۲۱ ذی الحجہ بروز منگل ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۷۹ء کو ۶۵ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ حضرت دریا پیر کے صحن میں نورانی شریف میں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

---

[1] تذکرۂ اولیاء سندھ صفحہ ۱۸

[2] تذکرہ اولیاء سندھ صفحہ ۱۲۶

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

(شجرۂ نسب ص۹۱)

مشہور کشمیری مورخ منشی محمد الدین فوق اپنی تصنیف تاریخ کشمیر کے دوسرے حصہ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ کی چوبیسویں اور سید عبدالقادر جیلانی کی تیسویں پشت میں ایک بزرگ سید عبدالغفار بخاری قاضی خانقاہی بخارا سے اپنے والد سید محمد بخاری کے ہمراہ کشمیر تشریف لائے۔ یہ اسلامی حکومت کا زمانہ تھا عہدہ درس و قضا پر فائز ہوئے۔ سری نگر میں اب بھی آپ کا مزار بٹھا شاہ میں دیوار سے متصل شمال کی جانب موجود ہے سید عبدالغفار کی اولاد کشمیر کے علاوہ پنجاب کے اضلاع گجرات اور امرتسر میں پھیلی۔ اور اب بھی موجود ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ کی والدہ عظیم آباد پٹنہ بہار کی رہنے والی تھیں ان کا نام سیدہ فاطمہ اندرابی بنت مولانا حکیم حافظ سید احمد اندرابی تھا۔ ان کا شجرۂ نسب حضرت باقی باللہ دہلویؒ سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کو روحانی دنیا میں بلند مقام حاصل ہے۔ ان کی نواسی سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی نانی تھیں۔ سید عطاء اللہ شاہ کے والد سید ضیاء الدین اکثر پشمینے کی تجارت کے لیے صوبہ بہار کے شہر پٹنہ جایا کرتے تھے۔ یہیں سید گھرانے میں سید ضیاء الدین کی شادی ہوئی جن سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری تولد ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم پٹنہ، بہار میں اپنی نانہاں میں ہوئی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نہ صرف امیر شریعت تھے بلکہ تحریک "احرار اسلام" کے قافلے کے سردار تھے۔ انہوں نے دجل قادیانیت کی تحریک میں اپنی زندگی وقف کر دی اور اپنی شعلہ بار تقریروں سے مومنوں کے دلوں کو گرمایا۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا وصال ہوا۔

---

[1] عربی النسل مسلمان ص۳۵ تا ۳۵۲

سید احمد علی شاہ و سید حسن بدرالدینؒ

(شجرۂ نسب ص۸۲)

سید احمد علی شاہ گوردا سپور میں تولد ہوئے۔ پیری و مریدی کے سلسلے میں سندھ میں ان کا آنا جانا تھا۔ تالپر میر خاندان ان کا مرید تھا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے نتیجے میں گورداسپور سے ہجرت فرما کر میر پور ماتھیلو ضلع تھرپارکر میں سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ خاندانی سجادہ نشین تھے۔ اس لیے یہاں بھی سلسلہ چلتا رہا۔ رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ ریاضت و مجاہدہ ان کا شعار تھا۔ اس علاقہ کے آرائیں برادری اور لاشاری بلوچوں اور بھٹی راجپوتوں میں کافی لوگ ان کے مرید ہیں۔ علم سے بھی ان کی وابستگی رہی۔ تالپروں نے انہیں نذرانے میں ۳۰۰ ایکڑ اراضی اور ایک بنگلہ پیش کیا مگر انہوں نے قبول کرنا گوارہ نہ کیا۔ میر جو گوٹھ سے نقل مکانی کر کے جا سنگھ عمداروگا آباد میر پور خاص میں مستقل آباد ہو گئے۔ یہاں بھی ان کے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا اور ان کے آستانہ سے لوگ فیضیاب ہوتے رہے۔ ان کے دستِ مبارک پر ہندوؤں کے متعدد گھرانے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں وفات پائی۔ جن شاہ کے مزار سے متصل ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

سید حسن بدرالدینؒ اس خانزادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے بذریعہ الہام غوث پاک کے ارشاد کے مطابق سفرِ ہند اختیار کیا۔ آپ کے حکم سے مسان گڑھ عرف مسانیاں شریف یا بدرآباد، گورداسپور میں سکونت پذیر ہوئے ایک فرزند سید عادل اپنے وطن بغداد میں رہ گئے۔ سید حسن بدرالدین ہندآ کر موضع مہل گورداسپور میں آباد ہو گئے۔ وہیں آپ کا عقد سید شہاب الدین کی دختر سے ہوا۔ زوجہ کا اسم گرامی "سرمنی" تھا۔ جن کے بطن سے چار فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید علی شاہ صابر (۲) سید محمد لطیف (۳) سید محمد صادق (۴) سید حبیب اللہ۔

سید احمد اللہ مصنف "مسلم شعرائے بہار"

(شجرۂ نسب ص۸۳)

سید احمد اللہ کی ننہال ابدالی خاندان بہار سے وابستہ ہے۔ نانا کا نام سید بشارت حسین تھا۔ یہ چار بھائی تھے۔ سید لطافت حسین، سید لیاقت حسین اور سید ہدایت حسین، سید ہدایت حسین کے نواسہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ کریم پروفیسر کراچی یونیورسٹی ہیں۔ سید احمد اللہ مولف مسلم شعرائے بہار کے پردادا میر صاحب مل کھر بیا پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آبگلہ میں دادغہ سید حمایت حسین کی ہمشیرہ سے عقد ہوا۔ اس لیے آبگلہ ہی میں آباد ہو گئے۔ سید احمد اللہ کے دادا سید اللہ بخش کا عقد سید حمایت حسین کی دختر بی بی محبوب النسا عرف بہارن سے ہوا۔ سید احمد اللہ جب ۹ برس کے ہوئے تو والدہ کا انتقال ہو گیا۔ ۱۹۱۵ء میں ندوہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ کانپور اور امرتسر میں مدارس میں مدرس بھی رہے۔ ۱۹۲۵ء میں حیدرآباد میں دائرۃ المعارف سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں سقوطِ حیدرآباد کے بعد کراچی منتقل ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں جامعہ طبیہ شرقیہ کراچی میں درس پر مقرر ہوئے۔ ان کی دختر سلطانہ بیگم کا عقد ان کے ماموں زاد کے فرزند سید احمد سے ہوئی جو آڈٹ آفس کراچی میں اکاؤنٹنٹ کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔ وہ شرف آباد میں قیام پذیر ہیں اور ذی اولاد ہیں۔

اولاد سید احمد (شرف آباد کراچی)

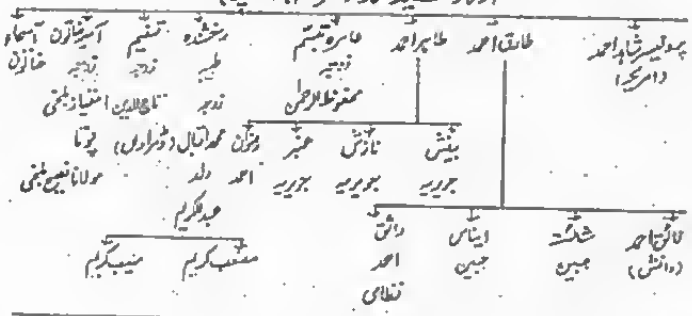

لہ مسلم شعرا بہار ص۳۰۲ جلد اول ۲ صوفیائے بہار اور اردو ص۔

چشم و چراغِ غوثیت السید عبدالقادر الگیلانیؒ (شیخ کمال الدین) سفیرِ عراق، کراچی

(شجرہ نسب ۸۸)

آپ کی ولادت یکم جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعرات بغداد کے محلہ "باب الشیخ" میں "بیت علی" میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ قادریہ بغداد میں پائی۔ دینی علوم کی تکمیل مفتی سید یوسف علی معاؒ کے زیرِ نگرانی ہوئی۔ تصوف و طریقت کی تعلیم و تربیت اپنے والدِ محترم اور ان کے جد کے خانوادۂ عالیہ کے مشائخ عظام کے فیضانِ صحبت سے پائی۔ آپ اپنے والدِ محترم کے مُریدِ خلیفہ تھے۔ بعد ازاں آپ نے کلیۂ قانون بغداد سے وکالت کی ڈگری حاصل کی۔ لندن اسکول آف اکنامکس سے امتیاز کے ساتھ گریجویشن بھی کیا۔ وزارتِ خارجہ عراق میں ملازمت کی اور لندن کے عراقی سفارت خانہ میں متعین ہوئے۔ بعد میں آپ کا تبادلہ نائب سفیر کی حیثیت سے قاہرہ ہوا جہاں جنوری ۱۹۳۴ء میں سابق وزیرِ اعظم مصر حید پاشا کی بھتیجی اور ماجدہ الیدہ فریدہ کی خالہ زاد بہن سیدہ ناہیہ الگیلانی سے عقد مسنونہ ہوا۔ مصر میں آپ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی، عبدالوہاب عظام اور فیصل بن عبدالعزیز کے ساتھ احیاءِ اسلام کی جدوجہد میں شریک رہے۔ انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں سید رشید الگیلانی کی قیادت میں پیش پیش تھے اس لیے انگریزوں نے آپ کو گرفتار کر کے ریڈ ڈیشیا (افریقہ) بھیج دیا۔ اختتام جنگ عظیم پر ۱۹۴۵ء میں رہائی ملی۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں حکومتِ عراق کی طرف سے پاکستان میں "نمائندہ خصوصی" مقرر ہوئے اور ۱۹۴۹ء میں تین ممالک پاکستان، تھائی لینڈ اور سری لنکا کے لیے ۱۹۵۲ء تک سفیر مقرر ہوئے۔ انقلابات آئے، حکومتیں بدلیں لیکن اس سفیر کو جو اصلاً، ماٰلاً "سفیرِ درویش" تھا کوئی ہلا نہ سکا۔ ان کے عقیدتمندوں میں مولانا جمال میاں فرنگی محلی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالعلیم صدیقی مولانا سید منتخب الحق قادری، مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، شاہ منظور احمد سہدانی، سید غلام جیلانی قادری، سید غلام محی الدین پیر گولڑہ شریف، میاں علی محمد پاکپٹن شریف، پیر ہاشم جان سرہندی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ پیر غلام محی الدین گولڑہ شریف کی نمازِ جنازہ ان کی وصیت کے مطابق آپ ہی نے پڑھائی۔

بحیثیت سفیرِ درویش طریقت کی تلقین و ترویج میں اپنی دنیاوی گوناگوں مصروفیات کے ساتھ مشغول رہے۔ ہفتہ واری حلقہ (اولاً اتوار بعد نمازِ جمعہ) ہر خاص و عام کے لیے تادمِ آخر باقاعدگی سے قائم رہا۔ پاکستان کے لیے ہر وقت دعاگو رہے۔ اس لیے آپ کا لقب "دعاگوئے پاکستان" ہو گیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے پاکستان کو اسلام کا قلعہ کہا۔ آپ کا خُلق "اِلیٰ کافۃ الناس" مظہر تھا۔ ہر طبقۂ فکر، جمیع ممالک اسلم و غیر مسلم، امیر و غریب سب کے لیے آپ کا دربار فیض رساں یکساں کھلا رہا۔ ہر شخص آپ کے لطف و عنایت کا گرویدہ تھا۔ مُریدوں کو وہ اپنا دوست اور رفیق سمجھتے تھے۔

مندرجہ ذیل مدارس و مساجد اور ادارے کا سنگِ بنیاد آپ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا:

(۱) دارالعلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی (۲) دارالعلوم حامدیہ رضویہ بکرا پیڑی، کراچی
(۳) اسلامک سنٹر، شمالی ناظم آباد، کراچی (۴) جامع مسجد، جامعہ کراچی
(۵) مسجد گورمر اکیپ، نیو کراچی (۶) مسجد کینٹ اسٹیشن، کراچی
(۷) دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی

وہ فاؤنڈیشن آف اسلامک سنٹر، نارتھ ناظم آباد کے صدر و ناظمِ اعلیٰ بھی رہے۔ ۱۹۷۴ء میں آپ نے دارالعلوم "المرکز القادری" عقب حسن اسکوائر گلشن اقبال کراچی قائم کیا۔ جہاں درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ طریقت و تصوف و دیگر جدید علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ۱۰ جنوری بروز جمعہ ۱۹۷۵ء کو آپ نے "المرکز القادری" کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مسجد الگیلانی کی تعمیر بھی آپ ہی کی سرپرستی میں ہے۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ بمطابق ۲۴ مارچ ۱۹۷۶ء بروز جمعہ بعد نمازِ عصر آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ "المرکز القادری" کے احاطے میں آپ استراحت فرما ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﷺ

(الاحزاب)

تمہارے لیے رسولِ خدا کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے،

مولانا سیّد ابوالحسن ندوی

(شجرۂ نسب ص۸۹)

مولانا سید ابوالحسن ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم اعلیٰ ہے ان کا گھرانا سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی اور سید احمد شہید بالاکوٹ کا گھرانا ہے جس کے کمالات کا پورا عالم اسلام معترف ہے آپ نے اردو و فارسی کی تعلیم والدہ ماجدہ سے حاصل کی اساتذہ میں خلیل عرب تقی الدین ہلالی۔ مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی سے حدیث پڑھی۔ مولانا حسین احمد مدنی سے دیوبند میں ایک ماہ تک فیض حاصل کیا۔ مولانا اعزاز علی امروہوی مفتی اعظم دیوبند سے عربی ادب کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا احمد علی لاہوری سے تفسیر پڑھی۔ دس سال تک ندوہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے آپ کی پہلی تصنیف "سیرت سید احمد شہید" ہے۔ مولانا الیاس کاندھلوی سے بڑے تعلقات تھے۔ ان کے ساتھ بہت سے تبلیغی دوروں میں شریک رہے۔ مولانا کی عربی تصنیفات میں اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ دمشق یونیورسٹی کی دعوت پر آپ نے جامعہ میں عربی میں کئی لکچر دیئے۔ آپ بہت سی دینی انجمنوں میں شریک کار رہے۔

صدر مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، رکن مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، رکن مجلس تاسیسی رابطہ عالم اسلام، رکن مجلس عاملہ مؤتمر عالم اسلام بیروت، رکن مجلس انتظامیہ اسلامک سنٹر جنیوا، رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند، رکن مجلس عاملہ دار المصنفین، اعظم گڑھ، آپ کا طرز فکر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مکتب سے تعلق رکھتا ہے۔ مولانا احمد امروہوی اور مولانا عبدالقادر رائے پوری سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ بے حد سادہ مزاج ہیں۔ آپ ۴۲ مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔

۱؎ عرب النسل مسلمان ص۱۲۱ تا ۱۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہِ نشینِ ارض و سما بلغ العلیٰ بکمالہٖ

وصفِ رخِ اُو وائے لضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

قرآن باخلاقش گواہ جنبت جمیع خصالہٖ

صدقاً یقیناً ارتجا صلوا علیہ وآلہٖ

حضرت امام حسینؓ شہید کربلا

حضرت امام زین العابدینؒ

- سید علی الاصغر (صفحہ ۱۲۹)
- سید حسین الاصغر (صفحہ ۱۳۱)
- سید عمر الاشرف (صفحہ ۱۳۰)
- سید ابوالحسن زید شہید
- امام باقرؒ (صفحہ ۱۳۴)
- سید عبداللہ الباہرؒ (صفحہ ۱۳۰)

سید عیسیٰ رومی

- سید محمد میدانی
- سید علی سنی
- سید حسین سنی
- سید علی عراقی
- سید حسین عراقی
- سید علی
- سید زید ثانی
- سید عمر
- سید زید ثالث
- سید یحییٰ
- سید حسین
- سید داؤد بزرگ
- سید ابوالفرج واسطیؒ
  - سید عزالدین
    - سید نجم الدین (صفحہ ۲۹۲)
    - داماد محمود غزنوی (صفحہ ۲۹۱)
  - سید داؤد (صفحہ ۲۹۲)
  - سید ابوالفضائل (صفحہ ۲۹۱)
  - سید ابوالغراس
    - سید مسعود
    - سید علی باگھ
      - سید محمد
        - سید ہدایہ
          - سید ابوالفتح ابراہیم
          - سید عزالدین
            - سید بدرالدین زید
              - سید محمود جاجیزی (صفحہ ۲۹۱)
              - سید احمد بابیزی (صفحہ ۲۸۰)
      - سید محمد یوسف حسینی
      - سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ (صفحہ ۲۸۹، ۲۹۰)

سید حسین ذوالدمعہ

- سید یحییٰ محدث
- سید عمر الاعلیٰ
  - سید احمد محدث
    - سید حسین ابوعبداللہ
      - سید علی زید
      - سید عبداللہ
        - سید عبدالطاہر
        - سید طاہر
        - سید عبداللہ ثانی
          - سید عثمان ترمذی
          - سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلیؒ (صفحہ ۲۸۹)
    - سید حسین
      - نسابۃ النقیب (صفحہ ۲۹۰)
  - سید نذر ابومنصور
    - سید ابی عبداللہ حسین
      - سید حسین
        - سید ابوالحسن الجنیدی
          - سید زید
          - سید داؤد
          - سید حمزہ
          - سید علی
          - سید محمد
          - سید حسن
          - سید یوسف
          - سید محمد
          - سید علی
            - سید محمد یوسف حسینی
            - راجو قتالؒ

اولاد سید علی اصغر بن امام زین العابدینؒ بن امام حسینؓ بن حضرت علیؓ

(شجرہ نسب ص)

- سید قاسم
- سید محمد
- سید عمر زید
- سید محمد اسحٰق
- سید احمد
- سید یعقوب

سید احمد

- سید شاہ سراج الدین احمد
- سید شاہ سلیمان
- سید شاہ سلطان ابراہیم
- سید شاہ نصیر الدین
- سید شاہ علی
- سلطان سید شمس الدین مکیؒ
  - سید مغیر شمس مکی
    - سید حسین نوشہ توحید (ص ۱۲۹)
  - سید مظفر شمس مکی (لاولد)

سید محمود

- سید محمد
- سید ابراہیم
- سید محمود
- سید شاہ حسین
- سید جلال الدین
- سید شاہ ابراہیم ثانی
- سید آدم موسیٰ
- مخدوم حمید الدین راجگیریؒ
- شاہ تمیم اللہ (ص ۱۲۹)

اولاد سید حسین نوشہ توحید

- سید حسن جشن دائم
  - سید احمد لنگر دریا
  - سید شاہ حافظ
  - سید شاہ جیون
  - سید شاہ فرید بلخی
  - دیوان سید شاہ دولت
  - سید شاہ نور محمد
  - سید شاہ علیم الدین بلخی
  - سید شاہ برہان الدین (فرخ)
  - سیدہ غلام معز بلخی
  - سید شاہ تقی
  - سید شاہ عظیم الدین
  - سید شاہ غلام مظفر
  - سیدہ غلام شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ
- سید سیف الدین بلخی
  - اخوند شیخ
  - سیدہ امۃ احمد
  - سید محمد جلال
  - پیر دیوان شاہ
  - دیوان شاہ سیف الدین
  - دیوان شافع الدین
  - بی بی اصفہ
    زوجہ سید غلام مشرق
    (کھرکھنیا پٹنہ بہار)

(تاریخ الشرفاء از سید عبد الحسین جد مولانا مرتضیٰ کسری)
(سیوان، سارن، بہار۔ (تالیف مؤلف)

اولاد شاہ یتیم اللہ

- سید سعد اللہ
  - سید کریم اللہ
  - سید واحد علی
  - سید صاحب علی
  - سید اللہ بخش بخشی
  - سید سلامت اللہ
  - سید امداد اللہ ندوی
    (مصنف مسلم شعراء بہار)
- شاہ نعیم الدین
  - سید کرم اللہ بھیکہ
  - سید محمد جمیل
  - شاہ اسمٰعیل
  - سید فہیم اللہ
  - سید رحیم اللہ
  - سید محمد فرید
  - سید حسب اللہ
  - سید عزیز اللہ
  - سید محبوب عالم
  - سید عبد الاحد
  - سید احمدی
  - سید قطب عالم
  - سید صدر عالم
  - سید عبد الوحید امین
  - سید شاہ عبد الرشید دوم
    (بہار)

اولاد سید عبد اللہ الباہر بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

نمبر شمار	اسماء
۱	سید محمد
۲	سید اسمٰعیل
۳	سید حسین
۴	سید عبد اللہ
۵	سید علی
۶	سید محمد
۷	سید عبد اللہ
۸	سید محمد
۹	سید حسین
۱۰	سید حسن
۱۱	سید بادشاہ
۱۲	سید جیلانی
۱۳	سید مجتبیٰ
۱۴	سید شرف الدین
۱۵	سید عز الدین
۱۶	سید اشرف
۱۷	سید نظام الدین
۱۸	سید علی
۱۹	سید عماد الدین
۲۰	سید شہاب الدین
۲۱	سید محمود
۲۲	سید تقی الدین کرمانی
۲۳	سید عبد الباسط
۲۴	سید عبد المالک
۲۵	سید عبد السلام
۲۶	سید ابو الوفا
۲۷	سید ابو العلاء (اکبر آباد آگرہ)
۲۸	سید ابو النجیب
۲۹	سید ابو اللیث
۳۰	مولانا سید امانت علی
۳۱	حافظ مولانا سید فصیح احمد (محلہ روحی منڈی غازی پور، یوپی)

اولاد سید عمر الاشرف بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

نمبر شمار	اسماء
۱	سید علی اصغر زکریا
۲	سید قطب الدین منجری
۳	سید صدر الدین علی
۴	سید حسن جلال الدین
۵	سید سید احمد فتح اللہ
۶	سید محمد
۷	سید احمد
۸	سید معین الدین متہاج
۹	سید خواجہ اسحٰق
۱۰	سید علی
۱۱	مولانا سید بدر الدین بخاری
۱۲	خواجہ سید محمد امام
۱۳	خواجہ داؤد
۱۴	سید علیم الدین
۱۵	سید حسین
۱۶	سید مبارک
۱۷	سید محمد
۱۸	سید خواجہ
۱۹	سید جلال الدین
۲۰	سید ایوب
۲۱	سید ابو محمد
۲۲	سید عبد اللہ
۲۳	سید عبد القادر
۲۴	سید فضل علی دہلوی
۲۵	سید ہدایت علی
۲۶	سید راحت علی
۲۷	سید احمد علی
۲۸	سید حشمت علی
۲۹	سید عظمت علی
۳۰	سید جاوید اختر

سید مقرب علی

سید نجم الدین
سید سیف الدین

نوٹ:۔ سید عزت علی سید سلمان کے والد سید غلام الحق کے بھتیجے تھے۔
(مؤلف)

اولاد سید حسین اصغر بن امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ بن حضرت علیؓ

(شجرۂ نسب ص ۱۳۲)

سید عبداللہ زاہد
سید جعفر الجون
سید علی
سید حسین
سید حسن
سید محمد
سید خبداللہ
سید جعفر
سید محمد ثانی
سید محب اللہ
سید شرف الدین
سید علی
سید محمد
سید شہاب الدین
امیر کبیر سید علی ہمدانی کشمیری
(ص)

سید علی سجاد
سید موسیٰ المعیص

سید احسن نصیر
سید محمد مدنی
سید حسن ثانی
سید علی الکفلی
سید عارف خلیل آخشہ
سید محمد توخشہ
سید عمر
سید ابو علی
سید حمزہ
سید احمد زاہد بوانی
سید زید
سید سلیمان
سید حسن
سید عبدالمجید
سید عبدالوحید
سید جلال الدین
سید امیر مسعود غازی
سید قطب الدین
سید یحییٰ
سید خدا بخش شہید
(ص ۱۳۲)

سید حسین
سید نصیر ترمذی
سید حسین
سید علی
سید شاہ احمد آخشہ
(لاہور)
سید شاہ محمد
سید شاہ عمر
سید شاہ ابوبکر
سید شاہ حمزہ
شاہ احمد زاہد
سید شاہ زید
شاہ نور الحق بندہ
شاہ محمد زاہدی
شاہ ابوالواحد
شاہ راجو
شاہ سنور
شاہ قندہ
شاہ لڈھن
شاہ فہد
شاہ محب اللہ
(ص ۱۳۳)

اولاد امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ

سید محمد ہمدانی
سید علاء الدین (بہار)
سید شمس الدین میاں پوش

سید بدرالدین
سید ھدی الدین
سید اسحٰق
سید اشرف
سید عبداللہ
سید اجو محمد
سید نصیر الدین
سید اعظم
سید شاہ جلی
سید رفیع الدین
سید محمد افضل
سید شاہ حسن علی
سید مہر علی
سید کریم بخش
سید ولایت علی
(بہار)

سید نور الدین
سید شاہ ھدی الدین
سید شاہ برہان الدین
شاہ محمد
شاہ احمد
شاہ محمود ہمدانی
شاہ اشرف
شاہ اسحٰق ہمدانی
شاہ عبداللہ
شاہ باقی محمد
شاہ بھکھاری
سید عبدالرزاق
شاہ محمود ثانی
شاہ درویش محمد
سید حاجی علی
سید امالت علی
سید بشارت علی
سید شرافت علی
(بہار)

اولاد سید خدا بخش شہید

سید سعداللہ
سید محمد رسلونی
سید لاڈلے
سید سلیم
سید عبدالرقیب
سید حبیب اللہ
قاضی عنایت اللہ
سید شاہ وارث ہوتفاہ
(بنارس)

اولاد سید محب اللہ

شاہ صفت اللہ
شاہ خیر اللہ
شاہ محمد شاہی
شاہ مدن

شاہ نور اشرف
سید جہانگیر بخش
سید بیر علی
سید حبیب اللہ
مولانا سید حسین مدنی
(یوپی)

شیخ شاہ تراب علی
شیخ شاہ مخدوم بخش
سید شاہ اکرم علی
شیخ شاہ تفضل حسین
سید زوار حسین
سید انور حسین
ڈاکٹر سید حبیب اللہ احمد
(گنجور کھیوڑی یوپی)
(سادات سوانہ)

سیّد ابوالفرح واسطیؒ

(شجرۂ نسب ص۱۲۶)

آپ سید داؤد کے حلفِ اکبر تھے۔ آپ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ علم و فضل میں کمال حاصل کیا بعد ازاں عراق پہنچ کر شہر واسط میں سکونت اختیار کی جو قط العارہ کے قریب آج کل واسطۃ الحسنی کہلاتا ہے۔ اپنی لیاقت سے امارت اور عہدہ قضا حاصل کیا۔ آپ کے چار فرزند (۱) سید ابوالفراس (۲) سید ابوالفضائل (۳) سید داؤد اور سید نجم الدین ابی خیر النساء کے بطن سے پیدا ہوئے جو نجیب الطرفین سیدہ تھیں۔ کسی وجہ سے واسط کی سکونت ترک کر کے مع اہل و عیال عازم غزنی ہوئے۔ اس وقت غزنی کا فرماں روا سلطان محمود تھا جو سادات کا قدر دان تھا بلکہ ان سے نسبی تعلق بھی رکھتا تھا شہر بانو کی طرح وہ بھی نوشیرواں عادل اولاد تھا اور ایرانی النسل تھا۔ سلطان نے سید ابوالفرح واسطیؒ کے فرزندوں کو فوجی منصب داروں میں شامل کیا آخری جنگ سومنات ۴۱۷ھ میں وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک رہے۔ نتیجاً کے بعد سلطان سید ابوالفرح واسطی کو اپنے ساتھ واپس غزنی لے گیا ان کے تینوں بیٹے ہند میں رہے اور پنجاب میں کلانور نزد سرہند ریاست پٹیالہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ سید ابوالفراس نے جاجیر میں سکونت اختیار کی۔ سید ابوالفضائل بچا تروڑہ بنوں میں اور سید داؤد تہن پور میں متوطن ہوئے۔ ۱۸ سال تک ان کی اولاد پنجاب میں متمکن رہی۔ جب ہند میں قطب الدین ایبک کے زمانہ سے سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو یہ سادات پنجاب سے نکل کر مختلف علاقوں میں منتقل ہونے لگے۔ الغرض سید ابوالفرح واسطی غزنی سے واپس اپنے وطن واسط چلے گئے جہاں ۴۴۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۱؎ تاریخ سادات باہرہ ص۱۱ تا ۲۹

میر سیّد شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلی قادریؒ

(شجرۂ نسب ص۱۲۷)

میر سید کمال الدین ترمذیؒ اپنے چند رفقاء کے ساتھ ۵۸۸ھ میں ترمذ سے دعوت و تبلیغ دین کے لیے ہند تشریف لائے اور قصبہ کیتھل کے نزدیک موضع ہبانہ میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد بعض مجبوریوں کی بنا پر واپس وطن جانا پڑا اس لیے اپنی جگہ اپنے فرزند سید ابراہیم کو سلطان شہاب الدین غوری کی فوج میں شریک کر دیا۔ سلطان نے فوج کا علم دے کر ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر قلعہ بھٹنی کی طرف کوچ کا حکم دیا۔ سید شاہ ابراہیم نے کمال جرأت کا مظاہرہ کر کے جدال و قتال کے بعد قلعہ پر قبضہ کر لیا لیکن خود شہادت کے درجہ پر فائز ہو گئے۔ قلعہ کے نزدیک ہی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور نشانچی کے لقب سے مشہور ہے۔ سید کمال الدین ترمذ سے دوبارہ عازم ہند ہوئے۔ سلطان بہت خوش ہوا اور ان کو کرنال میں آباد کیا یہاں آپ کے دست پر ہزاروں آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے میدان جہاد میں ۶ رجب ۶۱۸ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کے گیارہ فرزند تھے جن کی اولاد ہند کے چپہ چپہ پر آباد ہیں۔

(۱) ملک سید قطب الدین (۲) سید حسام الدین (۳) سید مغیث الدین (۴) سید جلال الدین غازی (۵) سید نظام الدین (۶) سید ابراہیم شاہ (۷) سید سید جان (۸) سید رکن الدین (۹) سید علیم الدین (۱۰) میر سید فصیر الدین (۱۱) سید عز الدین۔

(۱) میر قطب الدین کا مزار کیتھل میں ہے اور ان کی اولاد موضع کیتھل اور فیض آباد میں آباد ہیں۔

(۲) میر حسام الدین کی اولاد کیتھل، احمد آباد اور فیض آباد ہیں ان کی قرابتداری قادری خاندان کیتھل سے بھی ہے۔

(۳) سید مغیث یا نعمت الدین خورد سال فوت ہوئے۔

(۴) سید جلال الدین غازی مہاری سادات نہٹور (دو میلکنڈ) کے مورث اعلیٰ ہیں۔

۱؎ تاریخ نامی، تحفۃ الانساب، باغ سادات، شجرہ سادات نہٹور از مولانا سید عبدالرشید ندوی ص۱۴۸

(۵) میر سید سعید جان مولتے پٹن صوبہ مدراس تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔

(۶) میر سید رکن الدین نے احمد آباد (گجرات) کو مسکن بنایا ان کی اولاد و احفاد وہیں آباد ہیں۔

(۷) میر سید علیم الدین قنوج میں بادشاہ دہلی کی طرف سے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ اس گھرانے میں سید شہاب الدین قنوجی مشہور تھے۔ سید صدر الدین سکندر لودھی کے درباری تھے۔ ان کے نواسہ سید صدر جہاں بادشاہ اکبر و جہانگیر کے وزیر سلطنت تھے۔ ان کے بیٹے سید نظام الدین کو شاہجہاں نے مرتضیٰ خانی کا خطاب رحمت فرمایا تھا۔

(۸) میر سید نصیر الدین شمالی بہار (ترہت) میں ضلع پورنیہ میں کھگڑہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ سمری بختیار پور میں بھی ان کی اولاد موجود ہے۔ میر جعفر اور نواب میر قاسم قلعدار مونگیر حکمران بہار و بنگال میر سید نصیر الدین کی دختری اولاد میں تھے۔

(۹) میر سید عز الدین رزم گاہ سنبھل میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کا مزار نہٹور میں ہے۔ سادات سرانواں اور سادات سامانہ بھی سید کمال الدین کی نسل سے ہیں۔

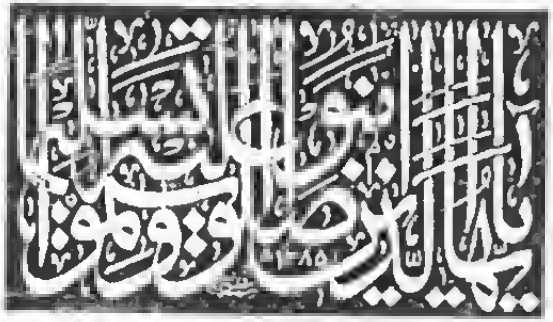

مناجات کمالیہ

خداوندِ اکبر سمیعاً بصیراً — بقدرت کلی کل شیئٍ قدیرا
دہی مومناں را ز اکرام وافر — بہ جنت نعیماً و لقاً کبیرا
دراں ملک باشد ہر اے قوی خوش — دریں نیست شعناً ولا زمہریرا
بحدیکہ تو طہٰ و یٰسیں بدادی — کلاہِ سراہ سراجاً منیرا
بنصِ قرآن امر کردہ مومن — کہ ذکرم بگویند ذکراً کثیرا
بمثلِ کلامت کہ گفتن تواند — دلکان بعضاً لبعضٍ ظہیرا
غضب بر منافق بجے در رآید — ببطنِ جہنم وساءت مصیرا
کسے را کہ نامش دہی بر بہشت — بلطفِ تحاسب حساباً یسیرا
کسے را کہ بر پشت دامش رسانی — ز دعوی اسبراً و یصلیٰ سعیرا
کسے را کنی صادق الوعد او تو — بشعر دامین از شرۂ مستطیرا
بروزیکہ از قبر بیروں شوند آں — بہ محشر چو خیزند اکثر نفیرا
دراں روز یارب بفریاد من رس — بتاشم چو مورا علیٰ قطر یرا
چہ داند کسے حال درماندگاں را — تو دانی کہ ہستی علیماً بصیرا

کمال حسینی ریا جرم دارد
ترا عفو کن یا لطیفاً خبیرا

(از میر سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلی قادریؒ)

سلہ شجرہ سادات نہٹور از مولانا عبد الرشید ندوی مدظلہ

سید شریف جرجانی

سید شریف جرجانی صوبہ جرجان یا گرگان کے موضع "ستوغ" میں ۲۲ شعبان ۷۴۰ھ/۲۲ فروری ۱۳۴۰ء میں تولد ہوئے۔ ان کا نام علی اور کنیت ابوالحسن تھا اور لقب سید شریف تھا۔ والد کا نام محمد تھا۔ شجرۂ نسب یہ ہے:

"علی بن محمد بن علی السید زین ابوالحسن الحسینی"

تیرھویں پشت میں سلسلۂ نسب محمد بن زید الداعی بن امام زین العابدینؒ سے مل جاتا ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی۔ مفتاح العلوم اور لطائف غیبی سے پڑھی۔ جار اللہ زمخشری کی کشاف کا مطالعہ بھی ان کی نگرانی میں کیا۔ "شرح مطالع" قطب الدین کے شاگرد مبارک شاہ سے مصر میں پڑھی۔ بلکہ اس پر حاشیہ بھی لکھا۔ مواقف بھی پڑھی اور اس پر شرح بھی لکھی۔ وہ مصر میں محمد بن محمود البرکاتی سے "ہدایہ" کا درس لیا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر شیراز میں درس و تدریس کا شغل اختیار کیا۔ ۲۰ برس تک مدرسہ دارالشفاء میں درس دیتے رہے۔ شیراز کا حکمران شاہ شجاع کا قدردان تھا۔ سلطان تیمور نے ۷۸۹ھ میں شیراز کو تاراج کیا مگر سید شریف جرجانی کو امان دی بلکہ ساتھ سمرقند لے گیا جہاں وہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۴۰۵ء میں تیمور کی وفات کے بعد وہ شیراز واپس آ گئے۔ جہاں ۶ ربیع الآخر ۸۱۶ھ / ۷ جولائی ۱۴۱۳ء میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

تالیفات (۱) قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا جو غلط طور پر شیخ سعدی شیرازی (متوفی ۶۹۱ھ) سے منسوب ہو گیا۔ (۲) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۳) حاشیہ تفسیر کشاف (۴) حاشیہ المشکوٰۃ باعلامۃ الطیبی (۵) رسالہ فی اصول الحدیث (۶) حاشیہ شرح مختصر ابن حاجب (۷) شرح سراجیہ (۸) شرح ایساغوجی (۹) صغریٰ کبریٰ (۱۰) شرح قطبی (۱۱) حاشیہ شرح مطالع (۱۲) صرف میر (۱۳) نحو میر (۱۴) شرح کافیہ (۱۵) شرح وافیہ۔ (۱۶) حاشیہ مطول (۱۷) آداب البحث (۱۸) حاشیہ شرح حکمت العین (۱۹) شرح مواقف (۸ جلد) (۲۰) حاشیہ شرح تجرید قدیم (۲۱) شرفیہ (۲۲) شرح تذکرہ طوسی (۲۳) التعریفات۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی ص ۱۰۸، ۱۱۴)

امیر علی کبیر ہمدانیؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۳۱)

سید امیر علی ہمدانیؒ ۷۱۴ھ مطابق ۱۳۱۴ء میں ہمدان میں تولد ہوئے آپ کی والدہ کا نام بی بی فاطمہ تھا۔ آپ نے بچپن میں قرآن حفظ کر لیا تھا اپنے ماموں سید علاء الدین سمنانیؒ سے تصوف کی تربیت حاصل کی۔ آپ کا وصال ۶ ذی الحج ۷۸۶ھ میں ہوا۔ کوہستان پراء کے نزدیک ختلان میں مدفون ہیں جو روسی ترکستان میں ہے۔ نومسلم راجہ سلطان شہاب الدین کے عہد میں سیدنا علی کبیر ہمدانیؒ اپنے ۷۰ اعزاء کے ساتھ کشمیر میں نزول اجلال فرمایا جن میں آپ کے مرید خاص سید محمد خاوری بھی تھے۔ آپ نے کشمیری زبان سیکھی اور اپنے احباب کو کشمیر میں رشد ہدایت کے لیے چھوڑا۔ کتب سیر میں درج ہے کہ سید صاحب نے اپنی کلاہ سلطان قطب الدین بن شہاب الدین شاہ کشمیر کو عنایت فرمائی تھی وہ ٹوپی اس خانزادہ کے آخری حکمران فتح شاہ کی وصیت کے مطابق قبر میں رکھ دی گئی۔ مولانا آزادؒ کے مطابق لوگ اس تبرک کے فیض سے محروم ہو گئے۔ امیر علی کبیر ہمدانیؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند میر سید محمد ہمدانیؒ بارہ سال تک کشمیر میں رشد ہدایت میں مصروف رہے۔ میر سید محمد ہمدانیؒ کے فرزند سید علاء الدین بہار چلے گئے جہاں وہ آسودۂ خاک ہیں اور ان کی اولاد بھی وہیں آباد ہیں۔ جن میں سید ولایت علی بہت مشہور ہیں جو سید علاء الدین کے فرزند سید شمس الدین سیاہ پوش کی اولاد میں سے ہیں۔ سید حمید الدین آزاد بھی اسی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر کشمیری صبح کے وقت اوراد و فتحیہ خوش الحانی سے پڑھتا ہے جس کی بشارت حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کو آستانۂ نبوت پر رحمت للعالمین کی ایما پر ہوئی تھی۔ سید علی ہمدانیؒ شاعر بھی تھے۔ تخلص علی اور علائی کرتے تھے۔ علائی اپنے استاد اور خالو سید علاء الدین کی مناسبت سے لکھتے تھے۔ ؎ آں بانیٔ مسلمانی۔ میر سید علی ہمدانی (کشمیر)

۱؎ ماہنامہ ندیم مارچ ۱۹۳۶ء ص ۱ از سید حمید الدین آزاد بہار۔

نوٹ:۔ حکیم ابن سینا بھی ہمدان کے رہنے والے تھے۔

سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ گلبرگہ شریف دکن

(شجرۂ نسب ص۱۲۶)

اسم گرامی سید محمد کنیت ابو الفتح اور لقب صدرالدین ولی الاکبر الصادق تھا۔ عام طور پر خواجہ بندہ نواز گسو درازؒ کہلائے۔ آبا و اجداد ہرات سے دہلی آئے۔ ۷۲۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی آپ کے والد سید یوسف حسینی راجو قتالؒ تھے جن کو خواجہ نظام الدین اولیاء سے بڑی عقیدت تھی۔ ان کے ماموں سید ابراہیم متوفی دولت آباد کے مورد بدار تھے۔ ۷۳۱ھ میں آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا۔ ان کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔ ۷۳۶ھ میں اپنے بڑے برادر سید چنون کے ساتھ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت چراغ دہلویؒ کے وصال کے بعد سجادۂ ولایت پر متمکن ہوئے۔ دہلی میں ۴۴ سال کے قیام کے بعد ۸۰۱ھ میں عازم گلبرگہ (دکن) ہوئے۔ چالیس سال کی عمر میں سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی بی بی رضا خاتون سے عقد کیا جن کے بطن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) سید محمد اکبر حسینی (۲) سید محمد اصغر حسینی، ۸۱۱ھ میں بڑے صاحبزادے نے اپنے والد بزرگوار سے خلافت پائی لیکن سات ماہ بعد ہی رحلت فرما گئے۔ سید محمد اکبر حسینی کی تصنیفات (۱) تعارف (۲) شرح ملتقط (۳) عقیدہ (فارسی) (۴) اباحت سماع (۵) مقامات صوفیاء (۶) تصریف مالکی، (۷) شرح سوانح (۸) رسالہ مسئلہ (۹) رسالہ علم،

خواجہ بندہ نواز گسو درازؒ کی تصنیفات کی کل تعداد ۲۱ ہے۔ گلبرگہ شریف میں ۲۲ سال تک فیضان عام رہا آخر ۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ میں ۱۰۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ گلبرگہ شریف میں سلطان احمد شاہ بہمنی نے ان کے مزار پر نہایت عالیشان گنبد تعمیر کرایا۔

۱؎ بزم صوفیہ ص۲۸۳

۲؎ عربی الفضل مسلمان ص۲۱۷

مخدوم سید شاہ تیم اللہ سفید بازؒ

(شجرۂ نسب ص۱۲۱)

مخدوم سید شاہ تیم اللہ سفید بازؒ کے والد ماجد مخدوم سید شاہ حمید الدین راجگیری سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ مخدوم شاہ تیم اللہؒ کے نانا شیخ شہاب الدین سہروردیؒ پیر جگجوت کاشمر کے بادشاہ تھے۔ بادشاہی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ پٹنہ شہر کے قرب جیو ٹھلی شریف میں پب دریا آپ کا مزار ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی بی بی جمل تھا ان کا مزار بھی جیو ٹھلی میں اپنے والد پیر جگجوت کے نزدیک واقع ہے۔

مخدوم شاہ تیم اللہ سفید بازؒ ۸۹۰ھ میں وفات پائی۔

نوٹ:۔ (۱) سید احمد اللہ مصنف شعرائے بہار حضرت علیؓ کی پینتالیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۲۲ واسطے درج کیے گئے ہیں اسی طرح وہ مخدوم سفید بازؒ کی پچیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۷ واسطے درج ہوتے ہیں۔ (۲) سید احمد اللہ نے اپنے شجرہ میں خود کو حضرت زید شہید کی اولاد بتایا ہے۔ جبکہ وہ حضرت امام زین العابدینؒ کے فرزند سید علی الاصغر کی اولاد ہیں۔ (مؤلف)

۱؎ کنز الانساب ص۱۱۱، ۲؎ تاریخ باغ گیاں ص۱۵۱

۳؎ اعیان وطن ص۱۶۹، ۴؎ مسلم شعرائے بہار جلد اول ص۱

نوٹ:۔ مخدوم شمس الدین شمس امدل (متوفی ۸۵۰ھ) قیم اللہ سفید بازؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔

سید ابوالعلاؒ

(شجرۂ نسب ص۱۳۰)

سیدنا ابوالعلاؒ خواجہ فیضی کے نواسہ تھے اور آپ کے والد ماجد سید ابوالوفا خواجہ ابوالفیض کے نواسہ اور ان کے دادا امیر عبدالسلام خواجہ عبداللہ خواجگی کے نواسہ تھے۔ سید ابوالوفا چار بھائی تھے۔ سید ابوالخیر، سید ابوالصفا، سید عبداللہ اور سید ابوالوفا، سید عبداللہ سید ابوالعلا کے پیر و مرشد اور خسر تھے۔ سید ابوالعلاؒ کی ولادت قصبہ نرہاٹی میں ہوئی جو دہلی اور لاہور کے درمیان واقع ہے۔ سید ابوالعلاؒ ۹۹۰ھ میں تولد ہوئے اور یہ عہد بادشاہ اکبر کا دور تھا۔ آپ کے دادا عبدالسلام اسی زمانہ میں فتح پور سیکری پہنچے۔ وہاں سے حج کے لیے روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ سید ابوالعلاؒ کے والد سید ابوالوفاؒ کا انتقال فتح پور سیکری میں ہوا اور وہ دہلی میں مدفون ہیں آپ کے نانا خواجہ فیضی سہ ہزاری منصب اور سہ ہزار سوار پر مامور ہو کر بردوان (بنگال) کے ناظم مقرر ہوئے۔ سید ابوالعلاؒ بھی نانا کے ساتھ وہ کر اسی عہدہ پر فائز ہوئے۔ راجہ مان سنگھ صوبیدار آپ کی کارگزاریوں سے بہت خوش تھا اور آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اسی دوران پٹنہ اور حاجی پور کے درمیان مینا پور کے مقام پر بادشاہی فوج اور باغیوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی جس میں آپ سپہ سالار کی حیثیت سے منتخب ہو کر بردوان لوٹے۔ اسی دوران بادشاہ اکبر فوت ہو گیا اور بادشاہ جہانگیر دہلی کے تخت پر متمکن ہوا۔ اس نے تمام امراء سلطنت کو دہلی دربار میں طلب کیا۔ آپ بھی اس تقریب میں بردوان سے اکبر آباد پہنچے۔ اثنائے راہ میں قصبہ منیر بہار میں شاہ دولت منیریؒ کے یہاں قیام فرمایا۔ شاہ دولت منیریؒ نے بڑی قدر و منزلت کی اور دستر خوان پر لقمہ اپنے مبارک ہاتھوں سے کھلایا اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے دل و دماغ میں انقلاب برپا ہو گیا اور آپ روشن ضمیر ہو گئے۔ اکبر آباد پہنچ کر اپنے منصب سے مستعفی ہو گئے اور جذب و مستی میں غرق ہو گئے بادشاہ نے ہر چند کوشش کی کہ ان کو واپس لایا جائے مگر نہ لوٹے۔ اس کے بعد حضرت نظام الدین

سلہ بہار میں ابوالعلائی فیضان ص۳۴

اولیاؒ کے مزار پر چلہ کشی کی اور خواجہ غریب نواز کے دربار سے ولایت و تقلیبت پر فائز ہوئے اپنے چچا امیر سید عبداللہ سے بیعت ہو کر نقشبندی سلسلہ میں داخل ہوئے۔ خواجہ غریب نواز سے اویسیہ نعمت ایسی ملی کہ جس پر نظر کرتے ولی بن جاتا۔ آپ ۱۱ سال کی عمر میں ۹ صفر ۱۰۶۱ھ میں وفات پائی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔ خلفاء میں شاہ فرہاد اور منعم پاک سے ابوالعلائی سلسلہ بہار میں پھیلا۔

مادری نسبنامہ:۔ سید ابوالعلاؒ بن بی بی فاطمہ بنت خواجہ محمد فیضی بن خواجہ ابوالفیض بن خواجہ عبیداللہ خواجگی بن خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرارؒ۔

سید شاہ وارث رسولنما بنارسی رح

(شجرۂ نسب ص۱۴۲)

سیّد شاہ وارث رسولنماؐ سادات سوانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اصل وطن فرخ پاڑہ فاروقی پرولپی تھا۔ آپ کے والد قاضی سید عنایت اللہ عہد عالمگیری میں بنارس کے قاضی تھے۔ تحصیل علم کی غرض سے بنارس آئے اور سکونت اختیار کی۔ ۱۰۸۶ھ میں تولد ہوئے اور ۱۱۶۶ھ میں بنارس میں وفات پائی۔ بنارس میں محلہ "مراوی کا باڑہ" ایک سنگی چبوترہ پر آپ کا مزار زیارت گاہ عام ہے۔ تاج العارفین شاہ حبیب اللہؒ بنارس گئے اور حضرت قطب الاقطاب صاحب نسبت اویسیہ بنوریہ مولانا سید وارث رسولنما بنارسیؒ کی خدمت میں زانوئے ادب تہہ کیا اور بقیہ درسیات کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت رسول نماؒ شرف تلمذ عرفان میں درجہ قطب الاقطاب پر فائز تھے۔ اس کے ساتھ منصب رسول نمائی بھی بارگاہ بنوریہ سے عطا ہوا اور سلوک کا خاص طریقہ دردیہ اور طریقہ قلندریہ کے سلوک کی بھی تکمیل کی۔ حضرت رسول نماؒ نے خرقہ جمیع سلاسل کا تحریری اجازت نامہ ۱۱۲۳ھ میں مہر و دستخط سے مزین فرمایا اور عطا کیا۔ ان کے صاحبزادے کا نام ہشام غلام نقشبندی ہے۔

پشت نمبر	شجرۂ طریقت
۱	سید شاہ وارث
۲	شاہ رفیع الدین
۳	سید سلیم
۴	سید شاہ مصطفےٰ
۵	شیخ تاتار
۶	شیخ محمد القیسی
۷	سید الکریم
۸	سید سلیم
۹	سید پیارے
۱۰	شیخ محمد رحمت اللہ
۱۱	سید قیس
۱۲	سید ابوالحیات قادری
۱۳	سید تاج الدین
۱۴	سید بہاء الدین
۱۵	سید جلال الدین
۱۶	سید داؤد
۱۷	سید علی عبداللہ قادری
۱۸	سید ابو صالح نصر
۱۹	سید عبدالرزاق
۲۰	سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سلہ اعیان وطن ص۱۲۳ تا ۱۲۴، سلہ اعیان وطن ص۱۲۳ تا ۱۲۵

نوٹ:۔ حضرت رسولنماؒ چار کتابوں کے مصنف تھے (مؤلف)

شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی

(شجرۂ نسب ص۱۴۲)

شیخ الاسلام سید شاہ حسین احمد مدنی کا خاندان سادات ٹانڈہ، فیض آباد، یوپی، ہند اور سادات ترمذی کی شاخ ہے۔ جس کے مورث اعلیٰ سید شاہ احمد توختہؒ لاہوری تھے۔ انہوں نے ایک عرصہ دراز تک مسجد نبوی میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ عرب و عجم کے شیوخ میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ آپ کی مہمان نوازی بے مثل تھی۔ ان کی شخصیت پُروقار، بارعب اور مسحور کن تھی۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کے درس حدیث سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ الہند محمود الحسن اسیر مالٹا کے ساتھ سید حسین احمد مدنی بھی اسیر رہے۔ ۱۹۵۰ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی ولادت ۱۸، شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں ہوئی تھی۔ آپ کے مریدان بے شمار ہیں آپ نے زندگی بھر رشد و ہدایت کی شمع جلائے رکھی۔ آپ کے خلفائے مجاز کی تعداد ۱۲ سے متجاوز ہے۔ آپ کے والد ماجد سید شاہ حبیب اللہؒ نے مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ سید حبیب اللہ اپنے شیخ اور پیر و مرشد شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے بڑے عاشق زار تھے۔

سلہ عربی الفضل مسلمان ص۲۹

نوٹ:۔ تذکرہ اولیائے لاہور میں وارث کمال نے شاہ احمد توختہ کے شجرۂ نسب میں پشت ۲۰ پر علی اصغر لکھا ہے جبکہ عربی الفضل مسلمان کے مصنف نے حسین الاصغر لکھا ہے جو تحقیق طلب ہے (مؤلف)

سید حبیب احمد و فردوسی بیگم سادات سوانہ، فیض آباد، گورکھپور اور غازی پور

(شجرۂ نسب ف۱)

ڈاکٹر سید حبیب احمد بن سید انوار حسین موضع ٹانڈہ ضلع فیض آباد یوپی کا عقد قدسیہ بیگم بنت سید شہاب الدین سے ہوا۔ سید شہاب الدین کا نکاح فردوسی بیگم بنت سید نواب محمد علی نصر خان سے ہوا جن کے بطن سے قدسیہ بیگم تولد ہوئیں۔ سید شہاب الدین کے والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ منیر الدین احمد ہے۔ جو میر سید منصور علی خاں کے فرزند تھے۔ دوسری روایت کے مطابق نواب سید محمد علی نصر خاں کے والد کا نام نواب زادہ سید محمد علی کبیر (گورکھپور) تھا ان کا عقد رقیہ بیگم بنت شاہ منیر احمد سے ہوا تھا۔

سادات سوانہ موضع ٹانڈہ ضلع فیض آباد گورکھپور اور تونہڑہ پارہ غازی پور کے علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

شجرہ:۔ فردوسی بیگم بنت نواب سید محمد علی نصیر خاں بن سید منصور علی خاں بن سید ذوالفقار علی خاں بن میر سید تراب علی خاں۔

(ماہنامہ آستانہ دہلی ماہ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

ف۱ حدیقۃ الانساب ص۲۲۲ تا ۲۲۳

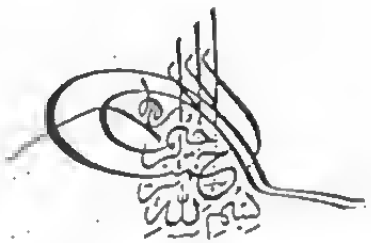

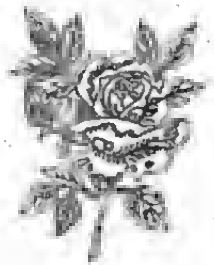

باب ۷

سادات باقری۔

اولادِ امام باقر بن امام زین العابدینؒ

۵۔ سید عبداللہ الکریم حسن

۶۔ سید حبیب اللہ
۷۔ سید برکت اللہ
۸۔ سید شہاب الدین احمد
۹۔ سید نجم الدین
۱۰۔ صوفی سید محمد صادق
۱۱۔ سید شہاب الدین بصری
۱۲۔ سید احد الٰہی
۱۳۔ سید معروف
۱۴۔ سید جنید
۱۵۔ سید عثمان ثانی
۱۶۔ سید عبدالوہاب
۱۷۔ سید عثمان شیر سوار
۱۸۔ سید یوسف برقع پوش
۱۹۔ سید عبدالقاسم
۲۰۔ سید محمد
۲۱۔ سید عبدالرحیم
۲۲۔ سید عبدالرحمن
۲۳۔ سید عاشق علی
۲۴۔ سید محمد فرید

۶۔ سید ہاشم اسود (مدفن ۱)

۲۵۔ سید محمد ابراہیم
۲۶۔ سید محمد داؤد
۲۷۔ سید محمد یحییٰ
۲۸۔ سید نجم الدین
۲۹۔ سید محمد علی
۳۰۔ سید محمود
۳۱۔ سید محمد
۳۲۔ سید نور الدین
۳۳۔ سید شاہ احمد حسین
(خسرو پور، اڑھ، پٹنہ)
بہار
سادات سراواں، اردول
(کنز الانساب صد ۶۵)

۶۔ سید اسمٰعیل (مدفن ۱)

سید شاہت
سید سلیم
سید سعد
سید طلحیٰ
سید ربیعہ
سید جنید
سید سفیان
سید غورہ
سید فرحہ
سید ظہیر
سید عبداللہ صبوحی
(دمشق)
سید حاجی حمزہ
سید اسمٰعیل
سید اسحٰق
سید شاہ محمد
شاہ قاسم
سید شاہ سلیمان
سید خلیل اللہ
سید قاضی قطب الدین احمد
(پٹن، گجرات)
(تاریخ صوفیائے گجرات صد ۱۶۷)

اولادِ سید عبداللہ الکریم حسن بن امام باقرؒ

۶۔ سید ہاشم اسود

سید محمد
سید محمد محسن ثانی
سید جعفر مدنی
سید علی رضا
سید حسین
سید اسمٰعیل
سید ابراہیم
سید ابوالقاسم طوسی
سید حسن طوسی
سید عبداللہ طوسی
سید یوسف طوسی
سید محمد یعقوب لاہوری
سید داؤد لاہوری
سید محمد اسحٰق
سید محمد اسمٰعیل دہلوی
سید تاج الدین
سید علاء الدین
سید جمال الدین کالپی
سید جلال الدین (ہمسوہ، فتحپور، یوپی، عربی النسل صد ۳۰)
سید تقی الدین بہاری
سید قطب الدین
سید صدر جہاں (صد ۱۴۱)

۶۔ سید اسمٰعیل

سید محمد
سید علی ہاشم
سید ابراہیم
سید علی
سید حاتم
سید صالح
سید جعفر
سید موسیٰ
سید ہاشم
سید یحییٰ
سید کمال الدین
سید محمد
سید عبداللہ
شاہ نعمت اللہ
(خسرو پور، اڑھ)
پٹنہ، بہار

۷۔ سید خلف
۸۔ سید ابوسعید بلخی
۹۔ سید سیف الدین
۱۰۔ سید یحییٰ
۱۱۔ سید عبداللہ عیسیٰ
۱۲۔ سید عبدالجبار
۱۳۔ سید عبدالوہاب
۱۴۔ سید عبدالرزاق
۱۵۔ سید علاء الدین
۱۶۔ سید حمید الدین اخ عینی
۱۷۔ سید علی زاہد
۱۸۔ سید معظم
۱۹۔ سید اعظم
۲۰۔ شاہ ابومحمد
۲۱۔ شاہ احمد
۲۲۔ شاہ عبداللہ
۲۳۔ شاہ بڑے
۲۴۔ شاہ حمید
۲۵۔ سید عبدالجلیل
۲۶۔ سید غلام عالم کلاں
۲۷۔ مسماۃ رحم بی بی
۲۸۔ محمد ایوب
۲۹۔ شاہ رفیع الدین

اولادِ سید صدر جہاں بن سید قطب الدین

سید اولیا علی	سید نجم الدین
سید حسین	سید محمد علی
سید ناظر	سید عبدالکریم
سید محمد ناظر	سید عبدالقدوس
سید محمد یٰسین	سید محمد حسن
سید شاہ ولی اللہ	سید محمد یوسف
سید غلام حسین	سید محمد اسحٰق
سید سلطان احمد	سید کرم علی
سید عطا حسین عبدالرزاق	سید فیض علی
(حاجی پور)	سید صابر مسلی
سید شاہ نظام الدین	سید تبارک حسین
سید شاہ حسین احمد	قاضی سید نورالحسن
(حاجی پور بہار)	(بہار)
(کنز الانساب صہ ۶۵)	(کنز الانساب صہ ۵۳)

سید شاہ عطا حسین فانی عبدالرزاق ابوالعلائی منعمی دانا پوری

(شجرۂ نسب صہ)

سید عطا حسین فانی منعمی ابوالعلائی کی ولادت ۱۲۳۲ھ میں ہوئی۔ سید شاہ قمرالدین حسین آپ کے حقیقی ماموں تھے۔ شاہ عطا حسین کی والدہ اور ان کی نانی دونوں ۱۲۴۰ھ میں رحلت پاگئیں۔ شاہ عطا حسین کو ان کی نانی نے جو کلاہ پہنائی تھی وہ آخر وقت میں انہوں نے اپنی چھوٹی بیٹی کے سر پر رکھی جن کا عقد شاہ شمس الدین سے ہوا اور شاہ قمرالدین انہیں کے بطن سے تولد ہوئے جو فخرِ خاندان کہلائے اس طرح ان کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ آپ کے والد سلطان احمد کی شہادت ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے والد کے خلیفہ بنے۔ آپ کی تعلیم پر آپ کے چچا شاہ مراد علی نے توجہ دی۔ آپ نے فن طب حکیم محمد دلیسوی سے سیکھا۔ مولانا عزیزالدین حیدر لکھنوی سے عربی سیکھی، بیعت اپنے دادا شاہ غلام حسین منعمی سے ہوئے۔ خواجہ غریب نوازؒ سے روحانی طور پر اسم ذات سیکھا۔ مخدوم شاہ بدیع الدین قطب مدارؒ سے اذکار و اشغال بطریق اویسیہ ملا۔ آپ کے دادا اور مرشد شاہ غلام حسین ۱۲۵۴ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں رحلت فرماگئے۔ مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی اولاد سید شاہ امیر علی کی دختر سے آپ کا عقد ہوا۔ اس کے بعد شاہ قمرالدین سے بھی وخلافت ملی۔ ۱۲۵۵ھ میں آپ کے مرشد شاہ قمرالدین کا وصال ہوگیا، ۱۲۶۰ھ میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ بنارس، الٰہ آباد ہوتے ہی مانکپور پہنچے۔ پھر اکبر آباد پہنچ کر ابوالعلاؒ کے مزار پر چلہ کش ہوئے۔

---

[1] تذکرہ سید شاہ عطا حسین منعمیؒ صہ ۵۵ تا ۶۷، ۲۰ تا ۵۲ (مطبوعہ ۱۹۶۳ء)

باب ۵ سادات جعفری

امام جعفر صادقؒ بن امام باقرؒ

- سید علی اکبر
  - ۱۔ سید محمد
  - ۸۔ سید علی
  - ۹۔ سید حسین ابوالحسن
  - ۱۰۔ سید علی
  - ۱۱۔ ابوالحسین عباس
  - ۱۲۔ سید احمد
  - ۱۳۔ سید حمزہ
  - ۱۴۔ سید حسن
  - ۱۵۔ سید عباس ثانی
  - ۱۶۔ سید ابراہیم ابوالحسن
  - ۱۷۔ سید حسین الدین
  - ۱۸۔ سید نصیر الدین
  - ۱۹۔ سید محمد خواجہ
  - ۲۰۔ سید محمد یوسف
  - ۲۱۔ سید محمد اسحٰق
  - ۲۲۔ سید اللہ داد
  - ۲۳۔ سید قطب الدین بھیکر
  - ۲۴۔ سید عبدالعزیز
  - ۲۵۔ سید برہان الدین (خضر نبی)
  - سید احمد
    - سید کمال الدین کرمانی
    - سید عبداللہ
    - سید ملا ابراہیم
    - سید یوسف
    - سید جلال
    - سید خدا بخش
    - سید احمد لاہوری
    - سید مسعود
    - سید محمود
    - سید یعقوب
    - سید سعدی
    - سید اسحٰق
    - سید اسمٰعیل
    - سید علی اکبر
    - سید علی اصغر
    - مولانا سید ابی خیر الدین
    - مولانا سید محمد خطاب دیوبندی
    - مولانا شہاب بجاگلپوری
- سید محمد
  - سید علی ثانی
  - سید عزالدین
  - سید عمر
  - سید حسن
  - سید احمد
  - سید حسین بیابانی
  - سید محمد کلانی
  - سید مرتضیٰ ثانی
  - سید محمد مقبول ربانی
  - سید محمد رفیع الدین
  - سید سمیع الدین
  - سید احمد حقانی
  - سید علی کلانی
  - ہاجرہ جمیلہ خاتون
  - سید علاء الدین علی صابری
- سید محمد العریضی
  - سید قاسم العریضی
  - سید ابوشعیری العریضی
  - سید فرید
  - سید محمد
  - سید اسحٰق
  - سید یعقوب
  - سید محمد
  - سید نصیر الدین فخر الدین
  - سید عبدالرباب
  - سید عبدالحی
  - سید محمود
  - سید احمد
  - سید قطب الدین میر عرض
  - سید صادق سالار
  - سید قطب اللہ
  - سید حسن
  - سید احمد جنو

(کنز الانساب ص ۲۷)

(تذکرہ صادقہ ص ۳۷۵)

اولادِ امام جعفر صادقؒ

- سید علاء الدین العریضی
  - سید علی
  - سید کمال الدین
  - سید عبداللہ
  - سید احمد طاہر
  - سید ابومحمد جیونی
  - سید ابوالجمال
  - سید ابوعبداللہ صوفی
  - بی بی عارفہ
  - سید عبدالقادر جیلانیؒ (بغداد)
- سید محمد دیباج
  - سید علی العریضی
    - سید حسین العریض
    - سید احمد ابوطاہر
    - سید جعفر
    - سید سلطان
    - سید احمد
    - سید عبداللہ قلندر
    - سید محمد
    - سید شمس الدین قلندر (پیر سرسر، بھرت پور)
  - سید حسین جعفر
    - سید سیف الدین
      - سید یوسف
      - سید ظہیر الدین
      - سید احمد
      - سید عبدالمنیر
      - سید کمال الدین
      - سید نصیر الدین
      - سید شمس الدین
      - سید فتح اللہ حاجی
      - سید عالم
      - سید جہانگیر
      - سید قطب فتح جنگ
      - سید شاہ محمد
      - سید درویش
      - سید حسن
      - سید رکن الدین جہاں گشتؒ
      - سید نور الدین (مزمیٹ، بہار)
    - سید محمد جون
      - سید عبدالغنی
      - سید عبداللہ
      - سید مسعود
      - سید محمد
      - سید آدم
      - سید اسمٰعیل
      - سید ابراہیم
      - سید ہنر برہ
      - سید محمد
      - سید مسعود
      - سید قلیم الدین گیسو درازؒ (بہار) صـ۱۵۶

(کتاب النساب صفحہ ۶۳)

نوٹ:۔

سید علاء الدین صابرؒ کی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ جمیلہ خاتون، بابا فرید مسعود گنج شکرؒ کی سگی ہمشیرہ تھیں جن کا پدری شجرۂ نسب فاروقی ہے۔

(۱) عربی النسل مسلمان صفحہ نمبر ۳۰۳ (۲) تاریخ صوفیائے گجرات صفحہ نمبر ۲۳۱

(۳) خواجگانِ چشت صفحہ ۹۹

اولادِ امام جعفر صادقؒ

- سید یحییٰ
  - سید علی ضیاء الدین
  - سید تاج الدین
  - سید داؤد
  - سید بہاء الدین
  - سید غیاث الدین
  - سید امجد
  - سید نور محمد
  - سید فتح اللہ
  - سید عبداللہ
  - سید علاء الدین صابرؒ

(کنز الانساب ص ۶۷)

- سید ابی مومن
  - سید مطہر
    - سید محمد رفیع الدین
    - سید حیدر
    - سید محمد مطہر
    - سید محمد طاہر
    - سید اسداللہ
    - سید عبداللہ
    - سید عبیداللہ
    - سید فضل اللہ
    - سید رشید الدین
    - سید نجم الدین عبدالاحد
  - دختر
    - سید شہاب الدین سہروردیؒ (پیر مجگوت) بہار
  - سید حسن عطار
    - سید عبدالمطلب
    - سید محمد شریف
    - سید ثناء اللہ
    - سید عبدالجبار
    - خواجہ ولی اللہ
    - خواجہ باقی اللہ
    - سید ذکی الدین
    - سید فوز الدین

(کنز الانساب ص ۶۷)

شجرہ اولاد سید اسمٰعیل اعرج بن امام جعفر صادقؒ

- سید محمد ابوالحسن
  - سید اسمٰعیل ثانی
    - سید محمد مرسیٰ
      - سید علی اکبر
      - سید حمزہ
      - سید محمد احمد
      - سید حسین
      - سید عبداللہ
        - سید جمال الدین
        - سید مجاہد الدین
        - سید کمال الدین
        - سید محمد مہدی
        - سید علی
        - سید تاج الدین ہلول
        - سید ظہیر الدین
        - سید عماد الدین فرد بخش
        - سید ابراہیم شاہ سمنانی
        - سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ (کچھوچھہ شریف)
          - شاہ اسداللہ
            - سید مخدوم ظہیر الدین
              - سید بہاء الدین
                - سید ابراہیم
                - سید اسلم بندگی میاں (صفحہ ۱۵۵)
    - سید حسن
      - سید قالب الدین
      - سید عبدالمجید
      - سید مستنصر باللہ بغداد
        - سید احمد ہادی
          - سید ہاشم
          - سید محمد
          - سید محمود سبزواری
          - سید محب الدین
          - سید خالد جمال الدین
          - سید عبدالمؤمن
          - سید سلیم الدین
          - سید صلاح الدین
          - سید شمس الدین عراقی (لاہور)
        - سید منتخب اللہ
          - سید مہدی
          - سید ہادی
          - سید احمد شاہ
          - سید محمود شاہ
          - سید شمس الدین قلندر
          - سید کبیر الدین
          - سید عثمان سروندی (لال شہباز قلندرؒ)
  - سید محمد اصغر
    - سلطان سید قطب الدین
    - سلطان سید رکن الدین
    - سلطان سید داؤد
    - سلطان سید حمزہ
    - سلطان سید موسیٰ
    - سلطان سید قاسم
    - سید سید حسن
    - شاہ محمد حمزہ
    - سلطان محمد یوسف
    - سلطان ناصر الدین
    - سلطان شاہ احمد
    - سلطان تاج کاشغری
    - شاہ محمد الدین
    - مخدوم سید شہاب الدین
      - پیر مجگوتؒ
      - (۱۰ ہار ۱۰)

(۱) بزم صوفیہ ص ۲۵، ۳۷، کنز الانساب ص ۶۷،

شجرہ اولاد سید اسمٰعیل اعرج بن امام جعفر صادقؒ

سید عبداللہ	سید علی	سید عارف	سید زکریا
سید عبیداللہ	سید محمد	سید محمد	سید یحییٰ
سید ابوبکر علی	سید عباس	سید محمود	سید حسین
سید نوراللہ	سید حسن	سید حامد	سید ابراہیم
سید نصیرالدین	سید حمزہ	سید علی	سید علی
سید نجم الدین واصل حق	سید محمود	سید حسن	سید عبداللہ
خواجہ محمد باقی	سید ابوطالب	سید احمد بدرالدین	سید عمادالملک
سید اسمٰعیل	سید یحییٰ	سید جمال الدین	خواجہ ابوضیاء الدین
سید فریدالدین عطار رحمہ	سید قمرالدین	سید کمال الدین	لاولد معصوم
	سید حسام الدین	سید عمادالدین	خواجہ سعین الدین چشتی رحمہ
باقی	سید نظام الدین	سید وحیدالدین جمندی	
اولاد سید اسحٰق بندگی میاں	سید افضل الدین ابوجعفرؒ	لی بی جمیلہ	
محمد زاہد	(امیر شاہ بہرائچی)	بابا فرید گنج شکرؒ	
عبدالنبی	(مدفون بہار)		
سید فتح محمد			
سید محمد غوث (سید جنتی ہتوی ۱۱۸۳ھ)			
سید احمد محی الدین			
خسرو شاہ مہدی			
(بہسوم فتح پور، یوپی)			

۱؎ کنز الانساب ص ۶۹۔ ۲؎ مخزن الانساب ص ۱۳۷،
۳؎ کنز الانساب ص ۔ ۴؎ کنز الانساب ص ۶۶،

اولاد سید علم الدین گیسو درازؒ (بہار)

(شجرۂ نسب صفحہ)

مخدوم شاہ محمد نیشاپور

شاہ محمود

مخدوم شاہ جہانگیر

سید شاہ علی

سید شاہ احمد

دیوان شہاب الدین

سید فخر الدین

سید صدا

سید صدر جہاں جہانگیر	سید عاشق
سید غلام مرتضیٰ	سید غلام رسول
سید احمد علی	سید غلام مخدوم
میر محمد علی	سید ابوتراب
	سید شاہ علی چولھن
	سید سرفراز شرفن

سید شاہ فرزند علی صوفی میٹھی	امیر الدین حسین اولادی فردوسی نیا۔ بہار	سید بشارت حسین	سید شاہ عبدالقادر
سید اللہ شاہ محمد علی	حاجی مہر شاہ یحییٰ	سید علی شاہ ابدال	بی بی امامن بنا شاہ عطاء الرحمٰن شاہ الیاس	بی بی وصالت	سید شاہ ابوالبرکات
				سید احمد اللہ مصنف مسلم شعراء بہار	(سجادہ آستانہ اسلام پور پٹنہ)
				علی میاں	حسین میاں
					ڈاکٹر زوہیب سید محمد ابوالعیوب بہسولی ابدالی (سابق وزیر)

(مسلم شعراء بہار صفحہ ۱۷۵ جلد چہارم)

اولادِ سید احمد جیو بن سید حسنؒ

(شجرہ نسب صفحہ ۱۵۱)

- سید محمد سہروردی
- سید سلطان بایزید
- دیوان عبدالفتاح شاہ
- سید قیام الدین
- سید امام الدین
  - مولانا سید محمد ضیاء
    - سید غلام اعظم
    - سید احمد الدین
    - سید یعقوب
    - سید کرامت حسین
    - سید عبدالکریم میرداوی — گیا، بہار
  - سید فصیح الدین
    - سید غلام محی الدین
    - سید لطف علی
    - سید شاہ غلام حسین غیاث
    - سید شاہ رحمت حسین
    - سید شاہ منیر الدین — رسول پور فتح
- سید صدر عالم
- سید قطب عالم
- سید مخدوم عالم
- سید نور الدین
  - سید غلام محمد
    - میر سید جھکوڑی
    - سید علی
    - سید حبیب الحسنین
    - حکیم سید شاہ ادریس صوفی (بہار)
  - سید غلام مجتبیٰ
    - سید غلام منیری
    - میر ذاکر علی
    - سید ارشاد علی (بہار)

(مخزن الانساب) صفحہ ۱۳۱

(مصنف مخزن الانساب) مظفر پور، بہار

(صفحہ ۱۳۹) (مخزن الانساب) صفحہ ۱۳۹

سید عثمان مروندی المعروف لال شہباز قلندرؒ

(شجرہ نسب صفحہ ۱۵۴)

سندھ کے مرجع خلائق عظیم صوفی بزرگ عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندرؒ ۵۷۳ھ میں عالم وجود میں آئے آپ کے والد سید ابراہیم کبیر الدین آذربائیجان کے دارالسلطنت تبریز سے ۴۰ میل دور مغرب میں مرغ موند میں سکونت پذیر تھے۔ حاکم موند کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ سلطان شاہ نے اسی عقیدت کی بنا پر اپنی بیٹی سید ابراہیم کبیر کے عقد میں دے دیا۔ جن کے بطن سے لعل شہباز قلندرؒ تولد ہوئے۔ سن شعور کو پہنچ کر حضرت بابا ابراہیم ولی کرمانی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ نے متعدد صوفیائے کرام سے بھی کسب کیا جن میں سرفہرست حضرت فرید الدین گنج شکرؒ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ حضرت جلال الدین سید جہانیاں جہاں گشتؒ اور شیخ بوعلی قلندرؒ ہیں۔ آپ سندھ تشریف لاکر سیہون شریف، وادیٔ سکونت پذیر ہوئے اور اسلام کا بول بالا کیا شعر و سخن سے شغف رکھتے تھے ان کا تخلص عثمان تھا کلام فارسی زبان میں ہے۔ آپ ۲۱ شعبان ۶۷۳ھ مطابق ۱۲۷۴ء میں واصل بحق ہوئے۔ سیہون شریف میں آپ کا مزار ہے۔

۱؎ ریاض الانساب صفحہ ۷۵ و تذکرۂ اولیاء سندھ صفحہ ۱۳۰

۲؎ ماہنامہ "الحمیرا" کراچی نومبر ۱۹۸۹ء صفحہ ۳۳

مخدوم سید علاء الدین احمد صابرؒ کلیر شریف

(مشجرہ نسب ص۱۵۱)

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید عبدالرحیم ہے اور والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ ہے جو جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت کی ولادت ۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ کو ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی علی احمد ہے "مخدوم" اور "صابر" کے القاب سے مشہور ہیں۔ آپ جب پانچ سال کے ہوتے تو والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا اور مزید تربیت کے لیے اپنے بھائی بابا فرید گنج شکرؒ کے پاس اجودھن بھیج دیا۔ بابا صاحب نے اپنے بھانجہ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ تین سال کے عرصہ میں عربی، فارسی، فقہ، حدیث، تفسیر، منطق و معانی میں دستگاہ حاصل کرلی۔ آپ کی والدہ ہرات واپس چلی گئیں۔ بابا صاحب نے آپ کو لنگر تقسیم کرنے پر لگا دیا۔ آپ لنگر تقسیم کرتے مگر خود کچھ نہ کھاتے، اس طرح آپ نے بارہ سال گزار دیئے۔ حضرت بابا فرید شکر گنجؒ نے آپ کو "صابرؒ" کا لقب دیا اور اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت بابا صاحب نے اپنی صاحبزادی خدیجہ بیگم (شریفہ) کا نکاح اپنی ہمشیرہ کی خواہش کے مطابق آپ سے کر دیا۔ آپ کلیر شریف میں رہتے تھے اور وہاں کی خلافت و ولایت آپ کے سپرد تھی۔ آپ میں شانِ جلالی بدرجۂ اتم موجود تھی۔ استغراق اس قدر تھا کہ اپنی خبر نہ رہتی۔ آپ شاعر بھی تھے فارسی کلام میں احمد تخلص کرتے اور "صابر"، "علاء الدین" ہندی میں تخلص تھا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے ۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ کو ہزار رحمت میں قدم رکھا۔ آپ کا مزار پرانوار کلیر شریف میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

سلہ آبشارِ اولیاء از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص۲۳۹ تا ۲۴۱

مناجات علاء الدین صابر کلیریؒ

(مشجرہ نسب ص)

خدایا بجز تو الٰہی نہ دارم — بجز ذات پاکت پناہے نہ دارم
نعیم پاک داماں صیلی بہ پیشت — بجز لطف تو مددخواہے نہ دارم
گناہ تو دارم بکن ہرچہ خواہی — ولیکن کسے داد خواہے نہ دارم
بگیر از کرم دستِ من تا بہ محشر — بجز قدرتت من سپاہے نہ دارم
تو ئی واقف از حالتِ من خدایا — بکس دردِ برمن دستگاہے نہ دارم
زدرد و غمت من بجاں شرم سارم — کہ در سینہ خویش آہے نہ دارم

تُرایم تُرایم تُرایم چو صابرؔ
بجز نامِ تو ذکرا ہے نہ دارم

سلہ الصلوٰۃ از مفتی خلیل احمد خاں برکاتی ص۱۱

شجرہ و تذکرہ

سید فریدالدین عطارؒ

پشت نمبر	اسماء
۱۵	سید فریدالدین عطارؒ
۱۴	سید اسمٰعیل
۱۳	خواجہ محمد باقی
۱۲	سید نجم الدین واعظ
۱۱	سید نصیرالدین
۱۰	سید نوراللہ
۹	سید ابوبکر علمی
۸	سید عبیداللہ
۷	سید عبداللہ
۶	سید اسمٰعیل اعرج
۵	امام جعفر صادقؒ

سید فریدالدین عطارؒ شیخ مجدالدین بغدادی کے مرید تھے۔ مولانا جلال الدین رومیؒ نے ان کے متعلق فرمایا کہ منصور حلاجؒ کا نور ۱۵۰ سال بعد ان پر متجلی ہوا۔ جلال الدین رومیؒ بلخ جاتے ہوئے فریدالدین عطارؒ سے ملے تھے۔ یہ ملاقات نیشاپور میں ہوئی تھی۔ سید فریدالدین عطارؒ ۱۱۴ سال کی عمر میں ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ء میں کفار تاتاریوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا وہ نیشاپور میں شاد باغ میں مدفون ہیں۔

تصانیف

(۱) مصیبت نامہ (۲) الٰہی نامہ
(۳) خسرو نامہ (۴) پند نامہ
(۵) اسرار نامہ (۶) جواہر نامہ
(۷) شرح القلوب (۸) منطق الطیر
(۹) دیوان (۱۰) مختار نامہ
(۱۱) تذکرۃ الاولیاء

۱؎ نفحات الانس صفحہ ۵۴۱ تا ۵۴۵
۲؎ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۱۸

سید شہاب الدین سہروردیؒ "پیر جگجوت"

(شجرۂ نسب ص ۱۵۲)

شیخ شہاب الدین سہروردی، بہار میں پیر جگجوت کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا شمار کے بادشاہ تھے، جو ترکستان اور توران کے درمیان واقع ہے۔ بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ پٹنہ (عظیم آباد) کے قریب جیٹھلی شریف میں لب دریا آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ اور آپ کی زوجہ خاتون مکہ دونوں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ مصنف "عوارف المعارف" کے مرید ہیں۔ آپ کی چار دختر تھیں۔

(۱) بی بی رضیہ والدہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ
(۲) بی بی حبیبہ والدہ سید احمد چرم پوشؒ
(۳) بی بی ہدیہ زوجہ شاہ سلیمان لنگر زمینؒ والدہ بی بی کمالو کاکری زوجہ مخدوم سید شاہ حسام الدین دانش حصاری والدہ بی بی مسرور و حسین غریب دھکڑ پوشؒ
(۴) بی بی جمال والدہ مخدوم شاہ تیم اللہ سفید بازؒ

؎ این سلسلہ از طلائے ناب است
این خانہ ہمہ آفتاب است

نوٹ: (۱) بی بی رضیہ زوجہ مخدوم یحییٰ منیریؒ
(۲) بی بی حبیبہ زوجہ مخدوم سید موسیٰ ہمدانی
(۳) بی بی ہدیہ زوجہ مخدوم سلیمان لنگر زمین کاکری بن مخدوم عبدالعزیز بن امام تاج فقیہؒ
(۴) بی بی جمال زوجہ مخدوم حمیدالدین بن مخدوم آدم صوفیؒ۔

۱؎ کنز الانساب صفحہ ۶۷، ۲۱۳، ۲۱۴، تاریخ بارہ گیاں صفحہ ۱۴، ۱۵
۲؎ احیاء دکن صفحہ ۳۱۴ تا ۳۱۵

سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ

(شجرۂ نسب ص۱۵۲)

سید محمد اشرف اسم گرامی اور جہانگیر لقب تھا۔ آپ کی ولادت سمنان میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار آلِ سمنان کے مشہور سلطان تھے۔ اور والدہ خدیجہ بیگم خواجہ احمد یسوی کی دختر تھیں وہ تہجد گزار اور صائم الدہر تھیں۔ کمسنی میں قرآن حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں معقولات اور منقولات کا درک لیا۔ والد کی رحلت کے بعد سمنان کے سلطان ہوئے۔ بشارت کے مطابق آپ نے ترک سلطنت کیا اور عازم ہند ہوئے عنانِ حکومت اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کر دی۔ سمرقند، بخارا ہوتے ہوئے سید جلال الدین حیدر مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی خدمت میں اوچ شریف (ملتان) پہنچے۔ ان سے فیضیاب ہو کر منیر شریف بہار پہنچے جہاں مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی نماز جنازہ پڑھائی جس کے لیے شرط تھی کہ امام نجیب الطرفین سید ہو تارک سلطنت ہو اور سات قرأتوں کا قاری ہو۔ سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ ہی ان شرائط پر پورے اترے اور نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں شیخ علاء الدین علاء الحقؒ پنڈوی، سالار، بنگال کی خدمت میں حاضری دی اور تمام روحانی فیضان سے فیضیاب ہو کر مرشد کے حکم پر جونپور پہنچے۔ راستہ میں منیر، سمری بختیار پور (اشرف چک) منیر، محمد آباد گہنہ (اعظم گڑھ) اور ظفر آباد میں ٹھہرے جہاں لوگوں کو مرید کیا۔ جونپور سے رخصت ہو کر روح آباد میں سکونت پذیر ہوئے جہاں آپ کے لیے حجرہ تعمیر ہوا جو آج کل کچھوچھہ شریف (فیض آباد یوپی) سے موسوم ہے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ مختلف مقامات پر جا کر رشد و ہدایت فرماتے اسی دوران رودلی۔ اسود آسومنی اور قصبہ جائس میں ہزاروں آدمی مرید ہوئے۔ شیخ بدیع الدین مدار کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کی اور وہاں سے دیگر بلاد اسلامیہ و مقامات مقدسہ کی سیاحت کی۔ ۲۷ محرم ۸۰۸ھ کو وصال ہوا۔ کچھوچھہ شریف میں مدفون ہوئے۔ تین کتابیں ان سے منسوب ہیں۔ (۱) لطائف اشرفی (۲) مکتوباتِ اشرفی (۳) بشارت المریدین، وصال کے بعد ان کے ہمشیرزادہ اور مرید خاص حضرت نور العین عبد الرزاق سجادہ نشیں ہوئے۔

مولانا سید شاہ شہباز بھاگلپوریؒ

(شجرۂ نسب ص۱۵۱)

پشت نمبر	اسماء
۲۶	مولانا شہباز[1] بھاگلپوریؒ
۲۷	مولانا شاہ عبد المجید
۲۸	مولانا شاہ نصر اللہ
۲۹	مولانا شاہ تاج الدین
۳۰	شاہ امام الدین
۳۱	شاہ غلام اشرف
۳۲	شاہ غلام مجتبیٰ[2] بارویؒ
۳۳	بی بی نصرت[3] زوجہ شاہ محمد حسین (بہار)

مولانا سید شاہ شہباز بھاگلپوریؒ ۹۵۳ھ مطابق ۱۵۴۶ء میں صوبہ بہار کے ایک شہر موضع دیرہ شریف میں تولد ہوئے۔ آپ نے ابتداءً میں شاہ محمد دیوروی سے تعلیم حاصل کی بعد ازاں شیخ سلمانیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو کر بجواتار پور شہر بھاگلپور میں اقامت پذیر ہوئے اس وقت آپ کی عمر شریف ۲۰ سال تھی۔ وہ زیادہ تر درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے مرض الموت میں بھی درس نہیں چھوڑا۔ وفات سے کچھ پہلے شکراۃ شریف کا درس دے رہے تھے۔ جیسے ہی فارغ ہوئے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی آپ کی وفات ۱۰۰۵ھ مطابق ۱۶۲۳ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار بھاگلپور شہر میں مرجع خلائق ہے۔ ان کے متعلق یہ شعر زبان زد خلائق ہے۔

چڑھے گھوڑا اڑ لائے باز
پھر شہباز کا شہباز

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ فتاویٰ عالمگیری کے لیے اکثر و بیشتر مولانا شہباز بھاگلپوریؒ سے رجوع کرتا تھا۔ مولانا کے متعلق شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ رقمطراز ہیں کہ عالمگیر بادشاہ نے ان سے فرمایا کہ "شہبازؒ ابو حنیفہؒ وقت ما است"۔

(تذکرۃ الکرام ص۲۰۵ از شاہ عون احمد پھلواروی و اوراق پارینہ از ڈاکٹر آفتاب الدین ص۱۰)

---

[1] تذکرہ صادقہ ص۲۲۵، ۲۲۴، [2] تذکرہ صادقہ ص۲۷۵ [3] تذکرہ صوفیائے بنگال ص۱۷۵ تا ۱۷۶

نوٹ:۔ شجرہ میں اصول الانساب کی رو سے ۵ اسماء کم درج ہوئے ہیں۔ (مولف)

ڈاکٹر عبدالغفار انصاری کے مطابق

حضرت سید شاہ شہباز محمد بھاگلپوریؒ کا شجرۂ نسب پندرھویں پشت میں سید شاہ جلال الدینؒ سے جاملتا ہے اور بیسویں پشت میں حضرت امام حسینؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ جعفری سید تھے۔ آپ کے جدِ امجد حاجی خیرالدین اپنے فرزند مولانا سید شاہ مخلاب کے ہمراہ مرشد دیورہ ضلع گیا، بہار تشریف لائے۔ مولانا شہباز بھاگلپوریؒ کی ولادت باسعادت بمقام دیورہ مغل بادشاہ ہمایوں کے دور میں ہوئی۔ آپ تیس سال تک دیورہ ہی میں رہے بعد ازاں ۹۵۸ھ میں بھاگلپور منتقل ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی مزید تعلیم کے لیے قنوج تشریف لے گئے۔ علم حدیث میں آپ نے حضرت شیخ ابن الحجر المکیؒ سے درس لیا۔ آپ عشقِ رسول میں کامل تھے۔ اور مکمل اتباعِ شریعت کرتے تھے۔ آپ نے پوری زندگی درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں گزار دی۔ آپ کا فیض سیالکوٹ، ڈھاکہ، پنڈوہ، مونگیر، برودان، تیگھرا، پٹنہ اور اٹاوا تک پہنچا۔ آپ نے اپنے محلے ملاچک میں ایک دینی درسہ بھی قائم کیا جہاں آپ خود درس دیا کرتے۔ یہ مدرسہ اس زمانہ میں بہت مشہور تھا۔ سید رضی الدین رضی مؤلف فتاویٰ عالمگیری نے اسی مدرسہ سے اکتسابِ علم کیا تھا۔

آپ مخدوم شاہ برہان الدین دیوریؒ سے بیعت تھے۔ شیخ پیر سے خلافت دیورہ گئی تھی جس کی تصدیق دیورہ کی خانقاہ کمالیہ برہانیہ فردوسیہ کے سجادہ نشیں شاہ محمد ابراہیم نے بھی کی ہے۔ ان کے قول کے مطابق مولانا شاہ شہباز محمد بھاگلپوریؒ سلاسل فردوسیہ کے مرید تھے۔ دیورہ کی خانقاہ میں ایک قدیم کرم خوردہ قلمی نسخہ مرقومہ شیخ شعیبؒ فارسی زبان میں محفوظ ہے جس کے مطابق مخدوم شیخ شعیب جلال منیریؒ کے خلفاء میں ایک بزرگ مخدوم شاہ اسحٰقؒ تھے جن کے والد خواجہ داؤد پانی پت سے منتقل ہوکر کے بہار میں محلہ بیگن آباد میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ شاہ اسحٰقؒ کے فرزند خواجہ شاہ بہنور دارالو۔ ان کے فرزند مخدوم شاہ برہان الدین عرف بندگی اخوند میاں دیوریؒ تھے ان کے نام پر دیورہ کا آستانہ خانقاہ کمالیہ برہانیہ ہے۔ آپ باکمال بزرگ تھے اور عثمانی النسب تھے۔ (شجرہ نسب) ایک سو سال سے زیادہ عمر پاکر

(تاریخ بارہ گیاں ص۲۰۵)

مخدوم برہان الدین دیوریؒ نے ۹۸۰ھ میں رختِ سفر باندھا۔ مولانا شاہ شہباز محمد بھاگلپوریؒ انہیں کے مرید خاص تھے۔

آپ کے برادرِ گرامی سید شاہ شہاب الدین کا مرقومہ ترمذی شریف قلمی نسخہ کتب خانہ "پیر دمڑیا" میں اب تک محفوظ ہے۔ اپنے برادرِ گرامی کے مطابق مولانا شہباز بھاگلپوریؒ اپنے وقت کے جید عالم تھے اور متاخرین میں علوم حدیث، منطق، فقہ اور فلسفہ میں افضل ترین تھے۔ مصنف تذکرہ صادقہ کے مطابق مولانا شہباز بھاگلپوریؒ نے سیکڑوں طالبانِ حق کو فیضیاب کیا اور درجہ ولایت پر پہنچا!

شاہجہان بادشاہ نے آپ کے علم و فضل اور جرأت سے متاثر ہوکر جاگیر کے وثیقہ آپ کی خدمت میں بھیجے جو آپ نے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیے۔

خلفاء | مولانا صفی سیالکوٹیؒ (فرزند) شاہ اندانیؒ، شاہ بہرمل، دیوان سید راجا، شاہ، قطبؒ، شاہ صوفی دائم (مزار قلیم پور، ڈھاکہ) حضرت سلطان محی الدین وغیرہ۔

آپ کے خلفاء نے سیالکوٹ، تیگھرا، پٹنہ، برودان، مدنا پور، پنڈوہ، ڈھاکہ اور پورنیہ کے اطراف میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری و ساری کیا۔

(حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوریؒ ۔۔۔ ڈاکٹر عبدالغفار انصاری)

اولاد مولانا سید شہباز بھاگلپوریؒ شجرہ نسب ص۱۵۱

- مولانا عبدالسلام (سیالکوٹ)
  - مولانا سیفی (سیالکوٹ)
  - مولانا محمد عاصم
  - مولانا محمد حامد
  - مولانا محمد مجید
  - مولانا محمد صفی
    - مولانا عابد شاہپوری
      - مولانا اشرف عالم (سجادہ نشین) (سیالکوٹ)
      - مولانا ظاہر محمد شفیع مشہور (مصنف بہارستان)
    - مولانا طاہر
  - تذکرہ صادقہ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۷۵
- سید شاہ عبدالحمید دیوروی
  - سید شاہ نصراللہ
  - سید شاہ تاج الدین
  - شاہ امام الدین
    - شاہ قطب الدین
    - شاہ غلام اشرف
      - سید غلام غوث
        - شاہ حبیب الحسن
        - بی بی جمیلہ زوجہ عبدالرحیم مصنف (تذکرہ صادقہ)
      - شاہ غلام مجتبیٰ دیوروی
        - بی بی نصرت
        - زوجہ سید شاہ محمد حسین (بہار) (تذکرہ صادقہ) صفحہ ۲۷۵
      - سید شاہ خیرات علی
        - محمد بخش جمعدار
        - بی بی رحیمہ
        - ابوالخیر
- رابعہ زوجہ ابوبرکت فیض مولانا
- مولانا ابوتراب منور
- مولانا ابوالخیر انور
- مولانا عزیز درگاہی
  - بی بی سکرن
    - بی بی زمرن
      - مولانا فرحت حسین
      - مولانا عبدالرحیم (مصنف تذکرہ صادقہ)
        - نورالہدیٰ
        - عبدالفتاح
  - شاہ محمد معز
  - شاہ محمد حسین
  - بی بی محمودہ
- شیخ رفیع الدین حسین
  - مولانا دلاور حسین
    - عبداللہ شاہ غازی
    - سالار جنگ اسپیلا (سوات)
    - شہید سلطان جمیل
  - مولانا عنایت علی صادق پوری

سیّد شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ

(شجرہ نسب ص۱۵۶)

شاہ فرزند علی صوفی منیری کی ولادت ۹ شوال ۱۲۵۳ھ کو ولادت ہوئی اور وفات ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ میں واقع ہوئی۔ آپ اسلام پور پٹنہ میں مدفن ہیں۔ آپ سید شاہ اولاد علی کے چھوٹے بھائی ہیں جو شرف الدین یحییٰ منیری کے مرید و خلیفہ تھے۔ نانہالی رشتہ شاہ خلیل برادر شرف الدین یحییٰ منیری بن اسرائیل بن امام تاج فقیہہ سے ملتا ہے۔ آپ کے نانا شاہ ابوالفتوح قمرالدین حسین عرف شاہ لطف علی فردوسی ہیں۔ آپ شرف آباد پار تھو متصل پُن پُن، پٹنہ کے متوطن تھے۔ آپ کے بڑے بھائی سید اولاد علی نے منیر میں سکونت اختیار کر لی اس لیے آپ بھی منیر میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کا عقد اسلام پور پٹنہ میں شاہ ولایت علی کی دختر قدیران سے ہوا۔ صوفی منیری کے فرزند سید علی کامل مشہور معروف شاعر تھے جن کے بیٹے ڈاکٹر طیب ابدالی پی ایچ ڈی ہیں۔ شاہ عبدالقادر سجادہ نشین کامل کے بڑے بھائی تھے۔ سید شاہ صوفی منیری کی تعلیم و تربیت ان کے ماموں شاہ بکین نے کی اس کے بعد درس کی تکمیل اپنے بڑے بھائی شاہ اولاد علی زاہدی فردوسی (متوفی ۲۰ صفر ۱۲۸۰ھ) سے کی۔

سجادگان خانقاہ اسلام پور پٹنہ کے سجادگان میں سید شاہ عبدالقادر اور حاجی شاہ محمد حمر (متوفی ۱۲۹۰ھ مشہور ہیں)

تصانیف راحت روح۔ رسیلہ شرف وزر لیہ دولت لوائے حمد، سرود مستاں (فارسی) اصول تکسیر، مثنوی کشش عشق، روش عشق، مصطلحات الصوفیین۔

۱؎ ماہنامہ الجیب اکتوبر ۱۹۶۰ء سنہ ۳۸ تا ۴۱

(باب ۹ سادات کاظمی) شجرۂ اولادِ امام موسیٰ کاظمؓ

- سید حسن
  - سید موسیٰ
  - سید ابو القاسم
  - سید محمد ابو العرائی
  - سید محمد
  - سید اسمٰعیل
  - سید محمد
  - سید جعفر جلال
  - سید ابراہیم
  - سید محمد
  - سید شرف شاہ
  - سید نصیر الدین زرین کلاہ
  - حاجی سید عیوض
  - سید محمد حفیظ
  - سید شمس الدین مشہدی
  - سید صلاح الدین رشید
  - سید قطب الدین
  - (ص ۱۷۳)
- حکیم زاہد ترمذی
- سید ارسلان
- سید مسعود
- سید مودود ترمذی سیستانی
- قاضی نظام الدین قبلہ
- سید بہاء الدین
- سید محمد شہاب الدین
- شاہ نجم الدین
- سید جہاں شاہ
- سید محمود
- سید محمد رضا
- بی بی رقیہ
- سید حسن علی
- ہسوہ (فتحپور) (یوپی ہند)
- (ص ۳۲) عربی النسل مسلمان
- سید ہاشم
  - سید احمد
  - سید جعفر
  - سید محمد
  - سید ہارون
  - سید محمد ثانی
  - سید جعفر ثانی
  - سید علی
  - سید حسن
  - سید محمد ثالث
  - سید علاء الدین
  - میر سید حسن
  - سید خوارزم شاہ
  - میر نمدگ
  - میر عماد
  - میر علی
  - سید شیر قلندر
  - خوارزم شاہ
  - سید میر ترکی
  - سید شافعی
  - میر معصوم بھکریؒ
  - (بھکر، سندھ)
- سید جعفر
  - سید حسین
  - سید علی
  - سید ابراہیم
  - سید حسین ثانی
  - سید یوسف
  - سید علی ثانی
  - سید حسین ثالث
  - سید محمد
  - سید میر علی ہراتی
  - سید میر حیدر ہروی
  - سید کمبر علی ثانی
  - سید شرف الدین
  - سید جلال الدین جرار
  - سید حاجی شاہ
  - سید ہاشم
  - سید عبد المومن متن شاہ
  - سید لال محمد
  - شاہ عبد الکریم بلہری جائسیؒ
  - سید شاہ جمال
  - سید عبد القدوس
  - سید حبیب اللہ
  - سید شاہ عبد اللطیف بھٹائی (بھٹ شاہ، سندھ)

نوٹ: سید شمس الدین مشہدی سید صلاح الدین رشید کے برادر تھے۔ (مؤلف)

شجرہ اولاد امام موسیٰ کاظمؓ

سید ابراہیم المرتضیٰ

- سید موسیٰ ثانی
  - سید احمد حسین
    - سید حسن حسینی
    - سید ابو القاسم
    - سید سلطان مہدی
    - سید الحسین فاقہؒ
    - سید علی
    - سید حازم
    - سید ثابت
    - سید یحییٰ
    - سید ابو الحسن نور الدین
    - سید محمد کبیر رفاعیؒ (ص ۱۷۱)
  - سید محمد
    - سید احمد
    - سید محمد
    - سید علی
    - سید حسین
    - سید جعفر
    - سید عبد الرشید شہید
    - امیر حسن مقبول
    - سید محمد قصوری
    - سید ابراہیم
    - سید امیر حمزہ
    - خواجہ نور الدین مرشد خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ
- سید عبد المطلب
  - سید نوح
  - سید محمد
  - سید زین العابدین
  - سید عبد اللہ
  - سید علی اصغر
  - سید علی اکبر
  - سید علی شیر
  - سید محمود
  - سید منجھن
  - سید حسن
  - حاجی سید محمود
  - سید عبد الحیٔ
  - سید موسیٰ
  - سید سلیمان
  - سید شیخ
  - سید جمالی
  - سید محمد حسن
  - قاضی سید احمد حسین رضوانی (بہار)
- سید اسمٰعیل
  - سید علی
  - سید محمد العلوی
  - سید قلندر
  - سید محمد سعید
  - سید دولت
  - سید حسین
  - سید یعقوب
  - حاجی سید یوسف
  - سید پہلوان
  - سید اسمٰعیل
  - سید محمد آدم بنوریؒ
  - سید محمد اولیاء
  - سید عبد الاحد
  - سید رحمت اللہ شاہ
  - سید غلام حبیب
  - سید موسیٰ
  - سید احمد شاہ
  - سید منزل شاہ
  - سید زکریا
  - سید محمد یوسف بنوریؒ

شجرہ اولادِ امام موسیٰ کاظمؒ

- اولاد سید احمد کبیر رفاعیؒ (شجرہ نسب مفقود)
  - سید معین اسرار اللہ
  - سید ابراہیم
  - سید عمر جلیس عیش اللہ
  - سید عبدالرحمٰن
  - سید احمد
  - سید علی داغر
  - سید یوسف
  - سید قاسم
  - سید حسین شریف
  - سید عبدالقادر
  - سید علی
  - سید صالح
  - سید عبدالرحیم
  - سید یوسف
  - سید محی الدین
  - سید زین العابدین
  - سید بدرالدین
  - سید حسین الدین
  - سید نورالدین سیف
  - سید بدرالدین
  - سید رضی الدین (لالہ میاں)
    (کراچی)
- سید ادریس
  - سید ابراہیم
  - سید عبدالعزیز
  - سید نجم الدین طاہر
  - سید ابو محمد احمد حسن
  - خواجہ سید کمال الدین
  - خواجہ سید غیاث الدین
  - خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ
- سید اسمٰعیل
  - سید شیخی
    - سید عبداللطیف
    - سید عمر
    - سید زین العابدین
    - سید احمد سلطان
      سنی سرور
      (شیخوپورہ پنجاب)
  - سید نعمت اللہ
    - سید یحییٰ
    - سید یوسف
    - سید عبداللہ
    - سید نجم الدین
    - سید قاسم
    - سید موسیٰ
    - سید عثمان
    - سید عبداللہ
    - سید محمد جونپوریؒ
      (یوپی انڈیا)

شجرہ اولاد امام موسیٰ کاظمؒ

- سید عبیداللہ
  - سید قاسم
  - سید عبداللہ اشرف
    - سید عمر
      - سید قریش
      - سید حسن
      - سید زکریا
      - سید یحییٰ
      - سید علاء الدین
      - سید رکن الدین
      - سید یوسف
      - سید نور
      - سید قاسم
      - سید عبدالرحمٰن
      - سید اسمٰعیل
      - سید محمود
      - سید احمد
      - سید اسحٰق
      - سید عبدالعزیز سید عبدالرحیم
      - سید سلیمان ہمدانی
      - میر سید خضر ابراہیم
      - مخدوم سلطان مبارک
      - سید موسیٰ کاظم ہمدانی
      - سید احمد چرم پوشؒ
        (بہار)
        (صد ۱۴۳)
    - سید ہارون
      - سید جعفر
      - سید زید
      - سید رشید
      - سید حسین
      - سید عباس
      - سید علی کبیر موسیٰ ثانوی
        - سید محمد
        - سید صدرالدین شاہ
        - سید شجاع
          (سندھ)
    - سید جھگڑ شاہ
      - سید حسین
      - سید محمد
      - سید محمود
      - سید بہاء الدین
      - سید عباس
      - سید نصیر الدین
      - سید مہر علی
      - سید حسین ثالث
      - سید پان شاہ
      - سید بسکیر شاہ
      - سید کھیون شاہ
        (صد ۱۴۳)
- سید ہارون
  - سید مرتضیٰ
    - سید علی اصغر
    - سید عبداللطیف
    - سید بابا مسعود
    - سید بابا عبداللہ
    - سید یوسف
    - سید بزرگ
    - سید فتح اللہ
    - سید علی رومی
    - سید عبداللہ بزرگ
    - شاہ عبدالفتاح
    - سید محمد
      سید مخدوم کمتر بازؒ
      (بہار)
      (صد ۲۱۴)
      ف: اشرفی
  - سید محمود
    - سید جعفر
    - سید زبیر
    - سید حسن
    - سید احمد
    - سید صادق
    - سید مسعود
    - سید موسیٰ
    - سید قدرت اللہ
    - سید محمد امین
    - سید عبداللہ
    - سید عبدالعزیز سیرشوای
    - سید ابوالحسن علی
    - سید عبدالباقی
    - سید عبدالہادی
    - سید عبدالوہاب
    - سید یونس
    - سید زین العابدین
    - سید اسدالدین
    - سید شمس الدین
    - سید نجم الدین
    - سید ابوالبرکات شاہؒ
      (لاہور)

(صد ۲۹۵ تاریخ اولیائے لاہور)

اولاد سید قطب الدین
(شجرۂ نسب ص۱۶۰)

- سید حاجی
- سید نصیر الدین
- سید محمود
- سید علاء الدین
- سید حسن
- سید بڈھن درویش
- سید جمال
- سید محمد
- سید حامد
- سید سلیم
- سید احسان اللہ
- بندگی شاہ برکت اللہ بہار (م ۱۵۲)
- مخزن الانساب

اولاد سید کھیلن شاہ
(شجرۂ نسب ص۱۶۱)

- سید صالح
- شیخ امین الدین جمالی
- صفی الدین ابو یحییٰ
- شیخ صدر الدین ابراہیم
- سلطان جنید
- سلطان حیدر
- شاہ اسمٰعیل
- شاہ تہماسپ
- سلطان خدابندہ
- شاہ عباس صفوی (شاہ ایران) (م ۹۲ تحقیق الاقوام)

- سید عثمان شاہ
- سید شکر اللہ
- سید فتح محمد
- سید محمد امام
- سید محمد بقا
- سید پیر الرشد علی
- سید حزب اللہ
- سید شاہ مردان پیر پگارا
- سید صفت اللہ
- شاہ مردان پیر پگارا (کنگری خیرپور) (میر جو گوٹھ سندھ)

شجرۂ اولاد سید احمد حریم پوش
(شجرۂ نسب ص۱۶۲)

- سید تاج الدین
- سید سراج الدین
- سید عبد الرحمٰن
- سید شاہ علی بدھن (ساکن امبیر بہار)
- سید رکن الدین بنجھن
- سید شاہ محمود اعلیٰ
- سید نصیر الدین
- سید شاہ حبیب اللہ
- سید شاہ محبوب اللہ
- سید شاہ محمود ثانی
- سید شاہ محمد
- سید شاہ سراج ثانی
- میر کروڑی
- سید کرامت علی (موضع بیچھی اہراواں)
- سید کرم علی
- سید محمد عطا کریم
- سید محمد اللہ داد

- سید رضا کریم
- سید محمد کریم
- سید محمد طفیل کریم

حضرت شمس العارفین سید شمس بابا کاظمیؒ

(شجرۂ نسب ص۱۶۶)

حضرت شمس باباؒ امام موسیٰ کاظمؒ کے پوتا تھے۔ آپ کا مختصر ذکر حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کی کتاب وسایل العارفین میں ملتا ہے۔ شمس باباؒ کا مزار غزنی میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا پورا نام سید عبدالواحد اور لقب شمس العارفین تھا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور غزنی تشریف لائے جہاں وہ شمس باباؒ کے مہمان رہے۔ واضح ہو کہ خواجہ اجمیریؒ شاہ ابوالخیر نولکھ ہزاری شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ اور حضرت بری امام لطیف لاہور شاہوں بھی امام موسیٰ کاظمؒ کی اولاد ہیں۔ شمس باباؒ کی اولاد میں حاجی شاہ سلطان حسین بن شاہ سلطان محمود بلند پایہ بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار بھی افغانستان میں واقع ہے۔ آپ کی اولاد میں سید شاہ عبدالوہاب ہندوارد ہوئے جن کا مزار گکڑالہ کالا باغ میں مرجع خلائق ہے۔ روضہ پختہ بنا ہوا ہے۔ نواب آف کالا باغ ملک امیر محمد خان ان کا معتقد اور مرید رہا ہے۔

سید شاہ عبدالوہاب کاظمیؒ کے ورود مسعود سے قبل یہاں کے لوگ پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں رہتے تھے لیکن شاہ صاحب کے کہنے پر یہ لوگ کھلے میدان میں آباد ہوئے اس سے قبل یہاں اعوانوں اور پٹھانوں کے درمیان مناقشہ ہوا تھا جس میں شاہ صاحب کی برکت سے اعوان کامیاب ہوئے تھے۔ بعد ازاں جب تعداد بڑھی تو اس خانوادہ کے لوگ قصبہ موچھ کو اپنا مسکن بنایا۔ پھر یہ لوگ رحیم یار خان کی طرف بڑھے۔ جہاں مولانا شمس الزماں نے اپنا آستانہ عالیہ قائم کیا۔ سید محمد امین درست محمد نے نیازیوں میں سے تاجہ خیل کی رفاقت کو پسند کیا۔ نیازیوں نے پچاس ہزار کنال اراضی پیش کی جہاں حضرت درست محمد نے اپنی خانقاہ تعمیر کی۔ نیازی قبیلہ بھی غزنی سے یہاں آکر آباد ہوئے تھے دستاریات کی رو سے اس خاندان کو سید کی بجائے

سے تذکرہ سادات درست محمد خیل ص۲۹، ۳۴۔

قرائن لکھا گیا۔ سید دوست محمد کے چھ فرزندوں سے چھ نسلی شاخیں جاری ہوئیں۔ (۱) علی محمد (۲) محمد فاضل (۳) مسلم علی (۴) عبدالنبی (۵) محمد مراد (۶) محمد شفیع، اسی خاندان کے اتقان لازک، اخوندی اور داؤدی بھی کہلاتے ہیں۔

اسی خانوادے کے علامہ سید جمال الدین کاظمی وراثتاً تمام امتیازی اوصاف سے متصف ہیں۔ اپنی استقامت اور مجاہدانہ شان کے سبب وہ صف اول کے شہسوار ہیں۔ علامہ کے پردادا خواجہ پیر بخش ؒ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے جن کو خواجگان سیالوی سے خرقۂ خلافت عطا ہوا تھا۔ بعد ازاں ان کے دونوں صاحبزادگان خواجہ غلام فرید شاہ اور خواجہ غلام نصیر الدین شاہ کے زمانہ میں سلسلۂ بیعت دور دور تک پھیل گیا تھا۔ خواجہ غلام فرید شاہ کے فرزند خواجہ غلام کمال الدین شاہ کاظمی سجادہ نشین ہوئے۔ یہی علامہ سید جمال الدین کاظمی کے والد محترم ہیں۔ سید جمال الدین کاظمی ۱۹۳۶ء میں تولد ہوئے۔ ۲۰ سال کی عمر میں تمام جدید قدیم علوم کی تکمیل کی۔ خواجہ قمر الدین سیالوی ؒ نے ۱۹۶۶ء میں اپنے دست مبارک سے دستار بندی کی اور خرقۂ خلافت سے نوازا۔ صاحبزادہ بیگ رقت ایک شیخ طریقت، صاحب سجادہ، مفکر، محقق اور اسلام کے نڈر سپاہی ہیں۔ انہوں نے چند مفید کتابیں تصنیف فرما کر اپنے علوم کا ثبوت ہی نہیں پیش کیا بلکہ علمی طبقوں میں اپنی عالمانہ فضیلت کی دھاک بٹھا دی ہے۔ تصنیف و تالیف اور تحقیق کاموں کی تکمیل کے لیے انہیں ایک وسیع کتب خانہ میسر ہے جو لاکھوں روپے کی بیش قیمت اور نادر و نایاب کتابوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۸۶ء میں اقامت دین کے لیے کراچی سے اسلام آباد تک "لانگ مارچ" کی قیادت ان کی زندگی میں اور قیام اسلامی نظام کے جدوجہد کی تاریخ میں ایک درخشاں باب ہے۔

نوٹ:۔ مرجوعہ شجرہ کے مطابق حضرت معین الدین چشتی ؒ امام موسیٰ کاظم ؒ کی آٹھویں پشت میں تولد ہوئے جبکہ شمس بابا امام موسیٰ کاظم ؒ کی چوتھی پشت میں تولد ہوئے اس لیے اول الذکر کا مزار ذکر کے یہاں ہمان رہنا تحقیق طلب ہے۔ (مؤلف)

اولاد سید ابراہیم بن امام موسیٰ کاظم ؒ

سید شاہ محمد ناصر الدین قریشی مشہدی
سید شاہ شمس بابا تبریزی حنفوی ؒ
سید شاہ قطب الدین
سید شاہ رجب الدین
سید فیروز حسین شاہ
سید محمد شاہ
سلطان ابراہیم شاہ
سلطان محمود شاہ
سلطان حسین شاہ
سید اسمٰعیل شاہ
سید یعقوب شاہ
سید اسحٰق شاہ
سید عبداللطیف شاہ
سید سعید الدین شاہ
سید صدر الدین شاہ
سید عبدالعروف شاہ
سید عبدالمالک شاہ
سید موسیٰ شاہ

اولاد پیر سید عبدالوہاب شاہ لکڑاں (کلاباغ)

سید محمد شاہ
سید جلال شاہ
سید حسین شاہ
سید آدم شاہ
سید علاء الدین شاہ
سید دوست محمد شاہ
سید عبدالنبی شاہ
سید گل حسین شاہ
میاں محمد شاہ
شاہ شرف حسین
سید پیر بخش شاہ

خواجہ غلام فرید شاہ — خواجہ غلام نصیر الدین شاہ

صاحبزادہ غلام نظام — صاحبزادہ غلام کمال الدین شاہ

علامہ سید جمال الدین کاظمی — معظم شاہ — غلام نصیر شاہ
(مہتمم مدرسہ فریدیہ رضویہ ماری پور کراچی)

سید فرید الحسنین کاظمی — طاہر نورانی — حافظ سید شاہ محمد فاروق کاظمی

خواجہ معین الدین چشتی سنجری

(شجرۂ نسب ص۱۷۱)

ہند میں سلسلۂ چشتیہ کے بانی خواجہ معین الدین چشتیؒ سجستان میں تولد ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ طلب خدا میں سمرقند پہنچے۔ کلام پاک حفظ کیا اور علوم ظاہری و باطنی حاصل کی۔ سمرقند سے نکل کر عراق کے قصبہ ہارون پہنچے اور شیخ عثمان ہارونیؒ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ ڈھائی سال تک مرشد کی خدمت میں رہے اور دس سال تک مرشد کے ساتھ سیاحت کی بارگاہ رسولؐ سے ہند آنے کی بشارت ہوئی۔ جس وقت اجمیر آتے ہوئے لاہور میں ٹھہرے تو حضرت علی ہجویریؒ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ نے مزار پر چلہ کیا۔ لاہور سے خواجہ صاحب ملتان آئے ملتان سے دہلی گئے۔ پھر اجمیر شریف ۱۰ محرم ۵۶۱ھ میں نزول ہوا جہاں آخر دم تک قیام فرمایا۔

اجمیر کے قیام کے دوران دو شادیاں کیں جن میں سے ایک تو سید وجیہہ الدین مشہد (حاکم اجمیر) کی دختر بی بی عصمت تھیں دوسری کسی ہندو راجہ کی لڑکی بی بی امت تھیں جو مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی اولاد میں تین فرزند حضرت سید فخر الدین، حضرت سید ضیاء الدین ابو سعید اور سید حسام الدین تھے۔ ایک دختر بی بی حافظہ جمال تھیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے سید فخر الدین اور بی بی حافظہ جمال کو خلافت بھی دی۔ بی بی حافظہ جمال عورتوں کو شرعی اور روحانی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ پہلے نکاح کے ستائیس سال بعد ۶ رجب ۶۳۲ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ سفینۃ الاولیاء میں عمر ۱۰۳ بتائی گئی ہے۔ اجمیر شریف میں مدفون ہیں جہاں مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

مجاہدہ بہت کرتے تھے۔ رات کو کم سوتے، عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے کلام پاک دن رات میں دو بار ختم کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں دعا کی تھی کہ قیامت تک خاندان

---

[1] مراۃ الانساب ص۔ [2] بزم صوفیہ ص۲۶، [3] کنز الانساب ص۶۶
[4] کنز الانساب ص۷۱، [5] بزم صوفیہ ص۲۵

چشتیہ کا سلسلہ قائم رہے چنانچہ یہ سلسلہ آج تک قائم ہے۔ فقیرانہ لباس میں رہتے اور صائم الدہر بزرگ تھے۔ ہند کے مرغیائے کرام میں خواجہ صاحب کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ رسول اکرمؐ کی طرف سے قطب المشائخینؒ کے لقب کی بشارت ملی۔ سماع کا ذوق تھا۔ ان کی محفل سماع میں معاصرین مشائخ کی بڑی کثرت ہوتی تھی[1]

خواجہ صاحب نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی ہے مگر کئی تصانیف ان کے نام سے منسوب ہیں مثلاً

(۱) رسالہ در کسب نفس (۲) رسالہ وجودیہ (۳) حدیث المعارف (۴) گنج الاسرار (۵) دیوان معین (۶) انیس الارواح (۷) دلیل العارفین۔

دلیل العارفین میں مقامات سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر مقام ایک ایک پیغمبر سے منسوب ہے مثلاً توبہ حضرت آدمؑ سے، عبادت حضرت ادریسؑ سے، زہد حضرت عیسیٰؑ سے، رضا حضرت ایوبؑ، قناعت حضرت یعقوبؑ، مجاہدہ حضرت یونسؑ، صدق حضرت یوسفؑ، تفکر حضرت شعیبؑ، استرداد حضرت شعیبؑ، اصلاح حضرت داؤدؑ، اخلاص حضرت نوحؑ، معرفت حضرت خضرؑ، شکر حضرت ابراہیمؑ اور محبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مشہور خلفاء

خلاصہ بختیار کاکیؒ، خواجہ فخر الدین (فرزند)، شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ وجیہہ الدین، خواجہ برہان الدین، شیخ محمد ترک نارنولی، خواجہ عبداللہ بیابانی اور شیخ مسعود غازی (اجمیر)

---

[1] بزم صوفیہ ص۲۸، ۶۰، ۶۱

حضرت سید شاہ طالب علی شطاری ستمپوریؒ

شجرۂ نسب

سید شاہ ارشد علی شطاریؒ

۱۸- قاری سید ارشد علی حسینی شطاری

۱۷- سید احمد علی حسینی شطاری

۱۶- سید علی احمد حسینی شطاری

۱۵- سید طالب علی حسینی شطاری

۱۴- سید محمد الامیر شطاری

۱۳- سید محمد الحسین شطاری

۱۲- سید علی شطاری

۱۱- سید عین الدین عبدالباری احمد شطاری

۱۰- سید عبدالمہیمن محمد محی الدین شطاری

۹- سید محمد الحارس شطاری

۸- سید علی

۷- سید ابراہیم

۶- امام موسیٰ کاظمؒ

حضرت سید شاہ طالب علی شطاریؒ ستمپوری شطاریہ سلسلہ کے مرکزی بزرگ تھے۔ وہ نسباً حسنی حسینی سید تھے۔ آپ کی خانقاہ ستمپور دربھنگہ میں ہے جہاں آپ کی ابدی آرام گاہ بھی ہے اور دوسری خانقاہ علاء الدین پور (دوہرا دو سہٹرا) میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے سجادہ نشیں حضرت سید شاہ علی احمد کا انتقال رحیم یار خاں (پاکستان) میں ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد جانشینی اور سجادگی آپ کے لائق فرزند علامہ سید شاہ احمد علی حسینی شطاری کو تفویض ہوئی۔ آپ عالم دین، صوفی اور حکیم حاذق ہونے کے علاوہ بین الاقوامی شہرت کے عربی زبان کے ادیب، صحافی اور شاعر بھی تھے۔ آپ کو عربی نعت گوئی میں بڑی شہرت ہوئی۔

(وادیٔ بالان از پروفیسر ڈاکٹر آغا عماد الدین ص ۴۱، ۴۲، ۴۳ اور ۹۳)

سیّد صدر الدین شاہ صدر

(شجرۂ نسب ص۱۷۲)

اسم گرامی سید صدر الدین اور لقب شاہ صدر تھا۔ والد کا نام سید محمد اور دادا کا نام سید علی مکی تھا۔ آپ کا تعلق کاظمی سادات سے ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں شاہ صدر کے جدِّ اعلیٰ سید علی مکی جو اکابر شیوخ اور اولیاء کبار میں تھے اپنے ایک سو رفقاء اور ہمراہیوں کے ساتھ سامرہ سے ہجرت کر کے تبلیغ کے لیے سندھ تشریف لائے۔ اور پرگنہ سیوستان ضلع دادو میں "بھگے تو ڑے" نامی پہاڑ کے دامن میں دریا کے کنارے ایک پُفضا اور خاموش بستی میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہ گاؤں آگے چل کر سید علی کے نام پر "لک علوی" مشہور ہوا اور ان کی اولاد لکھیاری سادات کہلائی[1]۔ یہ سادات کا پہلا خاندان تھا جو عازم سندھ ہوا۔ لکھیاری سادات اپنی شرافت و نجابت کے اعتبار سے پورے سندھ میں عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری کا ایک سندھی مورخ میر محمد یوسف اپنی کتاب "مظہر شاہ جہانی" میں ۱۰۴۳ھ میں سادات لکھیاری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "سادات لکھیاری بسیار صحیح النسب اند" وہ اپنی لڑکیوں کا رشتہ دوسرے سادات میں نہیں کرتے۔ میر علی شیر قانع ٹھٹھوی نے سید علی مکی کی سندھ میں آمد کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ "اروڑ" کے راجہ داہر کے بھائی آمرانی نے اسلام قبول کر لیا اور منصورہ میں جا کر قرآن کی تعلیم حاصل کی اور حافظِ قرآن بن کر واپس آیا تو گھر والوں نے شادی پر مجبور کیا انہوں نے انکار کیا تو کسی نے طعنہ دیا کہ یہ تو عرب لڑکی سے شادی کرے گا۔ یہ بات دل میں بیٹھ گئی، وہ فوراً حج کے لیے روانہ ہوا وہاں اس نے ایک عرب لڑکی فاطمہ سے شادی کی اور سندھ میں رہنے لگا۔ ایک دن کسی نے داہر راجہ سے فاطمہ کے حسن و جمال کی تعریف کی وہ درپے آزار ہوا آمرانی بروقت پہنچا اور برہمن آباد سے فوراً نکل گیا۔ شہر کے پاس اس نے بددعا کی۔ وہ سیدھا عرب پہنچا اور خلیفہ کے دربار میں فریاد کی خلیفہ نے سامرہ سے سید علی کو اور عرب مجاہدین کے دستہ کے ساتھ داہر راجہ کی گوشمالی کے لیے سندھ بھیجا۔ لیکن رستہ کے پہنچنے سے

[1] تذکرہ صوفیاء سندھ ص ۱۱۵، ۱۱۶

قبل ہی برہن آباد خدا کے غضب سے تباہ ہو چکا تھا جس کے کھنڈرات اب بھی موجود ہیں۔ سید علی جب سندھ پہنچے تو راجہ پشیمان ہو کر تائب ہوا۔ اور اپنی لڑکی کی شادی سید علی سے کر دی جن سے چار صاحبزادے تولد ہوئے۔

(۱) سید محمد (۲) سید مراد (۳) سید حاجی (۴) سید چنگو۔ شاہ صدر سید علی کے بڑے صاحبزادے سید محمد کے فرزند ہیں۔ لکھیاری سادات سندھ میں ہر جگہ موجود ہیں۔ روزہ شاہ صدر زیارت گاہ خلائق ہے۔ سید محمد شاہ صدر کے فرامہ ہیں جو ولی کامل تھے۔ سید محمد شجاع بھی شاہ صدر کے نواسہ تھے جو نقشبندیہ سلاسل کے نامور بزرگ اور صوفی تھے۔

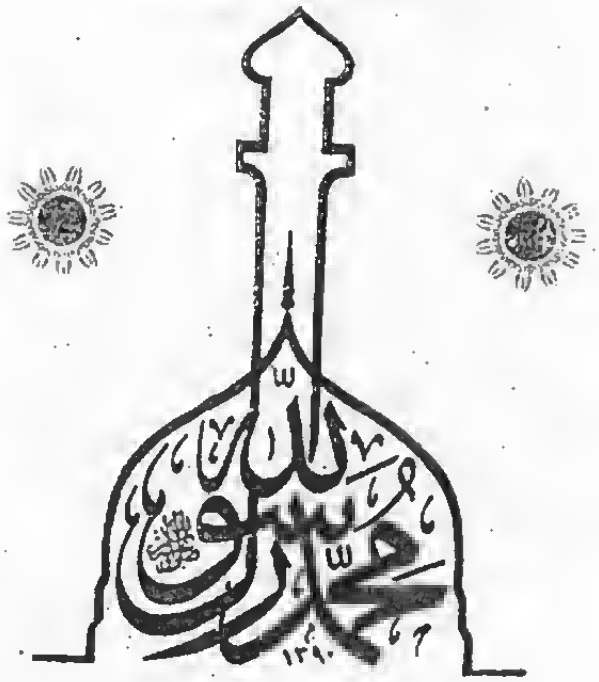

سید شمس الدین مشہدیؒ

(شجرۂ نسب ص۱۶۱)

بندگی شاہ برکت اللہ کے مورث اعلیٰ سید شمس الدین مشہد سے ہند تشریف لائے۔ اور شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ سے بیعت ہوئے۔ مخدوم الملک کے برادر مخدوم جلیل الدین منیری کی دختر رقیہ سے نکاح کیا جن کے بطن سے سید شاہ منجن تولد ہوئے جن کی اولاد میں شاہ واجد علی تھے جو سید رستم بن سید شاہ حیدر اجگیری کے داماد تھے۔ ان کی اولاد کھرانٹ پرگنہ سملے ضلع گیا میں آباد ہیں۔ سید شمس الدین مشہدیؒ کے برادر کا اسم گرامی سید صلاح الدین رشید تھا اور ان کے چھوٹے بیٹے بھاگلپور میں سکونت پذیر ہوئے۔

لہ مخزن الانساب ص۱۵۱، تحقیق الاقوام ص۹۲

مخدوم سیّد احمد چرم پوشؒ

(شجرۂ نسب ص۱۷۲)

مخدوم سید احمد چرم پوشؒ "تیغ برہنہ" کے نام سے مشہور تھے۔ یہ بہار کے اکابر شاہتخین میں سے تھے۔ یہ سلاسل سہروردیہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ یہ مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ اور مخدوم تیم اللہ سعید بازؒ کے حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ کی ولادت ہمدان میں ۶۵۶ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار شہر ہمدان کے سلطان تھے۔ سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ کچھ دن مخدوم چرم پوش سلطان رہے پھر یہ بھی تخت و تاج چھوڑ کر شہر ملتان چلے آئے۔ مولانا علاء الدین علامہ الحق پنڈویؒ ان کے پیر تھے۔ ان کے اشارہ پر بہاسہ (تبت) تشریف لے گئے۔ آپ کے کمالات و کرامات سے متاثر ہو کر وہاں کا راجہ مسلمان ہو گیا۔

انبیر درگاہ بہار شریف میں والد اور والدہ کے ساتھ ہی ان کا مزار ہے۔ ۱۱۸ سال کی عمر میں ۲۶ صفر ۷۷۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

مخدوم سید احمد چرم پوشؒ کے دو فرزند تھے:۔

(۱) سید شاہ سراج الدین احمد

(۲) سید شاہ تاج الدین احمد

شاہ سراج کے ایک فرزند کا نام سید عبدالرحمٰن تھا۔

سلہ مخزن الانساب ص۱۴۸، کنز الانساب ص۷۴، ۷۹، تاریخ بارہ گیاں ص۱۳

سیّد محمد جونپوریؒ

پشت نمبر	اسماء
۱۷	سید محمد جونپوریؒ
۱۶	سید عبداللہ
۱۵	سید عثمان
۱۴	سید موسیٰ
۱۳	سید قاسم
۱۲	سید نجم الدین
۱۱	سید عبداللہ
۱۰	سید یوسف
۹	سید یحییٰ
۸	سید نعمت اللہ
۷	سید اسمٰعیل
۶	امام موسیٰ کاظمؒ
۵	امام جعفر صادقؒ
۴	امام باقرؒ
۳	امام زین العابدینؒ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ

سید محمد جونپوریؒ شیخ دانیالؒ کے مرید خلیفہ تھے۔ ان کی ولادت ۸۴۷ھ میں جونپور میں ہوئی، ۸۸۶ھ میں جونپور سے ہجرت کر کے عظیم آباد آئے پھر چند بیری تشریف لے گئے، وہاں سے مانڈو (مالوہ) آ گئے۔ بادشاہ غیاث الدین خلجی (متوفی ۹۰۰ھ) آپ کا معتقد تھا۔ ۸۸۸ھ میں جا پانیر (گجرات) میں ڈیڑھ سال رہے۔ ۸۹۰ھ میں گجرات سے برہانپور آئے پھر بیدر گئے۔ بیدر سے گلبرگہ گئے۔ ۹۰۵ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ ۹۰۶ھ میں ناگور ہوتے ہوئے جیسلمیر، نصرپور، سندھ آئے۔ ۹۱۰ھ میں ٹنڈو محمد بہار سے فرخ پہنچے۔ ۹۱۰ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادہ میراں سید محمود نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ وہ موضع رج اور فرخ کے درمیان مدفون ہوئے۔

نوٹ:۔ ٹھٹھہ کے مشہور رضوی سادات کے جدِ اعلیٰ سید محمد یوسف بھکریؒ اور سید مبارک شاہ، شیخ دانیال کے مرید ہو کر سید محمد جونپوری کے سلسلۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ سندھ کے مشہور حکمراں خاندان کہوڑہ (عباسی) کا شجرۂ طریقت بھی سید محمد جونپوری سے ملتا ہے۔

سلہ تذکرہ صوفیائے سندھ ص۲۳۴

شجرہ و تذکرہ

سید شاہ عبدالکریم بلڑی والے[1]

پشت نمبر	اسماء
۲۵	شاہ عبدالکریم بلڑی والے
۲۴	سید لعل محمد
۲۳	سید عبدالمومن سمن شاہ
۲۲	سید ہاشم
۲۱	سید حاجی شاہ
۲۰	سید جلال الدین جرار
۱۹	سید شرف الدین
۱۸	سید کبیر علی ثانی
۱۷	سید حیدر ہروی
۱۶	سید میر علی ہراتی
۱۵	سید محمد
۱۴	سید حسین ثالث
۱۳	سید علی ثانی
۱۲	سید یوسف
۱۱	سید حسین ثانی
۱۰	سید ابراہیم
۹	سید علی
۸	سید حسین
۷	سید جعفر
۶	امام موسیٰ کاظمؒ

سید شاہ عبدالکریم متلوی، ۲۰ شعبان ۹۴۴ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۵۳۸ء کو مٹیاری میں تولد ہوئے ان کے جدِ اعلیٰ سید علی نے متلوی شہر آباد کیا تھا جو آج کل مٹیاری شریف کہلاتا ہے۔ بچپن ہی میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ اور آپ کے بڑے بھائی سید جلال نے کی۔ سید شاہ عبدالکریم نے مخدوم نوح ہالائیؒ سے فیضان حاصل کیا۔ اپنے پیر مخدوم نوح ہالائی کے ارشاد کے مطابق مٹیاری شریف سے ہجرت فرماکر بلڑی شریف میں سکونت پذیر ہوئے۔ مخدوم آدم سیہبا اور سید یوسف مہدی بھکری سے بھی بیعت کی اور اپنی پوری زندگی ریاضت و مجاہدہ میں گزار دی۔ ساری زندگی فقر و فاقہ اور تنگدستی میں بسر کی۔

آپ ۸۸ سال کی عمر میں ۷ ذیقعدہ ۱۰۳۳ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کے آٹھ فرزند تھے۔

(۱) سید ظلہ اول (۲) سید عبدالرحیم شاہ
(۳) سید جلال شاہ (۴) سید برہان شاہ
(۵) سید ظلہ ثانی شاہ (۶) سید دین محمد شاہ
(۷) سید حسین شاہ (۸) سید عبدالقدوس شاہ

[1] تذکرہ صوفیاء سندھ

سیّد عبداللطیف بھٹائی سائیں بھٹ شاہ ہالہ حیدرآباد سندھ

(شجرہ نسب ص ۱۶۱)

اس خاندان کے ایک بزرگ سید حیدر ہرات سے ۸۰۱ھ میں سندھ تشریف لائے اور قصبہ ہالا میں سکونت اختیار کی اس خاندان کے کچھ افراد بلڑی میں آباد ہوئے۔ اسی شاخ میں سید عبدالکریم بلڑی والے متلوی شاہ کے پردادا بلڑی والے کہلائے۔ شاہ صاحب کے والد سید حبیب شاہ بہت ہی عابد زاہد بزرگ تھے وہ صاحب وجد و حال بھی تھے اور ہمیشہ استغراق میں رہتے تھے۔ شاہ عبداللطیف کی ولادت ہالہ حویلی میں ۱۰۱۱ھ/۱۶۸۹ء میں ہوئی۔ معاصرین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ تھا۔ جب سید حبیب کوٹڑی چلے آئے تو شاہ لطیف بھی والد کے ساتھ کوٹڑی میں رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کا جب انتقال ہوا تو شاہ لطیف اس وقت ۱۸ برس کے تھے۔ ان کے دور میں اس وقت کلہوڑوں کی حکومت تھی۔ انہوں نے وہ وقت بھی دیکھا جب نادر شاہ بادشاہ نے ایران سے آکر سندھ کو لوٹا۔ نادر شاہ ۱۱۵۲ھ کے آخر میں سندھ آیا اور ۱۱ محرم ۱۱۵۳ھ کو لاڑکانہ سے ایران روانہ ہوا اور ۱۱۶۰ھ میں قتل ہوا۔ ان کے سامنے ایک وقت ایسا بھی آیا جب احمد شاہ ابدالی دندناتا ہوا دہلی آیا اور اس نے سندھ کو کابل کے ماتحت بنایا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی مشہور تصنیف "شاہ جو رسالو" ہے جو سندھ کے چپے چپے میں نہایت عقیدت و اخلاص کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ان کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ ایک مشہور روایت کے مطابق شاہؒ کی بددعا سے "شاہ بندر" تحصیل ضلع ٹھٹھہ ویران ہوگیا جہاں دنوں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

مقالات الشعراء کے مصنف نے آپ کے محامد و فضائل کا اعتراف کیا ہے۔

"آنجناب اگرچہ اُمّی بودند اما علم عالم بتمام براوج محفوظ دل شاں ثبت بودہ، الحق ایں بیت قابلِ قالح شاں شاہ است ؎

ہر طفل غنچۂ نادیدہ دلستاں
ہر سبی پارۂ اسرارِ رحمٰن

[1] تذکرہ صوفیائے سندھ ص ۱۶۹ [2] مقالات الشعراء مرتبہ پیر حسام الدین راشدی ص ۶۲، ۷۸

آپ کا نسبی تعلق سادات کاظمی سے ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ محذوم عربی دیانہ کی دختر تھیں۔ آپ ۶۳ سال کی عمر میں ۱۱۶۵ھ/۱۷۵۲ء میں بھٹ شاہ میں واصل بحق ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار بھٹ شاہ میں مرجع خلائق ہے۔

منقبت (فارسی)

شاہ لطیف بھٹائی سائیں شاعرِ تصفیر — بر مزارِ شاہ آید اولیاء ارتی فقیر
عاشقاں را دوست داند عارفاں را رہنما — باب علم معرفت چہ واکند در دلپذیر
ذات لطیفی لطف پیدا در دلِ عشاق کرد — ترک گردد تا مال آں نعمتِ سلطاں فقیر
خوبتر تشریح کردند آگہی ایماں را — افشا گردد رازہائے شریعت اسرار پیر
خفتہ را پاشیدہ بردند در دلش اسرارِ عشق — مثلِ پروانہ نمیرد بر شمعِ حق خود فقیر
ہفت خواں آں شاعرِ سندی زباں فرزندِ سند — دلبریں افضل ترین شیریں سخن مثلِ دبیر
شاعرِ چنگ و رباب اولیاء صوفی صفت — نزد ہالہ بر مزارش دیدہ ام جمِ غفیر
در عالمِ ناپائدار زیستن آساں نیست — با صفا تا آنکہ باں مادر دوشن ضمیر

شاعر ذیشاں بزرگ پیر و مرشد راہبر
ہمچنیں با انجمِ نازاں یک جہاں ہستند اسیر (مؤلف)

سیّد محمد بقاؒ

(شجرۂ نسب صـ۱۷۲)

سید محمد بقا کی ولادت ۱۱۲۵ھ کو رسول پور سامی خیرپور میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سید محمد بقا نے مختلف سلاسل کے بزرگوں سے روحانی فیوض حاصل کیے سلاسل قادریہ میں سید عبدالقادر حسینی سے اکتساب فیض کیا جو شیخ سید صالح شاہ قادری کے مرید تھے۔ سلاسل چشتیہ اور نقشبندیہ میں آپ کی رہبری مخدوم اسمٰعیل روہڑی نے کی۔ آپ کے مرشدان سلاسل میں خواجہ اسمٰعیل، خواجہ جمال اللہ، شیخ حاجی ایوب، شیخ سعدی لاہوری، شیخ سیدآدم بنوری، شیخ رکن الدین گنگوہی، عبدالقدوس گنگوہی، شیخ احمد عبدالحق ردولوی اور شیخ جلال پانی پتیؒ کی توسط سے خواجہ معین الدین چشتیؒ خواجہ باقی باللہ، خواجہ امکنگیؒ، درویش محمد، خواجہ محمد زاہد، خواجہ عبیداللہ احرارؒ، خواجہ یعقوب چرخیؒ، خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ معروف تھے۔

سید علی گوہر حسینی نے اپنی کتاب خزینۃ المعرفت (قلمی) صفحہ ۷، ۸ اور ۹ پر تینوں سلاسل طریقت کی تفصیل درج کی ہے۔ سید محمد بقا نے قادریہ چشتیہ اور نقشبندیہ سلاسل کے سرچشموں سے فیضیاب ہو کر سندھ میں عرفان و تصوف کی دولت کو عام کیا اور اپنی پوری زندگی رشد و ہدایت میں صرف کی۔ وہ سندھی زبان کے بلند پایہ شاعر تھے۔ ۹ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ میں سید بقا گائوں کی ایک گٹھڑی سر پر رکھے ہوئے تشریف لیے جا رہے تھے کہ راستہ میں ڈاکوؤں نے اس گٹھڑی کو مال و دولت سمجھ کر آپ کو شہید کر دیا۔ قصبہ شیخ طیب (خیرپور) میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ سید محمد بقا کے کئی اولاد نرینہ تھے جن میں پیر سید محمد راشد روضہ دھنیؒ نے علم فضل، تقویٰ، تقدس، عرفان اور تصوف کے اعتبار سے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ آپ ہی کی اولاد میں سندھ کے مشہور پیر پگارا، پیر سکندر شاہ، شاہ مردان ثانی کے لقب سے زینت آرائے سجادہ ہیں۔ غرض یہ کہ آپ نے فضل و عرفان کی جو شمع روشن کی تھی اس کی روشنی سرزمین سندھ کے چپہ چپہ پر پھیلی۔

۱؎ تذکرہ صوفیائے سندھ صـ۲۶۳ تا ۲۷۳

نوٹ۔ سید محمد بقاؒ حضرت علیؓ کی چونتیسویں پشت میں آتے ہیں (مؤلف)

پیر سیّد محمد راشد روضی دھنیؒ و سیّد شاہ مرداں پیر پگارا

(شجرۂ نسب صـ۱۷۳)

پیر سید محمد راشد روضی دھنیؒ کی ولادت ۱۱۷۶ھ میں ہوئی۔ علوم دینیہ مخدوم احمدی اور شاہ نعیم اللہ علوی سے حاصل کیے اور اپنے والد سید محمد بقا کے دست پر بیعت ہو کر روحانی تربیت اور فیض حاصل کیا۔ ۱۲۳۲ھ میں پیر سید محمد راشدؒ نے ۶۲ سال کی عمر میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کی تصنیفات میں (۱) شرح اسماء اللہ الحسنیٰ (۲) جمیع الجوامع مشہور ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند پیر صبغت اللہ شاہ اوّل مسند خلافت پر بیٹھے۔ اس خاندان میں یہ پہلے پیر ہیں جو پیر پگارا یعنی صاحب دستار کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کے دوسرے بھائی پیر محمد لئین جھنڈا والے دوسری جگہ چلے گئے جو پیر جھنڈا کہلائے۔ پیر جھنڈا کا کتب خانہ آج بھی علمی دنیا میں غیر معمولی شہرت و عظمت رکھتا ہے۔ ان کے عہد میں سلطنت اسلامیہ کا چراغ جھلملا رہا تھا۔ پنجاب پر سکھ چھائے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سکھ سندھ پر للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں تو جہاد کا عزم مصمم کر لیا۔ شہید صبغت اللہ شاہ کا سلسلۂ نسب ۲۳ ویں پشت میں حضرت سید علی الکملیؒ عرف کھیاری سے جا ملتا ہے۔ سندھ کے اطراف میں آپ کے لاکھوں مرید پھیلے ہوئے ہیں اور حُر کہلاتے ہیں آپ کی ولادت ۱۲۲۷ھ میں پیر جو گوٹھ خیرپور میں ہوئی۔ ۱۹۲۱ء میں ۱۴ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں فریضہ حج ادا کیا اور حُر تحریک قائم کی اور انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہونے کے لیے دشمنوں سے نبرد آزما ہو گئے اور جہاد کا اعلان کر دیا نعرہ تھا "وطن یا کفن" حُر تحریک کا مرکز سانگھڑ تھا۔ پیر صاحب کو ضلع سانگھڑ سے گرفتار کر لیا گیا اور ان پر خفیہ مقدمہ چلایا گیا اور آپ کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ انگریزوں نے کوشش کی کہ اگر پیر صاحب معافی مانگ لیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا لیکن پیر صاحب کا ایک ہی جواب تھا۔ میں حسینی سید ہوں اور سید دوست سے نہیں ڈرتا۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء کو فجر کے وقت سید صبغت اللہ شاہ ثانی پیر پگارا کو پھانسی دے دی گئی۔ ان کے مرید حُر مجاہدوں کو بہت ہی دردناک اور اذیتناک سزائیں دی گئیں۔ ان کی بیوی

تذکرہ صوفیائے سندھ صـ۱۸۸

بچوں کو کیمپوں میں رکھا گیا ہزارہا بچے، بوڑھے، مرد، عورتیں بھوک، افلاس اور بیماریوں سے متاثر ہو کر ہلاک ہوئے۔ یہ کیمپ درج ذیل مقامات پر قائم کیے گئے تھے۔ (۱) جرمی (۲) دارہ (۳) نواب شاہ (۴) جھول (۵) سیخھو (۶) کمپرو (۷) سانگھڑ (۸) چتھرو (۹) میرپورخاص (۱۰) سکھر (۱۱) حیدرآباد (۱۲) خیرپور جب غازی تحریک کے سرفروش مجاہدوں نے اپنے قائد اور مرشد کی رہائی کے لیے پرزور تحریک چلائی اور ہتھیار اٹھا لیے تو ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے اور ان مجاہدوں کے گاؤں کے گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹا دیے گئے۔ عوام پہ بے پناہ مظالم کے بعد آخر کار انگریز اس تحریک کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن آزادی کے متوالوں کی قربانیوں کے افسانے آج بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالقدوس بہاری کی کاوشوں سے قائداعظم کے حکم پر قیدیوں کو کیمپوں سے آزاد کیا گیا تاکہ وہ انتخاب میں حصہ لے سکیں۔

---

[1] روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ فروری ۱۹۹۱ء

سیّد احمد کبیر رفاعی

(شجرۂ نسب ص۱۷۰)

سلاسل رفاعیہ کے موسس اعلیٰ سید احمد کبیر رفاعیؒ تھے۔ آپ کا اسم گرامی احمد تھا۔ اپنے جد امجد سید حسن اصغر رفاعہ کے سبب رفاعی مشہور ہوئے۔ آپ شافعی کے مسلک کے پابند تھے۔ آپ نسباً شہید کربلا اور امام موسیٰ کاظمؒ کی اولاد ہیں اس لیے موسوی کہلائے۔

سید عبدالرحیم رفاعی کا تعارف نواب سید روح اللہ خاں نے شہنشاہ اورنگ زیب سے کرایا آپ کے کشف کمال سے اورنگ زیب بھی آپ کا معتقد ہو گیا۔ سید صاحب نے دکن میں سالار، کنتور، کالی کٹ کا سفر اختیار کیا اور سلاسل رفاعیہ کو فروغ دیا سفر میں آپ کے فرزند سید یوسف رفاعی ملک جاوہ (انڈونیشیا) گئے۔ وہاں آزمائش میں آپ کو آگ سے گزرنا پڑا یہ دیکھ کر سلطان بہت معتقد ہو گیا اور اپنی بیٹی ان کے عقد میں دے دی۔ آپ نے ملک کا دورہ کیا اور بہت سے غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ سید عبدالرحیم کا انتقال ۱۳۲۰ء میں سورت میں ہوا۔ خانقاہ بریا بھاگل میں آپ مدفون ہیں۔ قبل اس خانوادہ کے بہت سے بزرگ ہند تشریف لا چکے تھے انہیں میں سے سید نجیب الدین رفاعی کے خاندان کے سید احمد اللہ رفاعی ۱۲۹۱ء میں بروہ کے سجادہ نشیں تھے آپ نے اپنی دختر کا عقد سید زین الدین سیف اللہ رفاعی سے کر دیا اور ان کو سجادہ بنایا ان کے وصال کے بعد سید بدرالدین محمد رفاعی ۱۳۶۵ء میں بروہ کے سجادہ نشیں بنے۔ آپ کے چار صاحبزادگان تولد ہوئے (۱) سید حسام الدین رفاعی (۲) سید زین العابدین رفاعی (۳) سید رضی الدین رفاعی (۴) سید فخرالدین رفاعی اور دختر بھی تھیں۔ سید بدرالدین رفاعی کا وصال ۱۳۹۷ء میں ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے فرزند سید حسام الدین رفاعی گدی نشیں ہوئے۔ فی الحال ان کے منجھلے صاحبزادہ سید کمال الدین رفاعی خانقاہ رفاعیہ بلاوہ کی سجادگی پر جلوہ افروز ہیں۔

جب ہندوستان تقسیم ہوا تو سید رضی الدین (لالہ میاں) رفاعی اپنے چھوٹے بھائی سید فخرالدین کے ہمراہ کراچی تشریف لائے آپ نے تجارت شروع کی اور ساتھ ساتھ سلاسل رفاعیہ کو

بھی فروغ دیا۔ آپ کو اپنے جد امجد سید احمد کبیر رفاعیؒ سے حد درجہ محبت تھی۔ آپ نے پانچ مرتبہ سید احمد کبیر رفاعی کے روضہ مقدس واقع ام عبیدہ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں (۱) سید جلال الدین رفاعی (بادشاہ میاں) (۲) سید وزیر علی رفاعی (۳) سید بدر الدین رفاعی (۱) سیدہ محمودہ بیگم (۲) سیدہ شاہدہ بیگم۔ آپ کا شجرہ یوں ہے: "سید ضیاء الدین بن سید بدر الدین بن سید نور الدین سیف بن سید حسام الدین بن سید بدر الدین محمد بن سید زین العابدین بن سید محی الدین بن سید یوسف رفاعی بن سید عبدالرحیم رفاعی"

نواب سید امیر علی موسوی

(مادری شجرۂ نسب ص)

نواب سید امیر علی خان بہادر رئیس باڑھ نواب کوٹھی پٹنہ کا خاندان موسوی، رضوی، نقوی اور زیدی النسب ہے۔ قاضی سید نوح موسویؒ اس خانوادہ کے مورث اعلیٰ تھے وہ بغداد میں منصب قضا پر فائز تھے۔ عہد منیہ میں بغداد سے ہندوستان وارد ہوئے۔ آپ کی زوجہ کا اسم گرامی بی بی زینب تھا اور فرزند کا نام سید ابوبکر۔ شہنشاہ دہلی نے ان کی جلالت کی شایان شان شیخ المشائخ کا لقب دیا جب سے یہ خانوادہ شیخ کہلانے لگا۔ بادشاہ کی طرف سے بہار میں خانقاہ کے لیے چک زینب اور چک ابابکر کی جاگیر عطا ہوئی یہ مواضعات باڑھ ضلع پٹنہ میں ہیں۔ سید ابابکرؒ کے فرزند ملا سید شاہ نور محمد تھے جن کے بیٹے سید شیخ احمد تھے۔ سید شیخ احمد کے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ (۱) شیخ غلام محی الدین (۲) شیخ عطا محی الدین، شیخ غلام محی الدین کے فرزند کا نام شیخ محمد رفیع تھا جن کی زوجہ بی بی فہیدہ بنت قاضی سید محمد ماہ تھیں۔ قاضی سید محمد ماہ قاضی معین الدین کے پوتے تھے جن کو شاہجہاں بادشاہ نے معارف کے لیے باڑھ، پٹنہ میں ایک موضع "قاضی معین الدین چک" جاگیر میں عطا کیا تھا جو وہاں اب تک مشہور ہے۔ مسماۃ فہیدہ کی والدہ کا نام مسماۃ ظریفہ تھا جو سید سلام اللہ خان خانان کی دختر تھیں۔ خان خانان دیوان محمد معظم کے فرزند تھے۔ دیوان معظم شاہزادہ کامگار کے وزیر مقرر ہوئے تھے شاہزادہ کامگار بہادر شاہ اول کا بیٹا اور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا پوتا تھا۔ دیوان معظم کو پرگنہ لاکھو ضلع مونگیر میں ایک لاکھ روپے کی جاگیر عطا کی گئی تھی۔ دیوان معظم کے بھائی کا نام سید حاجی محمد تھا جو شاہجہاں

سلہ امیر نامہ (فارسی) از نواب سید امیر علی ص ۲۹ تا ۱۰۸، حقیقت بھی کہانی بھی از سید بدر الدین احمد بہار اکیڈمی پٹنہ ص ۴۰۱

سلہ تاریخ حسن ص ۱۰۰

نوٹ ۱ سید محمد اسلم عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے عہد میں ہگلی بندر و بنگال کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

نوٹ ۲ سید خان خانی عہد اکبری میں نوح کے سپہ سالار تھے۔ انہوں نے نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

نوٹ ۳ سید ابوبکرؒ کی بزرگی کی بنا پر شیخ المشائخ لقب دیا گیا جس کے سبب یہ خاندان شیخ کہلایا۔ (مؤلف)

بادشاہ کے بیٹے شاہ شجاع کے آتالیق مقرر ہوئے تھے بعد میں شاہ سلطان لکھنوی شاہ شجاع کے آتالیق مقرر ہوئے تھے۔ دیوان منظم کے والد کا نام صوفی سید جمال کرمان کے مشہور بزرگ تھے۔ شیخ محمد رفیع کے دو بیٹے تھے (۱) شیخ وارث علی (۲) شیخ محب علی (لاولد)۔ مسماۃ وجیہہ شیخ وارث علی کی زوجہ تھیں جو نواب سید امیر علی کی دادی تھیں۔ مسماۃ وجیہہ سید غلام محمد نقوی کی دختر تھیں جو سید جلال الدین بخاری جہانیان جہاں گشتؒ کے خانوادہ سے تھے۔ شیخ وارث علی کے بیٹے کا نام اسد الدین احمد عرف شیخ احمد علی تھا جن کے نابر بیٹے نواب سید امیر علی تھے شیخ احمد علی کی زوجہ کا نام مسماۃ رحانی تھا جو سید رحم علی کی بیٹی تھیں۔ سید رحم علی ہگلی بندر کے قاضی سید محمد اسلم زیدی الواسطی جاجیزی کے بیٹے تھے جن کا تعلق خانوادہ ساداتِ مسیال سے تھا اور جو سید احمد جاجیزیؒ کی اولاد میں سے تھے۔ واضح ہو کہ سید احمد جاجیزیؒ بہار میں سادات بارہ گانواں کے مورثِ اعلیٰ گزرے ہیں۔ نواب سید امیر علی کے پردادا شیخ محمد رفیع کے خسر سید محمد ماہ رضوی کی اولاد بڈھن پور ترہت میں آباد ہے۔ تمام اراضی و املاک نواب سید امیر علی کے دادا شیخ وارث علی کے نام منتقل ہوئی۔ انگریزوں کے دور میں بھی جاگیر بحال رکھی گئی اور تاحیات ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ مارچ ۱۷۹۸ء میں شیخ وارث علی کے بیٹے شیخ احمد علی کے نام سے زمینداری کی سند جاری ہوئی۔ شیخ احمد علی صنعل، مراد آباد یوپی میں تحصیلدار مقرر ہوئے اور خدمت بطور احسن انجام دینے کے سبب ان کو سررشتہ دار مقرر کیا گیا۔

سید امیر علی کی ولادت قصبہ بارہ محلہ قاضی معین الدین پکی عظیم آباد میں ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۰۸ء میں ہوئی۔ بہت ہی کم عمری میں ضروری علوم کی تکمیل کی۔ اپنی آبائی جائداد پر انہوں نے تکیہ نہیں کیا بلکہ معاش کی جستجو میں رات دن کوشاں رہے۔ ۱۸۲۹ء میں پٹنہ میں دیوانی عدالت میں وکالت شروع کر دی اور بہت جلد عروج حاصل کیا۔ ۱۸۳۳ء میں ہند کے دارالحکومت کلکتہ پہنچے۔ نصیر الدین حیدر نواب اودھ کے اراکین دولت میں شامل کر لیے گئے۔ بعد ازاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ محکمہ خاص مقرر ہوئے۔ ۱۸۴۳ء میں دیوانی و نظامت کلکتہ میں شامل ہوئے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی لڑی گئی۔ اس وقت مسٹر سیسل بیڈن کمشنر تھا اور سید امیر علی مجسٹریٹ تھے۔ اس کے بعد کلکتہ میں آنریری مجسٹریٹ مقرر کر دیے گئے۔ بعد ازاں حکومت بنگال کی کونسل کے رکن کے منصب پر فائز ہوئے۔ لارڈ لارنس نے ۱۸۶۳ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا کیا تھا۔ کچھ دنوں آپ لیجسلیٹو کونسل کے رکن بھی رہے۔ ۱۸۶۷ء میں پولیس

پرگنہ کے آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۷ء ہی میں وائسرائے ہند مظفر پور بہار میں دربار لگایا جس میں خدمت کے عوض ایک لاکھ روپے خزانہ شاہی سے بہ سبب خرچ کے لیے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ نواب امیر سی آئی ای کا خطاب بھی مرحمت فرمایا گیا۔ آپ اپنے زمانہ کے ہر دلعزیز افسر تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد سینکڑوں معہ وطن کو سولی پر چڑھا دیا گیا اس وقت آپ کو کمشنر مقرر کیا گیا جس سے سینکڑوں بے گناہوں کی جان بچ گئی۔ ان بچ جانے والوں میں نواب سید لطف علی خاں بھی تھے۔ بعد ازاں سید امیر علی کو "وزیر السلطان" کا خطاب مرحمت فرما کر معزز لی نواب واجد علی شاہ کا مشیر مقرر کر دیا گیا۔ سید امیر علی نے اپنی کروڑوں کی جائداد کو گروی رکھ کر نواب واجد علی شاہ کے اخراجات پورے کیے۔ جب نواب سید امیر علی کا انتقال ہوا تو ساری جائداد ہندو ساہوکاروں کے پاس گروی تھی اس طرح آپ کی کل صدقی جائداد قرض میں تلف ہو گئی۔

نواب سید امیر علی کے تین فرزند تھے (۱) نواب زادہ خان بہادر سید اشرف الدین احمد ہگلی امام باڑہ کے متولی تھے۔ وہ جب بارڈمہ آئے تو انہیں سی آئی ای سے نوازا گیا۔ (۲) نواب زادہ سید افضل الدین احمد "فسانۂ خورشیدی" کے مصنف تھے۔ آپ انسپکٹر آف رجسٹریشن کے عہدہ پر فائز رہے۔ (۳) نواب زادہ سید احسن الدین احمد ڈی ایس بہار واڈیسہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ بعد ازاں انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن بھی رہے۔ لیفٹیننٹ گورنر بہار کی ایگزیکٹیو کونسل کی رکنیت کا چارج لینے والے تھے کہ حرکت قلب بند ہو گئی۔ کلکتہ میں سید احسن الدین احمد کا انتقال ہوا اس وقت آپ کھلنا کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ کھلنا شہر کی ایک شاہراہ آپ کے نام پر موسوم ہے۔

سید افضل الدین احمد بہار کے باکمال نثر نگار تھے۔ وہ ۱۸۵۸ء میں تولد ہوئے۔ کلکتہ میں ان کی اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم اچھے ماحول میں ہوئی اور انہیں قابل اساتذۂ کرام سے استفیض ہونے کا موقع ملا۔ ان کی انگریزی تعلیم کے لیے انگریز معلم رکھے گئے تھے۔ کلکتہ اس وقت مشرقی و مغربی تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا۔ سید افضل الدین احمد کا آنا جانا نواب واجد علی شاہ کے محلات میں بھی تھا۔ ٹیپو سلطان کے خاندان کے ساتھ بھی ان کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ الاک طبیعت بھی رنگین مزاج تھی۔ دولت کی فراوانی تھی اور آپ نواب زادہ بھی تھے "فسانۂ خورشیدی" میں انہوں نے کلکتہ کے مسلم امراء، نواب زادوں کی بیگمات کی معاشرتی ماحول کی بڑی مہارت اور چابکدستی سے عکاسی کی ہے۔ یہ کتاب

۱۸۹۶ء میں کلکتہ میں شمسی پریس میں چھپی تھی۔ باڑھ سے ان کا لگاؤ آخر دم تک رہا۔ بہار شریف میں آپ کی سسرال تھی اور بیرسٹر نواب سید نصیر الدین حسین ان کے داماد تھے۔ ۱۹۱۰ء میں سید انفضل الدین احمد کا انتقال ہوا۔ انشا پردازی میں ان کا درجہ کمال ڈپٹی نذیر احمد اور عبدالحلیم شرر سے کم نہ تھا۔

سید انفضل الدین احمد کے فرزند کا اسم گرامی سید نجم الدین احمد تھا جن کے سات صاحبزادے ہیں۔ (۱) سید منہاج الدین احمد (۲) سید سراج الدین احمد (۳) سید سمیع الدین احمد سابق ایڈیشنل کمشنر کراچی (۴) سید زین الدین احمد، افسر محکمہ خوراک (۵) سید ریاض الدین احمد (۶) سید سیف الدین احمد (۷) سید حسین الدین احمد کونسلر بحرین حکومت پاکستان۔

سید نجم الدین احمد کے داماد کا اسم گرامی فضل حق تھا جن کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ (۱) سید قیصر جمیل اے جی پی آر کراچی (۲) سید پرویز جمیل (۳) رخسانہ خاتون۔

سید زین الدین احمد محکمۂ خوراک میں افسر تھے ان کے سب سے بڑے صاحبزادہ سید عاصم تبریز ایک ہونہار سی ایس پی افسر ہیں۔ وہ پاکستان آڈٹ ڈپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز ہیں دو بڑے ہی چاق و چوبند اور تیز فہم انسان ہیں۔ وہ بہت ہی دردمند دل رکھتے ہیں۔ ہمہ وقت خلائی کاموں کے لیے تیار رہتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت ان کی زندگی کا شعار ہے۔ وہ اپنے آباء اجداد کے تمام اوصاف سے متصف ہیں۔ قوم کو ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ

اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں: (القرآن)

شجرہ اولاد سید نجم الدین احمد (باڑھ، پٹنہ)

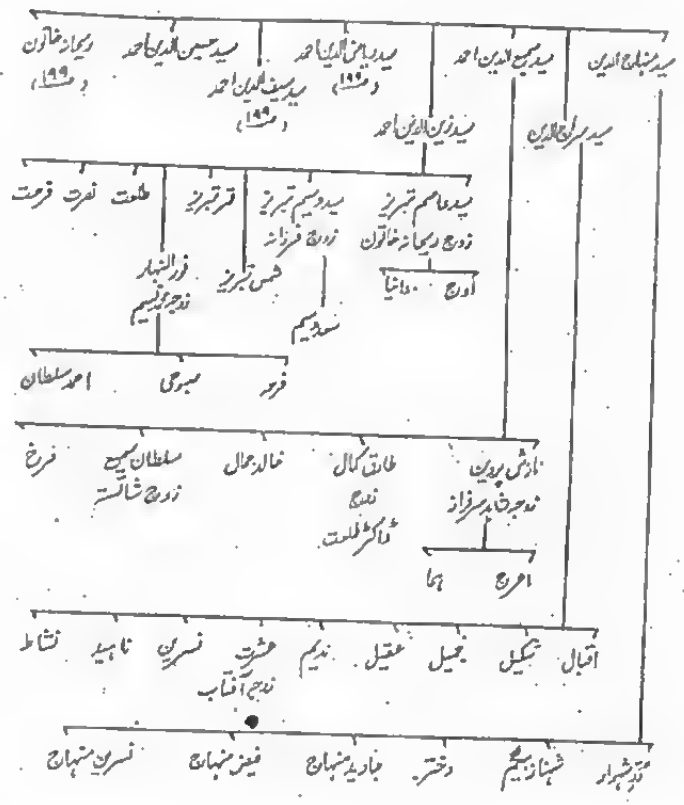

شجرہ اولاد سید نجم الدین احمد (باڑھ، پٹنہ)

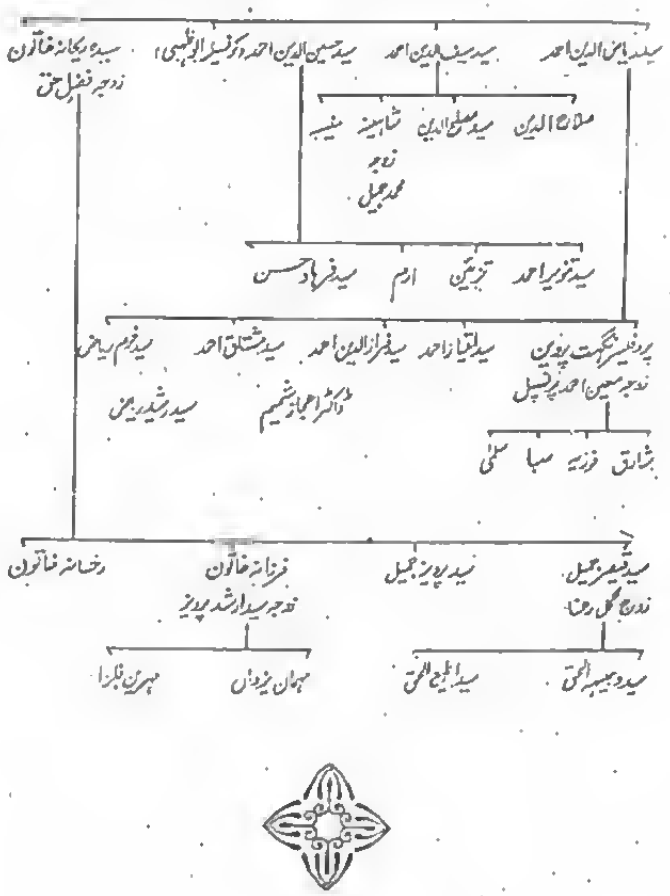

سیّد آدم بنوریؒ و سیّد یوسف بنوری

(شجرۂ نسب ص۱۷۰)

سید محمد یوسف بنوری کا نسبی تعلق سید آدم بنوری سے ہے جو امام ربانی مجدد الف ثانی کے سب سے بڑے خلیفہ تھے ان کی جائے پیدائش بنور تھی جو ریاست پٹیالہ میں سرہند کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔ سکھوں کے دور میں یہ لوگ ہجرت کر کے سرحد میں آباد ہوئے۔ جہاں افغان قبائل نے بڑی عزت و تکریم کے ساتھ پذیرائی کی ریاست دیر کے بانی الیاس اخوند آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے جنہیں دیر کے قبائل نے اپنا سردار منتخب کر لیا تھا بعد ازاں آپ کے خاندان کے کچھ لوگ کوہاٹ اور پشاور میں اقامت پذیر ہوئے۔ مولانا یوسف کے پردادا امیر احمد شاہ بڑے ذی وجاہت بزرگ تھے انہوں نے پشاور میں ایک محلہ آباد کیا جو کڑھی میر احمد شاہ کہلاتا ہے سید یوسف کے والد سید زکریا نے ہندوستان کے مشہور خانقاہوں کی زیارت کی شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چلہ کشی کی امیر امان اللہ والی کابل کے دور میں جاگیروں کے کاروبار میں ان کا بڑا مالی نقصان ہوا۔ مولانا یوسف کی ولادت ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو ہوئی والدہ کے انتقال کے بعد ان کی پھوپھی بی بی مریم نے ان کی پرورش کی جو باکرامت ولیہ تھیں۔ حضرت مریم کی فراغ ان کے پاس بے موسم کے میوے آتے تھے۔ سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے بادنوچرخہ کات کر اپنا کفن تیار کیا تھا لیکن مجبوری میں اسی سوت سے مولانا یوسف بنوری کا جوڑا بنوایا تھا۔

مولانا بنوری کے والد ایک جید عالم تھے انہوں نے مختلف دینی مسائل پر مختصر مگر لطیف کتابیں تصنیف کیں مثلاً رد بدعات و معمولات رد رویا، تبصرہ رویا اور علم طب وغیرہ۔ مولانا بنوری کا سلسلۂ ارادت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ حاجی شفیع احمد نگینوی، مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا اشرف علی تھانوی سے تھا۔ مولانا زکریا شیخ الحدیث سے بھی تعلق تھا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبداللہ بن باز، وزیر امور دینیہ حکومت سعودی عرب سے بھی تعلق تھا۔ شاہ فیصل ان کے بڑے قدر دان تھے۔

سید آدم بنوری کے خلفاء میں سید احمد شہید کے جد امجد شاہ علم اللہ رائے بریلی یوپی کے نامور بزرگ میں گزرے ہیں۔

سلہ عربی النسل مسلمان ص۲۵۳

نوٹ:۔ اصول انساب کی رو سے ۱۶ یا ۱۷ اسماء کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

باب ہذا سادات رضوی

شجرہ اولادِ امام علی رضاؑ

سید ہادی
سید مہدی
سید محمد عون
سید علی
سید حسین
سید زین الدین
سید باقر
قاضی فاخر خاموش
قاضی جمال الدین
قاضی قاسم
قاضی مسکین
قاضی بڑھن
قاضی معین الدین
قاضی محمد مانری
قاضی یار محمد
قاضی اکرام
قاضی محمد دامع
(لکھنؤ ہند)

سید سلطان علی
سید مرتضیٰ
سید برخوردار
سید اسمٰعیل
سید عبداللہ
سید مکارم
سید محمد خنگسوار
سید محمد
سید احمد
سید برخوردار
سید منجھن
سید رکن الدین
سید عیسیٰ
سید حسین
سید جمال
سید زین العابدین
سید عبدالرحمٰن
سید معین اسکر نجوی
سید غلام یحییٰ
سید غلام اشرف
فدا قادر بخش
سید واحد حسین (راجگیری)
سید شاہد حسین (بہار)

سید جعفر ثانی
سید رشید الدین
سید حسن
سید رضی الدین
سید احمد حسین
سید معروف
سید احسن الحق
سید اسحٰق
سید احمد
سید محمد
سید کمال الدین
سید احمد ادمشی
خواجہ کمال الدین ادمشی
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
(دہلی)

سید رضی
سید حسن
سید مسعود
سید محمود
سید علی
سید مرتضیٰ
سید برہان الحق
سید سراج الحق
سید کمال الدین
سید جلال الدین
سید ماہ
سید سلیمان مشہدی
سید ابراہیم

شجرۂ نسب اولادِ امام علی رضاؑ

سید ابراہیم

سید عبدالشکور
سید عبدالعزیز
سید معروف
سید جنید جعفر
سید علی رامینی
سید محمود الخیر
سید امیر احمد
سید محمد
سید عبدالخالق
سید محمود کرمانی
سید محمد
سید شمس الدین
سید احمد
سید عبداللہ
حکیم سید حسن عسکری
(لکھنؤ ہند)

سید محمد دامٹی
سید فضل
سید محمد تقی
سید موسیٰ
سید قربان علی
سید عبداللہ شہمکی
سید صدرالدین
سید بہاء الدین
سید محمد علی
سید مطیع
سید محمد غازی
(بھرت پور ہند)

سید قطب الدین
سید شہاب الدین
سید علی
سید مرتضیٰ
سید حسن
سید اسحاق
سید آدم حسین
سید عاجی محمد
سید نظام الدین مشہدیؒ
مولانا سید حسام الدین
سید بڑے
سید عبدالفتاح
سید عبدالغفور
سید عبدالشکور
سید قریب محمد چھتجر
سید محمد معشوق
سید محمد غلام مخدوم
سید غلام صمدانی
سید منیر علی (بہار شریف)
سید تفضل حسین
سید نجمل حسین
حافظ سید شاہ نذر الرحمٰن۔
(لودھی کٹرہ عظیم آباد)

سید مجتبیٰ
سید عبدالنذاکبر
سید مصطفیٰ
سید علی بزرگ
سید محمد جمیل
سید محمد خلیل
سید عبدالجلیل
سید عبداللہ ثانی
سید محمد
سید احمد
سید شاہ ابوالبرکات
سید حیدر
سید مظفر
میر سید اصغر
سید شاہ مبارک
سید شاہ برکات
سید شاہ حیات
سید شاہ ابوالعلا شہیدؒ
(بہار)

شجرہ اولاد امام علی رضاؓ

سید حسن

سید یوسف
سید عبدالمطلب
سید عبدالرزاق
سید ابراہیم
سید نوح
سید محمد شہید
سید علاءالدین
سید عبداللہ
سید علی اصغر
سید علی اکبر
سید علی شیر
سید مبارک سرنگیری
سید خضرالدین
سید سالار
سید بڑے
سید اخوند میر
سید چاند
سید زیبا
سید جان علی
سید محصوص علی
سید معصوم علی
سید محمد امین
سید سیف الدین
سید کریم علی
سید فضل علی رہوی (بہار شریف)

سید مصطفیٰ شہدی
سید اسمٰعیل "
سید عبدالکریم "
سید عبدالرحمٰن جیلانی
سید تاج الدین "
سید منہاج راستی
(بجلواری شریف بہار)
سید شاہ معروف
سید شاہ عارف
سید غلام جیلانی
سید لعل محمد
سید سعداللہ
سید محمد برخوردار
سید جمال
سید علی اکبر
سید نصراللہ
سید منور علی
سید انور علی
سید محمد عارف سوہن
سید امجد علی
حکیم حفاظت حسین
سید عبدالعزیز، بیرسٹر پٹنہ
(صدر بہار مسلم لیگ)

سید عبدالرشید
سید عبدالحمید
سید صدر عالم
سید عالم
سید آدم
سید ابراہیم
سید احمد
سید علی
سید محمد
بی بی رضیہ
خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی رح
(دہلی)

سید یعقوب
سید اسحٰق
سید یوسف
سید محمد
سید احمد
سید سیلری
سید بڑے
سید عرب اوّل
سید میر محمد
سید معین محمد
سید شمس محمد
سید محمد
سید میر
سید مبارک ثانی
سید عرب ثانی
سید خلیل
سید شمس الدین
سید حسن شہید
سید سلیمان
(ڈیسنہ بہار)
صفحہ ۲۰۴

شجرہ اولاد سید مبارک (شجرۂ نسب)

سید زین
سید محمد
سید میر
سید ابوالفتح
سید عالم
قاضی عبدالفتاح (آبگلہ)
شجرہ
شجرہ اولاد سید زیبا (شجرہ نسب)
سید شیخ
سید اعظم شیر
سید اسد شیر
سید جعفر شیر
سید صفدر شیر
سید بہادر شیر
سید ہدایت شیر
میر افضل شیر (بہار شریف)

شجرہ اولاد سید سلیمان (شجرۂ نسب)

میر صدرالدین — سید جہان

میر سید نجیب
سید اعظم الدین
میر حسین علی
میر دوست علی
میر امجد علی
میر اقبال علی
حاجی سید زین الدین
بی بی عصیفن
سید قمر الہدیٰ

میر محمد بشیر
میر رجب علی
میر وجیہہ منگن
میر عظمت علی
میر حکیم محمدی
حکیم عبدالوالحسن
ملا سید سلیمان نڈی
(ڈیسنہ بہار)
(صدر ۲۰۳)
(نسب نامہ ڈیسنہ)

میر دوست محمد
سید غلام حیدر
سید محمد واصل
میر محمد علی سوہن
میر واجد حسین
میر نظیر حسین
سید عبدالحلیم
سید رحیم الدین
استھانواں
(پٹنہ)

سید مصباح الہدیٰ ڈیسنوی
استاد مؤلف
(نسب نامہ ڈیسنہ)

شجرۂ نسب اولاد امام علی رضاؓ

سید حسین

شجرہ اولاد مولانا	شجرہ نسب اولاد	سید محمد
مینا مشہدی رضوی	قاضی ابراہیم فتحپور	سید حسین
سید عارف مشہدی	قاضی عبدالجلیل	سید علی
سید معروف مشہدی	قاضی جلیل	سید عمر
سید محمد اسحٰق	قاضی عقیل	سید آناپک
سید محمد صالح	قاضی جمال محمد	سید علی حمزہ
حکیم ابوعلی	سید محمود	سید بہاءالدین
حکیم احمد علی	سید حسین علی	مخدوم احمد
حکیم محمد آفاق	سید محمد افضل	سید محمد زید
حکیم محمد اسحٰق	(فتحپور یوپی)	سید محمد
سید محمد صالح		سید الف محمد
سید کریم اللہ		سید قادر علی
سید طیب اللہ		سید صدرجہاں
سید یوسف علی		سید حسین
سید احسان علی		سید نظام الدین
سید آل نبی		قاضی سید جمال الدین
موضع آبگھنہ		(چشتی غزنوی)
(ضلع گیا بہار)		قاضی نظام الدین
		قاضی رکن الدین
		قاضی سید احمد
		قاضی صدرالدین
		قاضی ابراہیم
		(فتحپور یوپی ہند)

سید جمال الدین		
سید ابوالقاسم		
سید ابوالفتح		
سید نظام		
سید صدرالدین		
سید احمد		
سید محمد		
سید محسن		
سید فخرالدین		
سید محمد		
سید حسن		
سید مرتضیٰ		
سید محسن		
سید علاءالدین		
سید حسن ثانی		
سید افضال اللہ		
سید ولی بدن		
سید راجی		
سید جمال علی		
سید بندہ علی		
میر سید فضل علی		
میر سید جعفر رضوی		
میر حاجی مظفر		
میر سید محمود (مدراس)		
صفحہ ۲۶۲ عرب النسل مسلمان		
(ہالنسی، یوپی)		

شجرۂ نسب پدری خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

(بمطابق کنز النساب) صفحہ ۸۲	(بمطابق مراۃ النساب)	(بمطابق بزم صوفیہ) صفحہ ۶۳	(بمطابق شجرۂ سندھ)
۱۹۔ خواجہ قطب بختیار کاکیؒ	خواجہ بختیار کاکیؒ	خواجہ بختیار کاکیؒ	خواجہ بختیار کاکیؒ
۱۸۔ خواجہ کمال الدین اوشیؒ	خواجہ کمال الدین اوشیؒ	سید کمال الدین	سید کمال الدین ثانی
۱۷۔ خواجہ سید محمد موسیٰ	سید موسیٰ اوشی	سید موسیٰ اوشی	سید موسیٰ
۱۶۔ سید احمد اوشی	سید احمد اوشی	سید احمد اوشی	سید احمد ثانی
۱۵۔ سید حسین الدین	سید محمد	سید کمال الدین	سید کمال الدین
۱۴۔ سید رشید الدین	سید احمد	سید محمد	سید محمد
۱۳۔ سید رضی الدین	سید احسان الحق حسین	سید احمد	سید احمد
۱۲۔ سید حسن معروف	سید معروف	سید رضی الدین	سید اسحٰق
۱۱۔ سید محمد اسحٰق	سید احمد	سید حسین الدین	سید احسان الحق حسین
۱۰۔ سید محمد جواد	سید رضی الدین	سید رشید الدین	سید معروف
۹۔ سید علی سجاد	سید حسین الدین	سید جعفر ثانی	سید احمد
۸۔ سید جعفر ثانی	سید رشید الدین	امام علی رضاؓ	سید رضی الدین
۷۔ امام علی رضاؓ	سید جعفر ثانی		سید حسین الدین
	امام علی رضاؓ		سید رشید الدین
			سید جعفر ثانی
			امام علی رضاؓ

شجرۂ نسب مادری خواجہ قطب الدین کاکیؒ

(بمطابق کنز الانساب صـ ۸۲)	(بمطابق شجرہ سندھ)
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	خواجہ بختیار کاکیؒ
بی بی رضیہ	بی بی رضیہ
سید محمود	سید محمود
سید علی	سید علی
سید احمد	سید احمد
سید ابراہیم	سید ابراہیم
سید آدم	سید آدم
سید عالم	سید عالم
سید صدر عالم	سید صدر عالم
سید عبد المجید	سید عبد المجید
سید عبد الحمید	سید عبد الرشید
سید عبد الرشید	سید حسن
سید حسن	امام علی رضاؒ
امام علی رضاؒ	

تذکرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

(شجرۂ نسب صـ ۲۰۶، ۲۰۷)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اوشی قصبہ اوش، ماوراء النہر میں تولد ہوئے۔ بختیار الدین اسم گرامی اور قطب الدین لقب تھا۔ آپ عرفِ عام میں خواجہ کاکیؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا۔ والدہ کے زیرِ سایہ تعلیم و تربیت ہوئی۔ ۵ برس کی عمر میں مولانا ابو حنفص سے ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم کی تعلیم پائی۔ سترہ سال کی عمر میں خواجہ معین چشتیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور خرقۂ خلافت پایا۔ دن رات میں ۵۰ رکعت نماز ادا کرتے اور ہر رات تین ہزار درود شریف کا ورد کرتے تھے۔

آپ سیاحت کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ غزنی، سمرقند اور بغداد گئے۔ وہاں شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے فیضیاب ہوئے۔ اسی مجلس میں خواجہ نجم الدین ابو یوسف چشتیؒ سے بھی شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ دہلی کے سفر میں ملتان جا کر شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ سے ملاقات کی۔ آپ کی دیانت و مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ اخیر عمر میں بالکل نہ سوتے تھے۔ ہمہ وقت استغراق و مراقبہ میں ہوتے۔ نماز کے وقت آنکھ کھولتے تجدید وضو کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ ہر روز دو بار کلامِ پاک ختم کرتے تھے۔ سورہ یوسف کی برکت سے انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا تھا۔ محفلِ سماع میں اس شعر پر جانِ جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

"کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زمان از غیب جانِ دیگر است"

آپ کا سالِ وفات ۶۳۳ھ ہے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کے جنازہ کی نماز ایسا شخص پڑھائے گا جس نے کبھی حرام کاری نہ کی ہو، عصر کی سنتیں قضا نہ کی ہوں اور ہمیشہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کی ہو۔ یہ شرائط صرف سلطان التمش کی ذات میں پوری ہوتی تھیں اس لیے اسی نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپ کی تصنیف میں ایک کتاب "فوائد السالکین" آپ سے منسوب ہے جو ملفوظات پر مشتمل ہے جنہیں خواجہ فرید احمد گنج شکرؒ نے جمع کیا ہے۔ مشائخ چشتیہ سلوک میں پندرہ درجے شمار کرتے ہیں ان میں ایک کشف و کرامات کا ہے اس درجہ کے حاصل ہونے پر سالک اپنی ذات کو ظاہر نہ کرے ورنہ بقیہ درجات سے محروم رہ جاتا ہے۔ ان کے نزدیک منصورؒ طالبِ کامل نہ تھا اس لیے کہ اس نے اسرار ظاہر کر دیے۔ آپ کے خلفاء میں بابا شکر گنجؒ، شیخ محمود بہاری، سید محمود جاجیری، سلطان ناصر الدین التمش، حمید الدین ناگوری، شیخ جلال تبریزی، نظام الدین اولیاء مشہور ہیں۔

شجرہ و تذکرہ سیّد منہاج راستیؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۴	سید منہاج راستیؒ
۱۳	سید تاج الدین جیلانیؒ
۱۲	سید عبدالرحمٰن جیلانی
۱۱	سید عبدالکریم شہیدی
۱۰	سید اسمٰعیل شہیدی
۹	سید مصطفےٰ الشہیدی
۸	سید حسن
۷	امام علی رضاؒ

سید منہاج راستیؒ آٹھویں صدی ہجری یعنی ۷۶۲ھ میں پھلواری شریف تشریف لائے اور یہیں مستقلاً قیام پذیر ہوئے اور ۷۸۶ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔

سید منہاج راستیؒ کی دوسری البیہ سماۃ بی بی آمنہ بنت شاہ اسمٰعیل کرجیؒ کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ مندرجہ ذیل دیہاتوں میں پھیل گئی۔

(۱) عشری (۲) بدلپورہ (۳) مصطفےٰ پور کمگول۔

بہار کے مختلف سادات گھرانوں سے ان مراسمات میں ان کی جزئیت پہنچی:۔

(۱) کاکو شریف (۲) کراتے پر سرائے (۳) نیورہ (۴) تیگرہ (مونگیر) (۵) پکورا (۶) گورگاواں

آپ کی اولاد و احفاد میں سید علی اکبر اور بیرسٹر عبدالعزیز (وزیر دادگستری) بہت ہی مشہور ہوئے۔ عزیز ملت نے صوبہ بہار میں تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اہم خدمات انجام دیں۔

نوٹ:۔ علم الانساب کی رو سے شجرہ میں کم از کم دس واسطے کم درج ہوتے ہیں۔ (مؤلف)

سلہ احیاءِ وطن ص ۱۳۵

علامہ سیّد شاہ شفیق رضوی عمادپوری

مغل سرائے سے ۴ میل کے فاصلہ پر رفیع گنج ریلوے اسٹیشن واقع ہے اس کے قریب ہی عمادپور ایک مردم خیز مرخ ہے۔ جو علامہ سید شاہ حسن مرتضےٰ کے آباؤ اجداد کا مولد و مسکن ہے۔ آپ کا اسم گرامی سید حسن مرتضےٰ ہے اور تخلص شفق، آپ بہار کے سادات رضوی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۹ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ حسن رضا تھا آپ کے دادا جان خان بہادر سید کرامت علی الہ آباد کے مفتی اعلیٰ تھے۔ آپ کے والد سید حسن رضا کی وفات ۱۲۹۳ھ میں ہوئی۔ اس وقت علامہ شفق صرف چار سال کے تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم سید سجاد حسین سے ہوئی طب کی کتابیں حکیم حامد علی کوثر خیرآبادی سے پڑھیں۔ تصنیف و تالیف اور شعر گوئی کا شوق آپ کو شروع ہی سے تھا۔ ۱۸۹۲ء میں آپ نے حضرت امیر مینائی لکھنوی کی شاگردی اختیار کی۔ امیر مینائی لکھنوی کی وفات ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔

علامہ شفق کے تلامذہ میں علامہ سید عباس سریر کاہری بہت مشہور ہیں۔

تصانیف:۔

ثمرۂ عقیدت (۲) آئینۂ پیغمبر (۳) تحفۂ گیارہم (۴) خفیۂ نوبہار (رباعیات) (۵) اتہذیب الآفاق (۶) غنقب البروج (۷) تحقیق سخن (۸) محبوب سخن (۹) اصناف سخن (۱۰) رکن عروضی، (۱۱) گنجینۂ تاریخ۔

علامہ شفق رضوی عمادپوری کا وصال ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں ہوا۔

سلہ ماہنامہ المیب پھلواری شریف اکتوبر ۱۹۶۸ء ص ۱۸۔

بیرسٹر عبدالعزیز (عزیزِ ملّت)

(شجرۂ نسب ص۲۰۳)

والد ماجد کا اسم گرامی سید حفاظت حسین تھا جو کزارے حکیم کے نام سے مشہور تھے۔ وہ مشہور حکیم تھے۔ راجہ مہاراجہ بھی علاج معالجہ کے لیے رجوع ہوتے تھے۔ ایام طفلی ہی میں عبدالعزیز کے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انہیں جسٹس شرف الدین کلکتہ ہائی کورٹ کی سرپرستی حاصل تھی ان سے انہوں نے کسب علم و دانش کیا۔ سید علی امام اور سید حسن امام اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔ پٹنہ کالیجیٹ اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سینٹ کولمبس کالج ہزاری باغ میں بی اے میں داخلہ لیا۔ گریجویشن کے بعد ان کے بہنوئی صاحب نے انہیں بیرسٹری کے لیے لندن بھیجنے کا بندوبست کیا۔ مسٹر عزیز لندن میں سات سال مقیم رہے۔ مضمون نویسی کا بڑا شوق تھا۔ فصیح و بلیغ انگریزی لکھتے اور بولتے تھے ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی جس کی صدارت قائداعظم نے کی ۱۹۱۲ء میں لندن سے واپس ہو کر کلکتہ میں پریکٹس شروع کی اور بہت جلد مشہور ہو گئے ۱۹۳۵ء میں اسمبلی میں پہنچے ۱۹۴۲ء میں نظام حیدرآباد اسٹیٹ میں صدر المہام رہے آپ کے بنگلہ کا نام رضوان تھا۔ قائداعظم پٹنہ میں اسی مکان میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

سیّد رحیم الدین استھانوی ایڈیٹر الپنچ پٹنہ

(شجرۂ نسب ص۲۰۲)

استھانواں سید رحیم الدین استھانواں کے مشاہیر میں سے تھے۔ وہ الپنچ پٹنہ کے ایڈیٹر تھے اور اپنے زمانہ کی مشہور شخصیت تھے۔ ان کے صاحبزادہ مولانا سید احمد ندوی راقم کے رحمت اللہ ہائی اسکول ڈھاکہ میں اردو کے استاد تھے۔ جن کے صاحبزادہ سید ابوظفر علی احمد اکاؤنٹس آفیسر ایچ پی آر کراچی راقم کے مشفق کرم فرماؤں میں سے ہیں سید احمد ندوی صاحب کا کراچی میں ۱۹۶۰ء میں انتقال ہوا۔

۱؎ اعیان وطن ص۱۳

جسٹس سیّد امیر علی و انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ، شرف آباد۔ کراچی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	امام علی رضا شہیدؒ
	کی اکتیسویں پشت
	میں قرار پائے
۳۸	سید محمد صادق فضل
۳۹	نامعلوم
۴۰	سید احمد فاضل
۴۱	سید سعادت علی
۴۲	جسٹس سید امیر علی
۴۲	سید امداد علی برادر امیر علی
۴۳	سیدہ قمر النساء بیگم
۴۴	عبدالرحمٰن انسپکٹر آف پولیس
۴۵	انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ
	نسبہ پدر انیس الرحمٰن
۴۵	انیس الرحمٰن
۴۴	عبدالرحمٰن
۴۳	شیخ رحم علی
	شیخ کرم علی

سید صادق علی خاں امام علی رضا شہیدؒ کی اکتیسویں پشت میں شہید میں تولد ہوئے۔ یہی جسٹس سید امیر علی کے خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا ۱۷۳۹ء میں جب سلطنت مغلیہ از انتقامی کا شکار رہی اور محمد شاہ رنگیلا میش و عشرت میں پڑ گیا تو نادر شاہ بادشاہ ایران موقع سے فائدہ اٹھا کر دہلی پر حملہ آور ہوا اور دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ نادر شاہ کی فوج میں سید صادق علی خاں کے پوتے سید احمد فاضل بھی ایک اہم عہدہ پر فائز تھے۔ نادر شاہ تو واپس ایران چلا گیا مگر سید احمد فاضل نے دہلی میں رہائش اختیار کر لی۔ جب دہلی میں حالات ناموافق ہوئے تو ان کے فرزند سید سعادت علی نے اودھ کے نواب وزیر علی کے دربار میں پناہ لی پھر ایک وقت آیا کہ وہ اودھ سے بنگال منتقل ہو گئے۔

سید سعادت علی کے پانچ فرزند تھے (۱) سید وارث علی (۲) سید امداد علی، (۳) جسٹس سید امیر علی (۴) سید تائب علی (۵) سید عباس علی۔

سید امداد علی کی دختر سیدہ قمر النساء کا عقد شیخ رحم علی بن شیخ کرم علی سے ہوا جو بھیورہ، بہار شریف پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ سید وارث علی کی زوجہ کا نام آرہ والی بیگم تھا جو ملکی عدم کی رہنے والی تھیں۔ سید امیر علی ۱۸۴۹ء میں کلکتہ کے نزدیک چنسورہ میں پیدا ہوئے اور آپ کا سال وفات ۱۹۲۸ء ہے۔ سید امیر علی ایک مشہور مؤرخ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے اسلامی تاریخ پر متعدد کتابیں لکھیں جن میں ان کی ایک کتاب "تاریخ صدر اسلام" بہت مشہور ہوئی۔ سید امیر علی نے مسلمانوں کی بہت سی تنظیموں کو منظم کیا اور

۱؎ اسکیچ اینڈ لائف آف سید امیر علی از جی اے نیٹس اینڈ کمپنی مدراس ص۲

ان کے دوش رواں رہے وہ بر صغیر کے مشہور و معروف قانون داں کی حیثیت سے تسلیم کیے جاتے ہیں وہ مرتل جسٹس کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔

انیس الرحمٰن وکیل انیس الرحمٰن ۸ مئی ۱۹۱۹ء کو موتیہاری میں پیدا ہوئے وہیں سے میٹرک کیا۔ جامعہ عثمانیہ سے انٹر کیا اور مولانا مناظر احسن گیلانی کے شاگرد بھی رہے۔ علیگڑھ یونیورسٹی سے بھی مستفیض ہوئے۔ پٹنہ سے ایم اے ایل ایل بی کیا۔ مسلم نیشنل گارڈز موتیہاری کے سالار رہے اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر، تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن رہے۔ وہ مصنف، مترجم، شاعر اور مضمون نگار ہونے کے علاوہ مشہور وکیل بھی ہیں اس وقت شرف آباد کراچی میں اقامت پذیر ہیں۔ بر صغیر بلا کے ذہین، طباع شخصیت کے مالک ہیں۔ ترحم کا درد ان کے دل میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ سید سلیمان ندوی فاؤنڈیشن کے روح رواں ہیں۔ اردو میں سید سلیمان ندوی میموریل اسکول بھی چلا رہے ہیں۔ عزیز ملت اسکول اور گنج بھی انہیں کا قائم کردہ ہے۔ آپ پچاس کتابوں کے مصنف ہیں۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا

اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) یہ (دین اسلام ہی) تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے

(القرآن)

نمونۂ کلام

اے سرزمینِ بہار

آبشاروں، جوئباروں کوہساروں کی زمیں — سبزہ زاروں، مرغزاروں لالہ زاروں کی زمیں
نسترن نرگس کی سرسن کے نکھاروں کی زمیں — موتیا کی اور چمیلی کی بہاروں کی زمیں
اے نواری اور جوہی کے خماروں کی زمیں — خوشنما چمپا کی خوشبوؤں کے ماروں کی زمیں
رات کی رانی کی اور گل کے نظاروں کی زمیں — کوئلوں کی اور پپیہوں کی ہزاروں کی زمیں
فاختہ کے ہدہدوں کے دل کے تاروں کی زمیں — اور طیورِ نغمہ خواں کے گلعذاروں کی زمیں
بجلیوں کی بارشوں کی اور شراروں کی زمیں — وہ مسلسل زندگی کے شاہکاروں کی زمیں
آم کی لیچی کی جامن کی اناروں کی زمیں — لہلہاتی کھیتیوں کی نو بہاروں کی زمیں
دھان کی گیہوں کی پٹ سن کی چنائل کی زمیں — لمبے کی کوئلے کی ابرق اور پاروں کی زمیں
اے بگھانوں کی زمیں اے سبزیوں کی سرزمیں — بھینی بھینی خوشبوؤں، گجروں کی ہاروں کی زمیں
اے دل ہندوستاں اے روح مشرق کا شباب — ہُن برستا ہے جہاں اُن مایہ زاروں کی زمیں
غیرتِ اسلام پر مٹ جانے والوں کی زمیں — ان جیالوں کی زمیں ان شہسواروں کی زمیں

ان کے خوں سے سرزمین پاک کی تخلیق ہے
جاں نثاروں، جاں سپاروں، سوگواروں کی زمیں

(انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ)

شجرہ وتذکرہ
سیّد فضل علی رہوی، بہار شریف

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۳	سید فضل علی
۲۲	سید کرم علی
۲۱	سید سیف الدین
۲۰	سید محمد امین
۲۹	سید محمد معصوم عرف شہباز
۲۸	سید مخصوص
۲۷	سید جان
۲۶	سید زیبا
۲۵	سید چاند
۲۴	سید اخوند میر
۲۳	سید بڑے
۲۲	سید سالار
۲۱	سید ظفر الدین
۲۰	سید مبارک
۱۹	سید علی شیر
۱۸	سید علی اکبر
۱۷	سید علی اصغر
۱۶	سید عبداللہ
۱۵	سید علاء الدین
۱۴	سید محمد شہید
۱۳	سید نوح
۱۲	سید ابراہیم
۱۱	سید عبدالرزاق
۱۰	سید عبدالمطلب
۹	سید محمد یوسف
۸	سید امام حسن
۷	سید علی رضا

سیّد فضل علی مرضع رہوی بہار شریف، پٹنہ کے ایک عابد و زاہد اور صوفی بزرگ گزرے ہیں، آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید کرم علی تھا۔

آپ کے چار حقیقی برادر تھے۔

(۱) سید شاہ افضل علی

(۲) سید شاہ جمعیت علی

(۳) سید شاہ معصوم علی

یہ چاروں بھائی مسماۃ بی بی فاطمہ کے بطن سے تولد ہوئے جو سید کرم علی کی زوجہ اولیٰ تھیں۔ سید فضل علی کی شادی مسماۃ بی بی واصلہ سے ہوئی جن سے سید ابوالقاسم پیدا ہوئے۔ سید فضل علی حضرت منعم پاکؒ سے بیعت تھے۔

سید فضل علی ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ انہوں نے مثنوی ہیر رانجھا اردو میں تحریر کی ہے جس میں چار سو پچاسی اشعار ہیں۔

سلہ صوفیائے بہار اردو ص ۵۲ تا ۵۵

شجرہ محمد طٰہٰ کمال آبگلوی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۵	سید محمد طٰہٰ کمال آبگلوی
۴۴	ڈاکٹر سید شاہ عبدالسبحان
۴۳	سید امانت حسین شہدی
۴۲	سید شاہ حمایت حسین
۴۱	سید شاہ کرامت حسین
۴۰	شاہ برہان الدین رضوی بلخی
۳۹	قاضی رفیق اللہ
۳۸	مخدوم سید شاہ محمود
۳۷	مولانا سید شاہ محمد مبارز رضوی شہیدؒ

کمال آبگلوی کی ولادت ۱۹۱۰ء میں آبگلہ میں ہوئی۔ وہ حضرت مینا شہدی کی اولاد و احفاد میں سے تھے۔ مینا رضوی شہدی ایران کے شہر بلخ وارد ہوئے اور شاہی جامع مسجد دہلی کے امام و خطیب مقرر ہوئے۔ ان سے سید کمال تک کم از کم ۲۰ پشتیں گزری ہیں۔ لیکن صرف ۱۹ اسمائے گرامی درج ہوئے ہیں حضرت علیؓ سے مینا شہدی تک ۲۱ یا ۲۲ پشتیں گزری ہیں۔ قاضی سید شاہ رفیق اللہ نبیرہ سید شاہ مینا شہدی کو پرگنہ گیا صوبہ بہار کا عہدۂ قضا پیش کیا گیا اور ۵۰۰ بیگھہ زمین جاگیر میں عطا کی گئی۔

نوٹ:۔ قدیم بستی آبگلہ موجودہ آبادی سے چند گز کے فاصلے پر جانب شمال زیر دامن کوہ آباد تھی۔ آثار قدیمہ میں مسجد کا پختہ بنگی چبوترہ اور قبرستان آبگلہ کی پہاڑی کے دامن میں اب بھی موجود ہے۔ قاضی سید بڑے قاضی رفیق اللہ کے نواسے تھے وہ آبگلہ ہی آسودۂ خاک ہیں جو دوسری جہت سے مینا شہدی کے پوتے کے پوتے تھے۔ سید احمد اللہ (مصنف) مسلم شعراء بہار کے پردادا میر مصاحب علی کھرجیا، ضلع پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آبگلہ میں ان کی شادی ہوئی تھی اس لیے آبگلہ ہی میں آباد ہو گئے تھے۔ حضرت مینا شہدی رضوی کے پوتے قدیم آبگلہ ہی میں آباد ہوئے تھے۔ گویا قدیم آبگلہ ۵۵۰ سال تک آباد رہا۔ آخر کار گردش ایام نے اسے ویران کر دیا۔

میر مصاحب علی حضرت آدم صوفیؒ کی اولاد میں سے تھے۔

سلہ مسلم شعرائے بہار جلد چہارم ص ۱۶۳ تا ۱۶۸

علامہ سید سلیمان ندوی دیسنوی

(شجرۂ نسب ص۲۰۲)

ابو نجیب اسم گرامی اور عرف سید سلیمان ندوی ہے ۱۸۸۴ء میں دیسنہ میں تولد ہوئے اور ۱۹۵۳ء میں ارتحال ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی حکیم سید ابو حبیب صاحب سے دیسنہ میں حاصل کی۔ چند ماہ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ بہار میں پڑھا۔ ۱۹۰۱ء میں مولوی محمد احسن استھانوی کے ساتھ دارالعلوم ندوہ گئے اس وقت دارالندوہ کے اراکین مولانا محمد علی مونگیری، شاہ سلیمان پھلواروی اور مولانا شبلی تھے ۱۹۰۲ء میں جب شبلی نعمانی اس کے ناظم ہوئے تو سید سلیمان ندوی کو اپنی تربیت میں لے لیا۔

۱۹۰۷ء میں لکھنؤ میں دستار بندی کی تقریب تھی حاضرین مجلس نے علامہ کا امتحان لینے کی غرض سے عربی میں فی البدیہہ تقریر کرنے کی فرمائش کی۔ خواجہ غلام الثقلین نے موضوع تجویز کیا "ہند میں اشاعت اسلام"۔ سید سلیمان ندوی نے ایسی دلکش اور جامع تقریر کی کہ سارا مجمع عش عش کر اٹھا۔ مولانا شبلی اس قدر خوش ہوئے کہ اپنا عمامہ بھرے مجمع میں شاگرد کے سر پر رکھ دیا۔ ۱۹۰۸ء میں آپ ندوہ میں استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۰ء میں "الہلال" کے ایڈیٹر ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں دکن میں کالج کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں علامہ شبلی نعمانی کی وفات کے بعد سیرت النبی کی تکمیل میں لگ گئے، جو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۳۳ء میں سر راس مسعود، ڈاکٹر اقبال کے ساتھ شاہ افغانستان کی دعوت پر کابل گئے۔ ۱۹۳۸ء میں مولانا محمد علی کی قیادت میں وفد کے ساتھ یورپ گئے۔ ۱۹۴۹ء میں حج کیا۔ ۱۹۵۳ء میں ڈھاکہ تاریخی کانفرنس کی صدارت کی۔

۱؎ نسب نامہ دیسنہ ص۲۰۲ تا ۲۰۵ تاریخ بارہ گیاں ص۳۶ تا ۳۸

نسب پیدی

اسمائے گرامی

ڈاکٹر سید مجتبیٰ رضوی

سید عبدالغفار

سید محمد خلیل مختار

میر امجد علی

میر دائم اللہ

سید محمد ماہرو

سید محمد کلیم (اولاد)

مینا مشہدی رضوی (آبگلہ)

نسب مادری

ڈاکٹر پروفیسر سید محمد مجتبیٰ رضوی

ڈاکٹر پروفیسر مجتبیٰ رضوی کا تعلق موضع آبگلہ کے مشہور رضوی خاندان سے ہے جو مینا مشہدی رضوی کی اولاد میں سے آپ کے والد کا نام سید عبدالغفار ہے جو آبگلہ کے رہنے والے تھے اور ان کے دادا جان کا اسم گرامی سید محمد خلیل مختار ہے جو سید آباد پرسائیں (کاکو) سے تعلق رکھتے تھے۔ پروفیسر مجتبیٰ رضوی کے نانا مولوی سید محمد کاظم وکیل موضع حسن پورہ نزد پھلواری شریف اور دریاپور سے تعلق رکھتے تھے جن کے پردادا میر دائم تھے ملاحظہ ہو فارسی کا ایک مصرعہ "کلیم از ماہرو دائم امیر است"

پروفیسر صاحب ۱۹۲۴ء میں موضع پھلواری میں تولد ہوئے۔ پرائیوٹ طور پر میٹرک کیا۔ بی این کالج پٹنہ سے انٹر اور گریجویشن کیا۔ ۱۹۴۶ء میں ایل ایل بی میں داخلہ لیا۔ ۱۹۴۷ء میں ملٹری اکاؤنٹس میں ملازم ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان ہجرت کی۔ چاٹگام میں سرکاری فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو بحری جہاز سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے اور ۶ جون ۱۹۴۸ء کو کراچی آمد ہوئی۔ ۱۹۵۱ء میں آپ نے سندھ یونیورسٹی سے ایم اے فرسٹ پوزیشن میں کیا اور اردو کالج کراچی سے منسلک ہو گئے جہاں دس سال تک آپ تاریخ و سیاسیات کے صدر شعبہ رہے۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء میں آپ مرکزی حکومت کی اوورسیز اسکالرشپ پر اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن گئے جہاں سے آپ نے جیو پالٹکس میں پی ایچ ڈی کیا آپ پورے پاکستان میں اس مضمون میں واحد پی ایچ ڈی ہیں اس لیے آپ کو "مسٹر جیو پالٹکس" کے خطاب سے نوازا گیا۔

مینا مشہدی رضوی (آبگلہ)

اولاد

۱۲ مئی ۱۹۸۵ء کو آپ کو بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ میں شعبہ سیاسیات قائم کی تعمیر و کام سپرد کیا جو آپ نے بطور احسن انجام دیا۔ ۱۹۸۶ء میں آپ کراچی واپس آئے۔ جب سے آپ مینا الاقوامی

تعلقات عامہ کے شعبہ میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ اور جامعہ کراچی سے اعزازی طور پر منسلک ہیں۔ آپ صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ کی کئی کتابیں شہرۂ آفاق ہیں۔ فزیٹیر آف پاکستان ایک بے حد معلوماتی اور تحقیقی مقالہ ہے جس کا بڑا چرچا ہوا اور اس کو غیر معمولی تصنیف قرار دیا گیا۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۷	سید صبیح محسن
۴۶	سید محمد محسن
۴۵	حاجی محمد حسین
۴۴	بی بی مریم فوجیہ خانم
۴۳	حکیم سید ابجد حسین
۴۲	میر ریاض علی
۴۱	میر فہیم اللہ
۴۰	میر عشق اللہ
۳۹	میر فرخ شیر
۳۸	میر خداوند
۳۷	میر سید حسن
۳۶	میر شمس الدین
۳۵	میر ابو النصیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حیدر جہان
۲۹	سید علی
۲۸	سید شاہ جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجیزی[1]

سیّد صبیح محسن دیسنوی

کنٹرولر پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن۔ کراچی

سید صبیح محسن ۲۲ دسمبر ۱۹۳۶ء کو عظیم آباد، بہار میں تولد ہوئے۔ آپ نے بی ایس سی کرنے کے بعد سماعت میں ایم اے کیا۔ آج کل ریڈیو پاکستان میں کنٹرولر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کے کئی ڈرامہ سیریز پاکستان ٹیلیویژن سے ٹیلی کاسٹ ہوئے۔ آپ نے صحافت میں بڑا نام پیدا کیا۔ آپ اردو انگریزی کے متعدد قومی روزناموں اور رسالوں میں کالم نویس اور مضمون نگار رہے۔ ریڈیو پاکستان کے رسالہ "آہنگ" کے مدیر اعلیٰ بھی رہے۔

سید صبیح محسن کی طرز نگارش پر مولف کا مختصر تبصرہ

صبیح محسن صاحب اردو ادب کے صف اول کے مزاح نگار ہیں۔ شائستگی اور شگفتگی ان کی زبان کا طرۂ امتیاز ہے۔ وہ خوبصورت انداز میں معاشرہ کی المناک حقیقتوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ صبیح محسن چھپے رستم ہیں ظاہر میں سنجیدہ نظر آتے ہیں لیکن باطن میں نہایت شگفتہ مزاج واقع ہوئے ہیں ان کے قلم کی کاٹ سے کوئی باہر نہیں وہ تو شجرے اور نسب ناموں کے جھول کے پول بھی کھولتے نظر آتے ہیں۔ منافقتار ناانصافیوں سے انہیں چڑ ہے طنز کرتے ہوئے بھی وہ اعتدال اور شرافت کا دامن تھامے نظر آتے ہیں۔ ان کے قلم کی کاٹ کی کرب نشاط انگیز ہی نہیں بلکہ طمانیت تاثیر رکھتی ہے انہوں نے مزاح نگاری میں بہت جلد ایک باعزت مقام حاصل کر لیا ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ آمین۔

---

[1] نسب نامہ دیسنہ از سید نجم الہدیٰ دیسنوی ص ۲۱۳ [2] نسب نامہ دیسنہ ص ۶۲

نوٹ: سید غلام محی الدین سید محمد عاشق کے حقیقی برادر تھے جن کی اولاد میں پرنسپل معین الحق استھانوی اور سید محمد احسن وکیل پٹنہ ہیں۔ (نسب نامہ دیسنہ ص ۶۱)

باب ۱۱ سادات نقوی — شجرۂ نسب اولادِ امام نقی الجوادؑ

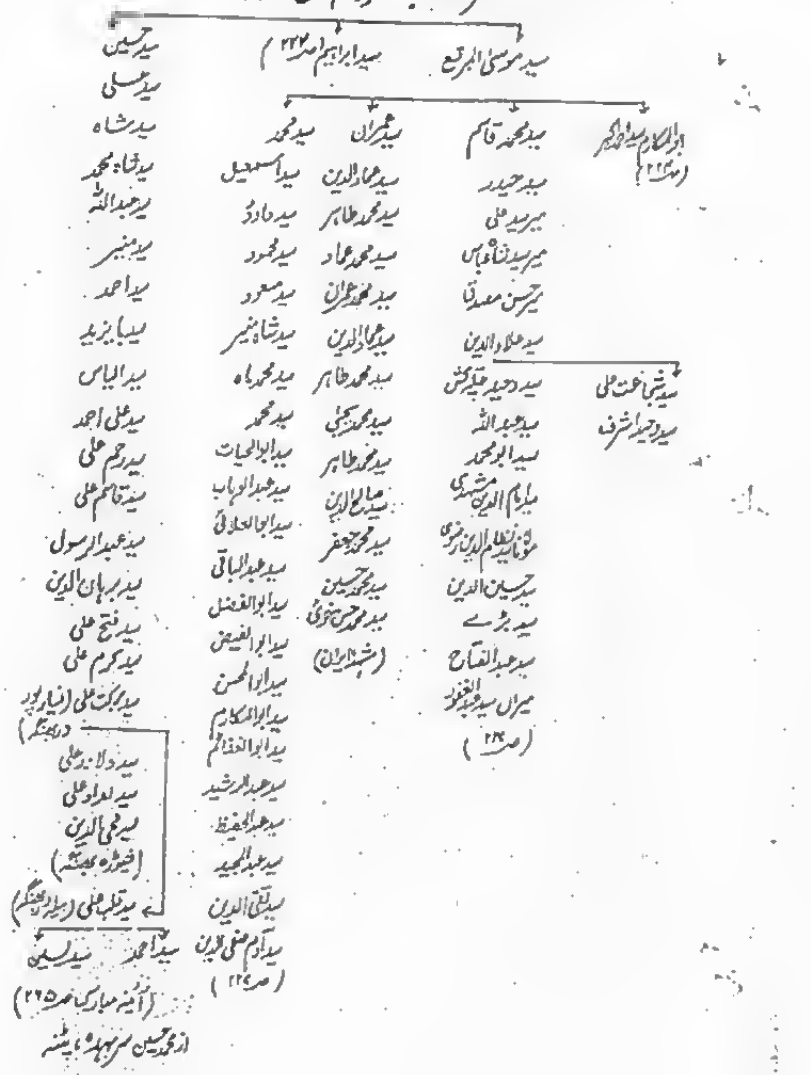

شجرۂ نسب اولادِ سید ابراہیم بن امام تقی الجوادؑ

اولاد سیّد حامد (چاند)

(شجرہ صفحہ ۲۲۲)

سید شاہ ابراہیم زندہ دل (اکاکر) (متوفی ۱۱۹۹ھ) — سید جلال دانشمند

سید محمد باقی

سید مبارز

سید ابوالحسن

میر سید محمد

میر سید اسلم جعفری

سید غلام جعفر

میر سید علی ابراہیم پیر میاں (پیر بیگمہ)

میر مومنات کریم

سید جعفر علی — سید سجاد علی

سید شاہ حسین علی (بانس بیگمہ)

سید اجمل سجاد — فضل سجاد

شاہ سجاد — سید حمید سجاد

حکیم حسن سجاد — شاہ اصغر سجاد — سید یٰسین — سید سجاد احمد

سید ظفر سجاد

لہ نسب نامہ جعفری از سید احمد سجاد جعفری (ص ۱۰۹، ۱۳۷)

شجرۂ نسب اولاد سید ابوالمکارم سید احمد اکبر بن سید موسیٰ المرتقع

سید محمد اعرج — سید حسین

سید احمد نقیب (ص ۲۲۵)

سید محمد اشرف

سید علی

سید نظام الدین

سید یوسف

سید فضل اللہ

سید اسحٰق

سید حیدر

سید کبیر الدین

سید سراج الدین

سید محمود

سید شمس الدین

سید شہاب الدین

سید سلطان

سید عبدالرحمٰن

سید محبوب

سید نصیب شاہ

سید آفاق

(ص ۲۲۷)

سید موسیٰ

سید احمد ثانی

سید موسیٰ ثانی

سید یحییٰ

سید حسن

سید عبداللہ

سید مظہر

سید جلال الدین بیابانی

سید قطب الدین یوسف

سید نظام الدین حسین

سید نصیر الدین احمد

سید ابی طالب

سید علاء الدین

سید حسین

سید تاج الدین احمد

سید لطف اللہ

سید حسین علی ہادی

سید اسحٰق مذنب کمتی

سید ابوالعباس

سید عبدالباسط

سید حسین علی

سید شہاب الدین

سید احمد کبیر

سید علاء الدین

سید وجیہ الدین

سید فرید

(ص ۲۲۸)

سید اسداللہ

سید رکن الدین

میر سلطان

سلطان امیر یحییٰ

خواجہ محمود انجیر فغنوی

سید عبداللہ ثانی

خواجہ ابو یوسف بیابانی

شجرۂ نسب اولاد سید احمد نقیب بن سید محمد اعرج

- سید احمد
  - سید موسیٰ
  - سید احمد
  - سید محمد
  - سید علی
  - سید جعفر
  - سید محمد
  - سید عیسیٰ
  - سید ابو الفتح
  - سید یاد حسین
  - سید کاظم الدین
  - سید جعفر
  - سید باقر
  - سید موسیٰ
  - سید شرف الدین (صـ ۲۲۶)
- سید یعقوب
  - سید عبد اللہ شجنش
  - سید زید
  - سید محمود
  - سید ابراہیم
  - سید عبد العزیز
    - سید زید
      - سید نور اللہ
      - سید داؤد
      - سید سیف الدین
      - سید حسن
      - سید عبد المجید
      - سید سیف الدین
      - سید علی الدین
      - سید خیر الدین
      - سید داؤد
      - سید متقن
      - سید سعید دانشمند (صـ ۲۲۶)
    - سید احمد
      - سید یعقوب
      - سید علاء الدین
      - سید فخر الدین
      - سید محمد
      - سید عمر
      - سید بڑے
      - سید محمد
      - سید نقن
      - سید محمود
      - سید عبد الرحیم
      - سید عارف
      - سید چاند
      - سید ماہ
      - سید باسط علی (زید پور ایودھیا)
- سید موسیٰ
  - سید محمد حسین
  - سید محمد حامد
  - سید عز الدین
  - سید صفی الدین
  - سید محمود
  - سید زین العابدین
  - سید محمد مخدوم سید الاولیاء گدڑیا باز
  - سید مبارک
  - شاہ درویش
  - شاہ محمد
  - شاہ اعلیٰ
  - سید محمد اسمٰعیل
  - سید محمد حافظ
  - شاہ عبد الرسول
  - سید شاہ غلام مبارک
  - سید شاہ غلام مصطفیٰ
  - سید شاہ غلام رسول (بیتھور شریف گیا بہار)

تجرۂ نسب اولاد سید شرف الدین

(صـ ۲۲۵)

- سید ابراہیم
- سید حفیظ احمد
- سید عزیز
- سید محمد دوست
- سید برہان
- سید محمد عباد
- سید محمد ہادی
- سید محمد متقی
- سر سید احمد خاں (علی گڑھ یوپی)

اولاد سید سعید دانشمند

(شجرۂ نسب صـ ۲۲۵)

- سید اشرف دانشمند
  - سید کمال
  - سید جمال
  - سید غفور
  - عبد الرحمٰن
  - عبد اللہ علی
  - میراں نرم علی
  - حامد علی
  - محمد علی
  - امداد علی
  - محب حسن
  - رضا حسن
  - زوجہ سید غلمان الحق
  - سید سلمان حیدر (جہانگیر پور ایودھیا)

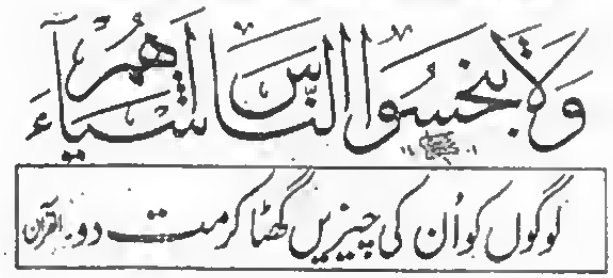

شجرۂ نسب اولاد سید آدم صفی ابن (شجرۂ نسب ص۲۳۶)

سید ابوالفیض
سید مبارک
سید فتح محمد
سید حبیب اللہ
سید ابوالمعالیؒ (لاہور)

اولاد سید میراں عبدالغفور ص۲۶۱

سید عبدالشکور (کھرتھیا، پٹنہ)
سید غریب محمد چھتجہ
سید محمد مشوق
سید غلام مخدوم
سید غلام صمدانی
سید میر علی
میر تفضل حسین
میر حبیب حسین
سید نذر الرحمن
عزیز النساء
صالحہ خاتون
سید قیام الدین (کراچی)

اولاد سید آفاق (شجرۂ نسب ص۲۳۲)

سید خلیل الرحمن
بی بی صفیہ
سید لعل علی
سید افضل علی
حکیم فیاض علی
سید عبدالقادر
(گیا، بہار)

اولاد سید فرید (شجرۂ نسب ص۲۳۳)

سید احمد
سید محمود قلندر
سید سعد اللہ
سید محمد ابراہیم
سید اسمٰعیل
سید محمد عارف
سید جمیل الدین
سید محمد وارث
سید محمد ابراہیم
سید غلام احمد
سید فضل علی شہید
سید وارث علی
سید نور بخش علی
سید ذوالاحسن
سید عجوب نبوی
(دیوبند، یوپی)

سید طین حسین (شجرۂ نسب ص۲۳۳)

سید رمضان حسین مشہدی
آقا علی احمد شہدی
سید شاہد حسین رضوی
سید عابد حسین
سید حسین علی
سید حسن علی
سید آل رضا
سید جعفر حسین
سید باقر حسین
صوفی سجاد حسین
سید احمد حسین
حکیم مولانا سید شاہ محمد حسین صاحب
حکیم شاہ بنگالی برہان الدین نقشبندی۔ عظیم آباد
کراچی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۸	سید خلیل شیخپوری
۲۷	دیوان ابو سعید
۲۶	دیوان سید جعفر
۲۵	سید اہل اللہ مبارک حسینی
۲۴	پیر سید محمد اشرف
۲۳	سید جلال دانشمند
۲۲	سید حامد چاند
۲۱	سید محمود پیارے
۲۰	سید اکبر
۱۹	سید محمد
۱۸	سید ضیاء الدین
۱۷	سید احمد
۱۶	سید شہاب الدین
۱۵	سید عبدالرزاق
۱۴	سید عبدالرحمن
۱۳	سید عبدالعزیز
۱۲	میراں سید حسین خنگسوارؒ
۱۱	سید برہان الدین
۱۰	سید ابوالمؤید
۹	سید ابراہیم
۸	امام تقی الجوادؑ

شجرہ و تذکرہ میراں سیّد حسین خنگسوارؒ شہید و شیخ سیّد خلیل شیخپوری

خاندان میراں سید حسین خنگسوار شہید ایک عرصہ سے بہار میں آباد ہے۔ اس خانوادہ میں سید شیخ خلیل شیخپوری مشہور گزرے ہیں۔

میراں سید حسین خنگسوارؒ سید ابوالفرح واسطیؒ مورث اعلیٰ سادات بارہہ کے ہمشیرزادہ تھے۔ یہ سلطان شہاب الدین غوری کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ سلطان نے ان کو مفتوحہ علاقہ اجمیر کا عامل مقرر کیا لیکن مفسدوں نے ان کو شہید کر دیا۔ ان کی تجہیز و تکفین حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے کی۔ ان کا مزار بالائے کرہ تارا گڑھ نزد اجمیر شریف مرجع خلائق ہے مشہور روایت ہے کہ وہاں اب بھی شب کے وقت نمازیوں کی تکبیر کی آواز سنائی دیتی ہے ۶۶۸ھ میں میراں سید خنگسوارؒ کی ولادت ہوئی تھی اور ۱۱۲ سال کی عمر میں ۷۷۸ھ میں آپ شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ کی اولاد شیخپورہ ضلع مونگیر، بہار کے اطراف و جوانب میں آباد ہیں۔

سلہ مخزن الانساب ص۳۱۵، کنز الانساب ص۷۹، تحقیق الانوام ص۱۰۱، گلزار ابرار ص۱۲۶

شجرہ و تذکرہ
سیّد وحید الدین چلّہ کشؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۶	سید وحید الدین چلہ کش
۱۵	سید علاء الدین
۱۴	سید شاہ حسن صدقؒ
۱۳	سید شاہ عباس
۱۲	میر سید علی
۱۱	سید شاہ حیدر
۱۰	سید قاسم
۹	موسیٰ المبرقع
۸	امام تقی الجواد
۷	امام علی رضا
۶	امام موسیٰ کاظم
۵	امام جعفر صادقؒ
۴	امام باقرؒ
۳	امام زین العابدینؒ
۲	امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۶	سید قیام الدین
۳۵	صالحہ خاتون
۳۴	عزیز النساء
۳۳	سید شاہ نذر الرحمٰن حنفیؒ
۳۲	سید تجمل حسین
۳۱	میر تفضل حسین
۳۰	سید میر علی
۲۹	سید غلام صمدانی
۲۸	سید غلام مخدوم
۲۷	سید محمد مشوق
۲۶	سید غریب محمد مجبا
۲۵	سید عبد الشکور
۲۴	میراں عبد الغفور
۲۳	سید عبد الفتاح
۲۲	سید بڑے
۲۱	سید حسام الدین
۲۰	سید نظام الدین
۱۹	سید امام الدین
۱۸	سید ابو محمد
۱۷	سید عبد اللہ
۱۶	نبیرہ سید وحید الدین چلہ کش

سیّد زین بدر عربی جانشین سلطان فاتح مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری کے مطابق حضرت مخدوم سید وحید الدین رضی شہیدی چلہ کشؒ نے خواب میں فرمایا کہ خواجہ نجیب فردوسی سہروردی ان کے حقیقی ماموں تھے۔ سید وحید الدین چلہ کش کے فرزند سید علیم الدین تھے جن کے فرزند سید امام الدین تھے۔ سید امام الدین کے دو فرزند تھے جن میں مخدوم سید علم الدین شاہ بیکہ سجادہ نشین تھے۔

مخدوم سید وحید الدین رضوی چلہ کش کا عقد ایران میں بابر بنت شیخ ذکی الدین بن مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ سے ہوا۔

مسماۃ عزیز النساء کا عقد سید نظر الدین سے ہوا جو موضع پپلاؤں کے رہنے والے تھے مسماۃ صالحہ خاتون کا عقد سید نظام الدین سے ہوا جو موضع اور نگپورہ پکورہ کے رہنے والے تھے۔

سید قیام الدین کے تین فرزند اور دو دختر ہیں۔

فرزندان (۱) سید ندیم احمد (۲) سید نرخ احمد (۳) حافظ سید عمران احمد (دختر)

دختران (۱) وقار النساء (۲) فاطمۃ الزہرہ۔ ماخذ:۔ کرسی نامہ مرتبہ سید محبوب الحق وفا استھوی

۱؎ منتخب الانساب ص۹۲ حیات ثبات۔

شاہ ابو المعالیؒ لاہوری

سید شاہ ابو المعالیؒ کی ولادت سرگودھا کے شہر بھیرہ میں یکم ذی الحجہ ۹۶۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا پدری شجرہ نسب ۲۸ واسطوں سے سید موسیٰ المبرقعؒ بن امام تقیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد سید رحمت اللہ یا سید حبیب اللہؒ کا اصل نام سید اسد الدین اور شاہ خیر الدین تھا وہ ۹۸۸ھ میں دہلی وارد ہوئے تھے۔ سید شاہ ابو المعالیؒ نے اپنے والد ماجد سے کسب علم کیا۔ علوم کی تکمیل کے بعد لاہور میں میاں میرؒ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ ۱۰۲۲ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار لاہور میں ابو المعالی روڈ پر مرجع خلائق ہے۔ آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ فارسی اور عربی زبان میں آپ نے شاعری کی ہے۔ آپ کا تخلص فرحتی تھا۔

تصنیفات

(۱) تحفۃ القادریہ
(۲) نفحات داؤدی
(۳) مرغس جاں
(۴) گلدستہ باغ ارم
(۵) زعفران زار
(۶) ہشت محفل (قلمی نسخہ)

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۸	امام تقیؒ
۹	سید موسیٰ المبرقع
۱۰	سید محمد
۱۱	سید اسمٰعیل
۱۲	سید داؤد
۱۳	سید محمود
۱۴	سید مسعود
۱۵	سید شاہ منیر
۱۶	سید محمد ماہ
۱۷	سید محمد
۱۸	سید ابو الحیات
۱۹	سید ابو الوہاب
۲۰	سید ابو المعالیؒ
۲۱	سید عبد الباقی
۲۲	سید ابو الفضل
۲۳	سید ابو الفیض اولؒ
۲۴	سید ابو المحاسن
۲۵	سید ابو المکارم
۲۶	سید ابو القاسم
۲۷	سید عبد الرشید
۲۸	سید عبد الحفیظ
۲۹	سید عبد المجید
۳۰	سید تقی الدین
۳۱	سید آدم صفی الدین
۳۲	سید ابو الفیض ثانیؒ
۳۳	سید مبارک
۳۴	سید فتح محمد
۳۵	سید حبیب اللہ
۳۶	سید ابو المعالیؒ دوم

۱؎ سیارہ ڈائجسٹ جلد دوم اولیاء نمبر ص۲۱۳

سیّد ابراہیم و سیّد محبوب رضویؒ دیوبند یوپی ہند

(شجرۂ نسب ص۲۲۵)

گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں خاندانِ سادات کے ایک بزرگ سید محمد ابراہیمؒ نے اہل اللہ کے مشورہ سے دیوبند کا انتخاب کیا۔ دہلی کی مرکزی حکومت کی طرف سے دیوبند میں قیام کے لیے مسجد اور وسیع خانقاہ تعمیر کرائی گئی اور مدد معاش کے لیے زمینیں دی گئیں۔ ہندوستان میں سادات رضویہ کا خاندان لکھنؤ خیرآباد، اور زیدپور میں موجود ہیں۔ سرسید احمد خاں بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ساتویں صدی ہجری میں سید ابراہیم کے اجداد میں سید حسین حمص سے ترکِ وطن کرکے اوش آئے اور وہاں سے ہند تشریف لائے۔ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ سے بیعت ہوئے اور سندھ میں جھکر میں اقامت گزیں ہوئے۔ وہیں ۶۹۵ھ میں وفات پائی۔ تقریباً ہر سال کے بعد شہاب الدین کی ساتویں پشت میں سید محمود قادری حمص سے ہند آئے۔ شیخ محمود لکھنؤ سے جونپور چلے گئے۔ قطب الدین بیانے دل سے خلافت حاصل کی۔ ۹۸۰ھ میں لکھنؤ میں وفات پائی۔ سید محمد ابراہیم اپنے دادا سید محمود قلندر سے سلسلۂ قادریہ شطاریہ میں بیعت تھے۔ اور اولیائے کاملین میں شمار کیے جاتے تھے آپ ۵ مرتبہ حرمین شریفین میں حاضر ہو کر حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ سید محمد ابراہیم شیخ علاء الدین چشتی کے مشورہ کے مطابق دیوبند میں قیام فرمایا تھا جہاں مسجد اور خانقاہ تعمیر کرائی اور خلقِ خدا کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ سید محمد ابراہیم نے ۵ شوال ۱۰۳۴ھ کو وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید محمد اسمٰعیل اور شاہ محمد امین، سید احمد شہید بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ میں جب دیوبند تشریف لائے تو فرمایا "یہاں سے علم کی بو آتی ہے"۔ جسے مکاشفہ اور پیشین گوئی کہا گیا اس لیے کہ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔ اس خانوادہ کے مشاہیر میں حکیم سید برکت علی، حاجی آل حسن، مولانا سید محمد میاں اور مولانا سید حامد میاں قابلِ ذکر ہیں۔

۱؎ عربی النسل مسلمان ص۳۷۳ تا ۳۸۰

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۷	سر سید احمد خاں
۳۶	سید محمد متقی
۴۵	سید محمد ہادی
۴۴	سید محمد عباد
۴۳	سید برہان
۴۲	سید محمود دوست
۳۱	سید عزیز
۴۰	سید حافظ احمد
۲۹	سید ابراہیم
۲۸	سید شرف الدین
۲۷	سید موسیٰ
۲۶	سید باقر
۲۵	سید جعفر
۲۴	سید کاظم الدین
۲۳	سید یاد حسین
۲۲	سید علی
۲۱	سید ابوالفتح
۲۰	سید عیسیٰ
۱۹	سید محمد
۱۸	سید جعفر
۱۷	سید علی
۱۶	سید محمد
۱۵	سید احمد
۱۴	سید موسیٰ
۱۳	سید احمد
۱۲	سید احمد نقیب
۱۱	سید محمد اعرج
۱۰	سید احمد اکبر
۹	سید موسیٰ البرقع
۸	امام تقی الجوادؒ

سر سیّد احمد خاں

سر سید احمد خاں کی تاریخ ولادت ۵ ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء ہے۔ آپ کے آبا و اجداد شہنشاہ اکبر کے دور میں عرب سے ہرات ہوتے ہوئے ہندوستان وارد ہوئے۔ آپ کے دادا جواد الدولہ عالمگیر ثانی کے عہد میں ایک ہزار پیدل اور ۵۰۰ سوار فوج کے منصب دار تھے۔ آپ کے والد سید محمد تقی خاں بہادر کا بھی شاہ عالم ثانی کے دور میں یہی منصب رہا۔ آپ ۱۸۳۷ء میں دہلی کے صدر امین کے سررشتہ دار مقرر ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں بجنور کے سب جج مقرر ہوئے۔ آپ کو حکومتِ برطانیہ سے خطابات بھی ملے اور آپ وائسرائے کونسل کے ممبر بھی بنائے گئے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا قیام ہے۔ آپ کا خاندانِ سادات دہلی میں ہمیشہ ممتاز رہا۔ آپ کے نانا خواجہ فرید الدین احمد خاں بہادر حکومت برطانیہ کے خاص معتمد اور شاہ دہلی کے وزیر تھے۔ وہ علوم ریاضی اور ہندسہ کے عالم بھی تھے۔ سر سید احمد خاں کی تاریخ وفات ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء مطابق ۱۳۱۵ھ ہے۔ آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

(۱) رسالہ اسباب بغاوتِ ہند

(۲) آثار الصنادید

اولاد سید حامد اور سید محمود دو بیٹے تھے۔ سید محمود کے بیٹے کا نام سید راس مسعود تھا جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی تھے۔

بہادر شاہ ظفر از رئیس احمد جعفری ص۴۵۳

پیرِ طریقت سید شاہ برہان الدین بقا نظامی

دستگیر، کراچی

حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعرات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء میں عظیم آباد میں تولد ہوئے۔ بقا صاحب کی تعلیم و تربیت مذہبی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے اساتذۂ کرام میں مولانا شاہ عبدالنان، مولانا شاہ حبیب الحق مولانا محمد لاڈلے، مولانا محمد مبین، مولانا قناعت وسی اور مولانا فرید الدین قابل ذکر ہیں۔ بقا صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا حصہ کلکتہ شہر میں گزرا۔ ۱۹۴۷ء میں عظیم آباد سے میٹیا برج کلکتہ تشریف لائے۔ ۱۹۶۶ء میں مستقل پاکستان ہجرت کی۔ آخر کار ۱۹۶۹ء سے کراچی میں اقامت پذیر ہیں۔ آپ کا آبائی پیشہ طبابت اور جواہر شناسی تھا۔ آپ کو علم نجوم میں بھی مہارت حاصل ہے۔ آپ نے حضرت معروف امیٹھویؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ یہ انہیں بزرگ کا فیضان ہے کہ بقا نظامی ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے ابھرے۔ شاعری میں وہ مائل لکھنوی کے تلامذہ میں رہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ "میں تقریباً چالیس برسوں سے طبابت اور شاعری کر رہا ہوں۔"

بقا نظامی صاحب کا نسب پدری سادات رضوی ہے اور نسب مادری کی رو سے وہ شیخ صدیقی ہیں۔ آپ کے خاندان کے مورثِ اعلیٰ آقا محمد علی رضوی نیشاپوری ایران سے افغانستان ہوتے ہوئے ہندوستان

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۵	حکیم سید شاہ برہان الدین بقا نظامی
۲۴	حکیم سید شاہ محمد حسین رضوی
۲۳	علامہ سید شاہ احمد حسین رضوی
۲۲	سید شاہ سجاد حسین
۲۱	سید شاہ باقر حسین
۲۰	سید شاہ جعفر حسین
۱۹	سید شاہ آلِ رضا
۱۸	سید شاہ حسن علی
۱۷	سید شاہ حسین علی
۱۶	سید شاہ عابد حسین
۱۵	سید شاہ زاہد حسین رضوی
۱۴	آقا محمد علی رضوی
۱۳	آقا احمد علی رضوی
۱۲	سید شاہ زوار حسین
۱۱	سید سبطین حسین
۱۰	سید شاہ احمد
۹	سید موسیٰ البرقع
۸	امام تقی الجواد
۷	امام علی رضاؑ

نوٹ: سلسلہ شجرہ میں ۲۰ تا ۱۷ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں۔

۱ بقا صاحب کے خسر صادق حسین بن صفدر حسین معزول بادشاہ اودھ واجد علی شاہ کے ساتھ لکھنؤ سے کلکتہ آئے تھے وہ بادشاہ کی فوج میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔

ہوئے۔ اور پانی پت کرنال میں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔ یہ مغل بادشاہ فرخ سیر کا دورِ حکومت تھا۔ آقا محمد علی رضوی بڈھا کھیرا پانی پت گنج سیداں کرنال میں آسودۂ خاک ہیں۔ ان کے نامور فرزند سید شاہ زاہد حسین رضوی پنجاب سے نقل مکانی کر کے مویہار پہنچے جہاں وہ شیر گھاٹی ضلع گیا میں قیام پذیر ہوئے اور یہیں مدفون ہوئے۔ یہ خاندان گیارہ پشتوں تک عظیم آباد میں رہا۔ سید شاہ زاہد حسین کی آٹھویں پشت میں علامہ سید شاہ احمد حسین رضوی تولد ہوئے جن کا شمار عظیم آباد کے جید علماء اور معتبر مرجع انام میں ہوتا ہے۔ علامہ کے ایک فرزند حکیم مولانا سید شاہ محمد حسین رضوی پیدا ہوئے جو عظیم آباد کے ذی علم بزرگ اور ماہر طبیب تھے یہی بزرگ بقا نظامی کے والد ماجد تھے۔ بقا صاحب کی سگی بہن رابعہ خاتون پرنسپل مہاراجہ بتیا گرلز کالج گلزار باغ پٹنہ کا

۱۹۲۷ء میں ہوا۔ بقا صاحب کی ہمشیرزادی کا نام بلقیس بیگم ہے جو امام رضا سکن منگل تالاب پٹنہ کی زوجہ ہیں۔ بقا صاحب کے بھائی سید ذاکر حسین زکریا کا انتقال میٹیا برج میں ۱۹۶۸ء میں ہوا۔ نقش بقا ان کا پہلا مجموعہ کلام تھا۔ دوسرا مجموعہ صہبائے بقا پروفیسر ستار شاہی نے ترتیب دی اور ایک کتاب مکتوبِ بقا کے نام سے چھپی۔ بقا نظامی سلاسلِ تصوف میں چار سلسلوں سے مستفیض ہیں انہیں نظامی چشتی قادری سہروردی اور نقشبندی سلاسل طریقت سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔ وہ برصغیر کے ایک منفرد صوفی شاعر، ادیب، خطیب، طبیب اور جامع کمالات شخصیت کے مالک ہیں۔

تصنیفاتِ بقا

(۱) نقشِ بقا (۲) صہبائے بقا (۳) مکتوبِ بقا (۴) مطلب القلوب (۵) مرآۃ بندگی (۶) انتخاب دیوان یادگار معروف (۷) مجربات درویشی (۸) رباعیاتِ بقا (۹) لوائے حمد (۱۰) انوارِ بندگی (فارسی سے ترجمہ)

شہپرِ جبریل (مجموعہ نعت شریف)
محرمِ راز (مجموعہ غزلیات)
چشمِ وا (مجموعہ مقالات)

شجرہ نسب اولاد عبداللہ جعفر بن امام نقی ہادیؑ

- سید ابو طاہر قاسم
  - سید عباس
  - سید حسن
  - سلطان سعید
  - سلیمان
  - سید علاؤ الدین
  - سید جمال الدین چادر کش
  - زوجہ بی بی بارکہ
  - سید عبداللہ
  - سید ابو محمد
  - سید امام الدین
  - سید حسام الدین
  - سید شاہ ممتاز
  - سید میراں
  - سید زبیر
  - سید قاسم محی الدین
  - ملا سید رازی
  - سید رحیم اللہ
  - پیر علی درویش
  - (بہار)
  - (کتاب الانساب ص۸۳)
  - سید محمد
    - سید طاہر
      - سید محمد آفاق
      - سید ابو القاسم
      - موسیٰ اعلیٰ
      - سادات بقوی
      - (بہار)
    - سید زید
      - سید اسحٰق
      - سید احمد
      - سید یعقوب
      - سید محمد
      - سید ضمیر
      - میر سید شاہد
      - میر سید عبدالعزیز
      - سید خضر
      - سید محمد
      - (کتاب الانساب ص۶۲)
- سید ابو طالب حمزہ
  - سید نظام الدین
  - سید عیسیٰ باقر
  - سید زین الدین
  - سید شہاب الدین گردیزی
- سید علی اصغر (اشقر) (ص۲۳۶)

شجرہ نسب اولاد سید علی اصغر (اشقر) ابن عبداللہ جعفر بن امام ہادی نقیؑ

- سید عبداللہ علی بحر (ص۲۳۷)
  - سید احمد
    - سید محمد
    - سید محمود
    - سید جعفر
    - سید عبدالمعید سبزواری
    - سید قطب عبدالفتاح فرسوئی
    - سید عثمان فرسوئی
    - سید عبداللہ فرسوئی
    - سید شہاب بزرگ
    - سید سراج الدین
    - سید شہاب ولی
    - ملا علیم الدین
    - قاضی سیدینا
    - ملا عبدالمقتدر سنجھی جونپوری
    - سید عبدالوہاب
    - سید عبدالفتاح المتقدم
    - سید عبدالقادر
    - سید عبدالرحیم
    - سید جمال الدین
    - سید زین الدین
    - سید کریم منعتیانہ
    - سید انور علی
    - سید سراج الدین
    - (میرزادگی بہار)
  - سید محمد (ص۲۳۱)
    - سید محمود
    - سید محمد شیرازی
    - سید احمد
    - سید محمد حسین
    - سید احمد حسین الحسینی
    - (پیر مراد مکی ملتان)
    - بندگی جنید ثانی
    - بندگی شاہ نظام الدین
    - (بہار)
  - سید اسمٰعیل
    - سید عقیل ناصر
    - سید اشرف ہکدون
    - سید شریف حمزہ
    - سید اکرم جعفر ثانی
    - سید افضل زید
    - سید قاسم منور
    - سید ابراہیم النور
    - سید شجاع احمد
    - سید محمد بخاری
    - سید صدرالدین خطیب
      - سید بدرالدین
      - سید علی مرتضیٰ
      - سید تقی الدین
      - سید عثمان الحرام
      - سید بایزید
      - شیخ اولیاء
      - شاہ نعمت اللہ
      - شاہ عبداللہ
      - شاہ عزیز اللہ
      - شاہ کرامت اللہ
      - شاہ عصمت اللہ
      - (مظفر پور بہار)
      - سید تاج الدین
      - میر خلق صدق
      - سید تاج الدین ثانی
      - سید ابوالغیث
      - سید عبداللہ
      - سید ہادی شاہ
      - سید علوی شاہ
      - سید موسیٰ شاہ
      - مخدوم شاہ مجید حقانی
      - (دوہری سندھ)

شجرۂ نسب اولاد سید ابو عبداللہ علی اکبر بن سید علی اشقر (ص ۲۳۵)

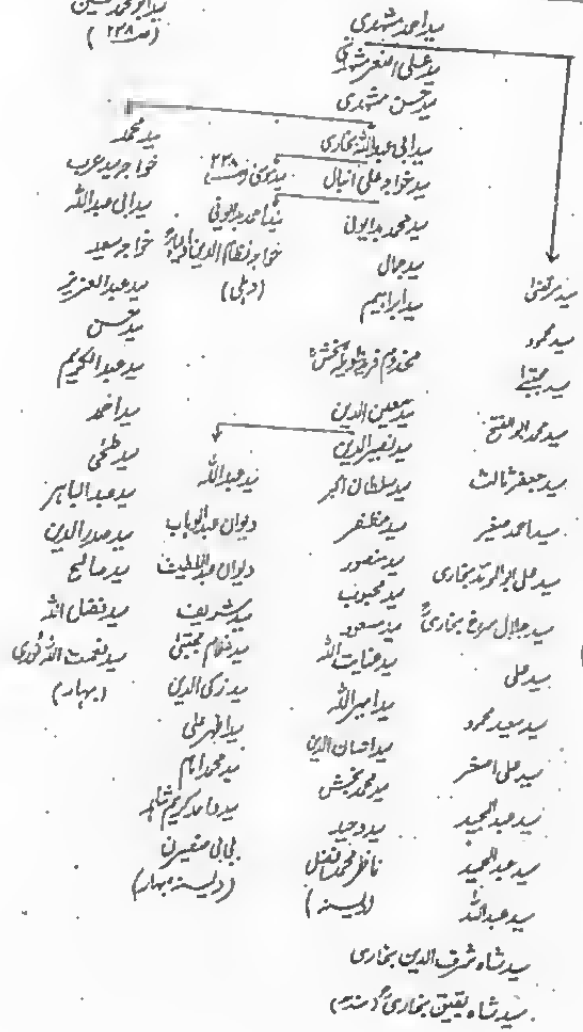

اولاد سید موسیٰ
(شجرہ نسب ص ۲۳۷)

سید عبدالرحمٰن
سید عبداللہ
خواجہ ابو بکر
خواجہ عزیز
سید کمال الدین
سید عبدالرشید
مخدوم سید احمد
مولانا سید دولت
سید فضل اللہ
سید حسن
سید عبدالسمیع
سید محمود
سید نعمت اللہ
سید خیر اللہ
سید نسب اللہ
سید نجیب فخری
سید غلام میر
سید کمال الدین
حافظ سید علیم الدین
(میر ہاڈ گیا بہار)

اولاد سید ابو محمد الحسین
(شجرہ نسب ص ۲۳۸)

سید محمد
سید ابو جعفر ابراہیم
سید ابو نصر مہمام
سید ابو الحسن محمد
سید ابو نصر یوسف مغربی چشتی
سید قطب مودود چشتی

سید نجم الدین ابو احمد
سید رکن الدین محمد
سید نظام الدین احمد
سید قطب الدین محمد
سید ضیاء الدین محمد
سید داؤد الدین محمد
سید تقی الدین محمد
سید قطب الدین محمد
سید نظام علی
سید ناصح محمد خواجگی
سید منتخب ابو الاعلیٰ جعفر
سید سفاء الدین عبدالعلی
سید عبدالمحی (ص ۲۳۹)

سید خواجہ منصور
سید سنان ثانی
سید محمد حسان
سید عبدالرحمٰن
سید برہان الدین
خواجہ اسداللہ بخاری
سید عبداللہ چشتی
سید قطب الدین
سید تاج محمد حقانی
ص ۲۳۹

سید جلال حیدر
(شجرہ نسب ص ۲۴۱، ۲۴۷)

۲۳۔ جہانیاں جہاں گشت
۲۲۔ سید احمد کبیر
۲۱۔ سید جلال سرخ بخاری
۲۰۔ سید علی ابو المعید مبزواری
۱۹۔ سید احمد صغیر
۱۸۔ سید جعفر ثالث
۱۷۔ سید محمد ابو الفتح
۱۶۔ سید مجتبیٰ
۱۵۔ سید محمود
۱۴۔ سید مرتضیٰ
۱۳۔ سید احمد ابو یوسف
۱۲۔ سید ابی عبداللہ علی اکبر
۱۱۔ سید علی اصغر (اشقر)
۱۰۔ سید جعفر ثانی
۹۔ امام آتی رح

اولاد سید عبدالحئی

(شجرۂ نسب صـ۲۳۸)

- سید عبدالصمد
- سید عبدالغنی
- سید زاہد عبدالشکور
- سید عبدالہادی
- سید نانک عبدالباقی
- سید عبدالولی
- سید عارف عبدالمعز
- سید متقی وارث علی
- سید زاہد حسین
- سید احمد حسین
- سید ابوالاعلیٰ مودودی (لاہور)

اولاد سید تاج محمود حقانی

(شجرۂ نسب صـ۲۳۵)

- سید عبدالقوی
  - سید عبداللہ
  - سید احمداللہ
  - سید محمد امین
  - سید سیر علی
  - سید احمد علی
  - سید وارث علی شاہ (دیوہ شریف)
- سید ضیاءاللہ
  - سید شاہ ولی
  - سید امام الدین
  - سید شیر علی
  - سید مراد علی
  - سید شجاعت علی
  - سید محمود علی
  - سیدہ آمنہ خاتون زوجہ سید علی رضا رسوی
  - سید حسن رضا (اُستاد مؤلف)
- سید شاہ فیض اللہ
  - سید محمد ملیح
  - سید رشن حسین
  - سید فخرالدین پنجکوڑی
  - سید شجاعت حسین
  - سید واجد حسین
  - سید محمد قاسم
  - سید محمد ہاشم فاضل شمسی شیخ پورہ، مونگیر (مدفون سید آباد سندھ)

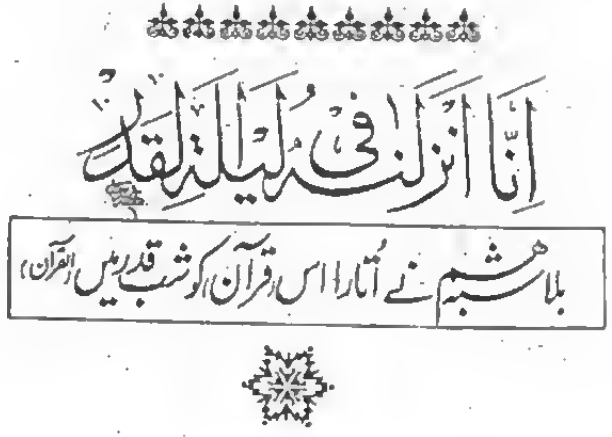

سادات بخاری دہاڑمی، بھکر (پنجاب)، شجرہ سید جماعت علی شاہ (پنجاب)

- مخدوم جہانیاں جہاں گشت[1]
- سید ناصر محمود
- سید فضل اللہ
- سید عبدالجلیل بخاری
- سید احمد عبدالقادر داؤد شریف
- سید محمود
- سید فتح
- سید جمال
- سید احمد
- سید لطیف
- سید کبیر
  - سید حامد شاہ حسین
  - سید فرنگ یار علی
- شیر شاہ
  - محمد چراغ شاہ
  - سید گل شاہ
- سید امیر شاہ
  - سید اللہ بخش مصطفےٰ شاہ
  - نوہار شاہ
- سید رحم شاہ
- ۹- امام نقی رح
- ۱۰- جعفر ثانی
- ۱۱- اصغر علی
- ۱۲- سید اسمٰعیل
- ۱۳- سید وکیل
- ۱۴- سید ہارون
- ۱۵- سید حمزہ
- ۱۶- ابوالمکارم زید
- ۱۷- سید ہاشم
- ۱۸- سید محمد شاہ
- ۱۹- سید ابراہیم
- ۲۰- سید محمد مکی (بھکری)
- ۲۱- صدرالدین محمد خطیب
- ۲۲- سلطان شاہ
- ۲۳- نیک نظر شاہ
- ۲۴- سید حاجی شاہ
- ۲۵- سرفتح شاہ
- ۲۶- یار محمد شاہ
- ۲۷- پیر محمد شاہ
- ۲۸- رکن الدین
- ۲۹- معین اللہ
- ۳۰- جعفر شاہ
- سید محمد شاہ
- سید محمود شاہ
- ۲۱- سید محمد قاسم علی
- ۲۲- سید محمد شاہ
- ۲۳- حاجی شاہ
- ۲۴- نعیم اللہ
- ۲۵- اللہ داد شاہ
- ۲۶- تسال شاہ
- ۲۷- ابراہیم شاہ
- ۲۸- بہادر شاہ
- ۲۹- جمال شاہ
- ۴۰- سید بیگ محمد شاہ
- ۴۱- معصوم شاہ
- ۴۲- سید علی شاہ
- ۴۳- سید رفیق شاہ
- ۴۴- ملوک شاہ
- ۴۵- روشن شاہ
- ۴۶- سید کبیر شاہ
- ۴۷- سید پیر شاہ
- ۴۸- احمد شاہ
- ۴۹- بی بی کرم الٰہی
- ۵۰- سید شاہ
- ۵۱- سید جماعت علی شاہ (سالار عجم صـ۲۲۳)

(سادات نقوی خیر پور ٹامیوالی، پنجاب)

پروفیسر ڈاکٹر سید
عبدالرحمٰن ہمدانی
(مصنف سالار عجم)

---

[1] سالار عجم صـ۱۵، [2] سالار عجم صـ۲۲۳، سادات نقوی خیر پور ٹامیوالی، پنجاب۔

شجرۂ نسب اولاد سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سید علی اشتنقر

(شجرہ نسب صفحہ ۲۲۶)

شجرۂ نسب اولاد سید ناصر الدین مجنوں جہاں گشتؒ (صفحہ ۲۲۸)

- سید اسمٰعیل وجیہ الدین
- سید کبیر الدین
- سید حسن قطب بخاری
- شہاب عبداللہ قطب
- سید شاہ راجو
- دیوان ابراہیم بخاری
- دیوان فضل بخاری
- سید محمد طیب
- سید محمد تقی
- سید محمد نقی
- سید بدرالدین
- سید احمد علی
- سید امیر علی
- سید عابد علی
- سید محمد تقی
- سید عباس حسین
- سید دلاور حسین
- سید محمد طیب
- سید ابوالعباس
- سید منظور عباس
- سید مسعود عباس نقوی
- ڈپٹی سیکریٹری
- (اسکارڈو، اسکردو)

- سید ذکی الدین بزرگ
- سید شاہ نظام الدین
- سید ذکی الدین ثانی
- سید شاہ مجتبیٰ قتالؒ
- سید محمد حافظ
- سید ولی دانشمند
- سید برہان الدین
- سید عمر
- سید فرید
- سید ولی اللہ
- سید عبداللہ
- سید فہیم اللہ
- سید احمد اللہ
- سید اسد علی
- سید حبیب حسین
- سید دلاور حسین
- سید عبدالمجید
- سید عبدالقدوس
- سید عبدالودود
- (میراں بیگھہ گیا، بہار)

- سید محمد رضا
- سید محمد سفیان
- سید محمد رضا
- سید ابوالحسن
- حاجی رئیس حسین ہزاری (ہزاری)
- سید محمد معز الدین
- سید سراج الدین
- سید عبدالحمید
- سید عبدالعزیز
- سید حبیب الدین
- سید مخدوم بڑے
- سید ابوالفتاح سلمانی
- سید شاہ عبدالغفار
- سید شاہ محمد اولیاء
- سید شاہ محمد درویش
- سید محمد پناہ
- سید شاہ مرجان علی
- سید شاہ محمد علی (کاکو)
- سید شاہ امیر اکبر
- سید شاہ نصیر حسین (بہار)
- (مصنف گلزار نسیم)
- شاگرد داغ دہلوی

(آثار کاکو از سید شاہ غفور الرحمٰن احمد کاکوی صفحہ ۱۱۰،۴۱)

اولاد سید جلال حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۲۸)

- سید ناصر الدین محمود
- سید احمد کبیر شاہ

- سید ابوالفتح
- سید رکن الدین
- سید جلال ثالث
- سید راجو شہید
- سید جلال رابع
- سید تاج الدین
- سید محمد اکبر
- سید علی اصغر
- سید لطف علی
- سید عزیز اللہ
- سید لطف اللہ
- سید اولاد علی انوچنگ
- سید اولاد حسن
- نواب صدیق حسن
- سید نور الحسن
- نواب سید نجم الحسن
- قاضی سید رشید الحسن
- (خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی)

- سید رکن الدین
- سید جلال ثالث
- سید راجو شہید
- سید جلال رابع
- سید تاج الدین
- سید محمد اکبر
- سید علی اصغر
- سید لطف علی
- سید عزیز اللہ
- سید لطف اللہ
- سید اولاد علی انوچنگ
- سید اولاد حسن
- نواب صدیق حسن
- سید نور الحسن
- نواب سید نجم الحسن
- قاضی سید رشید الحسن
- (سالار دمندہ)

- سید شاہ فاروق
- سید عبدالکریم
- سید عبدالعزیز
- سید عبدالسبحان
- سید عبدالغنی
- سید شاہ احمد
- سید محمد شاہ
- سید کمال
- سید جعفر شاہ
- سید جمال
- سید احمد شاہ مجذوبی
- سید فضل علی شاہ
- سید احمد جمال عابد حسین
- سید محمد طاہر
- سید شعیب
- سید شاہد احمد
- سید اقبال احمد
- ۱۹۳۔ ای جہانگیر روڈ
- (غزنی کراچی)

- سید ملا الدین
- سید عبدالرحمٰن
- سید محبوب
- سید خضر
- سید رستم
- سید پارسے
- سید عالم
- سید تربتی
- سید یار محمد
- سید محمد صالح
- سید معشوق علی
- سید دلاور علی
- سید افضل علی
- سید علی اعظم
- زوجہ سید میر ولی حسین (کریار)
- سید جمال الدین
- زوجہ سید نجم التوحید
- عالیہ
- شاہ نواز
- (بہار)
- سید بشیر الدین
- ساجدہ خاتون
- سید محمد جمیل
- (۱۹۱۔ ای جہانگیر روڈ غزنی کراچی)

اولاد سید علیم الدین بن سید جمال الدین محمود بن سید جلال حفید جہانیاں جہاں گشت رح (شجرۂ نسب ص۲۲۵)

- سید جلال الدین
- سید اسلام الدین ثانی
- سید نظام الدین
- سید صفی الدین
- سید موج دریا رح (لاہور)

- سید ابو شاہ عالم
  - سید میراں
  - سید میراں ثانی
  - سید حامد
  - سید برہان الدین
  - سید نظام الدین
  - سید فتح اللہ
  - سید علی
  - سید ابراہیم شاہ حیدرآباد
    - سید عبداللہ شاہ
    - سید جعفر شاہ
    - سید عبداللہ شاہ
    - سید جلال شاہ
    - سید ابو اسحٰق شاہ
    - سید عبدالقادر شاہ
    - سید محسن شاہ
    - سید فضل علی شاہ
    - سید قائم شاہ
    - سید امیر علی شاہ
    - سید حاتم شاہ
    - سید علی بخش شاہ
    - سید علی گل شاہ
    - سید غلام قادر شاہ
    - ہبڈا اشر (نصیر پور سندھ)
  - سید محمد شاہ
    - سید فرید
    - سید نظام الدین
    - سید فرید ثانی
    - سید حضور شاہ
    - سید فرید ثالث
    - سید حضور ثانی
    - سید عبدالرزاق
    - سید عبدالرحیم شاہ
    - سید جان محمد بھٹہ (لاڑکانہ)
      - خانی محمد شاہ شہید
        - حاجی یار محمد شاہ
        - خلیفہ پیر پگارا
        - (خلیفہ یار محمد)
      - سید محمود شاہ
        - سید غلام حیدر عثمان علی شاہ
        - سید اللہ بچایو شاہ
        - خلیفہ یار محمد
        - (اوڈیرو لال سندھ)

- سید سراج الدین بخاری
  - سید امام الدین "
  - سید شمس الدین "
  - سید نظام الدین "
  - سید فرید الدین "
  - سید قطب الدین "
  - سید شمس الدین "
  - مخدوم سید علاء الدین بخاری قتالی
  - سید عبدالرسول بخاری
  - سید علی ولی اللہ "
  - سید ضیاء الحق محی الدین "
  - سید شاہ قدم رسول "
  - سید شاہ سمیع الدین "
  - شاہ مبارک علی "
  - سید شاہ کریم بخش "
  - سید شاہ واحد حسین "
  - سید شاہ نظیر الحسن "
  - سید شاہ نظر الدین "
  - سید محمد احسن "
  - سید سخیا راد الدین "
  - (داماد مؤلف)
  - (بڑی بیا مونگیر بہار)

اولاد مخدوم سید فرید طویلہ بخش رح

(شجرۂ نسب ص۲۲۷)

- سید شاہ بڑے
  - سید شاہ قطب الدین
  - سید شاہ ذکریا
  - سید شاہ یحییٰ
  - سید کریم الدین
  - سید علیم الدین
  - سید محبوب
  - سید شاہ محمد
  - سید غلام فرید حیدر
  - سید غلام شعیب
  - سید امام بخش
  - سید معزت حسین
    - سید حسن عبدالصمد جلال الدین
      - سید عبدالرشید
      - سید عبدالقدوس (اورنگی)
      - سید مہدی حسن
        - علی مختار فیض الحسن
        - سید نجم الحسن
        - سید فخر الحسن
        - سید عین الحق
      - سید شاہ ابو محمد قطب الدین
        - سید محمد عبداللطیف
        - سید شاہ حبیب
          - بلقیس زوجہ
          - سید پرویز
          - سید انعام الحق (اورنگی سیکٹر ۸)
      - سید ابو سعید نصیر الدین
        - سید محمد نونس
        - سید شاہ محمد شفیع
- سید شاہ معین الدین
  - سید شاہ نصیر الدین
  - سید بہاء الدین
  - سید شاہ عبداللہ
    - سید عبدالوہاب
      - سید جمال الدین
      - سید شاہ کمال الدین
      - سید شاہ غلام محمد
      - سید معزالدین
      - سید علیم الدین
      - سید شاہ اسحٰق (پیر مرڈیا)
      - سید شاہ عطا حسین (دانا پور، پٹنہ، بہار)
    - سید عبداللطیف
      - سید محمد شریف
      - سید غلام مجتبےٰ
      - سید شاہ حبیب اللہ
      - سید شاہ جمال اللہ
      - سید تاج الدین ابوالفیض
      - سید شاہ امید علی
      - سید شاہ عطاء الحق ابوالحسنات شاغل فریدی (مجیری مسکین، بہار شریف، پٹنہ)

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رح

(شجرۂ نسب ص۲۳۱)

اسم گرامی محمد لقب محبوب الٰہی، نظام الدین اولیاؒ تھے۔ ان کے دادا سید علی اور نانا سید عرب اہم جد تھے۔ شیخ نظام الدین کا خاندان بخارا سے ہجرت کر کے لاہور آیا اس کے بعد بدایوں میں سکونت پذیر ہوا۔ اسی شہر میں ماہ صفر ۶۳۳ھ میں محبوب الٰہیؒ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جب وہ ۵ سال کے ہوئے تو یتیم ہو گئے۔ ان کی والدہ بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں ان کی ابتدائی تعلیم بدایوں میں ہوئی۔ مولانا علاء الدین اصولی سے بقیہ تعلیم حاصل کی۔ مولانا شمس الدین سے حدیث کا درس لیا۔ مولانا کمال الدین زاہد سے مشارق الانوار کا درس لیا۔ اپنے مرشد بابا گنج شکرؒ سے عوارف المعارف پڑھی۔ نظام الدین اولیاؒ کو بابا گنج شکرؒ سے ملاقات کا شوق بیدار ہوا۔ چنانچہ بابا کی نیابت کا حال سن کر اجودھن پہنچے تو بابا نے ان کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ　　سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اور اسی وقت کلاہ چہار ترکی سر سے اتار کر اپنے مرید کے سر پر رکھ دی، نظام الدین اولیاء مرشد کی صحبت میں ۶۵۵ھ سے ۶۵۶ھ تک رہے اور فیضیاب ہوتے رہے۔ دوران تربیت وہ اور شیخ جمال الدین ہانسویؒ ایک ہی پیالہ میں ساتھ کھاتے تھے۔ فیض و تبرکات حاصل کر کے محبوب الٰہی دہلی واپس آئے۔ جب بابا گنج شکرؒ کا وصال ہوا تو اپنے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا عطا کردہ عصا اور خرقہ مولانا بدر الدین اسحٰق کی معرفت ملا۔ علاء الدین صابرؒ بھی بابا گنج شکرؒ کے مرید تھے۔ امیر خسروؒ کے نانا عماد الملک اور والد امیر سیف الدین لاچین بھی حضرت محبوب الٰہیؒ کے حلقہ ارادت میں تھے۔ امیر خسروؒ پر بھی مرشد کی تربیت کا اثر ہوا وہ ۴۰ سال تک عالم الدہر رہے۔ امیر خسروؒ ایک بے بدل شاعر اور ادیب تھے مگر اپنی شاعری کے کمالات کو محض اپنے مرشد کے لعاب دہن کی برکت خیال کرتے تھے۔ وفات سے ۶ ماہ روز قبل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور برابر آنکھوں سے آنسو جاری

ملہ بزم صوفیہ ص۱۸۱

رہتے وفات سے کچھ قبل بتوسط خواص سے متعلقہ چیزیں خلفاء کو عطا کیں اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کو بابا فرید گنج شکرؒ کا عنایت کیا ہوا مصلیٰ خرقہ، تسبیح اور عصا حوالے کیا اس کے بعد صبح کی نماز پڑھی اور جب آفتاب طلوع ہو رہا تھا تو یہ آفتاب دین مستور ہو گیا۔ تاریخ وفات چہار شنبہ ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ ہے۔ مزار پر انوار دہلی میں مرجع خلائق ہے۔ روضہ مبارک کی عمارت سلطان محمد بن تغلق نے بنوائی۔ ساری عمر تجرد میں گزار دی۔

حضرت محبوب الٰہی کی تصنیفات حسب ذیل ہیں:-

(۱) فوائد الفواد (۲) افضل الفواد (۳) راحت المحبین (۴) سیر الاولیاء، اول الذکر خواجہ حسن سنجری نے مرتب کیا ہے۔ فوائد الفواد کو ہر زمانہ میں مقبولیت حاصل رہی۔ امیر خسروؒ نے بھی اپنے مرشد کے ملفوظات افضل الفواد کے نام سے مرتب کیے ہیں۔ مگر اس کو زیادہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ برٹش میوزیم میں فارسی مخطوطات میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے ملفوظات میں ایک کتاب راحت المحبین بھی ہے جس میں ان کے ایک نامعلوم مرید نے ۶۸۹ تا ۷۰۹ھ تک کے ملفوظات درج کیے ہیں۔ خواجہ سید محمد مبارک امیر خورد نے بھی سیر الاولیاء میں خواجگان چشت کے حالات اور محبوب الٰہیؒ کے ملفوظات درج کیے ہیں۔

خلفاء حضرت محبوب الٰہیؒ کے خلفاء کی فہرست بڑی طویل ہے۔ بعض مشہور و معروف خلفاء کے اسم گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۲) حضرت امیر خسروؒ (دہلی) (۳) شیخ قطب الدین منور (ہانسیؒ) (۴) شیخ حسام الدین حسنؒ (پاک پٹن) (۵) شیخ برہان الدین غریب (دولت گریؒ) (۶) شیخ حسام الدین سوختہؒ (سانبھر) (۷) شیخ اخی سراج الدینؒ (مالدہ، بنگال) (۸) خواجہ شمس الدین دہاریؒ (ظفر آباد) (۹) شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندرؒ (پانی پت) (۱۰) حضرت شیخ منتجب الدینؒ (خلد آباد) (۱۱) خواجہ سالار ہن (چین)

مخدوم سیّد شاہ جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ

(شجرۂ نسب ص۲۴۸)

آپؒ کا اسم گرامی سید حسین جلال الدین اور لقب جہانیاں جہاں گشت ہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ شعبان ۷۰۷ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۳۰۸ء بروز جمعرات عین شب برات کو مقام اوچ شریف ہوئی۔ آپ کا دو سال ۸ ماہ سال کی عمر میں ۷۱۰ھ بروز عید الاضحیٰ ہوا اور آپ اوچ شریف ملتان میں مدفون ہوئے جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سلطان سید احمد کبیر بخاریؒ اور چچا سید محمد بخاریؒ سے علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا۔ آپ کا مطالعہ بہت عمیق اور وسیع تھا۔ وہ عالم متبحر، حافظ قرآن اور ماہر علم الکلام تھے۔ آپ شیریں کلام، با اخلاق اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ سلطان محمد تغلق نے انہیں شیخ الاسلام مقرر کیا اور ۴۰ خانقاہیں آپ کے تصرف میں دیں۔ آپ نے حج بیت اللہ کا قصد کیا اور سات سال تک مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں گزارے جہاں آپ نے شیخ عبداللہ یافعیؒ اور عبداللہ مطریؒ سے فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں آپ عالم اسلام کی سیاحت کو روانہ ہوئے۔ آپ یمن، عدن، دمشق، لبنان، بصرہ، کوفہ کربلا، نجف اشرف، شیراز، تبریز، بلخ، نیشاپور، خراسان، سمرقند، غازرون، بحرین اور غزنی کی سیاحت کرتے ہوئے اپنے وطن اوچ شریف ملتان لوٹے۔ جہانیاں جہاں گشتؒ نے ۲۰ بزرگوں سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

(۱) سید احمد کبیر سہروردیؒ (والد) (۲) قوام الدین خلیفہ رکن الدینؒ (۳) رکن الدین ابو الفتحؒ (۴) شیخ مکہ عبداللہ یافعیؒ (۵) شیخ مدینہ عبداللہ مطریؒ (۶) شیخ شرف الدین محمود شاہؒ (۷) شیخ نجم الدین کبریٰؒ (۸) سید محمد بخاریؒ (چچا) (۹) نظام الدین اولیاءؒ (۱۰) قطب الدین منورؒ (۱۱) نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۱۲) قطب عدن فقیہہ یعسالؒ (۱۳) ابو اسحٰق گازرونیؒ (۱۴) امام الدینؒ (۱۵) حمید حسینیؒ (۱۶) سید احمد کبیر رفاعیؒ (۱۷) نجم الدین اصفہانیؒ (۱۸) حضرت خضر علیہ السلام (۱۹) اوحد الدین حسینیؒ (۲۰) شیخ نور الدینؒ

۱؎ جہانیان جہاں گشت ص۷

جہانیان جہاں گشتؒ کے ملفوظات و تصنیفات

(۱) ترجمہ قرآن (فارسی) (۲) ترجمہ رسالہ مکیہ (فارسی) (۳) اربعین مرفیاء (۴) سر العارفین و سیر الطالبین (۵) جامع العلوم (۶) سراج الہدایہ (۷) مقرر نامہ (۸) خزانۂ جلالی (۹) جواہر جلالی (۱۰) اعمال و اشغال فوائد (۱۱) فوائد الخاصین (۱۲) مظہر جلالی (۱۳) مناقب مخدوم جہانیان۔

حضرت مخدوم کے تین صاحبزادے تولد ہوئے (۱) سید محمد (۲) سید عبداللہ بخاریؒ (۳) سید نامر الدین محمودؒ (۴) دختر جو سید شرف الدین مشہدی سے منسوب ہوئیں۔ سید محمد بخاریؒ دکن چلے گئے۔ سید عبداللہؒ دہلی میں آباد ہو گئے۔ سب سے بڑے بیٹے نامر الدین محمودؒ اوچ شریف میں رہے۔ آپ کثیر الاولاد تھے۔ صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۲۶ بعض نے ۲۸ نام گنوائے ہیں۔ دراصل یہی وہ فرزند ہیں جن کی اولاد برصغیر کے ہر گوشہ میں آباد ہیں۔

ہمعصر صوفیائے کرام | شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بہاریؒ، سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ اور شیخ علاء الدین لاہوریؒ

ہمعصر شاہان دہلی | علاء الدین خلجی، شہاب الدین خلجی، قطب الدین مبارک، ناصر الدین خسرو، غیاث الدین تغلق، محمد تغلق اور فیروز شاہ تغلق۔

خلفاء | اشرف جہانگیر سمنانیؒ، سید صدر الدین راجو قتالؒ (برادر)، سید علم الدین ترمذیؒ، سید اشرف شہیدیؒ، بابو تاج اللہ بکریؒ، سید محمود شیرازیؒ، سید سکندر بن مسعودؒ، سید علاء الدین بن سید حسینیؒ، سید شرف الدین سامیؒ اور مولانا عطاء اللہؒ

اقوال جہانگشتؒ | مکہ مدینہ کے بعد ہند و پاک کی زمین عظمت والی ہے۔ حضرت آدمؑ حوا سب سے پہلے ہند کی سرزمین کوچرا جزیرہ خضرہ پر یہاں اکثر نظر آتے ہیں۔ یہاں ابدال زیادہ پائے جاتے ہیں۔ مجرا سود کا مدخ بھی ہند و پاک کی طرف ہے۔ علم کے بغیر نسب بے کار ہے۔

۲۔ چار عورتیں ساری عورتوں سے افضل ہیں:۔ (۱) حضرت حواؑ (۲) حضرت مریمؑ (۳) حضرت عائشہؓ (۴) حضرت فاطمہؓ۔ حضرت عائشہ کی فضیلت علم و اجتہاد کی بنا پر ہے۔

جہانیان جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری ص۱۵۷

۳۔ بیع میں سونا مکروہ ہے۔ اس سے تنگیٔ عیش، کوتاہیٔ حمد اور قلتِ معاش پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ مخدوم نے راجو قتالؒ سے فرمایا "تساں راجے اساں خواجے" یعنی تم بادشاہ ہم فقیر۔

۵۔ "کھانڈا ہے پھانڈا کہاں" یہ جملہ اردو کا ہے جو پہلے پہل موضع انڈہ، کھگل باضلع بہار میں مخدوم عبداللہ شطاریؒ کے ساتھ سفر میں بولا گیا ہے۔ مطلب ہے "سب سے عرفان" کی کمی ہے۔

سید صدرالدین راجو (راجن) قتالؒ

(شجرۂ نسب ص۲۳۸)

سید[1] صدرالدین راجو قتالؒ مخدوم جہانیان جہاں گشتؒ کے چھوٹے برادر تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے مرید ہو کر برادر بزرگ سے خرقۂ خلافت پایا اور ان کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ راجو قتالؒ کو سیر و شکار کا بہت شوق تھا۔ ۸۲۷ھ مطابق ۱۴۲۳ء میں وفات پاکر اوچ شریف میں مدفون ہوئے۔ ان کے چار فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید جلال خواجہؒ (۲) شیخ روح اللہؒ (۳) سید عبدالعزیزؒ (۴) سید ابواسحٰقؒ سید ابواسحٰقؒ کا انتقال ۱۱ ذی الحجہ ۸۰۹ھ مطابق ۱۴۰۶ء کو ہوا۔

مخدوم راجو قتالؒ نے سید فضل الدین بخاریؒ بن سید ناصرالدین محمود بخاریؒ کو اپنا سجادہ بنایا۔

خلفاء مخدوم فضل الدینؒ، کبیرالدین اسمٰعیلؒ، برہان الدین قطب عالمؒ، شیخ علاء الدینؒ، شاہ داؤد قریشی، مخدوم عبدالوہابؒ، اسمٰعیل قریشیؒ، مخدوم جہاں شاہؒ، شیخ سارنگؒ۔

تصنیف اوراد کا مجموعہ "تکبیراتِ راجو قتال"

نوٹ ڈاکٹر رفیع السلطانہ نے اپنی کتاب میں "اردو نثر آغاز و ارتقا" ص۱۵ میں صدرالدین راجو قتالؒ برادر جہانیان جہاں گشتؒ اور سید یوسف حسینی راجو قتال کو ایک شخصیت سمجھ لیا ہے۔ اور جہاں گشت کے بھائی صدرالدین راجو قتالؒ کو خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کا والد بتایا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ صدرالدین راجو قتالؒ ان کے والد نہیں تھے بلکہ سید یوسف حسینی راجو قتالؒ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے والد بزرگوار تھے۔

---

[1] جہانیان جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری ص۱۵۷،

سیّد محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ مکلی سندھ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۵	سید محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ
۲۴	سید احمد
۲۳	سید محمد شیرازی
۲۲	سید محمود
۲۱	سید محمد مکی بھکری
۲۰	سید محمد شہاب احمد
۱۹	سید ابراہیم انور
۱۸	سید قاسم منور
۱۷	سید افضل زید
۱۶	سید محمد اکرم جعفر ثالث
۱۵	شاہ محمد شریف حمزہ
۱۴	شاہ محمد اشرف ایمن
۱۳	شاہ جمیل ناصر
۱۲	سید شاہ اسمٰعیل
۱۱	سید علی اصغر
۱۰	سید علی جعفر ثانی
۹	سید امام محمد علی المتوکل

سید محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ کے دادا سید محمد حسینی شیرازیؒ سلطان مبارز الدین بن مظفر الدین کے عہد میں شیراز سے سندھ وارد ہوئے۔ سلطان کا عہدِ حکومت ۷۱۳ھ تا ۷۶۵ھ تھا۔ پیر مرادؒ کی ولادت ۸۳۱ھ میں ہوئی اور وفات ۸۹۳ھ مطابق ۱۴۸۷ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار ٹھٹہ شہر کے مشہور قبرستان مکلی میں مرجع خلائق ہے۔ سید علی کلاں شیرازیؒ پیر مرادؒ کے حقیقی برادر تھے اور ان کے مرید بھی۔ ان کی ولادت ۷۹۵ھ میں اور وفات ۸۸۷ھ میں ہوئی۔ پیر مرادؒ کی سکونت ٹھٹہ شہر میں تھی۔ ان کے دو بیٹے تھے (۱) سید شاہ محمد جلال شیرازی (۲) سید شاہ جمال شیرازی، سید شاہ محمد جلال شیرازی کی ولادت ۸۳۶ھ میں ہوئی اور وفات ۹۰۳ھ میں ہوئی۔ مزار مکلی میں ہے۔ سید علی شیرازی ثانی سید شاہ جلال شیرازی کے فرزند تھے۔ ان کی ولادت ۹۳۱ھ میں ہوئی اور وفات ۹۷۱ھ میں ہوئی۔

(تذکرہ صوفیاء سندھ ص ۱۰۳)

سیّد شاہ یقیقؒ بخاری

(شجرۂ نسب ص ۲۴۶)

تحفۃ الکرام کے مصنف میر علی شیر قانع اور تحفۃ الطاہرین کے مصنف شیخ محمد اعظم ٹھٹھوی کے مطابق آپ کا اسمِ گرامی سید شاہ یقیق بخاری تھا۔

"پیر یقیقؒ وی سالک خدا آگاہ و عارف باللہ بود و کرامات آں بزرگوار بسیار و بے شمار است امراض یک چلہ بزیارت وی مداومت می نمایند راز ہر قسم کہ مرض باشد نجات می یابند گویند ایں آستانہ آں پیر یقیق است کہ در راہ مکلہ" برکنارہ آپ شور آسودہ است"

(تحفۃ الطاہرین ص ۱۰۶، مطبوعہ ۱۳۴۳ھ)

"سید الیقیقؒ بن کے معروف شمال رویہ بندر اور لکھا سلہ شش گروہی مدفون درگاہش برآرندہ حاجات دہرگونہ علیلاں راد اشفا و کرامات است" (تحفۃ الکرام (فارسی) ص ۷۳، مطبوعہ مکتبہ ہاشمی ۱۳۷۳ھ)

حضرت سید شاہ یقیق بخاریؒ کا مزار چوہڑ جمال سے ۸ کلومیٹر جنوب میں موضع "کچھ مڑھو" میں واقع ہے جو لاڑیوں سے ۵ کلومیٹر شمال میں ہے۔ قلمی نسخہ کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ۸۳۵ھ میں بخارا میں ہوئی۔ آپ اپنے جدِ اعلیٰ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ (متوفی ۷۹۱ھ) کی آٹھویں پشت میں تولد ہوئے۔ سید شاہ یقیق بخاریؒ ماں کی طرف سے حسنی سید ہیں اور والد کی طرف سے حسینی سید۔ آپ دونوں طرف سے نجیب الطرفین سید ہیں۔ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ نے پہلی شادی سلطان چنگیز خاں کی بیٹی سے کی تھی جن کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری شادی سید قاسم شاہ بخاری کی دختر نیک اختر محترمہ فاطمہ سے کی جن سے دو فرزند تولد ہوئے ایک سید علی دوسرے سید جعفر۔ سید جلال الدین سرخ بخاریؒ اوچ شریف آنے کے بعد دونوں فرزندوں کو بخارا واپس بھیج دیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد سید علی بخاریؒ دوبارہ واپس بند آگئے۔

سید شاہ یقیقؒ کے والد سید شرف الدین بخاریؒ کے ۷ فرزند تھے:

۱؎ جہانیان خاندان ص ۲۲۶، ۲۲۷، تحفۃ الاکمین ص ۱۸، تاریخ اوچ ص ۹۸، سید شاہ یقیق ص ۳ تا ۲۴

(۱) سید عبداللہ (۲) شاہ مرتضیٰ (۳) شاہ اسمٰعیل (۴) شاہ سلیمان (۵) شاہ مراد (۶) سید علی کنتوری (۷) سید شاہ یقین بخاریؒ۔ ان کی ایک دختر بھی تھیں جن کو بی بی نیک خاتون کہتے تھے۔ جب شاہ یقینؒ کی عمر شریف سات سال کی ہوئی تو والد ماجد کا ۸۴۱ھ میں انتقال ہوگیا۔ چھ ماہ بعد والدہ بھی فوت ہوگئیں۔ وفات کے وقت والد نے اپنے فرزند شاہ اسمٰعیل اور شاہ سلیمان کو وصیت کی کہ شاہ یقینؒ کو میری وفات کے بعد سندھ بھیج دینا۔ والد کی وفات کے بعد آپ کے دادا سید عبداللہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی۔ وصیت کے مطابق آپ کے بھائیوں نے آپ کو مریدوں کے ایک قافلہ کے ساتھ سفر پر روانہ کر دیا۔ اس قافلہ میں آپ کے والد کے خاص عقیدت مند سید محمد محمود شاہ شیرازی بھی تھے۔

اس زمانہ میں سیاحت ہی کے ذریعہ روحانی تعلیم ہوتی تھی۔ سب سے پہلے یہ قافلہ نجف اشرف پہنچا وہاں شاہ نے حضرت علیؓ کے مقبرہ کی زیارت کی اور فیوض و برکات حاصل کر کے کربلائے معلیٰ پر حاضری دی۔ بعد ازاں شاہ نے شیخ عبدالقادر گیلانیؒ کے مزار پر حاضری دی۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے بیت المقدس جا پہنچے اور حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یوسفؑ کے مزارات پر چلہ کشی کر کے روحانی تربیت حاصل کی۔ مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے مزارات پر حاضری دی۔ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد روضۂ رسولؐ پر حاضری دی جہاں آپ کو حضور پاک کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی شہر میں ان کی ملاقات خواجہ خضرؑ سے ہوئی جو بہترین لباس میں ملبوس تھے انہوں نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہیں ہندوستان بھجوا دوں۔ چند ماہ کی مسافت کے بعد شاہ یقینؒ ۸۵۱ھ میں ہندوستان لوٹے۔ سات سال کی عمر میں سفر پر روانہ ہوئے تھے دس سال کے بعد سترہ سال کی عمر میں سیر و سیاحت اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے بڑے بھائی سید عبداللہ کے پاس واپس گکرالہ آئے۔ آپ نقشبندی اور قادری سلاسلِ طریقت میں بیعت تھے۔ سیر و سیاحت کے عادی ہو چکے تھے۔ سکھر کے قبرستان میں چلہ کشی کی بعد ازاں حضرت سید علی ہجویریؒ داتا گنج بخش کے مزار پر لاہور میں تین سال تک چلہ کش رہے۔ ۸۵۴ھ میں واپس لوٹے تو مجسم شفا بن چکے تھے۔ اب ان سے کرامات کا صدور ہونے لگا جس کی طرف ایک نظر دیکھ لیتے وہ شفا پا جاتا۔

ایک روایت کے مطابق سید شاہ یقینؒ کی شادی سید محمد محمود شاہ شیرازی کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۲ جمادی الاول ۸۵۵ھ بعد نماز عشاء آپ کا رسمِ نکاح ادا ہوا اتنے میں ایک قریب گاؤں کی عورت روتی پیٹتی شاہ یقینؒ کے پاس آئی اور فریاد کرنے لگی کہ ڈاکوؤں نے میرے

بیٹے کو یرغمال بنا لیا ہے۔ شاہ سائیں خدا کے لیے میرے بیٹے کو بچائیں فوراً آپ اسی حالت میں سہرا باندھے اس عورت کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ڈاکوؤں کو علم تھا کہ وہ عورت شاہ یقین ہی کے پاس جائے گی چنانچہ شاہ یقینؒ کے پہنچتے ہی ڈاکوؤں نے ہتھیار پھینک دیا اور سر تن سے جدا کر دیا۔ سر تن سے جدا ہوتے ہی گردن سے کلمہ شہادت کی آوازیں آنے لگیں۔ ڈاکو سائیں کی یہ کرامت دیکھ کر تائب ہوئے بلکہ سارا گاؤں مسلمان ہو گیا۔ جہاں شادی کا رسم ادا ہوا تھا اسی جگہ آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کا مقبرہ غلام شاہ کلہوڑہ نے تعمیر کرایا تھا۔ مزار کی دیکھ بھال آپ کے خلیفہ فقیر محمود دین کیا کرتے تھے۔

شاہ بندر کا پس منظر | گکرالہ میں ڈھائی ہزار سال قبل ایک عظیم قدیم ریاست "گکراری" قائم تھی یہی وہ عظیم دھرتی ہے جسے "باب التصوف" بھی کہا جاتا ہے۔ امام تصوف حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ کے استاد حضرت شیخ ابوعلی سندھی کا تعلق بھی گکرالہ ہی سے تھا۔ گکرالہ کے بزرگ ہستیوں میں شاہ یقین بخاریؒ کا اسمِ گرامی سرِ فہرست ہے۔ جن کا ذکر تحفۃ الکرام، تحفۃ الطاہرین، تحفۃ السالکین اور دربارِ شہید وغیرہ میں موجود ہے۔

تواریخ | وقت کے ساتھ ساتھ یہاں کے ساحلی علاقوں میں کتنے ہی انقلابات آئے۔ سب سے پہلے ۵۱۶ ق م میں ایران کا بادشاہ دارا حملہ آور ہوا اور اس علاقہ پر قبضہ جمایا۔ سکندر اعظم بھی اس علاقہ میں آیا تھا۔ اس علاقے میں غوری بھی آئے۔ یہاں یونانیوں کے بعد مختلف خاندانوں کی حکومت رہی۔ بارھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے دور میں گکرالہ ایک آزاد ریاست تھی جو موجودہ کیٹی بندر، کھارچھان اور شاہ بندر پر مشتمل تھی۔ تاریخ میں گکرالہ کی سرکشی کا ذکر بار بار آیا ہے۔ یہ برصغیر کی قدیم ریاست تھی جسے غلام شاہ کلہوڑہ نے صوبہ سندھ میں شامل کیا تھا۔ اسی علاقہ میں ۱۶۶۵ء میں اورنگ زیب عالمگیر نے اورنگا بندر تعمیر کی تھی جسے تاریخ میں "گکرالہ بندر" بھی کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ بھی گکرالہ میں سیر و تفریح کے لیے آئے تھے۔ اورنگا بندر ۱۷۵۸ء تک قائم رہا۔ ۱۷۷۲ء مطابق ۱۷۵۸ء میں اورنگا بندر میں غلام شاہ کلہوڑہ بھی رہائش پذیر تھا جو آج کل ویران ہو چکا ہے۔ شاہ بندر میں ایک مضبوط قلعہ بھی تعمیر کرایا گیا تھا جس کے کھنڈرات آج تک موجود ہیں۔ ۱۷۵۷ء میں شاہ بندر ایک اہم بندرگاہ تھا۔ یہاں انگریزوں نے کوٹھیاں بھی بنوائی تھیں جو ۱۷۷۵ء میں ویران ہو گئیں۔

جغرافیہ موجودہ ٹھٹھہ ضلع کو دریائے سندھ دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ دائیں طرف کے حصہ میں ٹھٹھہ اور میرپور ساکرو ہے اور بائیں طرف مسجاول سب ڈویژن میرپور بٹھورو، جاتی، شاہ بندر اور کارو چھان تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ شاہ بندر تعلقہ کے شمال میں تعلقہ جاتی اور دریائے سندھ ہے اور جنوب میں کیرو عرب۔ اس تعلقہ کا طول و عرض ۲۰ میل اور ۲۵ میل ہے۔ شاہ بندر کا رقبہ ۱۴۹۵۶۸۴ مربع میل ہے۔ تعلقہ کے ساحلی علاقہ کو مقامی زبان میں "کچھ بھل" کہتے ہیں۔ اسی علاقہ میں سمار ندی بہتی ہے۔ آج کل یہ علاقہ سیم و تھور کا شکار ہے۔ ۱۸۹۲ء تک تعلقہ کا ہیڈ کوارٹر شاہ بندر تھا جب دریائے سندھ نے رخ بدلا تو رفتہ رفتہ یہ شہر ویران ہو گیا اور ۱۸۹۲ء میں ہیڈ کوارٹر لاڈیوں منتقل کر دیا گیا جس کی آبادی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق صرف ۱۲۸ افراد پر مشتمل ہے۔ وقت گزرتا رہا اس علاقہ میں خاطر خواہ ترقی نہ ہو سکی۔ اس تعلقہ میں جاتی، یمن، میر بحر، شیدی اور کھٹی قبائل آباد ہیں اس تعلقہ کا مشہور تجارتی مرکز چوہڑ جالی ہے۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق شاہ بندر کی آبادی ۶۶۷۵۴ نفوس پر مشتمل ہے۔

آفاتِ سماوی آفاتِ سماوی اور طبعی تبدیلیوں کے سبب اس تعلقہ کی آبادی کم ہے۔ ۱۹۰۳ء میں سمار ندی میں زبردست طغیانی آئی تھی اور ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو زبردست زلزلہ آیا تھا۔

آب و ہوا تعلقہ کی آب و ہوا مرطوب ہے اور یہاں ۷ انچ تک بارش ہوتی ہے۔

پیداوار اس علاقہ کی خاص پیداوار چاول، تیل کے بیج، سبزی، گنا اور کیلا ہے۔ آزادی کے قبل یہاں کی پیداوار شاہ بندر کے ذریعہ باہر بھیجی جاتی تھی۔ اس وقت کراچی یہاں کی فصلوں کا خاص مرکز ہے۔ یہاں کا گنا زیادہ تر ٹھٹھہ شوگر مل بھیجا جاتا ہے اور کیلا ملک کے دور دراز علاقوں میں بھیجا جاتا ہے۔

تعلیم اس تعلقہ میں ۶۰ پرائمری اسکول، ایک مڈل اسکول، ۲ ہائی اسکول اور ایک گرلز اسکول قائم ہیں جن میں ۱۳۹۸ طلبا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

صنعت برطانوی عہدِ حکومت میں شاہ بندر قلی شوروں کا مرکز تھا۔ ۱۷۶۴ء میں ۶۰ ہزار ٹن قلمی شورہ بمبئی بھیجا گیا تھا۔ ۱۸۱۹ء کے زبردست زلزلہ میں یہ بندرگاہ تباہ ہو گیا۔

نوٹ:- (۱) علامہ عبدالجلیل لاہوری بھی شاہ بندر میں مقیم تھے۔

(۲) آدم خاں بلوچ اسسٹنٹ تحصیلدار میرپور ساکرو کی روایت کے مطابق اراضی کی دستاویز کی رو سے اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں اورنگا بندر یعنی شاہ بندر کی حیثیت ایک ضلع کی تھی اور میرپور ساکرو اور کراچی اس کی تحصیل تھی۔

اولیاء و مشائخ شاہ بندر ہمیشہ سے اولیاء اللہ، درویشوں کا مسکن رہا ہے۔ حاجی ابراہیم، سید فتح علی شاہ کدی سید محمود شاہ بن سید رامن شاہ، اشرف شاہ، لکھیار پیر، جلال کھٹی، میاں محمد اور عثمان عباسی یہاں کے مشہور اولیاء گزرے ہیں۔

موئے مبارک شاہ بندر کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس موئے مبارک یہاں محفوظ ہے۔ ہر سال عید الاضحیٰ کے دن اس کی عام زیارت ہوتی ہے۔ شاہ ابراہیم خوشؒ یہ موئے مبارک لے کر آئے تھے۔

علماء و مشاہیر شاہ بندر کے اخوند خانوادہ میں علامہ عبدالقادر مشہور عالم و فقیہہ تھے۔ مولوی فتح علی منڈھو سندھ خلافت تحریک کے روحِ رواں تھے۔ سید شکراللہ قاضی شاہ بندر کے قاضی تھے حاجی محمود مشہور طبیب تھے۔

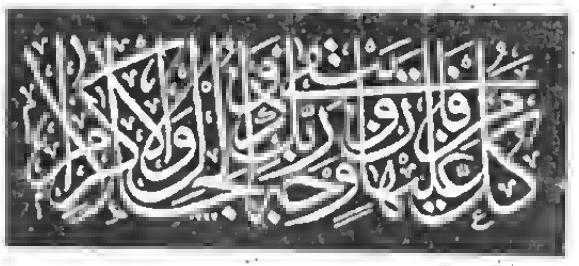

سیّد شاہ علاء الدین بخاری شطاریؒ بڑی بلیا مونگیر بہار

(شجرۂ نسب ص۲۴۲)

حضرت سید شاہ علاء الدین بخاری شطاریؒ بن سید شاہ شمس الدین بخاری ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء میں تولد ہوئے اور موضع بڑی بلیا ضلع مونگیر بہار میں رہائش اختیار کی۔ سید شاہ علاء الدین بخاریؒ ایام طفلی ہی میں والدہ ماجدہ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ پرورش سید شاہ مفید الدین بخاری نے آپ کی پرورش و پرداخت کی۔ علوم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد ۹۹۰ھ مطابق ۱۵۸۲ء میں وطن کرنیہ باد کے بندادر ہوئے۔ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے موضع بڑی بلیا میں آ بسے۔ یہ قصبہ قدیم لکھمینیہ ریلوے اسٹیشن سے متصل قومی سڑک کے بالکل کنارے آباد ہے۔ سلطان علاء الدین خلجی کی تعمیر کردہ ایک مسجد ۶۹۰ھ مطابق ۱۲۹۱ء کے کھنڈرات اب تک دیکھنے میں آتے ہیں۔ جبل مدوف میں کندہ کیا ہوا سنگِ سیاہ پر اس مسجد کا کتبہ وہاں محفوظ ہے۔

مخدوم علاء الدین بخاریؒ نے حضرت نور اللہ شطاریؒ سے بیعت، اجازت و خلافت حاصل کی تھی اور وہ حضرت عبد اللہ شطاریؒ کے مرید و مجاز مرسل خلیفہ تھے۔ شطاریہ سلاسل کا اجرا ہندوستان میں انہیں کے ذریعہ ہوا ہے۔ مخدوم علاء الدین بخاریؒ بڑی بلیا میں مدفون ہیں جہاں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

۱؎ حالات زندگی حضرت سید شاہ علاء الدین بخاری شطاری از محمد ہاشم شطاری ص۲۴ مطبوعہ دی آئیڈیل پریس سلطان گنج پٹنہ ۶

۲؎ بزم شمال (تذکرہ شعرائے شمالی بہار) از شاداں فاروقی ص۲۴۱ تا ۲۴۲، مطبوعہ ۱۹۶۲ء۔

حضرت سید شاہ مسیح الدین بخاریؒ

(شجرۂ نسب ص۲۴۳)

سید شاہ مسیح الدین حسن بخاری شطاری کی ولادت باسعادت ۱۱۱۳ھ مطابق ۱۷۰۱ء میں ہوئی۔ جائے پیدائش اور جائے مدفن موضع بڑی بلیا بیگو سرائے ہے۔ حضرت حسن بخاری بڑے ہی محترم خانوادہ کے چشم و چراغ تھے اور مخدوم علاء الدین کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ اپنے وقت کے راسخ العقیدہ صنفی تھے۔ سلسلۂ رشد و ہدایت ہمیشہ جاری رکھا۔ خانقاہ کے مصارف کے لیے شاہان دہلی کی جانب سے بڑی بڑی جائدادیں ان کے اجداد کو ملی ہوئی تھیں۔ ان کی طرح انہیں بھی جائدادیں حاصل تھیں سجادگی کا سلسلہ قسماً بعد نسلاً اب بھی اسی خاندان میں چل رہا ہے۔ مروجہ سجادہ خانقاہ بلیا بزرگ سید شاہ ضیاء الحق کی بخاری کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ آپ اردو فارسی دونوں زبانوں میں اشعار کہتے تھے فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اور اردو اشعار کا ایک گلدستہ بہ شکل مخطوطہ حضرت حسن کی خانقاہ عالم پناہ میں اب بھی محفوظ ہے۔ آپ نے ۸۱ سال کی عمر میں ۱۱۹۳ھ مطابق ۱۷۷۹ء میں رحلت فرمائی۔ مزار بلیا میں مرجع خلائق ہے۔

نمونۂ کلام حسن بخاری

وطن موری ہے بلیا پچھرا — کہ واں شہ علاء الدین کا ڈیرہ
جلال الدین حیدر کے میں فرزند — بخاری بن بخاری سلسلہ بند
علاء الدین کے میں ہم پشت ہوں میں — علاء الدین حلیم الدین سے دیں

سیّد وارث علی شاہ دیوہ شریف یوپی

(شجرۂ نسب ص۲۲۹)

سیّد وارث علی شاہ سلاسلِ وارثیہ کے مرشدِ اوّلی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۳ء میں ہوئی اور وفات ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ شاہ صاحب نقوی النسب تھے اور سادات اہلِ بیت سے تعلق رکھتے تھے آپ دیوہ شریف میں ولادت ہوئے اور وہیں مدفون ہیں۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہو گئے پہلے حج کی سعادت کے بعد ہی زندگی بھر کے لیے احرام ہی کو اپنا لباس بنا لیا۔ زندگی بھر فرشِ خاک پر سوئے۔ جہاں گشت تھے۔ ترکی کے سلطان عبدالحمید اور ہپ کے شہزادہ بسمارک اور دیگر حکمرانِ وقت آپ کے عقیدت مند اور حلقہ بگوش تھے۔ کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھا اور دستِ سوال دراز نہیں کیا۔ ڈیڑھ لاکھ غیر مسلم آپ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا پیغام محبت تھا۔ دیوہ شریف میں آپ کا مقبرہ مرجع خلائق ہے۔ ترکی کے سفر کے دوران آپ شاہی باغ پہنچے اور روش پر کمبل بچھا کر بیٹھ گئے۔ اتفاق سے سلطان عبدالحمید ادھر آ نکلا۔ ان سے سوال و جواب ہوا۔ سلطان بے حد متاثر ہوا۔ اور محل میں شاہ صاحب کا شایانِ شان استقبال کیا۔

سیّد شاہ ثمن سرکار پنگریو ٹنڈو باگو بدین

(شجرۂ نسب ص۔)

آپ کی وفات ۱۳۴۹ھ/۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ آپ کے آبا و اجداد بخارا سے سندھ وارد ہوئے۔ سیّد شاہ غازی بارہویں صدی ہجری میں سندھ تشریف لاتے تھے۔ زندگی کے ابتدائی دور میں سیّد ثمن شاہ حسن و جمال کے مالک تھے خوبصورت لباسوں کے شوقین اور میلوں اور ساز و سرود کی محفل میں شریک ہونے والے انسان تھے۔ آپ پرانے جھنڈ گرام کے رہنے والے تھے جو آپ کی بددعا سے ویران ہوا پہلے عشقِ مجازی میں گرفتار ہوئے بعد ازاں عشقِ حقیقی کی معرفت حاصل ہوئی۔ آخر عمر میں پنگریو آ کر رہے یہاں کے باشندوں نے ان کی آؤ بھگت کی۔ آپ نے پنگریو کے لیے دعا کی جس کی برکت سے آج پنگریو

سلہ تذکرہ اولیائے سندھ ص۷۹)

خوشحال ہے۔ اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ آپ کے بے شمار کرامات ہیں۔ آپ کا مزار پنگریو شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ٹنڈو باگو میں ضلع بدین میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ درگاہ پر ہر زائر مرغا ساتھ لے کر جاتا ہے اور صدقہ کرتا ہے۔

شجرۂ نسب | سیّد ثمن شاہ بخاری بن سیّد گل شاہ ثانی بن سیّد قربان علی شاہ بن سیّد علی بخش شاہ بن سیّد گل شاہ غازی۔

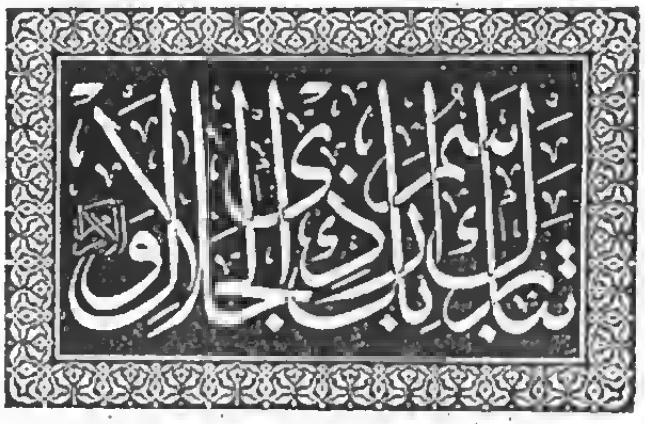

نواب صدیق حسن و قاری سید رشید الحسن خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

(شجرۂ نسب ص ۲۴۲)

نواب سید صدیق حسن کا خاندان سادات حسینی نقوی ہے۔ سید تاج الدین سے قبل سب علماء اور اخیار قوم تھے۔ اور سید تاج الدین سے لے کر علی نور جنگ بن لطف اللہ تک اہل دولت و ثروت ہوئے۔ علامہ سید اولاد حسن قنوجی سید احمد شہید کے اجل خلفاء میں سے تھے اور بڑے عالم دین تھے۔ نواب صدیق حسن بڑے مفسر، محدث، فقیہ اور عالم دین تھے اور بھوپال کے والیٔ ریاست بھی تھے۔ بسنہ ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۸۳۲ء کو بریلی میں تولد ہوئے۔ ابتدائی دور قنوج میں گزرا۔ علوم مروجہ مفتی صدر الدین خاں آرزو سے پڑھے۔ تفسیر و حدیث وغیرہ شیخ عبدالحق بن فضل اللہ ہندی، شاہ یعقوب دہلوی اور قاضی حسین انصاری سے پڑھی۔ پہلی شادی منشی جمال الدین مدار المہام ریاست بھوپال کی دختر سے ہوئی جن سے نواب نور الحسن خاں نجیب اور نواب علی حسن خاں طاہر تولد ہوئے۔ نواب سید نور الحسن کا نکاح سید حیدر علی بن مراد علی کی دو دختروں سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ نواب نور الحسن صاحب تصانیف گرامی وہ شاہ فضل الرحمان گنج مراد آبادیؒ کے خلفاء میں سے تھے ۸ محرم سنہ ۱۳۳۶ھ کو لکھنؤ میں وفات پائی۔ ان کے دو فرزند تھے (۱) سید ظہور الحسن اور (۲) سید نجم الحسن جو جنوری سنہ ۱۹۷۳ء کو فوت ہوئے انہیں کے صاحبزادے قاری سید رشید الحسن خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی ہیں۔ قاری صاحب نے حیدر آباد دکن سے میٹرک کیا۔ مولانا فضل اللہ نیز مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ سے مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ اور بخاری شریف کی تعلیم حاصل کی۔ ندوہ میں استاذ و مجوّد مقرر ہوئے مولانا عبدالحفیظ بلیاوی سے ادب کی کتابیں پڑھیں۔ قاری صاحب کا عقد مولانا سید ابوالحسن ندوی کی بھانجی سیدہ فاطمہ بنت سید یحییٰ قلبی سے ہوا جن سے چار فرزند اور ۵ دختر ہیں۔ (۱) سید صدیق حسن نجیب (۲) سید یوسف حسن طاہر (۳) سید عتیق حسن قاسم (۴) سید منزل حسن۔

لہ عربی الفضل مسلمان ص ۳۱۶،

مولانا سید شاہ احمد جمال عابد حسین بخاری رامپوری

شجرۂ نسب پدری

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۳۷	سید محمد طاہر
۳۶	سید احمد جمال عابد حسین
۳۵	سید فضل علی شاہ
۳۴	سید احمد شاہ بخاری
۳۳	سید جمال
۳۲	سید جعفر شاہ
۳۱	سید کمال
۳۰	سید محمد شاہ
۲۹	سید شاہ احمد
۲۸	سید عبدالغنی
۲۷	سید عبدالسبحان
۲۶	سید عبدالعزیز
۲۵	سید عبدالکریم
۲۴	سید شاہ فاروق
۲۳	سید جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ

مولانا سید احمد جمال عابد حسین بخاری کا آبائی سلسلۂ طریقت قادریہ نقشبندیہ مجددیہ ہے۔ آپ کے جد امجد سید احمد شاہ بخاری کے مریدین کثیر تعداد میں بمبئی، حیدر آباد، بانس بریلی، مراد آباد، رامپور میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ کے والد محترم حافظ قاری فقیہ محدث سید فضل علی شاہ عرف سید چندہ میاں صاحب کے مریدین زیادہ تر ان کے اپنے وطن رامپور ہی میں کثرت سے آباد تھے۔ جن میں اکثر مشہور معروف بزرگ بھی گزرے ہیں۔ آپ ابتدا سے تیس سال تک اپنے وطن رامپور میں اپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت سے فیضیاب ہو کر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے علوم مروجہ مثلاً فارسی، عربی، صرف و نحو، اصول فقہ، منطق، حدیث، تفسیر، طب، طبیعات اور فلسفہ وغیرہ میں درک حاصل کیا بسنہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں مدرسہ خلیلیہ ٹونک میں مولانا حکیم حاذق سید برکات احمد میرٹھی سے چھ سال تک بقیہ علوم کا درس لیتے رہے اور ان کے درس میں شامل ہو کر مدرسہ خلیلیہ کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد والد صاحب نے ۶ شعبان سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق سنہ ۱۹۱۰ء بروز دوشنبہ علماء، فقراء، مشائخ کبار اور جملہ عزیزان و اقارب اور دیگر معززین شہر اور خاص طور پر سید قطب شاہ سجادہ نشین کی موجودگی میں ان کے جد امجد کے عرس کے موقع پر عام جلسہ میں اپنے دست مبارک سے دستار بندی فرمائی اور قائم مقام مامور فرمایا جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ آپ کے فرزند کا اسم گرامی سید محمد طاہر ہے جو جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی میں قیام پذیر ہیں ان کے صاحبزادگان کے نام (۱) سید محمد شعیب (۲) سید شاہد احمد (۳) سید امال اور ہیں۔ اکثر سے رہ گئے ہیں۔

نوٹ: شجرہ میں ۱۹ اسماء درج

سلہ قلمی نسخہ مشاہیر،

شجرۂ نسب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

(شجرۂ نسب ص ۲۶۴، ۲۶۵)

سید ابوالاعلیٰ مودودی دہلی کے ایک معزز گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے خاندان میں نامور صوفیائے کرام گزرے ہیں۔ ہند میں سلاسل چشتیہ کے شیخ الشیوخ خواجہ قطب الدین مودود چشتی (متوفی ۵۲۷ھ) اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ مولانا مودودی کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید احمد حسن مودودی تھا۔ وہ پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ مولانا کی ولادت ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو اورنگ آباد (دکن) میں ہوئی۔ اورنگ آباد ہی سے ۱۴ سال کی عمر میں مولوی کا امتحان پاس کیا بعد ازاں دہلی کا رخ کیا اور علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۳ء مولانا میدانِ صحافت میں سرگرم عمل رہے۔ مدینہ (بجنور)، تاج (جبلپور)، مسلم (دہلی) اخباروں میں صحافت کی۔ ۱۹۲۵ء میں الجمعیۃ کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۲ء سے دم آخر تک ترجمان القرآن نکالتے رہے۔ ۱۹۳۸ء میں علامہ اقبال کی دعوت پر پنجاب آ گئے۔ دارالاسلام (پٹھان کوٹ) کے مرکز میں اصلاحی کاموں کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۱ء میں جماعتِ اسلامی کی بنیاد رکھی جس کے وہ پہلے امیر منتخب ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد مولانا لاہور منتقل ہوئے اور مرتے دم تک طویل جدوجہد میں مصروف رہے۔ اقامتِ دین کے لیے انتھک محنت کرتے رہے۔ شب و روز تصنیف و تالیف میں بھی مصروف رہے۔ مولانا نے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو بفیلو (امریکہ) میں وفات پائی۔ وہ اچھرہ، لاہور میں اپنے مکان کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔ مولانا ہمہ جہت شخصیت تھے۔ وہ بیک وقت مفسرِ قرآن، محدث، اعلیٰ محقق، بے بدل مورخ، مدبر، مفکرِ اسلام، مسلم مبلغ اسلام، مصلحِ وقت اور مجتہد عصر تھے۔ یوں تو مولانا کی کل تصنیفات ۱۶۴ ہیں جن میں ۶۸ مشہور ہیں جن میں سے بعض کتابیں ۲۵ زبانوں میں ترجمہ کی گئیں جن کی عالم اسلام میں دھوم مچ گئی۔ ۱۹ کتابوں کے

۱؎ روزنامہ جسارت کراچی مودودی نمبر ص ۱۳۲۱۹ء

نام حسب ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام کتاب	سال طباعت
۱	ابوحنیفہ اور ابو یوسف	۱۹۶۳ء
۲	دکن کی سیاسی تحریک	۱۹۴۴ء
۳	اسلامی قانون	۱۹۴۸ء
۴	اسلامی ریاست	۱۹۶۲ء
۵	الجہاد فی الاسلام	۱۹۳۰ء
۶	خلافت و ملوکیت	۱۹۶۷ء
۷	خطبات	۱۹۵۷ء
۸	مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش	۱۹۳۹ء
۹	پردہ	۱۹۳۹ء
۱۰	رسائل و مسائل	۱۹۵۱ء
۱۱	رسالۂ دینیات	۱۹۳۲ء
۱۲	سلاجقہ	۱۹۵۴ء
۱۳	سود	۱۹۴۸ء
۱۴	تفہیم القرآن (۶ جلد)	۱۹۴۹ء
۱۵	تفہیمات ۳ جلد	۱۹۷۲ء
۱۶	تحریک آزادی ہند اور مسلمان	۱۹۴۰ء
۱۷	تجدید احیائے دین	۱۹۵۲ء
۱۸	ترجمان القرآن	۱۹۷۸ء
۱۹	تنقیحات	۱۹۳۹ء

شجرۂ نسب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اسمائے گرامی	ولادت	وفات	مدفن
۴۱۔ السید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	۱۹۰۳ء / ۱۳۲۱ھ	۱۹۷۹ء / ۱۳۹۹ھ	اچھرہ، لاہور
۴۰۔ " مولوی احمد حسنؒ	۱۲۷۳ھ	۱۳۳۹ھ	دہلی
۳۹۔ المتقی الزاہد سید حسنؒ	۱۲۲۰ھ	۱۲۵۳ھ	"
۳۸۔ السید المتقی درویش علیؒ	۱۱۷۲ھ	۱۲۵۴ھ	"
۳۷۔ السید العارف عبدالغفورؒ	۱۱۳۲ھ	۱۱۹۹ھ	"
۳۶۔ السید حافظ عبدالوہابؒ	۱۰۶۲ھ	۱۱۵۷ھ	"
۳۵۔ السید الناسک عبدالباقیؒ	۱۰۳۷ھ	۱۱۱۰ھ	"
۳۴۔ السید المحدث عبدالہادیؒ	۹۹۲ھ	۱۰۸۲ھ	شیخ پورہ، میرٹھ
۳۳۔ السید الزاہد عبدالشکورؒ	۹۶۰ھ	۱۰۴۰ھ	"
۳۲۔ " عبدالغنیؒ	۹۲۹ھ	۹۸۶ھ	"
۳۱۔ " المکلم عبدالصمدؒ	۸۹۴ھ	۹۸۶ھ	برنادہ
۳۰۔ " الفقیہ عبدالحیؒ	۸۹۲ھ	۹۴۷ھ	"
۲۹۔ " تقی الدین عبدالعلیؒ	۸۲۶ھ	۹۲۲ھ	"
۲۸۔ علامہ قطب الدین ابراہیمؒ	۷۸۲ھ	۹۱۶ھ	برانی کوٹلی
۲۷۔ ناصر الدین محمد خنجیؒ	۷۴۲ھ	۸۲۲ھ	پرانی دہلی
۲۶۔ السید نظام الدین علیؒ	۷۰۸ھ	۸۰۸ھ	پالنگ
۲۵۔ قطب الدین ابراہیمؒ	۶۸۷ھ	۷۵۴ھ	"
۲۴۔ " تقی الدین محمدؒ	۶۶۶ھ	۷۳۵ھ	
۲۳۔ " اوحد الدین احمدؒ	۶۴۵ھ	۷۱۲ھ	
۲۲۔ " ضیاء الدین محمدؒ	۶۲۷ھ	۶۹۹ھ / ۶۸۰ھ	
۲۱۔ " قطب الدین محمد	۶۰۲ھ		

اسمائے گرامی	ولادت	وفات	مدفن
۲۰۔ علامہ نظام الدین احمدؒ	۵۸۳ھ	۶۲۴ھ	
۱۹۔ " رکن الدین محمدؒ	۵۴۵ھ	۶۰۲۵ھ	
۱۸۔ " فقیہ نجم الدین ابوالرجاءؒ	۴۹۲ھ	۵۷۷ھ	
۱۷۔ " قطب الدین مودود چشتیؒ	۴۳۰ھ	۵۲۷ھ	
۱۶۔ " ابویوسف یعقوب چشتیؒ	۳۷۵ھ	۴۵۹ھ	
۱۵۔ ابوالحسن محمدؒ	۳۴۱ھ	۴۰۷ھ	
۱۴۔ سید ابونصر سمعانیؒ	—	۳۹۸ھ	
۱۳۔ مجتہد ابوجعفر ابراہیمؒ	—	۳۷۰ھ	
۱۲۔ سید ابوعبداللہ محمدؒ	۲۹۵ھ	۳۵۲ھ	
۱۱۔ سید ابومحمد الحسینؒ	۲۷۰ھ	۳۲۴ھ	
۱۰۔ " ابوابراہیم عبداللہ الکبریٰؒ	۲۳۸ھ	۲۹۲ھ	
۹۔ " ابوالحسن علی نقیؒ	۲۱۴ھ	۲۵۴ھ	
۸۔ امام ابوالرضا ابوجعفر محمد تقیؒ	۱۹۵ھ	۲۲۰ھ	
۷۔ " ابوالحسن الرضاؒ	۱۵۳ھ	۲۰۳ھ	
۶۔ " ابوالحسن موسیٰ کاظمؒ	۱۲۸ھ	۱۸۳ھ	
۵۔ " امام ابوجعفر صادقؒ	۸۰ھ	۱۴۸ھ	
۴۔ " ابوجعفر محمد باقرؒ	۵۷ھ	۱۱۴ھ	
۳۔ " علی زین العابدینؒ	۳۸ھ	۹۴ھ	
۲۔ سید الشہداء امام حسینؓ	۴ھ	۶۱ھ	
۱۔ حضرت علیؓ	—	۴۰ھ	

مولانا عبدالسلام نیازی استاد مولانا مودودی

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سید احمد حسن اور مولانا الیاس کاندھلویؒ بانی تبلیغی جماعت کے والد محترم سے حاصل کی۔ مولانا نے عربی، فلسفہ، منطق علم الکلام وغیرہ کی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولانا ابوالخیر مودودی کے ساتھ مولانا عبدالسلام نیازی سے حاصل کی جو اس وقت کے بحر بیکراں سمجھے جاتے تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی مرحوم و مغفور کو اپنے ان شاگردان رشید پر بڑا ناز تھا۔ مولانا نیازی ہند کے صوبہ سی پی برار سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا اسم گرامی مولانا عبدالسبحان اور دادا عبدالرباب قادری سلاسل کے مرید و خلیفہ تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی مولانا فضل حق خیرآبادی کے نواسہ تھے۔ ۸ سال کی عمر میں میرٹھ کے مدرسہ خیرالمدارس میں داخل ہونے کے بعد قرآن حفظ کیا۔ فارسی کی تعلیم مولانا خیر محمد اور شاہ محمد حلیم سے حاصل کی۔ بعد ازاں دہلی میں مولانا ہدایت اللہ کاشانی سے علم حاصل کیا۔ رامپور میں مولانا عبدالحق سے درس لیا جو ان کے نانا کے شاگرد تھے۔ پھر اپنے ماموں مولانا عبدالحق خیرآبادی سے ۱۸ سال تک تحصیل علم کرتے رہے۔ دہلی واپس آکر حکیم محمود خاں (والد حکیم اجمل خاںؒ) سے طب کا علم حاصل کیا۔ مرآزنڈ کو فارسی پڑھائی اور ان سے انگریزی سیکھی۔ ڈاکٹر ہیرن سے فرانسیسی اور ہیرن زبان پڑھی اور ان کو عربی پڑھائی۔ پنڈت جگت مہاراج سے سنسکرت زبان سیکھی۔ تقریباً ۲۰ سے زیادہ زبانیں بولی اور لکھ سکتے تھے۔ آثار قدیمہ کے ہزاروں سال پرانے کتبوں کا ترجمہ کیا۔ ایک دفعہ سرکل شاہ محذب جو اپنے وقت کے بزرگ تھے مولانا نیازی کو دہلی لے جا کر شاہ نظام حسن کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا نیازی نے ان کے دست حق پر بیعت کی اور سات سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ مولانا نیازی کے دست مبارک پر ۳۶ ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مولانا نیازی نہ صرف بحر بیکراں تھے۔ بلکہ روحانی انتساب سے بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی کی وفات حسرت آیات ۱۹۶۶ء میں دہلی میں ہوئی۔ ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق ان کے جنازہ میں تقریباً ۱۲ لاکھ آدمی شریک ہوئے تھے۔ جس سے ان کی ہر دلعزیزی کا پتہ چلتا

علامہ سیّد محمد ہاشم فاضل شمسی حیدر آباد سندھ، آبائی وطن شیخپورہ مونگیر بہار

(شجرۂ نسب ص۲۳۱)

آپ شہر حیدر آباد سندھ کے قاضی تھے۔ آپ کی ولادت ۸ رمضان ۱۳۳۲ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۱۴ء کو محلہ چاند پورہ پٹنہ صوبہ بہار ہند میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی سید محمد قاسم تھا اور آپ کے جد امجد سید شاہ واجد حسین تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب سید مودود چشتیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ سید اسداللہ شاہ کیخ لشیں بھکریؒ بھکر سے نقل مکانی کر کے دولو اکبری میں ٹھٹھہ پہنچے پھر وہاں سے منتقل ہو کر صوبہ بہار کے ضلع مونگیر کے موضع شیخ پورہ میں مع اہل و عیال سکونت پذیر ہوئے۔ حاجی سید نور الہدیٰ صاحب آئی اس بانی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ نے مولانا شمسی کو ۸ سال کی عمر میں موضع کانٹھا سے پٹنہ بلوایا اور تعلیم و تربیت کے لیے اپنے چچا مولانا سید معین الدین کے حوالہ کیا۔ گیارہ سال کی مدت میں تمام متداول علوم و فنون کی تعلیم حاصل کر لی اسی دوران آپ نے پٹنہ یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ کچھ دنوں تک آپ مدرسہ اسلامیہ دربھنگ آباد گیا بہار میں عربی ادب اور حدیث کا درس دیتے رہے۔ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں تفسیر و حدیث کے مدرس رہے۔ ۱۹۴۰ء میں خدا بخش اورینٹل لائبریری پٹنہ میں ریسرچ کیٹلاگر کے عہدہ پر متعین ہوئے۔ ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۶ء رویال ایشیاٹیک سوسائٹی کلکتہ میں بھی اسی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں علامہ شمسی موضع کانٹھا پٹنہ سے ہجرت کر کے حیدر آباد سندھ میں داخل ہوئے اسی سال آپ نے حیدر آباد میں پروونشیل لائبریری و میوزیم کی بنیاد ڈالی ۱۹۷۰ء تک اس سے منسلک رہے۔ درمیانی مدت میں حکومت نے آپ کو جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ التصوف مقرر کیا لیکن چھ ماہ کے بعد حکومت سندھ نے اصرار کر کے واپس لائبریری میں بلوا لیا۔ علامہ شمسی دسمبر ۱۹۶۹ء میں اپنی درخواست پر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں گورنر سندھ نے آپ کو سندھ یونیورسٹی کا ممبر اور ممبر سنڈیکیٹ نامزد کیا۔ ۱۹۵۹ء میں علامہ شمسی ریڈیو پاکستان حیدر آباد سے بھی منسلک رہے جہاں آپ نے درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۷۱ء میں مدرسہ دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد میں مفتی اعظم سندھ

علامہ مفتی خلیل خاں برکاتی کی فرمائش پر آپ شیخ الحدیث کے منصب پر چار سال تک فائز رہے۔ آپ کا درس قرآن انتہائی دلکش اور مسحور کن ہوا کرتا تھا۔ لوگوں کی کثیر تعداد آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ آپ پیکر عاشق رسول، حق گو اور عالم باعمل تھے۔ علیمیہ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز المرکز اسلامی کراچی سے آخر دم تک وابستہ رہے۔ آپ ۲۲ کتابوں کے مصنف تھے۔ یکم محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۸۸ء کو طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

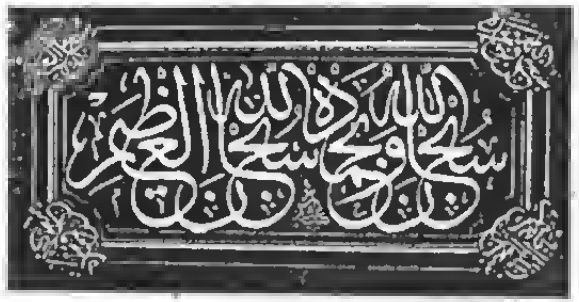

شجرہ وتذکرہ سیّد اللہ بچایو شاہ بخاری حیدر آباد سندھ

ٹریژرر تحصیل ہالہ

اسمائے گرامی

۴۶۔ سید اللہ بچایو شاہ بخاری
۴۵۔ سید غلام حیدر عثمان علی شاہ ثانی
۴۴۔ سید محمود شاہ ثانی بخاری
۴۳۔ سید غلام حیدر شاہ بخاری
۴۲۔ سید محمود شاہ بخاری
۴۱۔ سید جان محمد پہلے والا سائیں
۴۰۔ سید عبدالرحیم شاہ بخاری
۳۹۔ سید عبدالرزاق شاہ بخاری
۳۸۔ سید حضور شاہ ثانی بخاری
۳۷۔ سید فرید شاہ ثالث بخاری
۳۶۔ سید حضور شاہ بخاری
۳۵۔ سید فرید شاہ ثانی بخاری
۳۴۔ سید نظام الدین بخاری
۳۳۔ سید فرید شاہ بخاری
۳۲۔ سید محمد شاہ بخاری
۳۱۔ سید ابراہیم شاہ حیدرآبادی
۳۰۔ سید علی بخاری
۲۹۔ سید فتح اللہ بخاری
۲۸۔ سید نظام الدین بخاری
۲۷۔ سید برہان الدین بخاری
۲۶۔ سید حامد شاہ بخاری
۲۵۔ سید میراں شاہ ثانی بخاری
۲۴۔ سید میراں شاہ بخاری
۲۳۔ سید شیخ الارشاد عالم بخاری
۲۲۔ سید قطب علم الدین بخاری
۲۱۔ سید ناصر الدین محمود شاہ
۲۰۔ سید جلال الدین جہاں گشت

اللہ بچایو شاہ کی ولادت ۲، اپریل ۱۹۲۲ء میں موضع خلیفہ یار محمد شاہ تعلقہ اوڈیرو لعل شاہ میں ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ شہید انگریز سرکار کے اسیر تھے اور ان پر حیدرآباد جیل میں قیداری کا مقدمہ چل رہا تھا اور ان کے محبّ معتقدین پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ اللہ بچایو شاہ نے ۱۹۶۶ء میں اپنی تعلیم مکمل کر لی اور وہ جام شورو یونیورسٹی سے ایم اے ایل ایل بی کر لیا۔ ۱۹۶۵ء میں ٹریژری آفس ہالہ میں ٹریژرر کی حیثیت سے ملازم ہوئے اور آج کل اسی مقام پر متعین ہیں۔

اللہ بچایو شاہ فلاح دارین کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتے ہیں اور اپنے اوطاق میں اسکول چلا رہے ہیں۔ راقم سے ان کے دیرینہ مراسم ہیں اور گھریلو تعلقات ہیں۔ وہ بہت ہی دردمند دل رکھتے ہیں اور خلوص کے پتلے ہیں۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے۔ آمین، راقم کو ان کی دوستی پر فخر ہے۔ مجھ سے بڑی وضعداری اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

فرزندان اللہ بچایو شاہ بخاری

(۱) سید اعجاز علی شاہ (۲) سید محمد ظفر علی شاہ بخاری (۳) سید افضل علی شاہ (۴) سید ظفر علی شاہ بخاری

فرزندان سید محمود شاہ بخاری برادر اللہ بچایو شاہ

(۱) سید ذوالفقار علی شاہ بخاری (۲) سید گلزار علی شاہ بخاری، (۳) سید عثمان علی شاہ بخاری۔

نوٹ:۔ سید اللہ بچایو شاہ بخاری کا خاندان سید شاہ پیر پگارا کا مرید ہے۔ اس خاندان کو خلافت ملی ہے۔ جواب تک چلی آ رہی ہے انہیں اس پر فخر ہے

باب ۱۳ سادات عسکری

اولاد سیّد امام حسن عسکریؑ

سید علی اکبر
سید محمد جاج
سید عبداللہ
سید حسین محمد تقی
سید حسین مقبول
سید براق
سید محمودی
سید فخرالدین
سید عبداللہ
سید حسین اکبر
سید حسین محبوب
سید کمال الدین
سید برہان الدین
سید جلال الدین
خواجہ عبداللہ بخاری
خواجہ بہاء الدین نقشبند
(شجرہ اولاد صفحہ ۲۷۱)

سید علی اصغر
سید احمد اصغر
سید محمد مدنی
سید محمد صفی
سید امین الدین
سید علی راجو
سید اسداللہ
سید محمد راجے
سید امین الدین
سید شیر محمد قادری
سید شاہ صادق حسین
(گلشن اقبال)
سید اسداللہ شیر محمد
سید عبدالفتاح لعل الدین
سید زین العابدین
سید شمس الدین
سید عبداللہ کالپی
سید عبدالفتاح
سید اشرف علی (مدرس)
(مدرسہ معمورہ بمبئی)

سید امام محمد مشہدی
سید عبدالرحیم شاہ
سید امیر علی شاہ
سید جلال بخاری گنج العلوم
سید ناصر خسرو
سید حسام الدین
سید احمد شاہ
سید محمد شاہ
سید جعفر شاہ
سید عثمان شاہ
سید اسمٰعیل شاہ
سید محمود شاہ
سید حمید شاہ
سید شہاب تراب
سید احمد مشتاق
سید احمد براق
سید احمد بیغم
سید احمد نور بیغم
سید قمر علی شاہ
سید علی اکبر شاہ
(پیر بابا ترمذی برنیر)

سید اسمٰعیل
سید ابو اسحٰق
سید داؤد
سید احمد
فرح الدین
سید مسعود
شاہ میزان
ابو محمد ماہر برقع پوش
محمد امین
سید طباق
سید اخون
شاہ شریف
نصیر الدین
کرم الدین
سید شریف
سید مسعود
جان محمد
محمد میر
دلدش محمد
عنایت اللہ
سید نور علی
سید شاہ نظام الدین
(سادات مشہدی گھیم کراچی پنجاب)
(سالار عجم صفحہ ۲۲۳-۲۲۴)

شجرۂ نسب اولادِ امام حسن عسکریؒ

اولادِ خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ		
۱۱۔ سید علی اکبر	۲۰۔ خواجہ سید غلام الدین	سید عبداللہ عرب
۱۲۔ سید محمد جامع	۲۱۔ خواجہ سید عماد الدین	سید فضل مہدی
۱۳۔ سید عبداللہ	۲۲۔ خواجہ سید کمال الدین	حسن مہدی جلال الدین
۱۴۔ سید محمد حسین قتی	۲۳۔ خواجہ سید قصیر الدین	حسن مہدی صدر الدین
۱۵۔ سید حسین متبرل	۲۴۔ خواجہ سید جمال احمد	حسن مہدی سراج الدین
۱۶۔ سید بلاق	۲۵۔ خواجہ محی الدین (سپاہی)	سید عبدالمقتدر
۱۷۔ سید محمد رُومی	۲۶۔ خواجہ عبدالقادر	بی بی سعیدہ
۱۸۔ سید فخر الدین	۲۷۔ خواجہ سید علی	سید محمد عظیم برخیا قلندرؒ
۱۹۔ سید عبداللہ	۲۸۔ سید حیدر شاہ	
۲۰۔ سید حسین اکبر	۲۹۔ سید بدر الدین	شجرۂ نسب سیدی بابا قلندر اولیاءؒ
۲۱۔ سید حسین محبوب	۳۰۔ سید محمد تاج الدین اولیاءؒ (ناگپور، ہند)	سید عبداللہ عرب
۲۲۔ سید کمال الدین		سید فضل مہدی
۲۳۔ سید برہان الدین		حسین مہدی رکن الدین
۲۴۔ سید جلال الدین		حسین مہدی جمال الدین
۲۵۔ خواجہ عبداللہ نجاری		حسین مہدی بدیع الدین ثریدل
۲۶۔ خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ		سید محمد عظیم برخیا قلندرؒ (مدفون کراچی)

سید علی اصغر	سید علی اصغر	
سید احمد اصغر	سید احمد اصغر	
سید محمد غزنی	سید محمد غزنی	
سید محمد منی	سید محمد منی	
سید محمد امین الدین	سید محمد امین الدین	
سید علی راجو	سید علی راجو	
سید اسد اللہ	سید اسد اللہ	
سید محمد راجے	سید محمد راجے	
سید امین الدین	سید امین الدین	
سید شیر محمد قادری	سید شیر محمد قادری	
سید شاہ مادو قریشی	سید شاہ مادو قریشی	
سید اسد اللہ شیر محمد	سید اسد اللہ شیر محمد	
سید عبدالفتاح امام الدین	سید عبدالفتاح امام الدین	
سید زین العابدین	سید زین العابدین	
سید شمس الدین	سید شمس الدین	
سید عبداللہ (کاپلی)	سید عبداللہ (کاپلی)	
سید عبدالفتاح	سید عبدالفتاح	
سید اشرف علی	سید اشرف علی	
(ملکس مدینہ منورہ بمبئی)		

اولاد سید علی اکبر شاہ پیر بابا ترمذیؒ بونیر سوات

(شجرہ ص۲۷۰)

سید مصطفےٰ پیر بابا (کہ ترمذ افغانستان سے نقل مکانی کی اور ملاکی نانسہرہ، ہزارہ میں آباد ہوئے)

سید حبیب پیر بابا

میاں سید عبداللہ	میاں سید قاسم	میاں سید حسن
سید عبدالوہاب		
سید مسعود شاہ		

پیر سید جلال شاہ	پیر سید امام شاہ	
نامعلوم	سید ابراہیم شاہ	
نامعلوم	میاں خواجہ نور	
سید زیف شاہ بابا ہاشمی	میاں قدرت شاہ	
سید حسن آفتاب شاہ ہاشمی	میاں مرسل شاہ	
سید داؤد شاہ ہاشمی	سید شیریں شاہ	
سید لال شاہ ہاشمی	سید باد شاہ	
ڈاکٹر سید حسن شاہ ہاشمی (پٹھان کالونی، کراچی)	سید عبدالعتیق شاہ (علاقی نانسہرہ)	

اولاد خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ

(شجرہ ص۲۷۰)

خواجہ سید علاء الدین
خواجہ سید عماد الدین
خواجہ سید کمال الدین
خواجہ سید قصیر الدین
خواجہ سید جمال احمد
خواجہ محی الدین (سپاہی)
خواجہ عبدالقادر
خواجہ سید علی
سید حیدر شاہ
سید بدر الدین
سید محمد تاج الدین اولیاءؒ
(مدفون ناگپور)

نوٹ: علامہ سید جمال الدین افغانیؒ پیر بابا بونیر سید علی ترمذی کی اولاد تھے۔

سیّد جمال الدین افغانیؒ

(شجرۂ نسب ص)

سید السادات مولانا جمال نقش پائش بہر چشمم توتیا است (اقبالؒ)

آپ مشہور محدث سید علی ترمذیؒ (بابا ولی) کی اولاد میں تھے اس لیے نام کے ساتھ حسینی لکھنا باعث فخر سمجھتے تھے۔ آپ ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۳۸ء میں افغانستان میں کنڑ کے علاقہ اسدآباد میں تولد ہوئے۔ مانع ہو کہ کنڑ کے سادات سے ہمیشہ افغانیوں کو خصوصی عقیدت رہی ہے آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک سید محمد صفدر تھا۔ آپ کی تعلیم زیادہ تر افغانستان عراق اور ایران میں ہوئی۔ آپ نے اپنے وقت کے جلیل القدر علماء سے عربی و فارسی زبانیں سیکھیں۔ آپ ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں سترہ سال کی عمر میں ہندوستان آئے یہاں ایک سال رہ کر آپ نے انگریزی زبان سیکھی۔ ۱۲۷۴ھ میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ امیر افغانستان کے مشیر بنے۔ بعد ازاں وہ مصر روس اور لندن گئے۔ پیرس میں اپنے شاگرد شیخ عبدہٗ مصری کے ساتھ مل کر عربی رسالہ "العروۃ الوثقیٰ" جاری کیا۔ پیرس سے شاہ ایران کی دعوت پر ایران گئے۔ اسی سال جلاوطن ہو کر قسطنطنیہ پہنچے۔ بالآخر ۱۳۱۴ھ مطابق ۹ مارچ ۱۸۹۷ء میں اسی شہر میں منہ کے سرطان کے سبب آپ کا انتقال ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ ایک فرانسیسی یہودی ڈاکٹر نے آپریشن کے وقت آپ کو زہر دے دیا تھا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ آپ نے مسلمانوں کی عظیم خدمت انجام دی اور ساری عمر تکلیف میں گزار دی۔ ان کی دو تصانیف "العروۃ الوثقیٰ" اور "تتمۃ البیان فی تاریخ الافغان" زیادہ مشہور ہوئیں۔ وہ مسلمانوں کے عالمی سیاسی رہنما تھے۔ ان کی زندگی اور جدوجہد کا مقصد عالمی اسلامی اتحاد تھا۔ مقصد کے حصول کے لیے تاحیات کوشاں رہے۔ بارہا قید کی صعوبتیں برداشت کیں۔ شاہ قاچار ایرانی نے آپ کو قید میں رکھا پھر برف میں دبا کر ہلاک کرنے کا حکم دے دیا لیکن وہ قید خانہ سے بچ کر نکل گئے۔

(تاریخ الافغان مترجم عبدالقدوس ہاشمی ص۱۵)

بابا تاج الدین اولیاءؒ

(شجرۂ نسب ص۲۷۲)

حضرت بابا سید تاج الدین تاج الاولیاء، تقام کاٹی دار رجب ۱۲۷۷ھ بروز دوشنبہ مطابق ۲۷ جنوری ۱۸۶۱ء کو ناگپور میں تولد ہوئے۔ بابا صاحب والدین کے اکلوتے فرزند تھے جب ایک سال کے ہوئے تو والد بزرگوار کا رنگون میں انتقال ہو گیا۔ جب چھ سال کے ہوئے تو والدہ صاحبہ نے مدرسہ میں داخل کرایا۔ بارہ تیرہ سال کی عمر تک آپ نے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ ہی میں علم لدنی کا اظہار ہونے لگا۔ آپ بے حد کم گو اور سلیم الطبع اور رحم دل تھے۔ اکثر تنہائی میں مولانا رومؒ اور حافظ شیرازی کے اشعار گنگنایا کرتے تھے حافظؒ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

؎ مے خرد مصحف بسوزند آتش اندر کنیزن ساکن بت خانہ باش و موسم آزادی مکن

کم سنی ہی میں عبادت و ریاضت میں وقت صرف ہونے لگا جب عمر شریف ۱۸ سال ہوئی تو انہوں نے بھی آبائی پیشہ یعنی فوج کی ملازمت اختیار کر لی۔ آپ قادریہ، چشتیہ اور نظامیہ سلاسل سے بیعت تھے۔ آپ کو اویسی نسبت بھی حاصل تھی۔ دوران فوجی ملازمت آپ ریاضت اور مجاہدوں سے خالی نہیں رہے۔ چھ سال تک ملازمت کی پھر ملازمت ترک کر دی۔ اب آپ پر جذب و مستی کا غلبہ رہنے لگا۔ اور کرامات کے صدور بھی ہونے لگے۔ ایفائے عہد کی تلقین کیا کرتے۔ بابا صاحبؒ تربیت باطنی کرتے تھے اور تزکیۂ نفس پر زور دیتے تھے۔ حضرت نے رزق حلال کی خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے اور دست سوال دراز کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ ۲۶ محرم ۱۳۴۳ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۲۵ء میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار شریف ناگپور میں مرجع خلائق ہے۔

؎ اذکار تاج الاولیاء ص۸۲

منقبت

اے تاج الدین تاجورِ سرکارِ اولیاء — آلِ نبیؐ ابنِ علی سردارِ اولیاء
وارث تولیٰ لے سرِ فیاضِ اسرارِ اولیاء — سرتاج عالی مرتبت سالارِ اولیاء
داخل شدی در شہرِ دل بادیدۂ گلزار — خوشا نصیب یارِ شہریارِ اولیاء
می خواہم دعائے خیر تو اے تاج اولیاء — دستِ دعا دراز در دربارِ اولیاء
آمد زدوارم تو ئی من دیدمے در خواب — آں روئے زیبا نعمتِ دیدارِ اولیاء

صد مرحبا اے تجمِ من بیدار بخت تابی
ہست تا جدارِ ناگپور سرکارِ اولیاءؒ

(مؤلف)

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

اور اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے اخلاق بڑے عالی ہیں (القرآن)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	
	نسب پدری	
۱۵	سید محمد عظیم برخیا قلندر بابا	
۱۴	سید حسین مہدی	
	سید بدیع الدین شیرازی	
	مخدوم حسین مہدی	
۱۳	سید جمال الدین الملقب	
۱۲	حسین مہدی	
	رکن الدین	
	فضل مہدی	
۱۱	عبداللہ عرب	
۱۰	امام حسن عسکری	
	نسب مادری	
۱۷	قلندر بابا	
۱۶	بی بی سیدہ	
۱۵	عبدالقدوس	
	حسن مہدی	
۱۴	سراج الدین	
	حسن مہدی	
۱۳	صدر الدین	
	حسن مہدی	
۱۲	جلال الدین	
	فضل مہدی	
۱۱	عبداللہ عرب	
۱۰	امام حسن عسکریؒ	

بابا قلندر اولیاء

سید حسن اخریٰ محمد عظیم برخیاؒ

قلندر بابا ۱۸۹۸ء میں قصبہ خواجہ ضلع بلند شہر یوپی، ہند میں پیدا ہوئے۔ قیام علی گڑھ میں آپ کا میلان روحانیت کی طرف بڑھ گیا۔ اسی دوران آپ اپنے نانا تاج الاولیاء بابا تاج الدین ناگپوریؒ کے پاس ناگپور تشریف لے گئے جہاں آپ کی روحانی تربیت ہوئی۔ یہ سلسلہ ۹ سال تک رہا۔ ذریعہ معاش کے لیے آپ نے رسائل و جرائد کی صحافت کی۔ شوارہ کے دیوان کی اصلاح اور ترتیب کا کام کیا۔ کراچی میں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔ ڈان اخبار میں سب ایڈیٹر رہے۔ رسالہ نقاد میں کام کیا۔ بابا صاحب ۱۹۵۶ء میں سلسلۂ سہروردیہ کے بزرگ ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ گیارہ سلاسلِ طریقت کے خلیفہ تھے۔ آپ سلسلۂ عظیمیہ کے مرشدِ اعلیٰ ہیں۔ وہ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ۲۷ صفر ۱۳۹۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار کراچی میں مرجعِ خلائق ہے۔

نوٹ:۔ سیدنا امام حسن عسکریؒ ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔
سید حسن اخریٰ محمد عظیم برخیاؒ ۱۳۹۹ھ میں وفات پائی۔
دونوں سالوں کا فرق (۲۷۵ - ۱۳۹۹) ۱۱۲۴ سال۔ اگر ایک پشت کی اوسط عمر ۳۰ سال فرض کر لی جائے تو امام حسن عسکریؒ سے بابا قلندرؒ تک (۳۰ ÷ ۱۱۲۴) ۳۷، کل ۳۷ پشتیں بنتی ہیں جبکہ نسب نامہ میں صرف پندرہ یا سترہ واسطے دکھائے گئے ہیں گویا بیس یا بائیس پشتیں کم تحریر کی گئی ہیں جو کہ تحقیق طلب ہے۔ (مصنف)

سہ روحانی ڈائجسٹ جنوری ۱۹۸۹ء صفحہ ۲۲

باب ۱۴

سادات واسطی جاجیزی

واسط خراسان کے دامن کوہ میں ایک پُرفضا مقام واسط واقع تھا جو آج کل واسط العشی کہلاتا ہے۔ شہر واسط میں کرد اور عرب قبائل آباد تھے۔ یہ شہر بغداد اور بصرہ کے وسط میں واقع تھا اس لیے یہ واسط موسوم ہوگیا۔ کسی زمانہ میں یہ شہر شاہی لشکر کے لیے سرائے قیام گاہ ہوا کرتا تھا۔ اسی مقام پر خلفائے بغداد اور آلِ سلجوق نے بڑی بڑی جنگیں لڑی ہیں۔ چونکہ واسط عراق اور عرب کے درمیان واقع ہے اس لیے ایک طرف سرحدِ پُرفضا ہے تو دوسری طرف لطیف ہواؤں کے جھونکے۔ روضۃ الصفا میں مؤرخین لکھتے ہیں کہ واسط پُرفضا مقام ہے اور مردم خیز علاقہ بھی۔ سید ابوالفرجؒ اسی شہر میں مقیم تھے اس لیے وہ اور ان کی اولاد واسطی کہلائے۔ اولاد سید ابوالفرج اولیاء کاملین میں سے تھے اور صاحبانِ تصنیف و تالیف تھے۔ اس لیے زمانہ بھر میں علم و فضل میں ممتاز رہے۔ یہ لوگ ہند میں وارد ہونے کے بعد سلطنتِ دہلی میں صاحبِ اقتدار رہے اور محکمۂ قضا سے سرفراز کیے گئے۔ سادات بارہ صلحاء سیف و قلم بھی تھے۔ اسی خانوادے میں سید احمد گیسو دراز کالپی اولیاء اللہ گزرے ہیں۔ سید حسام الدین ثانی شہر میاں پور بعہد سلاطین اودھ صاحبِ اقتدار تھے۔ خاندانِ افضل جگرامی عالم باعمل اور قاضی جگرام تھے۔ یہ سارے کے سارے سادات واسطی تھے۔ ہندوستان میں حضرت ابوالفرج واسطی کی اولاد کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ لیکن قیامِ پاکستان کے بعد ان کی ایک بڑی تعداد پنجاب ایوپی، بہار اور حیدر آباد دکن سے پاکستان ہجرت کر گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ سادات واسطی کی داستان ہجرتوں کی داستان ہے۔

جاجیز حکومت کے ظلم اور تعدی سے مجبور ہو کر حضرت زیدؓ نے خروج کیا تھا یہ ظلم و جور انتہا کو پہنچا اور بے شمار سادات قتل کر دیے گئے یہاں تک کہ سادات کا جینا دوبھر ہوگیا تو تمام سادات گرشہائے گمنامی میں چلے گئے۔ جس کو جہاں پناہ ملی چھپ گئے اور اپنا حسب و نسب مخفیہ رکھا تاکہ عتابِ شاہی کے شکار نہ ہو جائیں۔

تاریخ حسن ص ۳۱ تا ۳۲،

الغرض سادات کے بہت سارے خاندان کسمپرسی میں افلاس و تنگی کے شکار ہو گئے۔ وہ ذریعہ معاش کی تلاش میں اِدھر سے اُدھر سرگرداں رہے۔ ان کے لیے دنیا تنگ کر دی گئی اس ازالقفری کے عالم میں ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا تو رہی سہی کسر بھی پوری ہوگئی۔ سادات مدینہ کی طرف کوچ کرتے ہوئے جبل ارزق کے مقام پر پہنچے جو شام و عرب کے درمیان واقع ہے۔ وہاں زندگی کے کچھ آثار نظر آئے۔ سادات وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس قریہ کا نام جاجیز تھا۔ سادات کی ایک جماعت روزگار کی تلاش میں اس قریہ کو چھوڑ کر شہر بغداد کے مضافات میں آباد ہو گئی۔ چونکہ وہ جاجیز سے آئے تھے انہوں نے اس محلہ کا نام بھی جاجیز ہی رکھا۔ چونکہ اس جگہ ہر شخص کا گزارہ مشکل تھا اس لیے وہاں سے کچھ لوگ کوچ کر گئے اور واسط میں آباد ہو گئے اور زیادہ تر مدینہ واپس چلے گئے۔ الغرض سادات واسطی کا مرکز و محور مدینہ، بغداد، جاجیز اور واسط رہا ہے۔

حضرت زید شہیدؓ حضرت امام حسینؓ کے فرزند امام زین العابدینؒ سرکربلا میں زندہ بچے تھے جن سے سادات حسینی فاطمی کی نسل جاری ہوئی۔ حضرت زین العابدینؒ کے گیارہ فرزند تھے (۱) علی اصغر امام باقرؒ (۲) محمد اصغر (۳) عبدالرحمٰن (۴) حسن اکبر (۵) حضرت زید شہیدؒ (۶) حسین اصغر (۷) حسن اصغر (۸) عبداللہ (۹) سلیمان (۱۰) حسین اکبر (۱۱) محمد الاشرف۔

واضح ہو کہ فاطمہ بنت امام حسنؓ کا عقد امام زین العابدینؒ سے ہوا اور آپ کے بطن سے امام باقرؒ کی ولادت ہوئی۔ حضرت زید شہیدؒ کی مادرگرامی کا نام حوریہ تھا جو سرزمین سندھ کی رہنے والی تھیں۔ حجاج بن ابوعبیدہ ثقفی نے انہیں تیس ہزار درہم میں خریدا اور حضرت زین العابدینؒ کو ہبہ کر دیا۔ ان کے بطن سے حضرت زید شہیدؒ پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالحسین ہے اور سن ولادت ۷۵ھ ہے۔ شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ امام باقرؒ کے بعد حضرت زید شہیدؒ اپنے کل بھائیوں میں افضل تھے۔ حضرت زید شہیدؒ کی مادرگرامی کے بارے میں عبداللہ بن حسنؒ کی والدہ جناب فاطمہ کا قول ہے کہ زید کی ماں غیر کھو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں۔ جناب حوریہ کے بطن سے زید، عمر، علی اور خدیجہ تولد ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب زید بن علی بن حسین بن حضرت علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔

علاء الدین ادریس نے کنز الاخبار میں لکھا ہے کہ:

سے تاریخ حسن ص ۳۱ تا ۳۲

"ایک دن میں کو امام زین العابدینؒ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ رات میں نے جناب رسالتمآب کو خواب میں دیکھا۔ حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے گئے اور ایک حور کا میرے ساتھ عقد کیا۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یا علی جب اولاد نرینہ پیدا ہو تو اس کا نام زید رکھنا۔"

چونکہ امام زین العابدینؒ کو حضرت زید شہیدؒ کی بشارت ہو چکی تھی۔ جب زیدؒ پیدا ہوئے تو امام نے قرآن مجید سے فال دیکھی اور اس فرزند کا نام زید رکھا۔

حضرت زیدؒ کو اللہ نے ایسی نسبی خصوصیت عطا فرمائی جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئی جیسا کہ علامہ سید مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں کہ :

"میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ صحیح ہے یعنی حضرت زید کی والدہ سندھ کی رہنے والی تھیں اور جیسا کہ کہتے ہیں کہ ان کی دادی شہر بانو دائی فارس یزدجرد کی بیٹی تھیں تو اس کا مطلب گویا یہ ہوا کہ ان میں عربی، قریشی، ہاشمی، فاطمی، علوی خصوصیات کے ساتھ ساتھ ایرانی اور ہندوستانی صفات بھی موروثی طور پر منتقل ہوئیں۔ شاید ہی زمانہ میں اس قسم کی موروثی خصوصیات کسی فرد واحد میں جمع ہوئی ہوں۔"

(حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۱۳۶)

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب "الذراری فی ابنائے السراری" میں خضری سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک مروان نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم دعویٰ خلافت رکھتے ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں کیونکہ تم کنیز زادے ہو۔" آپ نے فرمایا کہ "حضرت اسمٰعیلؑ کی ماں بھی کنیز تھیں لیکن ان کے صلب سے خیر البشرؐ پیدا ہوئے۔ یہ سن کر ہشام لاجواب ہو کر آگ بگولہ ہو گیا۔"

حضرت زید دربار سے نکل کر کوفہ روانہ ہوئے۔ کوفہ کے باشندوں کی بڑی تعداد امویوں کے ظلم کا نشانہ بنی ہوئی تھی لہٰذا اہل کوفہ اموی حکمرانوں کے ظلم و استبداد سے نجات حاصل کرنے کے لیے کسی رہبر کے متلاشی تھے۔ حضرت زید شہید کی اس اتفاقی آمد پر کوفہ والوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اہل کوفہ کی اس کیفیت کو مولانا مودودی صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے کہ :

"ایک مدت کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ خاندان علیؓ کا ایک ممتاز فرد کوفہ آیا تھا۔ یہ شہر ہمیشہ سے شیعان علی کا گڑھ تھا اس لیے حضرت کے آنے سے یک لخت علوی تحریک میں جان پڑ گئی اور لوگ کثرت سے ان کے گرد جمع ہونے لگے ویسے بھی عراق کے باشندے سالہا سال سے بنی امیہ کے ظلم و ستم

سہتے سہتے تنگ آ چکے تھے اور اٹھنے کے لیے سہارا چاہتے تھے۔ علوی خاندان کے ایک صالح، عالم، فقیہ، شخصیت کو میسر آ جانا انہیں غنیمت محسوس ہوا۔" (خلافت و ملوکیت ص ۲۶۷ تا ۲۶۸)

حضرت زید شہید نے کوفہ پہنچ کر ۱۱۵ھ میں خروج کیا۔ پندرہ ہزار کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی مگر خروج کے وقت صرف ۳۰۰ آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ کوفیوں نے اپنی جبلی فضلت و دغابازی اور بے وفائی و غداری کا مظاہرہ آپ کے ساتھ بھی ویسا کیا جیسا کہ آپ کے جد امام حسینؓ کے ساتھ کیا تھا۔

یوسف بن عمر ثقفی بارہ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ہشام بن عبدالملک کے حکم سے آپ کے مقابلے پر آیا۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ یوسف کی فوج کے صدہا آدمی کام آئے لیکن حضرت زید شہید کے قلیل لشکر سے صرف ۲۰ آدمی کام آئے۔ ناگاہ یوسف کے غلام راشد نے ایک تیر مارا جو حضرت زید کی پیشانی پر دونوں ابروؤں کے درمیان لگا اور آپ گھوڑے سے گر کر شہید ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۲ سال تھی آپ کے لشکریوں نے آپ کی نعش مبارک کو پوشیدہ دفن کر دیا۔ یوسف نے منادی کرائی کہ جو شخص زید شہیدؒ کی قبر کا پتہ دیگا اس کو ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔ ایک حبشی سندھی غلام جو دفن کے وقت موجود تھا اس نے آپ کی قبر کا پتہ بتا دیا۔ یوسف نے نعش کو قبر سے نکلوا کر سر اقدس کو جدا کر کے ہشام کے پاس بھیجا اور تن اطہر کو دار پہ لٹکا دیا۔ چار سال تک تن اطہر معلق رہا۔ جب ہشام مرگیا تو یوسف ثقفی نے ولید بن یزید کے حکم سے جسد مبارک کو آگ سے جلا دیا اور خاک کو دریائے فرات میں ڈال دیا۔ جس جگہ جسد مبارک جلایا گیا تھا وہاں اب ایک تہہ بنا دیا گیا ہے جہاں ایک چھوٹی سی بستی آباد ہو گئی جسے زید کہتے ہیں۔

جب جناب زیدؒ شہادت پر فائز ہو چکے تو آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بچ گئی تھیں۔ ان میں سب سے چھوٹے صاحبزادے عیسیٰ الرحیمیؒ کا سن اس وقت صرف ایک سال کا تھا۔ تین صاحبزادے آپ کے قید کر دیئے گئے تھے انہیں بھی باپ کی طرح مصلوب کرنے کا حکم جاری کیا گیا تھا مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ داروغہ قید خانہ کران کی حالت پر رحم آیا آدھی رات کو ان کو چھوڑ دیا۔ یہ غریب سادات رات ہی رات کوفہ سے روانہ ہوئے بصرہ پہنچے اور بنی امیہ کے آخری حکمران تک روپوش رہے۔

حضرت زید شہید کی شبیہ سفید رنگ، برنگ چشم، پیوستہ ابرو، دراز قامت، انبوہ ریش، کشادہ سینہ بینی بلند، سیاہ مرہائے سر و ریش۔ آپ کے دونوں عارض حضرت علیؓ سے مشابہ تھے۔ آپ بہت بڑے ذی علم تھے اور نہایت فصیح و بلیغ، جب کوئی سوال کرتا تو جواب میں تعجیل نہ فرماتے اور ہر کلمہ کا جواب الگ الگ دیتے۔ یہاں تک کہ جملہ تمام فرما دیتے تھے۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار اور جری و سخی تھے۔

یحییٰ بن زید شہید عمدۃ الطالب میں مرقوم ہے کہ حضرت زید کی اولاد میں چار فرزند تھے جن کے نام (۱) یحییٰ (۲) حسین (۳) عیسیٰ ابو یحییٰ (۴) محمد ہیں۔ ان میں سے یحییٰ نے ولید بن یزید بن عبدالملک کے ابتدائی دورِ حکومت میں بنی امیہ کے مظالم کے خلاف خروج کیا اور شہید ہوئے۔

جسٹس امیر علی اپنی کتاب میں رقم کرتے ہیں کہ:

"مایوسی کا شکار نوجوان یحییٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگرداں چھپتے پھرتے رہے۔ آخر کار یہ سوچ کر کہ بزدلوں کی طرح مرنے سے بہتر ہے کہ بہادروں کی طرح تلوار ہاتھ میں لیے میدانِ جنگ میں جان دی جائے۔ انہوں نے علمِ جہاد بلند کیا اور ارجونہ نامی گاؤں میں لڑتے ہوئے جان دی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی قبر بہت مشہور رہی اور آج تک زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ قتل ہونے سے پہلے یحییٰ نے کئی لڑائیاں لڑیں۔ ایک تیر سے جوان کی کنپٹی میں آکر پیوست ہو گیا تھا ان کی ہلاکت واقع ہوئی۔"

حضرت زید شہید کی نسل آپ کے تین فرزندان (۱) عیسیٰ ابو یحییٰ (۲) حسین (۳) محمد کے ذریعہ گوشہ ہائے عالم میں پھیلی اور زیدی کہلائی۔ حضرت یحییٰ کی شہادت عالمِ شباب میں ہوئی اس لیے آپ کی نسل کا کسی کو علم نہیں بعض لوگوں نے ان کی اولاد کے بارے میں لکھا ہے لیکن وہ غیر معتبر ہے۔ ان کے برادر سید عیسیٰ کی کنیت ابو یحییٰ تھی اس لیے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔

عیسیٰ ابو یحییٰ آپ کا اسمِ گرامی دراصل عمارہ ہے لیکن بنی امیہ کے خوف سے آپ نے اپنا نام عیسیٰ رکھا تھا۔ کنیت ابو یحییٰ تھی۔ اکثر شیر کا شکار کرتے تھے اس لیے موتم اشبال کہلائے یعنی شیر کے بچوں کو یتیم کرنے والا۔ تمام القاب کے ساتھ آپ "سید الابدال عمدۃ النضال محمد عیسیٰ ابو یحییٰ موتم اشبال" کہلاتے تھے۔ حضرت زید شہید کی شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ایک سال تھی آپ کو آپ کے ماموں ابراہیم قتیل بن عبداللہ المحض نے پرورش کیا آپ نے اپنے ماموں کے ہمراہ منصور دوانیقی

اور دوسرے عباسی بادشاہ پر فوج کشی بھی کی لیکن قسمت نے ساتھ نہیں دیا۔ مدینہ کی سکونت ترک کر کے مہدی عباسی کے وقت تک بصرہ میں پوشیدہ رہے۔ شیخ نقیب تاج الدین نے لکھا ہے کہ آپ آخر وقت میں کوفہ میں سقائی کا کام کرتے تھے اس لیے امام ماشکی کہلائے۔ عیسیٰ ابو یحییٰ نے ۴۶ سال کی عمر پا کر ۱۶۸ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔ حسن بن صالح نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو پرشبہ دفن کر دیا۔ وہ شاعر بھی تھے ان کے چند اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہیں:

(۱) جب[1] لوگوں کی آنکھیں سو جاتی ہیں میں خوف سے جاگتا رہتا ہوں اور ایک لمحہ کیلئے بھی نیند نہیں آتی ہے۔

(۲) اہلِ ظلم نے مجھے جلاوطن کر دیا حالانکہ سوائے آخرت کی یاد کے میرا کوئی قصور نہیں۔

(۳) میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے لہٰذا میرے لیے ان کے پاس شر ہی شر ہے۔

(۴) وہی بات کہتا ہوں جو خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ میرا دل قابو میں نہیں میں جاگتا رہتا ہوں۔

(۵) جس کی دونوں جوتیاں ٹوٹ گئی ہوں اور وہ اس بادیہ پیمائی کی شکایت کرتا ہو جس سے مرد کی گلیاں روگردانی کرتی ہوں۔

(۶) میں وطن سے دور سرگشتہ ہوں اور خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں ایسا خوف جیسے آدمی جلاد سے خوف کھاتا ہے۔

(۷) ایسے شخص کے لیے موت میں راحت ہے اور ذلت تو ہر شخص کی گردن میں پڑی ہوئی ہے۔

عیسیٰ ابو یحییٰ نے چار فرزند چھوڑے (۱) حسین عمارہ (۲) محمد (۳) زید (۴) احمد محتفی ہمیں عمارہ کا حال کسی نے نہیں لکھا۔ زید نے شام میں سکونت اختیار کی۔ احمد محتفی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و زاہد گزرے ہیں۔ علم فقہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بہت سی تصانیف آپ نے چھوڑیں۔ ہارون رشید نے آپ کو قید کر لیا اور رہائی کے بعد آپ نے بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں ۲۴۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

محمد بن عیسیٰ بن زید شہید آپ کی اولاد کثیر تھی جو اطراف و جوانب میں پھیل گئی۔ آپ نے اپنے

[1] سادات نوازپور ص ۲۹ ج ۲

والد بزرگوار کی طرح بصرہ میں پرسکون زندگی گزار دی اور وہیں انتقال ہوا۔ مدینہ میں آپ کے ایک صاحبزادہ سید علی تھے جو عراق چلے گئے اور سید علی عراق کہلائے۔ سید علی عراق سے سید زید تک سب عراق ہی میں رہے۔ مگر زید کے فرزند سید یحییٰ نے عراق کی سکونت ترک کر کے فدک کے مقام پر خیبر میں سکونت اختیار کی۔ سید یحییٰ کے فرزند سید حسین خیبر سے اپنے آبائی وطن مدینہ چلے آئے اور ان کے فرزند سید داؤد بھی مدینہ میں ہی رہے۔ سید داؤد کے صاحبزادے سید ابوالفرج واسطی عباسیان ملوک کے مظالم سے تنگ آکر اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہا اور عراق کے شہر واسط میں سکونت اختیار کی اور واسطی مشہور ہوئے۔ آپ واسط میں نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور فہم و فراست، تدبر اور سیاست میں شہرۂ آفاق تھے۔ امیر کرخ اور رئیس بصرہ آپ سے مہمات ملکی میں مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ کے تدبر سے برابر مستفید ہوا کرتے تھے۔ مگر کچھ دنوں کے بعد سیاست کے معاملہ میں امیر عراق سے شکر رنجی ہو گئی اس لیے آپ نے حفظ جان و آبرو کے خیال سے واسط کو خیرباد کہا۔ آپ اپنے چاروں صاحبزادوں کو ہمراہ لے کر مع اہل و عیال غزنی تشریف لائے۔ غزنی میں محمود غزنوی سلطان نے پذیرائی کی اور انہیں ہمراہ لے کر مہمات سر کرنے کی غرض سے ہندوارد ہوا۔ پنجاب فتح کرنے کے بعد سلطان محمود غزنی لوٹ گیا اور اپنے ہمراہ سید ابوالفرج واسطی کو بھی لے گیا۔ آپ کے چاروں فرزند سرہند کے قریب کلان نور میں اپنی اپنی جاگیر میں فروکش ہوئے اور ان کی اولاد ۱۰۰ سال تک پنجاب میں سکونت پذیر رہی بعد ازاں ہند کے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوئے۔ سید ابوالفرج غزنی سے واسط لوٹے جہاں ۴۴۷ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

سادات کا سندھ سے تعلق (۱) حضرت خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ[1] حضرت علیؓ کی ساتویں زوجہ تھیں جو اُمِّ ولد تھیں۔ حضرت خولہ دراصل حبشیہ سندھیہ (سندھ کی رہنے والی) تھیں اور بنی حنفیہ کی کنیز تھیں جن کے بطن سے محمد اکبر (محمد حنفیہ) پیدا ہوئے جو بڑے شجیع اور بہادر تھے۔ کربلائے معلّٰی میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد بنی امیہ کے خلاف خروج کیا۔ جنگیں لڑیں۔ ان کی خون آشام تلوار نے چار دانگ عالم میں علوی شجاعت کی دھاک بٹھا دی جن کے کارنامے تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔

[1] حدیقۃ الانساب ص۶۴ ج۲

(۲) یزدجرد[1] ملک فارس کا آخری بادشاہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم کے عہد میں ایران فتح ہوا اور حضرت شہربانو بنت یزدجرد گرفتار ہو کر مدینہ آئیں تو حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے اس عندیہ کا اظہار کیا تھا کہ حضرت شہربانو چونکہ نوشیرواں عادل کے خاندان کی شہزادی ہیں اسلیے انہیں کسی شہزادے کو پیش کیا جائے جسے حضرت عمر فاروقؓ نے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا اور ان کا نکاح حضرت امام حسینؓ سے کر دیا۔ یزدجرد کی ملکہ سندھ کی رہنے والی تھیں۔ چنانچہ امام ہرویؒ فرماتے ہیں کہ:

"یزدجرد آخر ملوک فارس کی بیٹی سلافہ جن کو سندھیہ بھی کہتے ہیں حضرت امام زین العابدین کی والدہ محترمہ تھیں۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد جن کا لقب "شہربانو" ہوا۔"

(۳) حضرت زید شہیدؒ کی مادر گرامی کا نام حوریہ[2] تھا جو سرزمین سندھ کی رہنے والی تھیں جنہیں قتار بن ابرعیدہ ثقفی نے تیس ہزار درہم میں خریدا اور حضرت زین العابدینؒ کو ہبہ کر دیا جن سے حضرت زید شہید تولد ہوئے۔

(۴) حضرت زید شہیدؒ کے فرزند ارجمند محمد اُمِّ ولد کے بطن سے تولد ہوئے اُمِّ ولد بھی سندھ کی رہنے والی تھیں یعنی مکران کی شہزادی تھیں۔

گویا اس طرح حضرت زید شہیدؒ کی دادی، والدہ اور زوجہ تینوں کا تعلق سندھ کی سرزمین سے تھا اس لیے سادات زیدی واسطی جاجیزی کا سندھ سے مادری رشتہ ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ:-

(۱) حضرت علیؓ بن ابی طالب کی ساتویں زوجہ حضرت خولہ سندھیہ (سندھ کی رہنے والی تھیں)
(والدہ محترمہ محمد بن حنفیہ (محمد اکبر) بن حضرت علیؓ)

(۲) حضرت امام حسینؓ بن علی بن ابی طالب کی زوجہ حضرت شہربانو (سلافہ) سندھیہ تھیں۔
(والدہ محترمہ حضرت امام زین العابدینؒ بن امام حسینؓ)

(۳) حضرت امام زین العابدینؒ بن امام حسینؓ کی زوجہ حوریہ بھی سندھیہ تھیں۔
(والدہ محترمہ حضرت زید شہیدؒ بن امام زین العابدینؒ)

[1] مراۃ الانساب صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۲، [2] سادات نواز پور ص۱۰، [3] سادات نواز پور ص۲۶

(۴) حضرت زید شہیدؒ بن امام زین العابدینؒ کی زوجہ اُمِّ ولد بھی سندھیہ تھیں۔

(والدہ محترمہ محمد بن زید شہیدؒ)

اس طرح ثابت ہوا کہ زیدی سادات کا سندھ سے بہت ہی قدیم اور گہرا رشتہ ہی نہیں سندھ کی سرزمین سے مادری نسبت ہے۔

ماتلی شہر کے رئیس کریم بخش نظامانی کی سندھی تصنیف "کیچی کتاب" سے اقتباسات

سندھ و ایران کے قدیم روابط کے سلسلے میں اعثم کوفی کی تاریخ ایران کو معتبر روایت کے طور پر کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے مطابق سندھ و ایران کے تعلقات بہرام گور کے زمانہ سے ہی قائم رہے ہیں جن کا ذکر فردوسی کے شاہنامہ میں ملتا ہے مثلاً

مگر نامور "شنگل" از ہندوان
کہ از دودۂ پیدۂ دارلے ودان

ترا شاہی "شنگل" نگہبان ہند
چرا باد خواہی ز چین و ز سند

اسی تاریخ میں اعثم کوفی رقم طراز ہے کہ ہند و سندھ کے بادشاہ "شنگل" کے بہرام گور سے گہرے مراسم تھے جو نوشیرواں عادل کے دور میں بھی قائم رہے۔ اسی زمانہ میں ہند و سندھ کی مشہور و قدیم کتاب "کلیلہ و دمنہ" کا ترجمہ فارسی زبان میں ہوا تھا۔ بلکہ عرب و عجم کے درمیان جنگ و جدال میں بھی سندھ نے ہمیشہ ایران کا ساتھ دیا تھا جن میں کاظمہ، قادسیہ، جلولاء اور فتح مدائن قابل ذکر ہیں۔ دوستانہ سفارتی تعلق کے پیش نظر ایران کے بادشاہ کا اکثر و بیشتر سندھ آکر سیر و شکار سے لطف اندوز ہونے کی ریت بہت پرانی تھی چنانچہ ساسانی خانوادہ کا آخری بادشاہ "یزدگرد" بھی مہاراجہ رائے سہاسی ثانی کے دور میں سندھ میں راجہ "سیدھ" کی دعوت پر اس کا مہمان بنا تھا۔ اسے سندھ کے سرسبز علاقوں اور تفریح گاہوں کی سیر کرائی گئی تھی۔ سیر و تفریح میں ماتلی کے دریائے رین کی سیر کا پروگرام بھی شامل تھا۔ بادشاہ کو ماتلی شہر میں سندھ کے مشہور رہباد، پہلوان اور سرداران فوج اور سپہ سالاروں سے بھی ملاقات کرائی گئی تھی۔ اسی سفر کے دوران یزدگرد نے ماتلی میں شادی کی تھی اور شاہ نے ملکہ کا نام "ماہ طلعت" رکھا تھا جس کے نام پر یہ شہر آج بھی ماتلی کہلاتا ہے۔ "راجہ سیدھ" کے زمانہ کے آثار و قدیم نورائی شریف کے نزدیک "گنجی مکر" کے حاشیہ کوہ کے بڑے قبرستان میں آج بھی موجود ہے۔ اس قدیم آبادی کے آثار ماتلی شہر کے بائیں جانب اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

"ماہ طلعت" کے بطن سے "یزدگرد" کی دو دختر تولد ہوئیں جن کے نام کنواز اور شہربانو تھے جو فتح مدائن میں گرفتار ہو کر حضرت عمر فاروقؓ کے پاس لائی گئیں اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی زوجیت میں آئیں۔ اس طرح ماتلی شہر کو شہربانو کی ننہال ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ یہ رتبہ سندھ میں صرف ماتلی شہر کو حاصل ہے۔ ایک روایت کے مطابق میدان کربلا میں حضرت امام حسینؓ نے جنگ سے قبل مندرجہ ذیل تین شرطیں پیش کی تھیں:-

(۱) مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں روبرو سوال و جواب کر سکوں۔

(۲) مجھے راستہ دے دو تاکہ میں اپنے بچوں اور مستورات کو واپس مدینہ بھیج دوں۔

(۳) اگر تمہیں عرب میں میرا رہنا پسند نہیں تو مجھے سندھ کا سفر اختیار کرنے دو۔

متفرق روایتیں (۱) ایک روایت کے مطابق ماہ طلعت کا یہ خاندان بی بی وائی صلیمہؓ کی اولاد ہے۔

(روایت عبدالرحیم ریفیوجی آفیسر ماتلی، و محمد عمر میمن ماتلی)

(۲) دوسری روایت کے مطابق یہ خاندان حارث کی اولاد ہے۔

(اخبار جنگ صفحہ ۶ تاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء بدو ایڈیشن) راوی مہران کی قدیم تہذیب از شاہ مرزا انجم

(۳) لاہور کے حکیم فیض عالم صدیقی نے اپنی تصنیف "سادات بنی زیدؓ" میں امام حسینؓ کی زوجہ شہربانو بنت یزدگرد کے دجود سے ہی انکار کیا ہے جس کی تائید میں "مخزن شریف" کا حوالہ دیا ہے۔ بلکہ اس قصبہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"حسین امام زین العابدینؒ کی والدہ کا نام سلافہ یا غزالہ تھا اور وہ سندھیہ تھیں"

نوٹ: حکیم فیض نے سلافہ کو سہواً سلافہ تحریر کیا ہے، مزید بآں انہوں نے اپنی تالیف "عترت رسول" صفحہ ۱۱۷ تا ۱۲۹ کا اردو "اخبار بنگش" صفحہ ۲۶۰ کا بھی حوالہ دیا ہے۔ "واللہ اعلم بالصواب"

مؤلف کا تبصرہ سادات کا سندھ سے تعلق کے سلسلے میں ضروری معلومات تحقیق اور جستجو کے بعد فراہم کی گئی ہیں تاکہ آنے والے محققین کے لیے اس موضوع پر تحقیق کا کام کچھ آسان ہو جائے۔

سے "کیچی کتاب" بزبان سندھی از رئیس کریم بخش نظامانی (ماتلی)، صفحہ ۶۳ تا ۶۷

شجرۂ اولاد سید ابوالحسن زید شہید بن امام زین العابدینؒ

- سید عیسیٰ ابو یحییٰ
  - سید حسین
  - سید علی
  - سید حسین
  - سید علی عراقی
  - سید حسین
  - سید علی
  - سید زید ثانی
  - سید عمر
  - سید زید ثالث
  - سید یحییٰ
  - سید حسین
  - سید داؤد
  - سید ابوالفرج واسطیؒ
  - سید ابوالفرقس
    - سید معوذ
      - سید علی باگھ
      - سید محمد
      - سید ہبۃ
      - سید ابراہیم
      - سید عزالدین
      - سید بدرالدین
        - سید احمد جاجیری (بہار)
        - سید محمود جاجیری (بہار)
    - سید ابوالفرج ثانی
      - سید حسین
      - سید علی
      - سید مغرل بگوای (فاتح بنگالہ)
- سید یحییٰ شہید
  - سید عمر محدث
  - سید مجید محدث
  - سید ابوالحسن تقی
  - سید اشرف الدین
  - سید عبداللہ
  - سید السادات
  - سید نورالدین
  - سید عزیز اللہ
  - سید غوث الدین
  - سید کبیر الدین
  - سید عزیز الدین
  - سید ابوالمکارم
  - سید فخر الدین
  - سید سلطان العارفین
  - سید محمد سبزواری
  - سید نظام الدین
  - سید معز الدین
  - سید فرید الدین
  - سید برہان الدین
  - سید عبدالطیف
  - سید عبداللہ
  - سید شمس الدین
  - سید محمد حنیف
  - سید محمد ابوالخیر
  - سید فرزغر علی
- سید حسین ذوالدمعہ (صہ ۲۸۸)
  - سید علی
  - سید حسین
  - سید علی
  - سید حسین
  - سید عیسیٰ
  - سید یحییٰ
  - سید داؤد
  - ابوالعباس ابوالفرج واسطیؒ
  - ابوالعیاض
  - سید غیاث الدین
  - سید مسعود واسطی
  - سید علی
  - سید جعفر
  - سید نصیر الدین حسین
  - سید بدرالدین بڈھا
  - سید میران
  - سید نصیر الدین ثانی
  - سید شہاب الدین
  - سید ابوزید
  - سید زید بڈھا
  - سید حمزہ
  - سید حسین
  - سید لطف اللہ
  - سید حسن ۔ (فتح پور، یوپی)

(ماخذ ۵ تاریخ الزہار السادات صہ ۱۵، ۲۰۵، ۲۰۶ و ذیل النسل سلطان صہ ۴۵ نسب نامہ سادات بجنور)

(سامانہ، پٹیالہ سے نقل مکانی کرکے ہریانہ میں آباد ہوئے۔ صہ ۴۴ چاندپور کے زیدی خانوادے)

شجرۂ اولاد سید حسین ذوالدمعہ بن سید زید شہید (صہ ۲۸۷)

- سید ابوالحسن یحییٰ
  - سید یحییٰ
    - میر حسن زاہد
    - سید ابوالفرج عراقی
      - سید زید
      - سید جعفر
      - سید محمد ابوبکر
      - سید حامد
      - سید حمزہ (فتح پور، بانده، یوپی)
  - سید محمد اصغر ابوالفرج واسطی
    - سید احمد عمارت
      - سید حسین محدث
      - سید احمد
      - سید عمر
      - سید یحییٰ
      - سید احمد
      - سید علی زید
      - سید عبداللہ
      - سید ابوطاہر
      - سید عبداللہ ثانی
      - سید ابوبکر
      - سید عثمان
      - سید کمال الدین نیشاپوری (کیتھل شریف، پنجاب)
        - میر سید جلال الدین
        - سید حسین الدین
        - سید سعد الدین
        - سید علم الدین
        - سید رکن الدین
        - سید عزالدین
          - سید ابراہیم شہید
        - سید نظام الدین
          - سید نصیر الدین ساکن (کھنڈ، یونیہ ترہت) بہار
        - میر سید نعمت الدین
          - سید قطب الدین
    - سید ابوعبداللہ
      - سید حسین فدان
      - سید ابوالحسین بیہدی
      - سید زید
      - سید داؤد
      - سید حمزہ
      - سید علی
      - سید محمد
      - سید حسین
      - سید یوسف
      - سید محمد
      - سید علی
      - سید یوسف (اوجھ قتال)
      - سید ابوالفتح محمد گیسو درازؒ (گلبرگہ شریف، حیدرآباد دکن)
  - سید عمر الاعلیٰ
    - ابومنصور محمد اکبر
      - سید حسین
      - سید ابوالحسن
      - سید داؤد صیدی
      - سید ابراہیم حمزہ

شجرہ اولاد امیر سید جلال الدین بن سید کمال الدین ترمذیؒ (ص ۲۸۸)

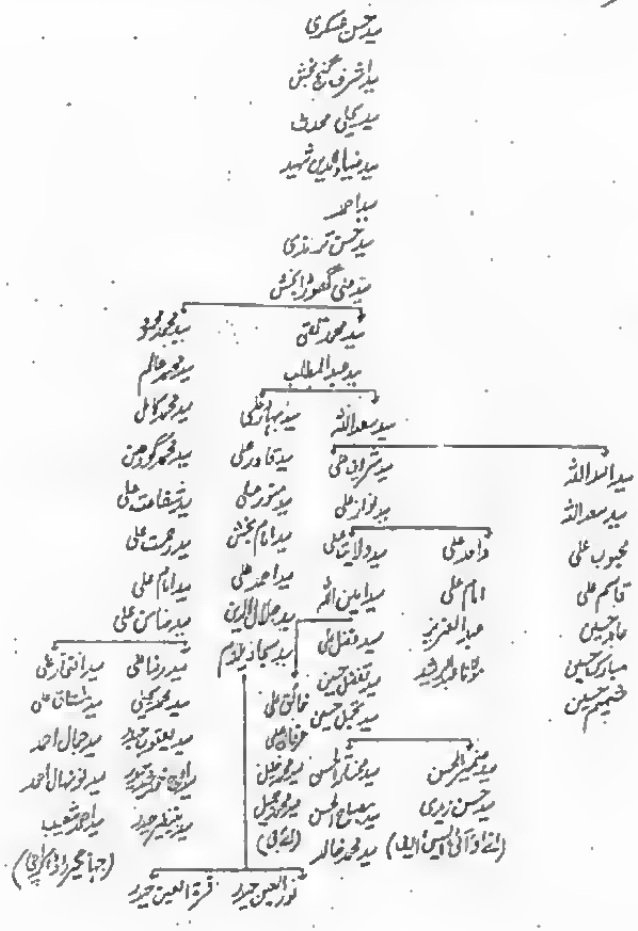

اولاد سید حسین نسابہ نقیب

سید یحییٰ ابو الحسن

سید ابو الحسن فارس

سید علی	سید اسمٰعیل	
سید محسن	سید حسن زاہد	
سید رحمت اللہ	سید احمد	
۱۵۔ سید علی	سید ابو بکر	
۱۷۔ سید شاہ عبد اللہ طوسی	سید احمد طاہر	
۱۸۔ سید اسد اللہ	سید مختار	
۱۹۔ سید عمران	سید جعفر زیدی	
سید حسین طوسی	سید حامد داسلی	
سید یوسف	سید قاسم داسلی (مدفون پٹنہ)	
سید حسن	سید حسن	
سید مصطفیٰ	سید احمد	
سید مجتبیٰ	سید زین العابدین (پیر دمڑیا)	
سید احمد	سید رکن الدین	
سید محمد سہروردیؒ (بہار)	سید حمزہ	
(تاریخ انوار السادات ص ۵۲۳)	سید ممتاز	
(از سید ظفر یاب حسین زیدی)	سید نظام الدین بندگیؒ (بہار)	

اولاد سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ

(شجرہ نسب ص ۲۸۸)

سید محمد اکبر حسینی

سید محمد اصغر حسینی

سید شاہ جعفر

سید شاہ صوفی

سید شاہ عبد اللہ

سید شاہ اسد اللہ

سید شاہ حفیظ اللہ

سید گل محمد

سید عبد الکریم

سید محمد صالح

سید محمد سلیم

سید محمد شاہ

حکیم سید احمد شاہ

سید برکت علی شاہ

سید مظفر علی

سید محمد سلیم

سید زاہد حسین زیدی

(جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی)

(ص ۵۲۳ انوار السادات)

اولاد سید ابوالفرح واسطیؒ (شجرہ ۲۸۵)

سید ابوالفرائس	سید معزالدین	سید داؤد	سید ابوالفضائل
مورثِ اعلیٰ	سید نجم الدین (داماد محمود غزنوی)	سید ابوالفتح	سید ابوالفتح
(ساداتِ جاجنیری دبلگرامی)	امیر قیصر ناصر الدین	سید ابوالحسن (گل حسن)	سید ابوالحسن
(صفحہ ۲۹۳)	سید ابوصالح زرین	سید علی	سید علاؤل علی
	دیوان سید علی	سید محمد	سید محمد
	سید ابوالقاسم	سید حسن	سید حسن فخرالدین
	سید ابوالحسن	سید ہادی	سید ہادی
	سید محسن	سید محمد عیوض	سید علی
	سید موسیٰ	سید محمد عمر نر	سید حسین چستے
	سید جلال خاں میر	سید اختیار الدین	سید سالار داریا
	سید عزیز	سید امیر الدین (داسالدین)	سید محمد خان
	سید محمد	سید محمد منیر	سید سالار ثانی
	سید عبید	سید علاء الدین	سید حیدر خان
	سید نصیر الدین	سید زین العابدین	سید محمد یوسف
	سید حسین منصور	سید میر سعید	سید پرورش علی خان
	سید کریم الدین	سید مبارک ماکھن	سید یار محمد خان
	سید عبداللہ خان	سید محمد خان بارھہ	شیخ محمد خان (سلابت جنگ)
میر زینا	سید حسن عبداللہ خان	سید حسین علی خاں	سید اصغر	سید محمد خان
(میر زینا کی وزیرِ اعظم فرخ میر		میر سالار	سید سیف الدین	سید ذوالفقار علی
پتی شاہ (بادشاہ گر)		مقبل افراج	سید ستہ (دبدبن)	میر پرپرش	سید امانت علی
عظیم آبادی کی		در عہد فرخ میر	چاندپور، بجنور	(دہلی)	سید روشن علی
دادی تھیں)		(بادشاہ گر)	(دہلی)	(صفحہ ۲۹۲)	(مصنف تاریخ ساداتِ بارہہ)
(مسلم شرائے بہار صفحہ ۲۳۸ جلد دوم)			(صفحہ ۲۹۲)	(شجرۂ ساداتِ بارہہ صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹)	

نوٹ: خان بہادر سید علی محمد شاد عظیم آبادی کے والد کا نام نواب سید اظہار حسین خاں عباس مرزا تھا۔ والد دادا کا نام سید تفضل حسین خاں نواب تھا۔ ان کے مورثِ اعلیٰ نواب سید دانشمند علی خاں دہلوی کے عہد بادشاہ محمد شاہ کے دورِ حکومت میں ملتان اور ملتھہ کے عامل تھے۔

(مسلم شعرائے بہار جلد دوم صفحہ ۱۹۶)

شجرہ اولاد سید سیف الدین

(صفحہ ۲۹۱)

میر قطب علی چوپرپرش — میر آتشہ

سید فخر الہدیٰ (میر بلاقی) — سید حامد علی — سید سنجر — سید منجر

سید فیروز علی درگاہی — سید عنایت علی — سید صادق علی

سید بہادر علی — سید حسن علی — سید عبدالرزاق

سید امانت علی — زوج — سید مکارم علی

سید رحمت علی — امیر النساء — سید نور الدین

سید علی احمد — احسان علی — سید شفاعت علی

سید احمد شجاع — زوج — سید اشرف علی

(ڈاکٹر اے پاشا سی ایچ — چھوٹی بیگم — سید اسد علی

سرجن کراچی) — حاشر علی — سید خلیل احمد

زوج — انیس فاطمہ

محمدی بیگم — سید فرقان الحق

سید واجد علی — سید سلمان حیدر

زوج — سید ریحان الحق

(سلامت جہاں کیرانہ) — جہانگیر روڈ

(ویسٹ) کراچی

سید جعفر علی — سید اکبر علی

سید امید علی — سید چھجو

سید شاہد علی — سید بندے

سید غفور علی — سید کرامت علی

سید زین الحق — سید احمد علی

سید فرقان الحق — سید حسین

سید سلمان حیدر — سید اختر حسین

سید ریحان الحق — سید احمد رضا

زاہد قادری سول الحق — (داماد)

پاشی امام — سید غلمان الحق

مسعود رحمانی — سید فرحان رضا

(جہانگیر روڈ

(ویسٹ

کراچی

سید احمد علی — سید حامد علی

زوج — زوج

مسعود (دہلی) — اسدی بیگم

(دہلی)

جاوید — سہیل — سلمان

شاہد — رضیہ — ثریا — فرزانہ

اولاد سیّد ابوالفراس

سید علی مسعود
سید علی باگھ
سید محمد
سید ہدایہ
سید ابوالفتح ابراہیم
سید ہوالدین
سید بدرالدین زید
سید احمد جاجنیری (بہار)
سید شاہ برہان الدین (ساتھ ہونگیر)
میر سید شاہ جلال الدین خاں بہری (لوکری)
سید شہاب الدین
سید شاہ بدرالدین
سید شاہ جمال الدین
سید شاہ کمال الدین
سید شاہ قمرالدین
سید شاہ نصرالدین
سید شاہ نجم الدینؒ
سید امیر الحسن
میر اکبر علی شہید جنگ پھلواری ۱۷۷۱ء
سید عطا علی
سید مان علی
سید قدرت علی
سید نوازش علی (ساتھ احمد گنج سرنگیر)
سید خواجہ علی
سید عبدالرحمٰن بخش
سید بدرالحسن
سید نجم الحسن (مرتب)

سید ابوالفرح ثانی
سید حسین
سید علی
سید محمد مشہدی فاتح الدام
سید عمر
سید حسین
سید نصیر

سید شمین (دھرمسالہ پنجاب)

سید یوسف
سید حسین
سید اللہ
سید خورد دار
سید محمد نواز (دیوبند ضلع مظفر)
مورث اعلیٰ سادات نارنول

سید حسین
سید سالار
سید ملک اللہ
سید خداداد
سید محمود
سید جان محمد
سید ابوالقاسم
سید ابوالحکیم
سید محمد فاضل
سید محمود
سید محب اللہ
سید محمد یحییٰ
سید خورشید علی
سید بندو علی
سید غلام یحییٰ
میر سید احمد
سید فرزند علی سفیر بنگالہ
تلمیذ غالب (بہار)
(صفیر بلگرامی ص۲۷)

سید قاسم
سید کمال
سید بڈھا
سید شاہ ماہرو
سید قطب الدین
سید ابراہیم
میر عبدالواحد بلگرامیؒ
علامہ عبدالجلیل بلگرامیؒ
سید شاہ اویس
سید شاہ برکت اللہؒ
سید شاہ آل احمد
سید شاہ حمزہ
سید شاہ آل برکات
سید شاہ اولاد رسول
سید شاہ محمد صادق
سید شاہ ابوالقاسم محمد آصف الحسن
سید اولاد رسول محمد میاں
سجادہ نشین شرقپور (پنجاب)
مرشد الحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ

* نظم علی خاں کے بزرگوں کا سید ابوالفراس بلگرامی کے ساتھ آنا مشہور ہے

مرتب الانساب ص۹۱، تاریخ خاندان برکات ص۵، چہار گلزار ص۷،

ساداتِ نہٹور یو۔پی

(شجرۂ نسب ص۲۸۱)

نہٹور ضلع بجنور یوپی میں زیدی سادات کا ایک خاندان ۵۰۰ سال سے آباد ہے ان کے مورثِ اعلیٰ سید کمال الدین ترمذی کیتھلی تھے جو بارھویں صدی عیسوی میں سلطان شہاب الدین غوری کے عہد میں ترمذ کمال (ترکستان) سے ہجرت کر کے ہند آئے۔ سید کمال الدین ترمذی کیتھلی نے موضع کیتھل (ہریانہ) میں سکونت اختیار کی اور ستیلہ گڑھ تالاب کے کنارے جھونپڑی ڈال کر تبلیغ شروع کی اور ایک کرامت کے ذریعہ دربار دہلی سے روشناس ہوئے۔ رائے پتھورا سے ملاقات ہوئی۔ ان کی کرامت سے متاثر ہوکر اس کی دختر نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے دستِ مبارک پر ایک ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے خود ایک جہاد میں شریک ہوکر ۶۱۹ھ مطابق ۱۲۲۲ء میں شہید ہوئے[1] سید کمال الدین ترمذی کیتھلیؒ کے ایک فرزند سید جلال الدین غازی رہیلکھنڈ کے علاقہ میں آباد ہوئے۔ ان کے اخلاف میں سید اشرف گنج بخش سید احمد، سید محمد، سید محمود، سید حسن عسکری کا زمانہ پندرھویں صدی عیسوی کا ہے۔ سید حسن عسکری کے فرزند سرکار سنبھل میں چار ہزاری منصب پر فائز تھے۔ راجپوتوں سے مقابلہ میں شہید ہوئے۔ مزار مہوسی الہ آباد میں "ننیا شہید" کے نام سے اب بھی مشہور ہے۔ ان کے فرزند سید حسن ترمذی اپنے والد ماجد کے منصب پر آئے مگر انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ یہ عہد اکبری تھا۔ سید حسن ترمذی کے اخلاف میں سید علی گھوڑا بخش ان کے اخلاف میں سید سعد اللہ عہد عالمگیری میں عامل مالوہ رہے۔ ان کے بیٹے شریف علی صوبہ دار تھے۔ دوسرے بیٹے سید اسد اللہ دہلی میں دربار سے منسلک رہے۔ یہ اٹھارویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا۔

اس خاندان کی کثیر تعداد معزز عہدوں پر فائز رہی۔ حکومتِ وقت سے خطابات پائے حتیٰ کہ "امپریل گیزیٹیر" میں ساداتِ ترمذی کو "دانشمند ان نہٹور" کہا گیا ہے۔ سید عابد حسین مصنف "مسلمانانِ نہٹور" کے پوتے سید شمیم حسین بن سید مبارک حسین "انجمن اشاعتِ قرآن عظیم" سے منسلک رہے۔

[1] عربی النسل مسلمان ص۲۰۵، [2] تاریخ فرشتہ

سیّد ابوالفراس

(شجرۂ نسب ص۲۹۱)

جس وقت سید ابوالفرج واسطیؒ کے چاروں صاحبزادے سید نجم الدین بن سید عزالدین سید ابوالفضائل، سید داؤد اور سید ابوالفراس ہندوستان میں پنجاب کے مشرقی حدود پر آباد ہوئے تو فخرالدین بن نجم الدین موضع تہن پور، سید ابوالفضائل موضع چھت بنور، سید داؤد کوٹلی اور سید ابوالفراس موضع جاجنیر میں سکن گزیں ہوئے۔ آج کل یہ قریات مہاراج پٹیالہ کے مقبوضات ہیں۔ تقریباً ۱۸۰ برس بعد جب ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو اولاد سید ابوالفرج واسطی ہند کے مختلف حصوں میں منتقل ہوئے۔ سید ابوالفراس کے پوتے سید علی باگھ بن سید مسعود تک سادات جاجنیر ہی میں رہے۔ سید علی باگھ کے فرزند سید محمد نے جاجنیر سے نقل مکانی کی اور قریب ہی موضع دھرسول ضلع گورگانواں مشرقی پنجاب میں سکونت پذیر ہوئے چار پشت تک یعنی سید بدرالدین بن سید عزالدین بن سید ابوالفتوح ابراہیم بن سید ھدایہ بن سید عمر تک یہ خانوادہ وہیں رہا۔ سید بدرالدین بن سید عزالدین نے نقل مکانی کی ان کے ایک برادر سید شمخن اور ان کا خاندان دھرسول ہی میں رہا۔ بعد میں یہ لوگ سادات نواز پور کہلائے۔ سید بدرالدین کے دو فرزند تھے (۱) سید احمد جاجنیریؒ (۲) سید محمود (محی) جاجنیریؒ سید احمد جاجنیریؒ اور ان کے برادر بزرگ سید محمود جاجنیریؒ ۷۴۴ھ میں اختیارالدین بن بختیار خلجی کے عہد میں سادات بارھہ کی فوج کے ساتھ سید ابراہیم ملک بیاؒ اور شاہ تور برادر مختیار رکابی کی سرکردگی میں بہار وارد ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد سلطان دہلی کی طرف سے جاگیرات میں چودہ مواضعات عطا ہوئے جہاں وہ اور ان کی اولاد آباد ہوئی جسے بارہ گیاں کہتے ہیں جن میں سے بیشتر سادات جاجنیری پر مشتمل ہیں یہ مواضعات صوبہ بہار کے ضلع مونگیر میں واقع ہیں۔ سید احمد جاجنیریؒ کا مزار موضع ندیاواں نزد لکھی سرائے ضلع مونگیر میں پیر پہاڑی پر مرجع خلائق ہے۔

سلہ مخزن الانساب ص

دو غازیانِ جاجنیر

(۱) سیّد علی مسعود بن سیّد ابوالفراس بن سیّد ابوالفرج واسطی

سید مسعود جنہیں سید علی مسعود بھی کہا جاتا ہے سید ابوالفراس کے بیٹے اور سید ابوالفرج واسطی کے پوتے تھے۔ راجہ رائے پتھورا کو راہِ راست پہ لانے کے لیے سلطان شہاب الدین ۵۸۷ھ میں سید مسعود کو راجہ کے دربار میں بھیجا۔ آپ کے ہمراہ کل تین ہزار دو سو سواروں کا لشکر تھا جب یہ بزرگ راجہ کے دربار پہنچے اور گفتگو کا آغاز کیا تو آپ نے پہلے اپنا حسب و نسب بتایا اور آنے کا مقصد بیان کیا۔ دورانِ کلام آپ نے سلطان کا نام پورے القاب و آداب کے ساتھ لیا کیونکہ اس سے قبل جب رکن الدین حمزہ راجہ کے دربار میں گئے تو اس نے سلطان کی شان میں ناشائستہ کلمات کہے تھے۔ بہرحال آپ کی گفتگو سن کر راجہ نے اپنے مشیر سے مشورہ کیا۔ مشورہ کے مطابق سید الاشان کو آزمائش میں ڈالا گیا جس میں اللہ رب العزت نے آپ کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ ان کرامات سے متاثر ہو کر راجہ نے پیشکش کی کہ سید الاشان کسی آرزو کا اظہار فرمائیں اور کوئی شے طلب فرمائیں۔ آپ نے راجہ کے امراء پر نرہر کوٹ (نرہر) کی ریاست جو راجہ کے داماد کے زیر نگیں تھی طلب فرمائیں۔ راجہ نے اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے متبادل ریاست کی پیش کش کی لیکن سید الاشان نے مسترد کر دیا لہٰذا راجہ چاروناچار قصبہ نرہر کوٹ (نرہر) کے دینے پر رضامند ہو گیا۔ لیکن جب سید مسعود اپنے لشکر کے ہمراہ نرہر کے قریب پہنچے تو رائے کا داماد مزاحمت کی غرض سے کثیر فوج لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ خونریز جنگ ہوئی اسلامی لشکر فتحیاب ہوا۔

ایک سال بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اپنی فوج کو از سرِ نو ترتیب دے کر ۵۸۸ھ میں ترائن کی دوسری جنگ لڑی اور اپنی سابقہ ہزیمت کا بدلہ چکا دیا۔

تقسیم سے قبل نرہر کی حیثیت ایک قصبہ کی تھی جو نظامت شیناواٹی ریاست جے پور کے تحت تھا۔ لیکن عہدِ قدیم میں نرہر ایک خود مختار ریاست کی حیثیت رکھتا تھا۔ سید علی مسعود نے

سلہ سادات نواز پور صفحہ ۶۷ تا ۶۹

زمرفتح کرکے وہاں دین اسلام کی تبلیغ و توسیع پر خصوصی توجہ دی۔ آج بھی مسعود غازی کا مزار مرجع خلائق ہے۔

سید خان غازی و دیگر غازیان (۲)

سید خان غازی سید احمد جاجنیری کی آٹھویں پشت میں پیدا ہوئے۔ شجرہ یوں ہے۔

"سید خان غازی بن سید اللہ داد بن سید شاہ متجھن بن سید خداوند سید شاہ محمد بن سید شاہ محمود بن سید حاتم رہولی بن سید حیدر باگھ بن سید احمد جاجنیری"

سید احمد جاجنیری کے برادر بزرگ سید محمود جاجنیری حضرت سید قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید احمد جاجنیری کے پرپوتا سید شاہ محمود حضرت سید جلال الدین جہانیان جہاں گشتؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید شاہ محمود کے فرزند سید شاہ محمد بھکر کے قلعدار[۳] تھے۔ سید احمد جاجنیری کے چچا سید شیخن (مغفن دھرمول) برادر سید بدرالدین کی پانچویں پشت میں سید محمود زادہ[۴] دمدمۂ اعلیٰ سادات نوازپور) پیدا ہوئے جو اپنے وقت کے صاحب سیف و قلم بزرگ تھے اور دربار عالمگیری میں قدر و منزلت رکھتے تھے۔ عہد عالمگیری میں قباد خان ٹھٹھہ کا صوبہ دار مقرر ہوا تو اس نے سید محمود زادہ کو اپنے صوبہ کا میر بخشی یعنی سپہ سالار بنایا۔

سید خان غازی عہد اکبری میں سالار لشکر تھے ان کے کارناموں کا ذکر ملاحظہ ہو (اکبر نامہ ج ۵ تا ۵۰ سیر الامراء ص ۱۳۲ تا ۱۶۳) سید خان غازی عہد اکبری میں امراء نو ہزاری میں سے تھے۔ اور درباری امراء میں ان کا شمار اکیسویں تھا ۹۹۷ھ مطابق ۱۵۸۸ء میں مہاراج مان سنگھ صوبہ دار بہار اور شاہی سپہ سالار تھا۔ سید خان کو فتوحات کے باعث شہنشاہ اکبر نے "غازی" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سید خان غازی اور سید راجہ علی خاں کو اکبر بادشاہ نے سادات بارہہ کی فوج کے ساتھ راجہ مان سنگھ کی امداد کے لیے مامور کیا۔ راجہ مان سنگھ نے سید خان غازی کو افسر فوج مقرر کر کے جنگ کے لیے روانہ کیا۔ سید خان غازی نے قصبہ سورج گڑھ (مونگیر) کو فتح کیا اور باغی محمود خاں اور دیگر افغانوں کو

---

۱ بزم مرتضیٰ ص ۲ بزم مرتضیٰ ص ۳ ماثر الامراء ص ۸۲ و روضۃ الصفاء ص ۴ سادات نوازپور ص ۸۳ منتخب التواریخ از منشی عبدالشکور ٹھٹھوی۔
۵ تاریخ حسن ص ۹۰ تا ۹۲۔

بہار کے حدود میں قتل کیا اس کے بعد ضلع مونگیر کو اپنے تصرف میں لایا۔ کھرگپور کے زمیندار راجہ سنگرام سنگھ اور راجہ پورن مل گڈھور کو شکست دے کر مطیع کیا بلکہ تمام باغی زمینداروں کو بھاگلپور اور کھڑگاؤں کے حدود میں مطیع کیا۔ سخت خونریز جنگ اور جدوجہد کے بعد اڑیسہ، چاٹگام، سونار گاؤں، محمود آباد اور فتح آباد کو باغیوں سے واپس لیا۔ راجہ کنور سنگھ کے ہمراہ گولکنڈہ روانہ ہوئے اور جنگ و جدال میں نام پیدا کیا۔ گڑھ انبہ متصل جرئی میں راجپوت راجہ گڈھور کے ساتھ سخت معرکہ پیش آیا اور زبردست خونریزی ہوئی جس میں سید خان غازی فتحیاب ہوئے۔ گڑھ انبہ کا گنج شہیدان جرئی اور امرتھ کے درمیان واقع ہے جو زبان زد خلائق ہے۔ بادشاہ اکبر نے گڑھ انبہ اور امرتھ کا علاقہ مع دیگر مراعات جاگیر میں عطا کیا جو آج سادات کا باغ گیاں کہلاتا ہے۔ سید خان غازی یہیں متمکن ہوئے اور مدفون ہیں۔ تا حال وہ علاقہ اسی بزرگ کے نام سے موسوم ہے۔ آئین اکبری اور اکبر نامہ، طبقات اکبری میں سید خان غازی کے کارنامے صراحت کے ساتھ مرقوم ہیں۔ سید خان غازی کا مزار امرتھ میں تالاب کے سامنے واقع ہے۔ آج تک ان کے فیوض و برکات اور کرامات جاری و ساری ہیں۔ مزار کی دیکھ بھال ان کے ہمشیرزادگان کے ذمہ تھی جو موضع اڈساڑھ میں متمکن تھے جن کے مزارات بھی وہیں واقع ہیں۔ ان کے فرزند سید سلونی درویش کامل تھے اور سلطنت کی ملازمت ناپسند کرتے تھے۔ سید خان غازی نے سید بایزید، سید عبدالعلیٰ اور دیگر نبیرگان کو امرائے سلطنت میں داخل کیا تھا۔ سید بایزید امرائے سہ صد و پنجاہ سواری تھے۔ گجرات میں رادھن پور کے مقام پر بعہد بغاوت ہوئی تو اس مہم کو سر کرنے کے لیے انہیں تعینات کیا گیا جنہوں نے سخت معرکہ کے بعد شاہی تسلط قائم کیا۔ سید ابوالمعالی کو ناظم بہار مقرر کیا گیا نواب ہیبت جنگ، شمشیر خان افغانی بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ سید بایزید اور سید عبدالعلیٰ نے اکبر اور جہانگیر کے عہد میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے اور نیک نامی حاصل کی۔ میر معز الملک اور ان کے برادر میر علی اکبر میر شریف، میر محمود، میر احمد، میر مرتضیٰ، سید جمال حسین، میر ظاہر، سید ابوالقاسم، میر نظام الدین، سید ابوالحسن، میر عبدالمومن، میر داد، میر درویش، سید ابواسحٰق، میر گدائی، میر ابوتراب، میر محمد قاسم، میر محمد سید سادات خطۂ بہار اکبر کے دور میں افواج شاہی میں عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز تھے۔ شاہ جہاں، اورنگ زیب عالمگیر اور شاہ عالم سلاطین تیموری کے عہد میں سادات خطۂ بہار افواج شاہی

نوٹ:۔ سید محمد اسلم ہگلی بندر کے قاضی تھے۔
میں عہدہ ہائے جلیلہ اور عہدۂ قضا پر فائز رہے۔ انہیں جاگیریں اور معافیاں عطا کی گئیں۔

سید احمد جاجیزیؒ کا سراپا گندمی رنگت، چہرہ کتابی، بڑی بڑی روشن آنکھیں ابھرے ہوئے۔ دراز قامت، داڑھی بڑی، بال گھنے قدرے تراشیدہ، زلفیں بڑی، سینہ کشادہ، ناک کھڑی اور بلندی مائل سر اور داڑھی کے بال سیاہی مائل، پیشانی چوڑی اور فراخ، گوش مبارک دراز، صورت سے ذکاوت اور بردباری ہویدا، چہرہ سے رعب و دبدبہ مترشح، متناسب الاعضاء، خوش پوشاک خوش لباس، سنجی جری اور ممتاز شخصیت۔

شجرۂ سادات واسطی پر تبصرہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جو سادات واسطی سید ابوالفرج واسطی کی اولاد ہیں ان تک ان سب کا شجرۂ نسب ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں۔ ہجرت کے واقعہ کو ۱۴۱۰ سال گزر چکے ہیں اور حضرت علیؓ سے آج تک اڑتالیسویں پشت وجود میں آچکی ہے۔ پشتوں کا حساب لگانے سے پہلے پشتوں کے سالوں کا تعین ازبس ضروری ہے۔ آج کے دورِ جدید میں نسل انسانی ۲۵ سال کی سمجھی جاتی ہے جبکہ دورِ قدیم میں ایک نسل ۳۰ سال کی شمار کرتے تھے۔ آیئے انسانی نسل کی اوسط عمر نکال کر آج کی اڑتالیسویں پشت ثابت کریں۔

۲۵ اور ۳۶ کو جمع کر دیجئے اور حاصل جمع کو ۲ سے تقسیم کر دیں۔ (۲۵+۳۶) ÷ ۲ = ۳۰ نسل انسانی کی اوسط عمر ۳۰ بنتی ہے۔ چونکہ سالِ رواں ۱۴۱۰ ہجری ہے لہٰذا ۱۴۱۰ کو ۳۰ سے تقسیم کر دیجئے اس طرح خارج قسمت ۴۷ بنتا ہے گویا سید نعیم حسن فرزند راقم سینتالیسویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو شجرۂ نسب راقم صفحہ ۸ اور ہماری نواسی سیدہ رابعہ عمر ۷ ماہ گویا اڑتالیسویں پشت میں ہے چونکہ ہجرت کے واقعہ کے بعد آج تک کم و بیش ڈیڑھ ہزار سال گزر چکے ہیں اس لئے پشتوں کا حساب اوسط سالوں میں شمار کرنا ہی مناسب ہے۔

استبدادِ زمانہ اور تحقیق کی کوتاہیوں کے سبب حقائق پر صدیوں کے حجابات حائل ہیں ان حالات میں شجرۂ انساب کا مرتب کرنا ایک دشوار ترین کام ہے بلکہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں اس کام کے لیے انتھک محنت اور لگن کی ضرورت ہے اور اس کام کی تکمیل اللہ کی توفیق اور بزرگانِ دین کی توجہات سے ہی ممکن ہے۔ ناچیز کو انہی تمام مراحل سے گزرنا پڑا ہے۔ الحمدللہ! اس حقیر فقیر کی سعیٔ بلیغ سے یہ مشکل کام انجام کو پہنچا۔

بیشتر شجرہ ہائے نسب تضادات سے خالی نہیں جس کی وضاحت الگ الگ ہی مناسب

ہے۔ اکثر شجروں میں متعدد نام رہ گئے ہیں۔ چونکہ عرب کے دستور کے مطابق اصلی نام کے ساتھ ساتھ القاب اور کنیتیں بھی لکھی جاتی تھیں اس لئے ناموں میں غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئیں مثلاً سید محمد عیسیٰ موتم اشبال کی کنیت ابو یحییٰ تھی اور برادر کا اسم گرامی بھی یحییٰ تھا اس لئے بہتوں نے سید محمد عیسیٰ ابو یحییٰ کی اولاد کو ان کے بھائی یحییٰ کی اولاد متصور کیا ہے۔ شجرۂ انساب میں اس طرح کی غلطیاں عام ہیں۔ دوسری مثال لیجئے۔

سید محمد عیسیٰ ابو یحییٰ بن حضرت زید شہید کا اسم گرامی مع القاب و کنیت اس طرح ہے "سید الابدال عمدۃ الخصال سید محمد عیسیٰ ابو یحییٰ موتم اشبال" سید روشن علی مصنف "سید التاریخ" نے غلط فہمی کی بنا پر ابدال کو پدر بنایا اور سید محمد عیسیٰ کو فرزند متصور کیا۔ تیسری مثال سید محمد عیسیٰ بن زید شہید کو امام ماشکی بھی کہا گیا ہے۔ سورج گڑھا کے نسبنامہ میں کنایت کی غلطی کی بنا پر انہیں امام ماشکی کے بجائے امام اشکی لکھ دیا گیا ہے۔ غرضیکہ شجرۂ انساب کی ترتیب میں اس طرح کی غلطیاں عام ہیں جو سہواً سرزد ہوئی ہیں۔

سید روشن علی مصنف "سید التاریخ" نے حضرت علیؓ سے سید ابوالفرج واسطی تک پندرہ پشتیں گنوائی ہیں جو درست معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ سید ابوالفرج واسطی متوفی ۳۵۲ھ۔ اگر ۴۷ کو ۳۰ پر تقسیم کر دیا جائے تو اوسط حساب کی رو سے بھی پندرہ نشستیں بنتی ہیں۔ بہرحال بیشتر سادات بارہہ کے شجروں میں حضرت علیؓ سے سید ابوالفرج واسطی تک اٹھارہ پشتیں ہی درج ہیں۔ ملاحظہ ہو شجرۂ نسب سید غلام علی آزاد بلگرامی (مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹) سید روشن علی سے ڈیڑھ سو سال قبل علامہ عبدالجلیل بلگرامی نے فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں ۱۱۲۵ھ میں اپنا منظوم شجرہ فارسی زبان میں پیش کیا تھا ملاحظہ ہو۔ (ماثر الکرام صفحہ ۲۵۹) اس کے تسلسل کی رو سے بھی حضرت علیؓ سے سید ابوالفرج واسطی تک اٹھارہ پشتیں بیان کی گئی ہیں۔ علامہ عبدالجلیل کا شجرہ سب سے قدیم شجرہ ہے جس کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ مزید برآں سادات بارہہ کی تمام شاخوں نے اس شجرہ کی پیروی کی ہے۔ سادات جاجیزی بہار بھی چونکہ سادات بارہہ کی چوتھی شاخ سے نسبی تعلق رکھتے ہیں اس لیے چاروں شاخوں کا شجرۂ نسب سید ابوالفرج واسطی تک لازماً ایک ہی ہونا چاہیے البتہ کچھ ناموں میں اختلاف ہے

ضرور پایا جاتا ہے جس کی وضاحت اگلے صفحوں پر کی جائے گی۔ اگر حضرت علیؓ سے سید ابوالفرح واسطی تک اٹھارہ پشتیں تسلیم کر لی جائیں تو سید ابوالفراس بن سید ابوالفرج واسطی سے سید احمد جاجیزی تک ۹ پشتیں بنتی ہیں لیکن بارہ گیاں، مونگیر کے شجروں میں دونوں کے درمیان ۷ کے بجائے صرف تین نام یعنی سید مسعود، سید ابوالفتح ابراہیم اور سید بدرالدین درج کئے گئے ہیں جبکہ سید ابوالفرج واسطی اور سید احمد جاجیزی کے درمیان ۲۹۷ سال کا فرق ہے۔

سید ابوالفرج واسطی کا سال وفات ۴۴۷ھ ہے اور سید احمد جاجیزی کی بہار میں آمد کا سال ۷۴۴ھ۔ دونوں کا فرق (۷۴۴-۴۴۷) = ۲۹۷ سال۔ اگر ۲۹۷ کو ۲۰ پر تقسیم کیا جائے تو درمیان میں ۹ پشتیں بنتی ہیں جبکہ تاریخ حسن میں صرف ۳ پشتیں درج کی گئی ہیں جو صریحاً غلط معلوم ہوتا ہے۔ جو لوگ سادات جاجیزی سے تعلق رکھتے ہیں ان کا شجرہ کسی دوسرے جاجیزی نسبنامہ سے ضرور ملنا چاہیے۔ ہمیں یہ نام سادات نواز پورہ کے شجرے میں ملتے ہیں تاکہ پشتوں کا حساب درست ہو اور شجرہ مکمل ہو۔ واضح ہو کہ سادات نواز پور بھی سید مسعود بن سید ابوالفراس کی اولاد میں اور سادات جاجیزی ہیں یہ اسمائے گرامی یہ ہیں:-

(۱) سید علی باگھ بن سید مسعود بن سید ابوالفراس

(۲) سید محمد بن سید علی باگھ بن سید مسعود

(۳) سید ھدایہ بن سید محمد بن سید علی باگھ

(۴) سید ابوالفتح ابراہیم بن سید ھدایہ بن سید محمد

(۵) سید عزالدین بن ابراہیم بن سید ھدایہ

(۶) سید بدرالدین سید عزالدین بن سید ابوالفتح ابراہیم

سادات نواز پورہ کے شجرے میں تاریخ حسن کے مطابق تینوں درمیانی اساسی نام ملتے ہیں (۱) سید مسعود (۲) سید ابوالفتح ابراہیم (۳) سید بدرالدین۔

سید عزالدین کے دو فرزند تھے (۱) سید شیخن (۲) سید بدرالدین

سید شیخن کا مزار دھرسوں ضلع نارنول یا گوڑگاؤں متصل سرہند، ریاست پٹیالہ مشرقی پنجاب میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ سید بدرالدین نے دھرسوں سے نقل مکانی کی۔ ملاحظہ ہو

	مناظر احسن گیلانی		ماسٹر تاریخ حسن		صفیر بلگرامی		نسبنامہ دلیسنہ		شاہ محمد راجگیری مخزن الانساب
	اسمائے گرامی		اسمائے گرامی		اسمائے گرامی		اسمائے گرامی		اسمائے گرامی
۱	حضرت علی رضؓ	۱	حضرت علی رضؓ	۱	حضرت علی رضؓ	۱	حضرت علی رضؓ	۱	حضرت علی رضؓ
۲	امام حسین رضؓ	۲	امام حسین رضؓ	۲	امام حسین رضؓ	۲	امام حسین رضؓ	۲	حضرت امام حسین رضؓ
۳	امام زین رضؓ	۳	امام زین رضؓ	۳	امام زین العابدین رضؓ	۳	امام زین رضؓ	۳	امام زین رضؓ
۴	زید شہید	۴	زید	۴	زید شہید	۴	زید شہید	۴	زید شہید
۵	عیسیٰ ابوعیسیٰ	۵	عیسیٰ ابوعیسیٰ	۵	سید عیسیٰ ابوعیسیٰ	۵	سید عیسیٰ ابوعیسیٰ	۵	عیسیٰ ابوعیسیٰ
۶	سید محمد	۶	سید محمد اصغر عرف محمد عراقی	۶		۶	سید محمد حیدری	۶	
۷	سید علی مدنی	۷	سید علی (شیرمدان)	۷	سید علی	۷	سید علی	۷	
۸	سید حسین مدنی	۸	ابوالحسن فارس	۸	سید حسین	۸	سید حسین	۸	
۹	سید علی عراقی	۹		۹	سید علی عراقی	۹	سید علی عراقی ابکر	۹	سید علی
۱۰	سید حسین عراقی	۱۰		۱۰	سید حسین عراقی	۱۰		۱۰	سید حسین
۱۱	سید علی	۱۱		۱۱	سید علی	۱۱		۱۱	سید علی
۱۲	سید زید ثانی	۱۲	سید ابوالحسن زید المجدی	۱۲	سید زید ثانی	۱۲		۱۲	سید زید ثانی
۱۳	سید عمر	۱۳		۱۳	سید عمر	۱۳	سید عمر	۱۳	سید عمر
۱۴	سید زید ثالث	۱۴		۱۴	سید زید ثالث	۱۴	سید زید الدین ثالث	۱۴	سید زید ثالث
۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ
۱۶	سید حسین	۱۶	سید محمد محسن	۱۶	سید حسین	۱۶	سید حسین	۱۶	سید حسین
۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد
۱۸	سید ابوالفرج واسطی	۱۸	سید ابوالفرج واسطی	۱۸	سید ابوالفرج واسطی	۱۸	سید ابوالفرج واسطی	۱۸	سید ابوالفرج واسطی
۱۹	سید ابوالفراس	۱۹	سید ابوالفراس	۱۹	سید ابوالفراس	۱۹	سید ابوالفراس	۱۹	
۲۰	سید مسعود	۲۰	سید مسعود مدنی	۲۰	سید ابوالفرج ثانی	۲۰	سید مسعود	۲۰	
۲۱	سید علی باگھ	۲۱		۲۱	سید حسین	۲۱		۲۱	
۲۲	سید محمد	۲۲		۲۲	سید علی	۲۲		۲۲	
۲۳	سید ھدایہ	۲۳		۲۳	محمد مغنی حسن واسطی	۲۳		۲۳	
۲۴	سید ابراہیم	۲۴	سید ابوالفتح ابراہیم	۲۴	سید عمر	۲۴		۲۴	
۲۵	سید عزالدین	۲۵		۲۵	سید حسین	۲۵		۲۵	
۲۶	سید بدرالدین	۲۶	سید بدرالدین	۲۶	سید نصیر	۲۶		۲۶	
۲۷	سید احمد جاجیزی	۲۷	سید احمد جاجیزی	۲۷	سید حسین	۲۷	سید محمود جاجیزی		سدا

۱ نسبنامہ دلیسنہ ص۲۷ تا ۲۹ ۲ تاریخ حسن ص۸۹ ۳ صفیر بلگرامی ص۳۷، ۳۶ ۴ نسبنامہ دلیسنہ ص۲۷ ۵ مخزن ص۱۰۱

نمبر شمار	علامہ عبدالجلیل	غلام علی بگوای	سادات واسطی بکھنؤ	سادات فتوا پور	مخدوم محسن علی ؒ کنز الانساب
	اسمائے گرامی نمبر	اسمائے گرامی نمبر	اسمائے گرامی نمبر	اسمائے گرامی نمبر	اسمائے گرامی
۱	حضرت علی رضؓ ۱	حضرت علی رضؓ ۱	حضرت علی رضؓ ۱	حضرت علی رضؓ ۱	حضرت علی رضؓ ۱
۲	امام حسین رضؓ ۲	امام حسین رضؓ ۲	امام حسینؓ ۲	امام حسین رضؓ ۲	حضرت امام حسین رضؓ ۲
۳	امام زین ۳	امام زین ۳	امام زین ۳	امام زینا ۳	امام زین ۳
۴	زید شہید ۴	زید شہید ۴	زید شہید ۴	زید شہید ۴	زید شہید ۴
۵	عیسیٰ ابو یحییٰ	عیسیٰ ابو یحییٰ	سید عیسیٰ ابو یحییٰ	سید عیسیٰ ابو یحییٰ	سید یحییٰ شہید
۶	سید محمد	سید محمد	سید محمد	سید محمد	سید محمد (مدفون دائی ملاں)
۷	سید علی	سید علی	سید علی	سید علی	سید علی (عمر)
۸	سید حسین	سید حسین	سید حسین زید	سید حسین	
۹	سید علی عراقی	سید علی عراقی	سید علی عراقی	سید علی عراقی	
۱۰	سید حسین عراقی	سید حسین عراقی		سید حسین عراقی	
۱۱	سید علی	سید علی		سید علی	
۱۲	سید زید ثانی	سید زید ثانی	سید زید الحرری	سید زید الحرانی	سید ابوالحسن زید
۱۳	سید عمر	سید عمر	سید عمر	سید عمر	
۱۴	سید زید ثالث	سید زید ثالث	سید زید ثالث		سید زید ثالث
۱۵	سید یحییٰ	سید یحییٰ	سید یحییٰ	سید یحییٰ	سید عیسیٰ
۱۶	سید حسین	سید حسین	سید حسین		سید محمد (حسین)
۱۷	سید داؤد	سید داؤد	سید داؤد	سید داؤد	سید محمد داؤد
۱۸	سید ابوالفرج واسطی	سید ابوالفرج واسطی	سید ابوالفرج واسطی	سید ابوالفرج واسطی	سید ابوالفرج واسطی
۱۹	سید ابوالعزائم	سید ابوالعزائم	سید ابوالعزائم	سید ابوالعزائم	سید ابوالعزائم
۲۰			سید مسعود		
۲۱			سید علی باگھہ		
۲۲			سید محمد		
۲۳			سید ہدایہ		
۲۴			سید ابراہیم		سید ابوالفتح ابراہیم
۲۵			سید عزالدین		
۲۶			سید شیخن		
۲۷			سید معروف		سید احمد جاجیزی

۱؎ منظوم شجرہ بزبان ہندی ۲؎ مخزن الانساب صفحہ ۱۰۰ ۳؎ تاریخ حسن صفحہ ۱۹۶ ۴؎ مآثر فتوا پور ۵؎ کنز الانساب صفحہ ۴۳

(مخزن الانساب صفحہ ۱۰۰) مرتبہ کریم الدین احمد امیر دادی بہار بعد ازاں سید احمد جاجیزی اور سید محمود جاجیزی سادات بارہہ کی فوج کے ساتھ ۱۲۴۳ھ میں عازم بہار ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد چودہ مواضعات گزر بسر کے لئے جاگیر میں شاہ دہلی کی طرف سے عطا ہوئے جہاں ان کی اولاد زیادہ تر مونگیر میں آباد ہیں۔

شجرہ ۱؎ شجرۂ نسب علامہ سید مناظر احسن گیلانی زیدی واسطی

یہ پہلا شجرۂ نسب میرے پیش نظر ہے۔ علامہ سید مناظر احسن گیلانی نسباً زیدی واسطی جاجیزی ہیں ان کی وفات ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔ یہ حضرت علیؓ کی پینتالیسویں پشت میں تھے۔ ان کے فرزند چھیالیسویں پشت میں اور پوتے سینتالیسویں پشت میں آتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں یہ شجرہ بالکل مکمل ہے یعنی سارے اسمائے گرامی موجود ہیں اس لئے اس شجرہ کو مثالی کہا جاتا ہے۔ محقق حضرات کو دعوت تحقیق دی جاتی ہے تاکہ اس شجرہ کے ممکنہ حسن و قبح سے لوگ واقف ہوں اور ممکنہ غلطی یا سہو کی درستگی یا اس کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

۲؎ شجرۂ نسب نارنبگھہ بمطابق تاریخ حسن ۳؎

اس شجرہ میں حضرت علیؓ سے سید ابوالفرج واسطی تک جبہ اور سید ابوالعزائم سے سید احمد جاجیزی تک ۱۴ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۳	سید عمر
۶	۱۴	سید زید ثالث

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	۲۱	سید علی باگھ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید ھدایہ
۱۰	۲۵	سید عزالدین

۳؎ شجرۂ نسب صغیر بلگرامی از پدر فیسر خلفر اوگانوی ۴؎

یہ شجرہ بھی ہر طرح مکمل اور مصدقہ ہے صرف ایک نام درج ہونے سے رہ گیا ہے تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسم گرامی
۱	۶	سید محمد حیدری

۱؎ تاریخ حسن صفحہ ۸۷ ۲؎ صغیر بلگرامی صفحہ

۴؎ شجرۂ نسب سید مصباح الہدیٰ دیسنوی بمطابق نسبنامہ دیسنہ

اس شجرہ میں ایک نام پشت نمبر ۹ پر سید علی عراقی کو سید علی ابابکر درج کیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لکھا۔

اس شجرہ میں بھی اور شجروں کی طرح کچھ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسین عراقی
۲	۱۱	سید علی
۳	۱۲	سید زید ثانی
۴	۲۱	سید علی باگھ
۵	۲۲	سید محمد
۶	۲۳	سید ھدایہ

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	۲۴	سید ابراہیم
۸	۲۵	سید عزالدین
۹	۲۶	سید بدرالدین

۵؎ شجرۂ نسب مخدوم پیر سید شاہ محمد حمید راجگیری بمطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹

یہ شجرۂ نسب مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۷	سید علی
۲	۸	سید حسین

نوٹ:۔ یہ دونوں نام متنازعہ فیہ ہیں

سید کریم الدین احمد علوی حسینی جعفری سیر ادی بہاری اپنی کتاب مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ پر رقم طراز ہیں کہ نسبنامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی اور یہ نسبنامہ راجگیر میاں بہار دونوں ایک ہی ہیں اس لئے کہ دونوں سلسلے سید ابوالفرح واسطی کی اولاد کے ہیں صرف دونوں نسبناموں میں دو ناموں کا فرق ہے یعنی سید علی اور سید حسین۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی کے نسبنامہ میں یہ دونوں نام زائد ہیں اور دوسرے میں کم شاید یہ کتابت کی غلطی کے سبب ہے۔

۶؎ منظوم شجرہ علامہ عبدالجلیل بلگرامی صفحہ نمبر ۱۹۵

علامہ سید عبدالجلیل بلگرامی سادات بارھہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جاجیری سید ہیں۔ ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں اپنا نسبی منظوم شجرہ فارسی زبان میں پیش کیا ملاحظہ ہو (ماثر الکرام صفحہ ۲۵۹)

یہ شجرہ تمام موجودہ شجروں میں سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اس شجرہ کو سادات بارھہ کی تمام شاخوں نے مصدقہ تسلیم کیا ہے۔

۷؎ شجرۂ نسب سید غلام علی آزاد بلگرامی بمطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹

یہ شجرہ حضرت علیؓ سے سید ابوالفرح واسطی تک مکمل ہے۔

۸۔ شجرۂ نسب سادات واسطی لکھنؤ بمطابق تاریخ حسن صفحہ ۸۷ تا ۸۸

یہ شجرہ بھی مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسین عراقی
۲	۱۱	سید علی

۹۔ شجرۂ نسب بمطابق نسبنامہ سادات نوابور از سید ارتضیٰ حسین زیدی

یہ شجرۂ نسب مکمل ہے صرف دو نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں

(۱) سید زید ثالث پشت ۱۴ اور (۲) سید حسین پشت ۱۶

۱۰۔ شجرۂ نسب مخدوم محسن علی بمطابق کنز الانساب صفحہ ۴۴

اس شجرۂ نسب میں بارہ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۳	سید عمر
۶	۲۰	سید مسعود
۷	۲۱	سید علی باگھ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید صدایہ

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۰	۲۵	سید عزالدین
۱۱	۲۶	سید بدرالدین
۱۲	۲۷	سید احمد جاجیری

ایک غلطی کا ازالہ واضح رہے کہ سید مسعودؒ سید ابوالفراس کے بیٹے اور سید ابوالفرح واسطیؒ کے پوتے تھے۔ سادات نوابور صفحہ ۲۴۴ کے نسب ناموں میں یہی سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔ سادات باہرہ، مظفر نگر کے سید روشن علیؒ نے بھی سید مسعود کو سید ابوالفراس کا فرزند تحریر کیا ہے لیکن ڈاکٹر سید صفدر حسین نے سید روشن علی کی تصنیف سید التاریخ کے آخر میں اپنا ضمیمہ شامل کتاب کیا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے سید مسعود کا سلسلہ اس طرح بیان کیا ہے۔ سید مسعود بن اسمٰعیل بن سید حسین بن ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس۔ ظاہر ہے کہ وہ سادات جن کا سلسلۂ نسب کسی بھی فرزند کے توسل سے سید مسعود تک پہنچتا ہے ان کے لئے یہ ترتیب قابل قبول نہیں اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس نسبی تسلسل کا ماخذ تحریر نہیں کیا جو اشد ضروری تھا۔ سید صفدر حسین نے سہواً یا ازراہ تساہل سادات بلگرامی کے نسب نامہ میں سید مسعود کو شامل کر کے غلطی کی ہے کیوں کہ ابوالفرح ثانی سید مسعود کے بھائی تھے پردادا نہیں۔ آزاد بلگرامی کے بیان کے مطابق سید ابوالفراس کے فرزند سید ابوالفرح ثانی اور ان کے فرزند سید حسین سادات بلگرام کے اجداد میں ہیں۔ ۳ مزید برآں سید محمد صغریٰ مورث اعلیٰ سادات بلگرام کو سید مسعود کے بیٹے سید علی کا فرزند تحریر کیا ہے۔ بہر حال یہ امر مصدقہ ہے کہ سید مسعود سید ابوالفراس کے فرزند تھے۔ اس سلسلہ میں لازماً ڈاکٹر سید صفدر حسین سے سہو ہوا ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ میری تحقیق یہ ہے کہ سید محمد صغریٰ مورث اعلیٰ سادات بلگرامی سید ابوالفرح واسطی کی پانچویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو شجرۂ نسب صغیر بلگرامی صفحہ ۴۲۲ از پروفیسر ظفر اوگانوی جب کہ ڈاکٹر سید صفدر حسین نے اپنے ضمیمہ میں سید محمد صغریٰ کو سید ابوالفرح واسطی کی ساتویں پشت میں درج کیا ہے جو صرف دو ناموں کے غلط اندراج کے سبب ہوا یعنی سید اسمٰعیل اور سید مسعود۔

پروفیسر ظفر اد گانوی نے اپنی تصنیف "صغیر بلگرامی" میں مرتبہ شجرۂ نسب میں سید اسمٰعیل اور سید علی مسعود کے نام درج نہیں کیے ہیں ملاحظہ ہو شجرہ صغیر بلگرامی صفحہ ۱۱۲، اور محمد صغریٰ کو ابوالفرح ثانی کا پرپوتا تحریر کیا ہے جو درست ہے اسی طرح سید روشن علی مصنف سید التاریخ اور سید ارتضیٰ حسین مصنف سادات نواز پور نے بھی سید محمد صغریٰ کو سید ابوالفرح ثانی کا پرپوتا ہی تحریر کیا ہے ملاحظہ ہو شجرہ ! صفحہ ۴۲۲ "سید محمد صغریٰ (فاتح جگدام) حسین واسطی بن سید علی بن سید حسین بن ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس"

۱؎ مصنف سید التاریخ ۲؎ سادات نواز پور صفحہ ۵۹ ۳؎ سید التاریخ صفحہ ۱۸ ۴؎ آثار الکرام صفحہ ۱۱۔
۵؎ صغیر بلگرامی صفحہ ۲۷ تا ۳۸ ۶؎ شجرہ سادات نواز پور صفحہ ۴۲۲

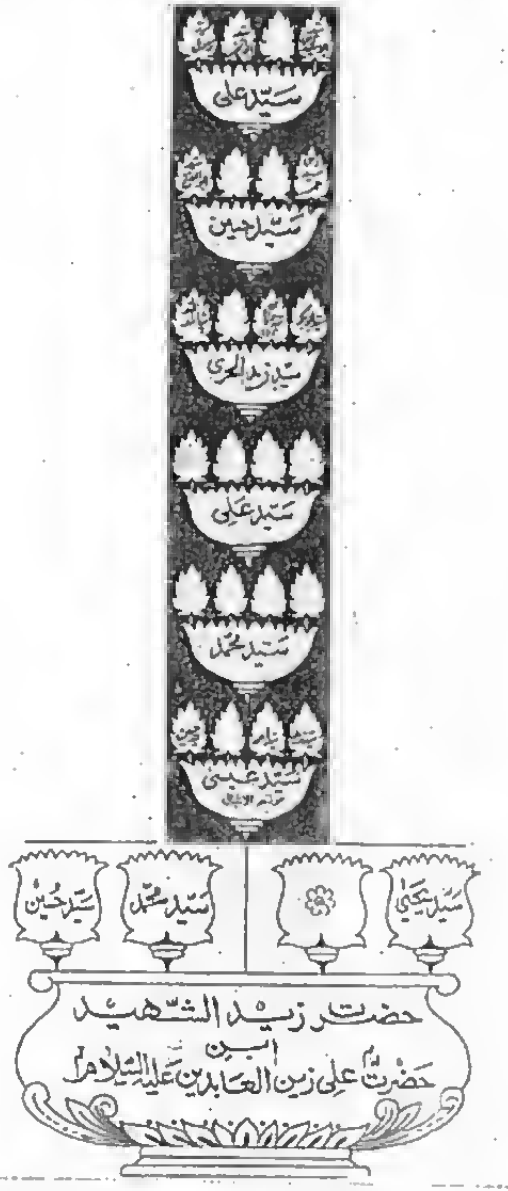

سید ہدایہ
سید محمد
سید علی
سید علی اسعود
سید ابوالفراس
سید ابوالفرح
سید یحیی
سید عمر
سید حسن

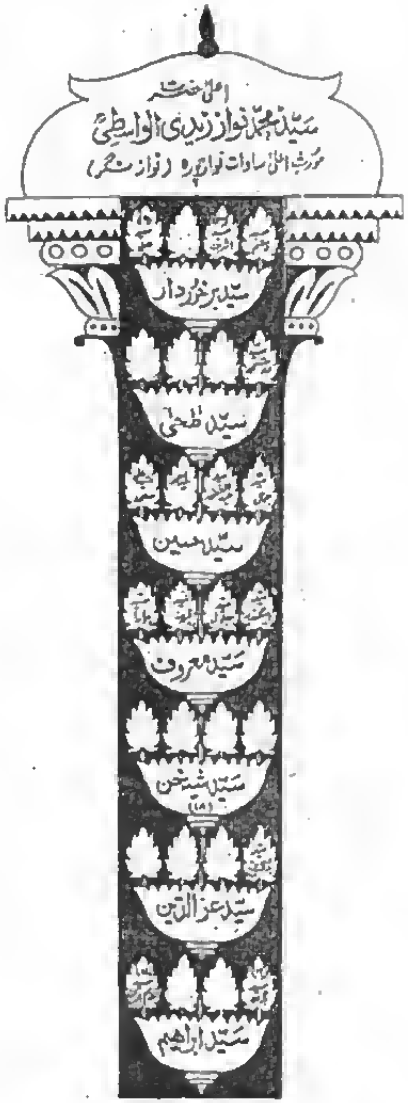
اعلیٰ حضرت
سید محمد نواز زیدی الواسطی
مورث اعلیٰ سادات نوابزادہ (نواز نگر)
سید برخوردار
سید طحیٰ
سید حسین
سید معروف
سید شیخن
سید عزالدین
سید ابراہیم

سیّد محمد صغریٰ حسینی واسطی بالگرامیؒ

(شجرہ نسب ص۲۸۷)

سید محمد صغریٰ نے سلطان التمش کے عہد میں بالگرام فتح کیا جس کی تفصیل انہوں نے اس طرح بیان کی ہے "۶۱۶ھ میں سلطان التمش کے عہد میں مسلمانوں کے ہاتھوں بالگرام فتح ہوا"[1] سید محمد صغریٰ حسین سادات بارہہ کے ہم جد تھے۔ سلطان محمود غزنوی کے ساتھ سید ابوالفرح واسطی جو اپنے بیٹوں سید ابوالفراس سید ابوالفضائل اور سید داؤد کے ہندوارد ہوئے اور بادشاہ ہند سے بارہ گاؤں جاگیر میں عطا ہوئے۔ بارہہ انہیں مواضعات کے مجموعہ کا لقب ہے۔ سید ابوالفضائل کی اولاد سادات بارہہ اور سید ابوالفراس کی اولاد سادات جاجیزی اور سادات بالگرامی کہلائی۔ سید ابوالفراس کی چوتھی پشت میں سید محمد صغریٰ پیدا ہوئے۔ ان کے دادا شاہی منصب دار تھے۔ اپنے وقت میں بالگرام پہنچے۔ بالگرام کے ہندوؤں ان کے درمیان مناقشہ ہوا۔ بعد میں سید محمد صغریٰ نے فوج کشی کی آخر کار راجہ مارا گیا اور بالگرام فتح ہوا۔ سید محمد صغریٰ نے سلطان کے نام سے وہاں ایک قلعہ بنوایا اور ایک مسجد تعمیر کی۔ انہوں نے بارہہ سے اپنے اہل وعیال کو بلوایا اور اہل حرفہ اور شاگرد پیشہ جوانوں کے ساتھ بالگرام میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں ان کے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ سید محمد سالار کی اولاد نے محلہ سید واڑہ آباد کیا جن سے آٹھ قبائل ہوئے اور چند محلے آباد ہوئے۔ پرگنہ بالگرام کی زمینداری ان کی اولاد کو ملی۔ جن میں سید اعظم الدین اور زین الدین حسن خاں وغیرہ تھے۔ دوسرے بیٹے سید عمر سے قبیلہ بہترہ دہر تیرہ ہر موسوم ہوا۔ اس قبیلے کے لوگ بادشاہ وقت کی منصبداری شاہی اور صاحب سیف وقلم تھے جن میں علامہ عبدالجلیل بالگرامی اور غلام علی آزاد بالگرامی زیادہ مشہور ہوئے۔ پروفیسر الفراہ گانوی کے آبا واجداد بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ نواب سید ذوالحسن خاں بجاسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو قصبہ کواتھ پرگنہ نوادر ضلع شاہ آباد آرہ کے رہنے والے تھے۔ سید محمد صغریٰ کی اولاد آج بھی صغرادی کہلاتی ہے۔ سید محمد صغریٰ ۶۴۵ھ میں رحلت پاگئے اور بالگرام ہی میں مدفون ہوئے۔

نوٹ:۔ بہار کے وزیر تعلیم سید محمد بہترہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے وہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند سے کچھ قبل پورنیہ ضلع اسکول، بہار میں معائنہ کے لیے تشریف لائے تھے جہاں راقم طالب علم تھا۔ (مؤلف)

[1] صفیر بالگرامی از پروفیسر الفراہ گانوی ص۲۸۷۔

مولانا سیّد غلام علی واسطی آزاد بلگرامیؒ[1]

(شجرہ نسب ص۲۹۲)

سلطان محمود غزنوی سید ابوالفرح واسطی اور ان کے فرزندان سید ابوالفراس، سید ابوالفضائل اور سید ابوداؤد کو ہمراہ لے کر غزنی سے روانہ ہوا اور ہندوستان وارد ہو کر بتاب فتح کیا۔ واپسی کے وقت سید ابوالفرح واسطی کو ساتھ لے گیا اور ان کے فرزندوں کو پنجاب میں سرہند نور اور جاجیز کی جاگیریں عطا کیں جہاں سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ۱۸۰ سال تک سکونت پذیر رہی پھر جب دلی میں بادشاہت قائم ہوئی تو یہ لوگ مشرقی ہند کی طرف منتقل ہو گئے۔ انہیں بارہ مواضعات کے مجموعہ کو بارہہ کہتے ہیں یہ لوگ سادات بارہہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ خاص کر سید ابوالفضائل کی اولاد سادات بارہہ کے نام سے موسوم ہوئی اور سید ابوالفراس کی اولاد سادات جاجیزی کہلائی۔ سید ابوالفراس کی چوتھی پشت میں سید محمد صغریٰ فاتح بلگرام تولد ہوئے ان کے دادا سید حسن منصب دار شاہی تھے بلگرام کے ہندوؤں کے ساتھ ان کا مناقشہ ہوا جس میں سید محمد صغریٰ کامیاب ہوئے اور فاتح بلگرام کہلائے۔ ان کے دو صاحبزادے تھے سید سالار اور سید محمد عمر سالار کی اولاد نے محلہ سید واڑہ بلگرام آباد کیا ان سے آٹھ قبائل آباد ہوئے جن سے چند محلے اور آباد ہوئے انہیں میں سید اعظم الدین اور زین الدین حسن خاں ہیں دوسرے فرزند سید عمر سے ایک قبیلہ بہترہ دہر تیرہ ہوا۔ اس قبیلہ کے لوگ صاحب منصب اور صاحب علم وفضل ہوئے انہیں میں علامہ عبدالجلیل اور مولانا سید غلام علی واسطی بلگرامی ہیں۔ صفیر بلگرامی کے آبا واجداد بھی اسی قبیلے میں ہیں۔ اسی خطۂ سرزمین کے حسان الہند مولانا سید غلام علی واسطی آزاد بلگرامی تھے۔ آپ ۱۱۱۶ھ مطابق ۱۷۰۴ء میں تولد ہوئے۔ شعر وشاعری کا ذوق شروع سے تھا آپ کے والد کا نام سید محمد نوح تھا اور آپ علامہ عبدالجلیل بلگرامی کے نواسہ تھے۔ حج سے مشرف ہو کر ۴۸ سال حیدرآباد میں گزار دیئے۔ مشہور ومعروف ادیب وشاعر تھے۔ ان کا نعتیہ قصیدہ عربی زبان میں بہت مشہور ہوا۔

[1] ماہنامہ الحبیب بھلواری شریف مارچ ۱۹۶۷ء ص۲۵۔

شاہ یمن نے حسان الہند کا خطاب عطا کیا۔ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ سن وفات ۱۰۸۳ھ ہے۔

(غزل)

دل از خیال مہوشے شہر سماں در بغل — ایں شیشہ باشد دیدنی دارد چراغاں در بغل
روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامۂ — من نیز حاضر شوم تصویر جاناں در بغل
شہر نکویاں دیدہ ام خوانند درس حسن خود — جائے کتاب آیند ہر عقل و دبستاں در بغل
آزاد با ایں درد دل آرد اگر رو در چمن — پوشیدہ قمری را کند سرو خراماں در بغل

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

اور اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے اخلاق بڑے عالی ہیں (القرآن)

سید شاہ برکت اللہ

(شجرۂ نسب ص۲۹۳)

میر سید شاہ برکت اللہ کے جد اعلیٰ سید علی عراق حکومت کے مظالم سے تنگ آکر مدینہ سے عراق کے شہر واسط وارد ہوئے آج کل یہ شہر "حسینیہ" کہلاتا ہے ان کی اولاد میں سید ابوالفرح واسطی اپنے چار فرزندوں کو ساتھ لے کر سلطان محمود غزنوی کے عہد میں غزنی آئے بعد ازاں انوارج محمود غزنوی کے ساتھ ہم پر ہندوستان آئے اور چاروں فرزند مشرقی پنجاب میں آباد ہو گئے۔ سید ابوالفراس نے قریہ جاجیز میں سکونت اختیار کی۔ صاحب امع التاریخ کے مطابق یہ خاندان اپنی مستورات کے ساتھ عازم ہند ہوئے تھے اور ان کے خانوادہ میں اوروں کی طرح نو مسلموں کی آمیزش نہیں ہوئی تھی آج تک انہوں نے اپنی سیادت و نجابت بدرجہ اتم قائم رکھی ہے سید ابوالفراس کے پوتے سید حسین تھے جن کے پوتے سید محمد صغریٰ نے شاہ التمش کے حکم سے سری نگر پر ۶۱۴ھ میں لشکر کشی کی اور فتح حاصل کرنے کے بعد اس کا نام بالگرام رکھا گیا۔ سلطان نے یہ علاقہ ان کو جاگیر میں عطا کر دی۔ سید محمد صغریٰ بلگرامی کی اولاد میں میر سید عبدالواحد بلگرامی مصنف "سبع سنابل" صاحب کمال گزرے ہیں۔ ان کے بڑے فرزند علامہ میر سید عبدالجلیل بلگرامی نے ۱۰۱۰ھ میں بلگرام سے مارہرہ نقل مکانی کی۔ علامہ فارسی زبان کے مشہور و معروف شاعر تھے۔ انہوں نے فارسی زبان میں سادات بارہ کا منظوم شجرہ فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا تھا جسے قدیم اور مستند شجرہ سمجھا جاتا ہے۔ علامہ کے بڑے فرزند میر سید اویس تھے جن کے بڑے فرزند سید شاہ برکت اللہ کی ولادت ۲۶ جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو ہوئی۔ ۱۰۹۷ھ سے انہوں نے مارہرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ مخدوم برکت اللہ کا عقد سید مودود کی دختر بی بی وافیہ سے ہوا جن کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید شاہ آل محمد (۲) سید شاہ نجات اللہ، شاہ آل محمد کے بڑے فرزند سید شاہ حمزہ تھے اور سید شاہ حمزہ کے بڑے فرزند سید شاہ آل احمد (پیر میاں) تھے جن کا عقد سید فضل فاطمہ دختر میر سید غلام علی آزاد بلگرامی سے ہوا تھا۔

سلہ چار انواع از سید شاہ برکت اللہ ص۲۷

شاہ برکت اللہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے ان کا وصال ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۳۹ء کو مارہرہ میں ہوا۔ نواب محمد خان بنگش مظفر جنگ والیٔ فرخ آباد نے شاہ برکت اللہ کا روضہ تعمیر کرایا تھا۔

تصانیف | رسالہ چہار اوراد، رسالہ سوال و جواب معارف ہندی، دیوان عشقی، مسمّی بہ پرکاش (ہندی کلام کا مجموعہ) ترجیع بند، مثنوی ریاض عشق، وصیت نامہ، بیاض باطن ظاہر، بیاض باطن پر رسالہ تکمیر وغیرہ۔

خلیفہ | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلویؒ شاہ برکت اللہ کے خانوادہ کے سجادہ نشین سید آل رسول احمد میاںؒ کے خلیفہ خاص تھے۔ اعلیٰحضرت کو سلسلہ قادریہ کی خلافت و اجازت انہیں سے ملی۔

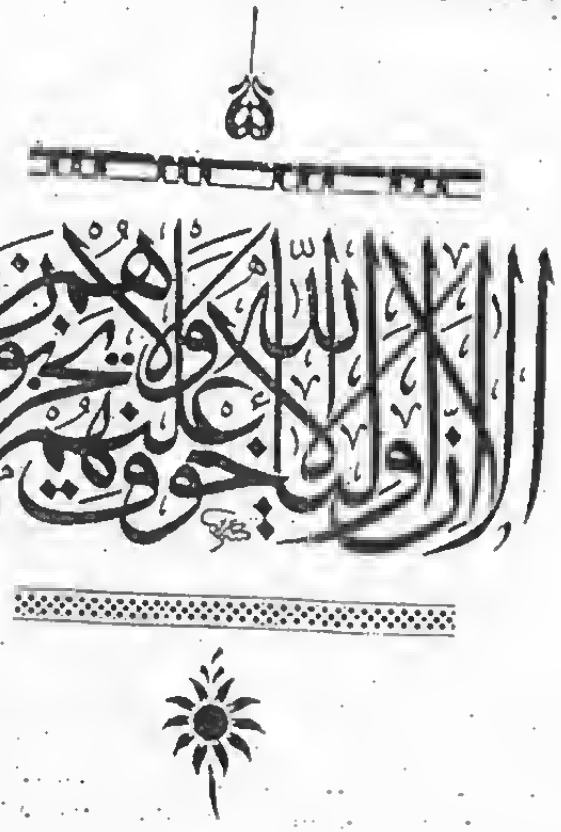

سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتیؒ مارہرہ شریف یوپی

(شجرۂ نسب ص۱۹م)

۴۳	سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتیؒ
۴۲	سید شاہ ظہور حسن
۴۱	سید شاہ آل رسول احمدی
۴۰	سید شاہ آل برکات محمد حسن
۳۹	سید شاہ حمزہ
۳۸	سید آل محمد
۳۷	سید شاہ برکت اللہ
۳۶	میر سید ادریس
۳۵	علامہ میر سید عبدالجلیل بلگرامی
۳۴	میر سید عبدالواحد بلگرامی
۳۳	سید ابراہیم
۳۲	سید قطب الدین
۳۱	سید ماہرو
۳۰	سید بدھا
۲۹	سید کمال
۲۸	سید قاسم
۲۷	سید حسین
۲۶	سید نصیر
۲۵	سید حسین
۲۴	سید عمر
۲۳	سید محمد صفی
۲۲	سید علی
۲۱	سید حسین
۲۰	سید ابوالفرح ثانی
۱۹	سید ابوالفراس
۱۸	سید ابوالفرح واسطی

خاندان برکاتیہ کا آغاز مارہرہ شریف میں آج سے تقریباً چار سو سال قبل ۱۰۱۷ھ میں بادشاہ جہانگیر کے عہد میں ہوا جب علامہ میر سید شاہ عبدالجلیل حلف اکبر میر سید عبدالواحد بلگرامی یہاں سکونت پذیر ہوئے۔ اس خانوادہ میں سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب ولایت و کشف و کرامت گزرے ہیں۔ سید شاہ آل برکات ستھرے میاں اچھے میاں کے چھوٹے بھائی تھے۔ سید شاہ آل برکات کے فرزند سید شاہ آل رسول ۱۲۹۸ھ میں مارہرہ شریف میں تولد ہوئے تھے جن کے فرزند اکبر کا اسم گرامی سید شاہ ظہور حسن تھا اور جن کی ولادت ۱۳۲۶ھ میں ہوئی تھی یہی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتی کے والد ماجد تھے۔ شاہ احمد نوری کی ولادت ۱۳۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے دو عقد کئے لیکن اولاد نہ ہوئی۔ خلافت و بیعت جد امجد سے ملی تھی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا نور احمد بدایونی مولانا محمد سعید بدایونی مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا فضل رسول بدایونی اور مولانا احمد حسن مرادآبادی مشہور ہیں۔ آپ کا وصال گیارہ رجب ۱۴۰۲ھ میں مارہرہ میں ہوا۔ وہ سید شاہ برکت اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف و تالیف میں چند رسائل تکمیر و عقاید و آداب مریدین و اوراد و اذکار و اشغال و اعمال فقہ میں ہیں۔ "سراج العوارف" کا اردو ترجمہ بعد میں ہوا۔ آپ شعر بھی کہتے تھے اور تخلص سعید اور نوری فرماتے تھے۔

۱؎ آداب السالکین از سید شاہ آل احمد اچھے میاں ص۱۰۱، ۲؎ قول از سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ص۱۷

شجرہ اولاد سید شاہ برکت اللہ مارہرہ شریف

(شجرہ نمبر ۳۱۸)

سید آل محمد
سید شاہ محمد حمزہ

- سید شاہ آل احمد — اچھے میاں
- سید شاہ آل برکات
  - سید شاہ اولاد رسول — شاہ محمد صادق
    - سید ابوالقاسم
      - اسمٰعیل حسن
        - سید غلام محی الدین
          - نوجہ سید آل عبا بن سید حسین حیدر
            - سید شاہ مصطفےٰ حسن حیدر
              - سید محمد اشرف
              - سید محمد افضل
              - ڈاکٹر سید محمد امین (پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی)
              - سید محمد حبیب
        - شہر بانو — سید فضا اولاد رسول (محمدی) مرشد اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی
  - سید شاہ غلام محی الدین
    - سید شاہ نور المصطفےٰ
  - سید شاہ آل رسول (احمدی)
    - سید شاہ ظہور حسن
      - سید شاہ ابوالحسن احمدی نوری میاں
    - سید شاہ ظہور حسین

ادب السالکین از سید شاہ آل احمد اچھے میاں مسلہ،
مصطفےٰ اسے حیدر حسن تک از سید آل حسنین میاں قادری برکاتی صہ ۲۸،

شجرہ اولاد سید محمود جاجنیری رح

میر سید یحییٰ
میر سید بہیت
میر سید یحییٰ
مخدوم چاند شہید

- سید سیف
- سید جان
- سید پیر ملک (میاں)
  - سید ہادی (لاولد)
  - مخدوم سید پیر — میر سید نظام الدین (باہمگیر)
    - نوج — بی بی پھول بنت سید شاہ اللہ داد
      - سید محمد علی
        - سید نور الہدیٰ (جاجنیری)
          - سید نصیر علی عامل
            - بی بی مخدومہ
            - بی بی حسینی
            - میر ممتاز علی
            - سید انور علی
            - سید محمد مسکری
        - مولانا سید محمد بہاء الدین
          - سید غلام محی الدین محمد
            - مولانا سید محمد سمیع (جاجنیری)
        - شاہ عبد اللطیف (بانس بیگمہ)
  - سید بدیع الدین بڈھا (صفوی)
  - سید پیر
- سید شاہ فیروز
- سید میر
- سید علاء الدین علاول
  - سید عبد اللہ
    - سید ابو ہاشم
      - سید غلام حیدر
        - سید محمد فاضل (دیسنہ)
          - سید امین اللہ
            - حکیم سید رحمت اللہ
              - سید خادم حسین
                - حکیم سید کاظم حسین
                - حکیم سید صمد حسین
                  - سید شمس الہدیٰ
                    - بی بی قطبن
                    - علامہ سید سلیمان (ندوی دیسنوی)
                  - سید نجم الہدیٰ
                    - مصنف
                    - (دیسنا سے دیسنہ)
                  - سید قمر الہدیٰ وکیل (دستی پور)
                  - سید صباح الہدیٰ دیسنوی
                  - سید ضیاء الہدیٰ دیسنوی
      - سید محمد الیاس (قائم پور)
      - سید محمد
        - سید غلام محی الدین
          - سید علیم اللہ
            - سید قاسم علی
            - سید تراب علی
            - سید محمد احسن وکیل
    - سید ہاشم

سید مصباح الہدیٰ دیسنوی

(شجرہ نصب صـ۲۲۰)

اصل نام ۔ سید مصباح الہدیٰ

ادبی نام ۔ مصباح دیسنوی

والد کا نام الحاج سید قمر الہدیٰ وکیل (سمستی پور)

جائے پیدائش ۔ دیسنہ ضلع پٹنہ (نالندہ) صوبہ بہار، ہندوستان

تاریخ پیدائش ۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۱ء

تعلیم :۔ ۱۹۳۸ء میں کنگ ایڈورڈ انگلش ہائی اسکول سمستی پور ضلع دربھنگہ سے پٹنہ یونیورسٹی کا میٹرک کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ ۱۹۴۰ء مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے آئی ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں اور ۱۹۴۳ء میں اسی یونیورسٹی سے بی ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔

ملازمتیں | بریلی اور پٹنہ میں سرکاری ملازمت کی۔ کلکتہ، بہار شریف اور ڈھاکہ میں اسکولوں میں ٹیچر کی حیثیت سے کام کیا۔ کراچی، راولپنڈی اور اسلام آباد میں پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ حکومت پاکستان میں تقریباً ۲۹ سال تک ملازمت کی اور دسمبر ۱۹۸۳ء میں ڈپٹی پرنسپل انفارمیشن آفیسر کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔

ادبی سرگرمیاں | ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد کلکتہ سے ایک ماہنامہ "آفاق" جاری کیا جس کے چیف ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۴۹ء میں کلکتہ سے میرے افسانوں کا مجموعہ بنام "گدگدی" شائع ہوا۔ ۱۹۵۵ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ سے ماہنامہ "شاہین" شائع ہونے لگا تو اس کے ایڈیٹوریل بورڈ کے ممبر رہے۔ کلکتہ، ڈھاکہ، کراچی اور راولپنڈی میں متعدد ادبی محفلوں میں شریک ہوتے رہے۔ اردو اور انگریزی میں افسانے اور مضامین شائع ہونے کی تفصیل الگ درج ہے۔

---

۱ افسانہ سادات و ملوک دیسنہ صـ۴۴ ۲ افسانہ سادات و ملوک دیسنہ صـ۴۴

اردو اور انگریزی میں علامہ سید سلیمان ندوی پر مضامین

۱۔ علامہ سید سلیمان ندوی ۔ روزنامہ مشرق، لاہور، ۲۲۔ نومبر ۱۹۷۳ء

۲۔ سلیمان ندوی۔ اسٹورین اینڈ پیج مور (انگریزی) روزنامہ "ڈان" کراچی ۲۲۔ نومبر ۱۹۷۳ء

۳۔ علامہ سید سلیمان ندوی ..... روزنامہ حریت، کراچی ۲۳۔ نومبر ۱۹۷۳ء

۴۔ علامہ سید سلیمان ندوی ..... روزنامہ نعرۂ حق، کوئٹہ، یکم دسمبر ۱۹۷۳ء

۵۔ علامہ اقبال اینڈ سلیمان ندوی (انگریزی) روزنامہ "ڈان"، ۹ نومبر ۱۹۸۳ء

۶۔ اقبال اینڈ سلیمان ندوی ہیڈ کمان آف جگیٹو (انگریزی) روزنامہ مورننگ نیوز کراچی ۹ نومبر ۱۹۸۳ء

۷۔ علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا محمد علی ... روزنامہ جسارت، کراچی ۲۱۔ دسمبر ۱۹۸۵ء

۸۔ علامہ سلیمان ندوی ..... روزنامہ مارننگ نیوز کراچی ۲۲۔ نومبر ۱۹۸۱ء

۹۔ علامہ سلیمان ندوی (انگریزی) .... روزنامہ بلوچستان ٹائمز، کوئٹہ ۳۰۔ نومبر ۱۹۸۱ء

۱۰۔ علامہ اقبال اور سید سلیمان ندوی ... ماہنامہ سیارہ، لاہور اقبال نمبر فروری مارچ ۱۹۷۸ء

مجلہ دیسنہ ایسوسی ایشن ۱۹۸۵ء

۱۱۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور علامہ سید سلیمان ندوی .. مجلہ دیسنہ ایسوسی ایشن کراچی جولائی ۱۹۸۸ء

انگریزی میں افسانے اور مضامین

۱۔ اے چند مورازبرکس (مختصر افسانہ) ... السٹریٹیڈ ویکلی آف پاکستان کراچی ۲۴ اگست ۱۹۵۲ء

۲۔ پروگریس آف اسلامک پروویژنس .... ویکلی اسٹوڈنٹس ویلفیئر کراچی ۱۴۱۔ مارچ ۱۹۵۸ء

۳۔ دی گریٹ چیف (مختصر کہانی) ... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء

۴۔ ایگریکلچرل سینسس ..... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۷۔ فروری ۱۹۶۰ء

۵۔ فارم سینسس ان پاکستان ..... روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور ۱۸۔ مئی ۱۹۶۰ء

۶۔ فارم سینسس ان پاکستان ..... روزنامہ ٹائمز آف کراچی ۳۰۔ جنوری ۱۹۶۰ء

۷۔ ایگریکلچرل سینس ... روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزیٹ لاہور، یکم فروری ۱۹۶۰ء

۸۔ دی موڈرن بیچلر (مزاحیہ) ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ستمبر ۱۹۵۹ء

۹۔ مولانا محمد علی ... روزنامہ ٹائمز آف کراچی ۵ جنوری ۱۹۶۰ء

۱۰۔ اسپیکر لیجسلیٹو اسمبلی پیشن فورنئی ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۸۔ نومبر ۱۹۵۹ء

۱۱۔ مالومیاں ..... ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۱۶۔ اگست ۱۹۵۹ء

۱۲۔ دہلی قائداعظم ..... روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چٹاگانگ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۶۲ء

۱۳۔ ڈیولپمنٹ آف ریڈیو اینڈ ٹی وی ان پاکستان ... روزنامہ خیبر میل، پشاور ۲۳۔ مارچ ۱۹۶۵ء

۱۴۔ سرسید احمد خان ..... روزنامہ مارننگ نیوز کراچی ۲۷۔ مارچ ۱۹۶۵ء

۱۵۔ امیر خسرو ..... روزنامہ خیبر میل، پشاور، ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء

۱۶۔ فیوچر میتھ پروگریس ان دی فیلڈ آف ایجوکیشن روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چٹاگانگ ۱۶۔ مارچ ۱۹۶۵ء

۱۷۔ مولانا الطاف حسین حالی ... روزنامہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی، ۳۱۔ دسمبر ۱۹۸۳ء

۱۸۔ مولانا حالی ..... روزنامہ بلوچستان ٹائمز کوئٹہ یکم جنوری ۱۹۸۴ء

۱۹۔ موڈرن ٹریکس آف سیونٹیز (مزاحیہ) روزنامہ "دی مسلم" اسلام آباد ۲۸۔ اگست ۱۹۸۱ء

۲۰۔ ایگریکلچرل پروڈکشن ان پاکستان ... روزنامہ یونیٹی چٹاگانگ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۶۴ء

۲۱۔ ایوب میتھ فیسٹو اے بگن لائٹ ... روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چٹاگانگ ۲۔ فروری ۱۹۶۵ء

۲۲۔ ... روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۱۷۔ فروری ۱۹۶۵ء

۲۳۔ فوردی ٹو رسٹ ... روزنامہ کیہان انٹرنیشنل، تہران ۔ ۲۔ مارچ ۱۹۶۵ء

۲۴۔ سرسید دی سیونٹر ... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۳۔ مارچ ۱۹۶۵ء

۲۵۔ ڈیولپمنٹ آف ٹورزم ... روزنامہ مارننگ نیوز، کراچی ۱۵۔ اپریل ۱۹۶۵ء

۲۶ " " ... روزنامہ مارننگ نیوز، ڈھاکہ ۔ ۳۰۔ اپریل ۱۹۶۵ء

۲۷ " " ... روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر، چٹاگانگ ۔ ۲۰۔ اپریل ۱۹۶۵ء

۲۸۔ سائنٹیفک کلائمیٹ ان پاکستان ... روزنامہ خیبر میل، پشاور ۲۳۔ مئی ۱۹۶۵ء

۲۹۔ فیملی ... پریزنٹ اینڈ فیوچر ... روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۱۰۔ جون ۱۹۶۵ء

۳۰۔ فیملی ... پریزنٹ اینڈ فیوچر ... روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چٹاگانگ ۱۹۔ جون ۱۹۶۵ء

۳۱۔ ڈیولپمنٹ آف ریڈیو اینڈ ٹی وی ان پاکستان ... روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۲۲۔ مارچ ۱۹۶۷ء

۳۲ " " ... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۲۔ مارچ ۱۹۶۷ء

اردو میں افسانے اور افسانچے

۱۔ مین سوئچ — ماہنامہ "شیر" کراچی ... ماہنامہ "ذوالقرنین" بدایون

۲۔ ایک افسانہ (انگریزی سے ترجمہ) روزنامہ عصر جدید، کلکتہ ... ستمبر ۱۹۴۵ء

۳۔ نیویارک کے چوہے (انگریزی سے ترجمہ) ماہنامہ پیام تعلیم دہلی۔ نومبر، دسمبر ۱۹۳۸ء

۴۔ افسانچے ..... ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ مارچ ۱۹۵۱ء

۵۔ ماہ میرے چیلے ..... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ ۳۔ مارچ ۱۹۶۳ء

۶۔ آپریشن کے بعد ..... روزنامہ جنگ، راولپنڈی ۸۔ اپریل ۱۹۶۳ء

۷۔ نوآبادی ..... ماہنامہ شیر، کراچی، اپریل ۱۹۵۴ء

۸۔ نوٹوں کا بنڈل ..... ماہنامہ سوداگر، کراچی، نومبر ۱۹۶۰ء

۹۔ حرف شہادت ..... ماہنامہ سوداگر، کراچی، ستمبر ۱۹۶۷ء

۱۰۔ ناقابل شکست ..... ماہنامہ کرن، گیا (ہندوستان) ۱۹۵۲ء

۱۱۔ قوس وقزح ..... ماہنامہ کرن، گیا (ہندوستان) ۱۹۵۲ء

۱۲۔ بھائی جان ..... ماہنامہ کائنات، لاہور، جون، ۱۹۴۹ء

۱۳۔ ہاف ٹکٹ ..... ماہنامہ سیارہ، لاہور

۱۴۔ نقب زن ..... ماہنامہ بتول، لاہور

۱۵۔ رود محاذ ..... " " "

۱۶۔ انوکھی قربانی ..... " " "

۱۷۔ افسانچے ..... ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ خاص نمبر ۱۹۵۱ء

اردو میں مضامین

۱۔ بینائی کھو جانے پر (ملٹن کی ایک نظم کا ترجمہ) ہفت روزہ ہلال، کلکتہ، ۲۰ اگست ۱۹۴۶ء

۲۔ اُردو مشرقی پاکستان میں..... روزنامہ پاکستان، ڈھاکہ، عید نمبر ۱۹۵۰ء

۳۔ کراچی کی کہانی ..... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ، یکم مارچ ۱۹۵۶ء

۴۔ بید کی مار آپ کی رائے میں..... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۴ جون ۱۹۶۱ء

۵۔ اے جی صفیر..... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۳ء

۶۔ کائنات کی کہانی ..... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ نومبر، دسمبر ۱۹۶۴ء

۷۔ حقیقی جمہوریت ..... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۸ نومبر ۱۹۶۳ء

۸۔ ترقی (آزاد نظم) ..... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ، ۸۔ اپریل ۱۹۶۳ء

۹۔ سرسید کا مکتب فکر اور اس کی خدمات... ہفت روزہ کشمیر، راولپنڈی، ۲۳ مارچ ۱۹۶۵ء

۱۰۔ جمہوریہ مالی ..... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ اپریل، ۱۹۶۵ء

۱۱۔ علامہ اقبال نے یہودی خطرے کو بروقت بھانپ لیا تھا۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۴ مئی ۱۹۶۶ء

۱۲۔ علامہ اقبال اور واقعہ شہادت..... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ اشاعت خاص ۱۹۶۷ء

۱۳۔ سوشلزم اقبال کی نظر میں..... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۷ مئی ۱۹۶۸ء

۱۴۔ کیا اُردو ٹائپ کی ترویج ممکن ہے.... روزنامہ مشرق لاہور۔ ۳ ستمبر ۱۹۷۶ء

۱۵۔ میرا ڈرائنگ روم..... روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۲۰ اگست ۱۹۸۱ء

۱۶۔ صیہونیت، یہودیوں کی نظر میں .... روزنامہ قوائے وقت لاہور، راولپنڈی ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء

۱۷۔ راست بازی... روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۶ نومبر ۱۹۶۳ء، روزنامہ امروز لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۶۳ء روزنامہ وفاق، راولپنڈی۔

۱۸۔ بیماروں کی عیادت... روزنامہ جسارت، کراچی ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء روزنامہ امروز لاہور ۵ جنوری ۱۹۸۴ء

۱۹۔ خون کا عطیہ... روزنامہ مغربی پاکستان، لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۶۶ء روزنامہ جسارت کراچی ۶ جنوری ۱۹۸۴ء روزنامہ حریت، کراچی ۲۱ جنوری ۱۹۸۴ء

۲۰۔ وقت کی قدر و قیمت... روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۲۵۔ مارچ ۱۹۸۴ء

۲۱۔ صفائی.... روزنامہ جنگ کراچی، ۷ جنوری ۱۹۸۴ء وفاق ۶ جنوری ۱۹۸۴ء مشرق ۱۹ جنوری ۱۹۸۴ء

۲۲۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن.... مجلہ دلیسنہ السوسنی الیشن، کراچی، جولائی، ۱۹۸۸ء

شعری مجموعوں پر تبصرے

۱) "سچائیاں" از خلش مکتسوی مطبوعہ اسلام آباد تبصرہ مجلہ ۱۹۸۳ء (۲) خواب کی ریت از مظفر حسین زری مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۴ء (۳) نعتوں کا مجموعہ از صابر کاشمیری مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۴ء (۴) دل کی کتاب از جمیل عظیم آبادی کراچی ۱۹۸۵ء (۵) غبار ماہ از افسر ماہ پوری، کراچی ۱۹۸۶ء (۶) نور حرا از نصیر آرزو مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء (۷) جمیل عظیم آبادی کی "دل کی کتاب" ماہنامہ سیارہ لاہور اشاعت خاص ۱۹۸۵ء۔

مندرجہ بالا کے علاوہ ان کے کئی مضامین اور افسانے ہندوستان و پاکستان کے اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئے ہیں جن کا ریکارڈ محفوظ نہیں کیا جا سکا۔ ماہنامہ شمع، دہلی۔ ماہنامہ آرسیہ ورت، دہلی۔ ہفت روزہ خبردار، بمبئی۔ ماہنامہ ادیب، مالیگاؤں۔ ماہنامہ نظام تعلیم، سیالکوٹ۔ ماہنامہ نیرنگ خیال، راولپنڈی۔ ہفت روزہ مسلم، ڈھاکہ، اور ماہنامہ تعمیر انسانیت لاہور میں ان کے مضامین اور افسانے شائع ہوئے۔

مزید برآں متعدد اردو اور انگریزی اخبارات میں خطوط بنام ایڈیٹر شائع ہوئے جن کی فہرست طویل ہے۔

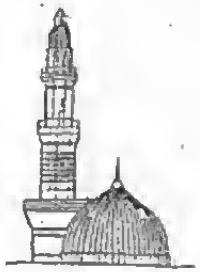

شجرۂ نسب ابنائے سید احمد جاجنیری

نمبر شمار	شجرہ ۵ اسمائے گرامی	نمبر شمار	شجرہ ۶ اسمائے گرامی	نمبر شمار	شجرہ ۷ اسمائے گرامی	نمبر شمار	شجرہ ۸ اسمائے گرامی	نمبر شمار	شجرہ ۹ اسمائے گرامی
۲۷	سید علی شیر	۲۷	سید حیدر باگھ	۲۷	سید شاہ جمال الدین	۲۷	سید شاہ برہان الدین	۲۷	سید شاہ یوسف دولہ
۲۸	سید علی شیر	۲۸	سید حیدر باگھ	۲۸	سید احمد جاجنیری	۲۸	سید احمد جاجنیری	۲۸	سید احمد جاجنیری
۲۹	سید معز الدین	۲۹	سید عاتم رہبری	۲۹	سید رکن الدین	۲۹	سید شاہ برہان الدین	۲۹	میر یوسف دولہ (میر شاہ)
۳۰	سید فیض اللہ	۳۰	سید محمود	۳۰	سید زیرک	۳۰	سید شاہ جلال الدین	۳۰	میر محبوب حسین
۳۱	سید نامور ماتی حصاری	۳۱	سید محمد	۳۱	سید بزرگ (بڑے)	۳۱	سید شاہ بدر الدین	۳۱	سید زین الدین
۳۲	سید علاء الدین	۳۲	سید خداوند	۳۲	سید یونس	۳۲	سید شاہ جمال الدین	۳۲	سید مکارم
۳۳	سید سعد	۳۳	سید شاہ منجن	۳۳	سید بودھن	۳۳	سید شاہ کمال الدین	۳۳	سید معین الدین ماجی
۳۴	سید عالم	۳۴	سید اللہ داد	۳۴	سید معروف	۳۴	سید شاہ فخر الدین	۳۴	میر اکرم علی
۳۵	سید قاسم	۳۵	سید خان غازی	۳۵	سید چاند	۳۵	سید شاہ نصیر الدین	۳۵	میر فرزند الفقار علی
۳۶	سید شاہ قطب الدین معطف اپوری	۳۶	سید سلونی	۳۶	سید ہاشم	۳۶	شاہ فخر الدین	۳۶	میر مبارک علی
۳۷	سید حسن زید	۳۷	سید احمد علی	۳۷	سید قطب الدین	۳۷	سید امیر الحسن	۳۷	میر بنیاد علی
۳۸	سید وجیہ الدین (یونس)	۳۸	سید سکندر	۳۸	سید محبوب	۳۸	سید اکبر علی	۳۸	میر نبی اختر
۳۹	سید احسن	۳۹	سید فیروز	۳۹	سید ماہرو	۳۹	سید شمسی	۳۹	کنیز فاطمہ
۴۰	سید مظفر علی	۴۰	سید مقیم	۴۰	سید محمد حکیم	۴۰	سید مان علی	۴۰	ابوذر محمد یونس
۴۱	سید شاہ یحییٰ علی	۴۱	سید ھوم	۴۱	سید اللہ بخش	۴۱	سید قدرت علی		
نوٹ	اولاد میں	۴۲	سید شجاعت علی	۴۲	سید نظمت اللہ	۴۲	سید نوازش علی		
	مخدوم حسن علی	۴۳	مولانا سید محمد حسن	۴۳	سید جواد علی	۴۳	سید خواجہ علی		
	بلند اختر سید محمد سعید	۴۴	حافظ سید ابو الخیر	۴۴	علامہ سید نذیر حسین دہلوی	۴۴	سید عبد الرحمٰن بخش		
	سعود آباد کراچی	۴۵	علامہ سید مناظر احسن گیلانی	۴۵	مولانا محمد (مؤلف تذکرہ)	۴۵	سید بدر الحسن		
	کمر الانساب ص ۴۳					۴۶	سید نجم الحسن		
							(مصنف مجمع الانساب سید شاہ برہان الدین مزار سانہاں بالا، مؤلف تذکرہ نہیں)		

۵ تاریخ حسن ص ۳۸ ۶ فہارس دلیسنہ ص ۴۱ تاریخ حسن ۹ فہارس دلیسنہ ص ۲۳

نوٹ: بی بی رقیہ ابراہیم ملک بیا کے ہمراہ غزنی سے ہندوستان وارد ہوئیں ان کا عقد سید احمد جاجنیری سے ہوا۔ بی بی رقیہ ملک بیا کی عزیز تھیں اور سادات حسنی سے تعلق رکھتی تھیں اس لیے ان کی اولاد نجیب الطرفین سادات ہیں۔ (تاریخ بارہ گیاں ۔۱۲)

اولاد سید معز الدین بن سید علی شیر جاجنیری

(شجرہ صفحہ ۳۲۷ سے)

سید فیض اللہ

- سید نصیر الدین ہانسی حصاری
  - سید اخوند میر
  - سید علاء الدین
  - سید محمد اولیا
  - سید قطب الدین اولیا بھکری
  - سید مسعود
  - سید عالم
  - سید قاسم
  - سید شاہ قطب الدین معطف اپوری
  - سید حسن زید
  - سید وجیہ الدین یونس
  - میر سید محمد احسن
  - سید مظفر علی
  - سید شاہ یحییٰ علی
    - سید شاہ اشرف علی زوج (بی بی بخش بنت میر حسین بخش (فریدی النسب))
      - شاہ حسین علی
      - قاسم سجادہ
      - سید ولایت علی اصلاحی (سعود آباد، کراچی)
      - سید محمد واجد
      - شاہ ابو المیات نواده خسرو پور، آگیا
      - سید محمد سعید
      - سید وصی احمد
    - دختر زوجہ مظفر الحق
    - دختر زوجہ غفور الحق (شاہ یعقوب زادہ گیا)
- سید حسام الدین ہانسی حصاری
  - سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوری

اولاد سید خان غازی

(شجرہ صفحہ ۳۲۷)

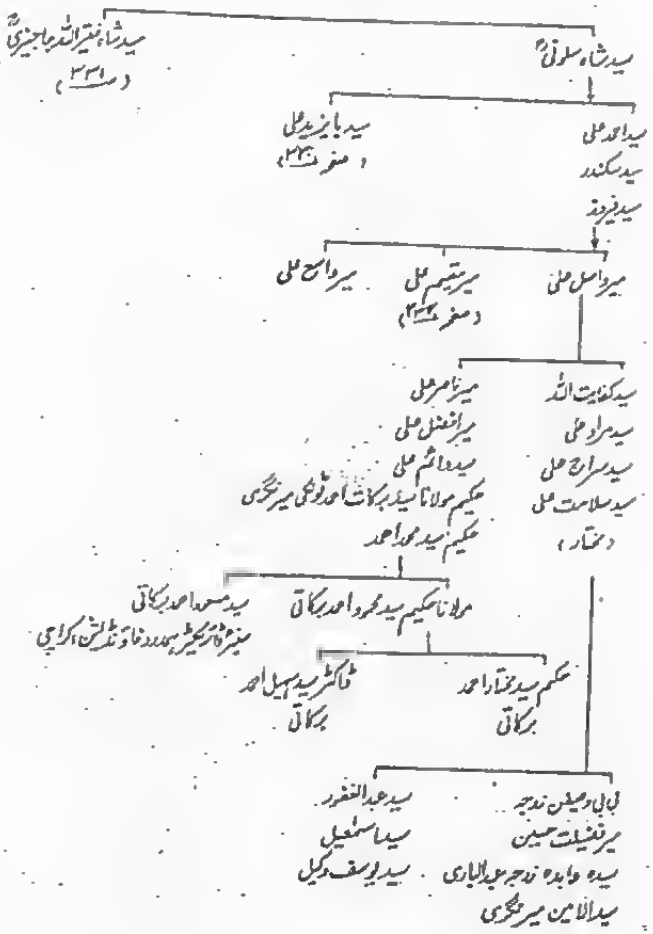

شجرۂ نسب اولاد سید سلونی بن سید خان غازیؒ

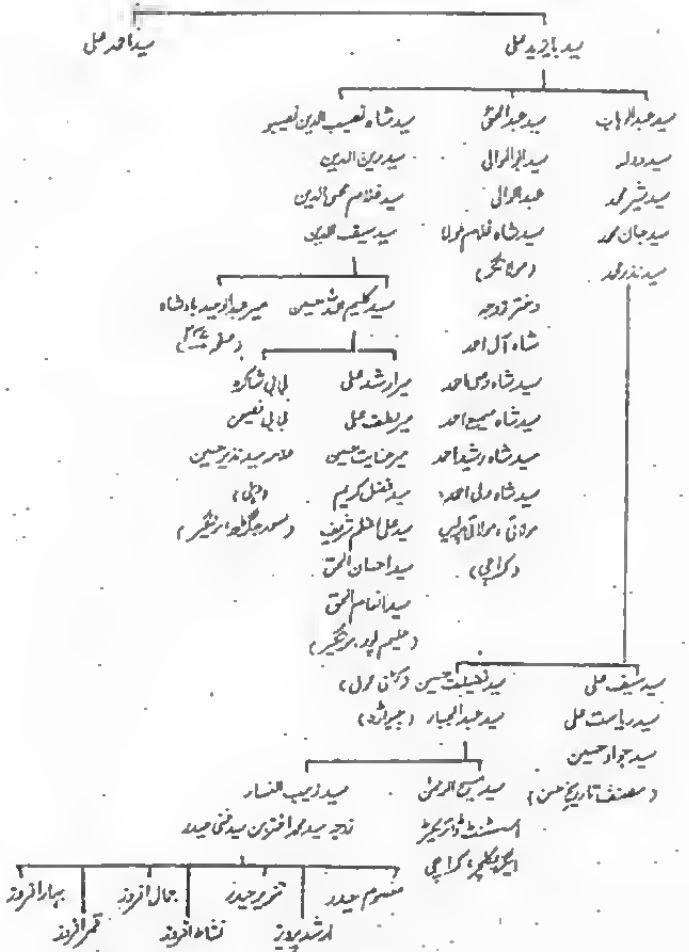

(نسب نامہ دفینہ صفحہ ۱۹، ۲۲، ۲۰۰، قلمی نسخہ گرین نامہ مراٹھی صفحہ ۴۸، ۴۹، تاریخ حسن صفحہ ۱۰۰، ۱۰۱، تحقیق الاتر صفحہ ۸۳، ۸۴، ۸۶، ۹۰، تاریخ بارہ گیارہ صفحہ ۱۲۳، نشان منزل صفحہ ۱۲ تا ۱۳)

شجرہ اولاد سید شاہ فقیر اللہ جاجنیریؒ بن سید خان غازی

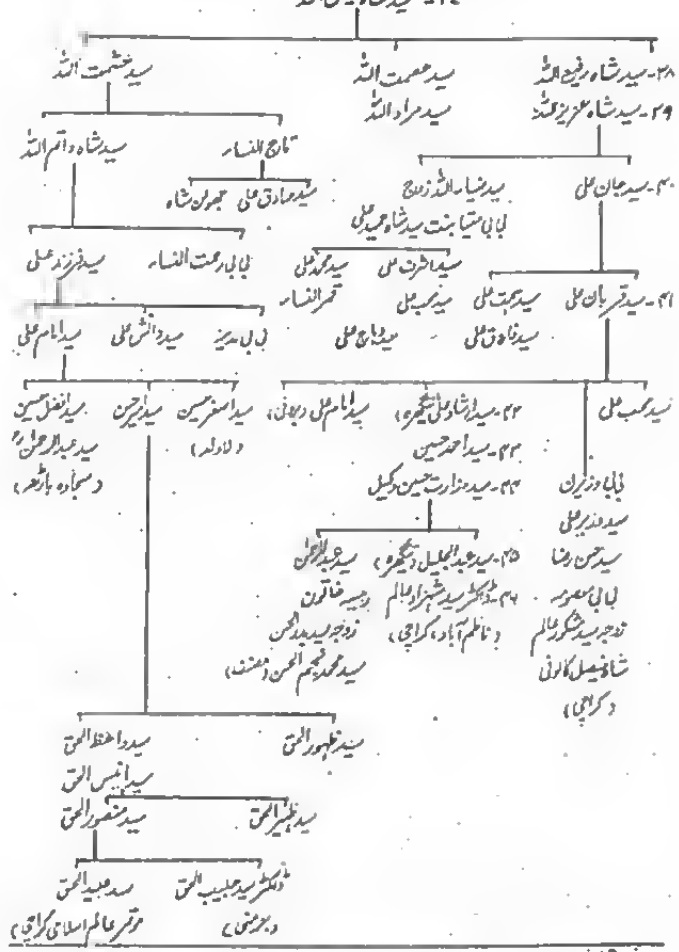

شجرہ علمی نسخہ سادات جاجنیری، باڑھ، پٹنہ، تاریخ حسن (ص ۹۳)

اولاد سید وزارت حسین مختار نگھرؒ بن سید احمد حسین بن سید ارشاد علی (باڑھ)

(شجرہ صفحہ ۲۳۱)

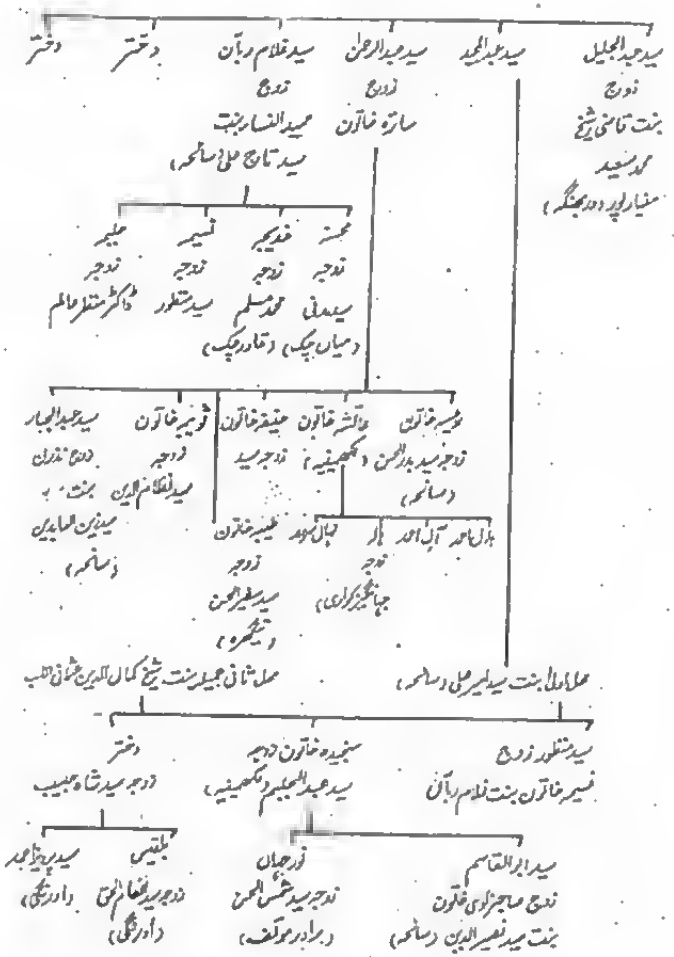

اولاد سید عبدالجلیل بن سید وزارت حسین مختار (تیگھرہ)

(صفحہ ۲۲۴)

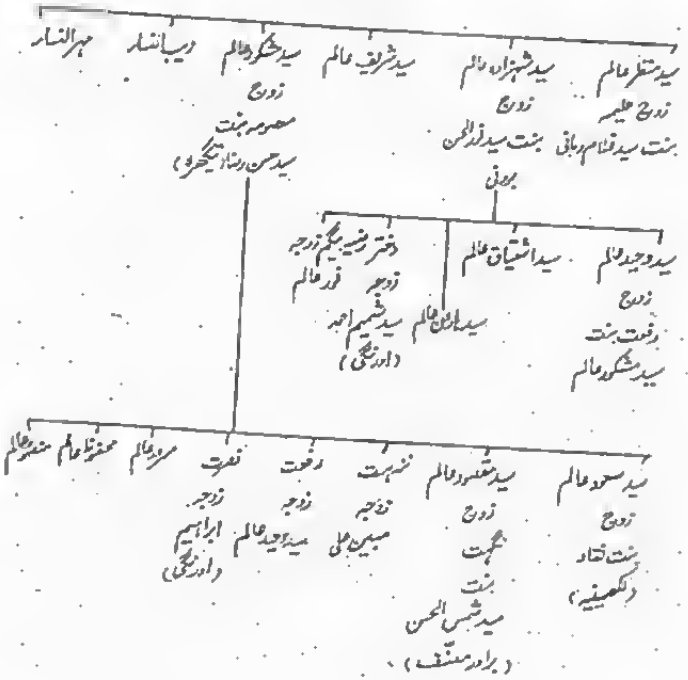

نوٹ: سید امین کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ (۱) سید وزارت حسین (۲) سید وراثت حسین (۳) بیگم نسترن۔

اولاد میر مقیم گیلانی

(شجرہ صفحہ ۲۲۹)

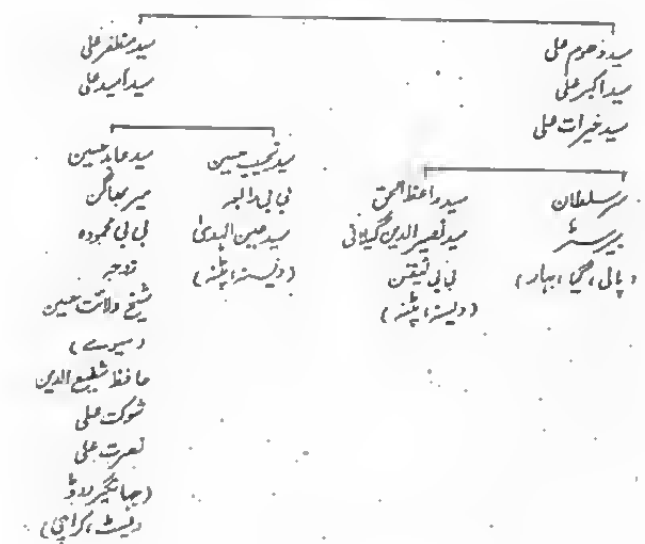

شجرۂ نسب اولاد میر مقیم گیلانی

(صفحہ ۳۲۴)

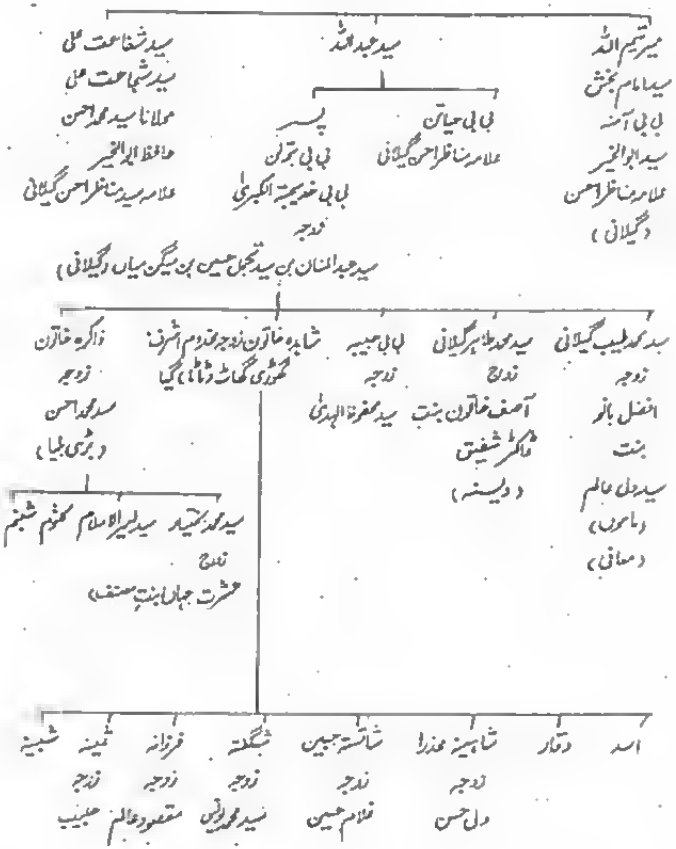

سید شاہ غلام مولا بن سید شاہ عبدالوالی (مولانگر)

(شجرۂ نسب صفحہ ۳۲۰)

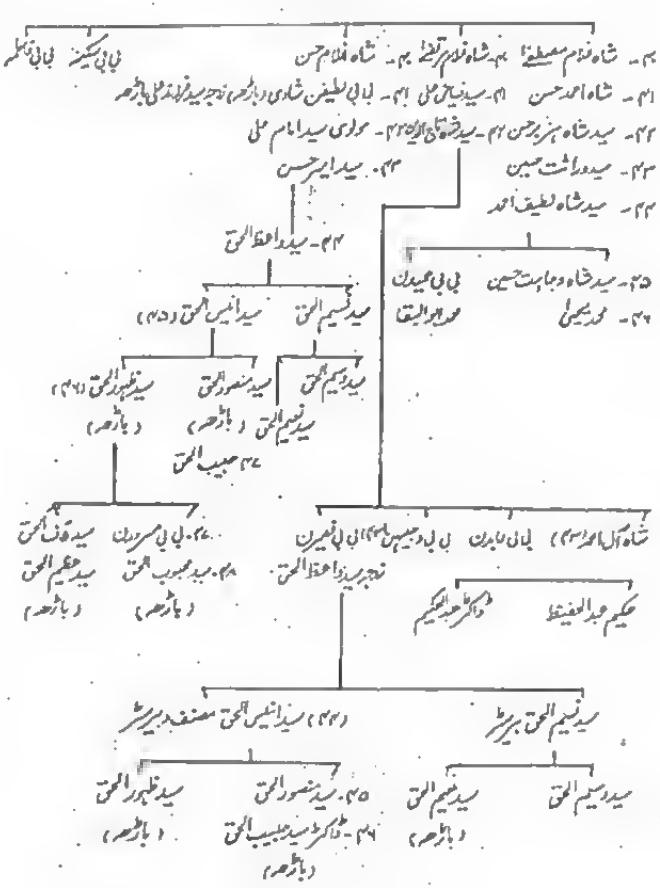

شجرۂ نسب اولاد سیّد نصیب الدین نصیبو

(صفحہ ۲۴۰)

سید زین الدین
سید نظام محی الدین
سید سیف الدین
میر عبد الواحد بادشاہ

سید محمد رافق مختار (جبر بہاری)

ناسعلوم

سید ذوالفقار حیدر
سید معین الدین حیدر
سید شرف الدین حیدر
سید اشرف الدین حیدر

ڈاکٹر سید محمود حسین

سید عباس حسین رانی
وکیل، سکریٹری بی پی مسلم لیگ بہار
سید محبوب رانی (شاعر)
سید جاوید عاشق رانی

سید جمیل الرحمن پشیار
سید ضیا مارہروی

دختر زوجہ
سید عبد الحمید مختار
دختر زوجہ
سید جمرو راز

دختر زوجہ
سید شار احمد

دختر زوجہ
سید عیسیٰ مختار
بن محمد صدیق (جمواڑہ)

پسر کاشف ضیا رافق ضیا پرویز تنویر

سید سرفراز احمد (امرتھو) زوج فاطمہ بنت سید اکرام الدین احمد

سید مظفر حسین سید ظفر حسین سید انظر حسین سید منصفر حسین غزالہ سحر نشیں

فاطمہ تسنیم

شگفتہ نسرین

اولاد سیّد عیسیٰ مختار بن محمد صدیق

(صفحہ ۲۳۷)

سید جعفر امام
سید تنویر امام

سید مظفر امام

سید حسین امام

سیدہ خاتون
زوجہ سید محمد اختر
(حسین آباد)

کنیز فاطمہ
زوجہ
سید صدر الحسن
(جمواڑہ)

سید مجتبیٰ امام
(شہید چاٹگام)
ناہید زوجہ
اصغر ہاشمی بن
سید محمد طیب
(امرتھو، مونگیر)

دختر دختر دختر دختر ڈاکٹر ظہیر امام سید تنویر امام

ہدیٰ امام ورثہ منّی سید امداد امام

سید سمعام احمد سید نواز احمد سید نظام احمد سید نیاز احمد

کشور جہاں
زوجہ
سید متین احمد

عصمت آرا
زوجہ
سید کاظم حسین

زرینہ خاتون
زوجہ
سید مبین احمد

زینت آرا
زوجہ
سید قمر الہدیٰ

سید فارقین

سید حسن
(دوسری)

شجرۂ نسب اولاد سیّد حسام الدین

(سادات برادان)

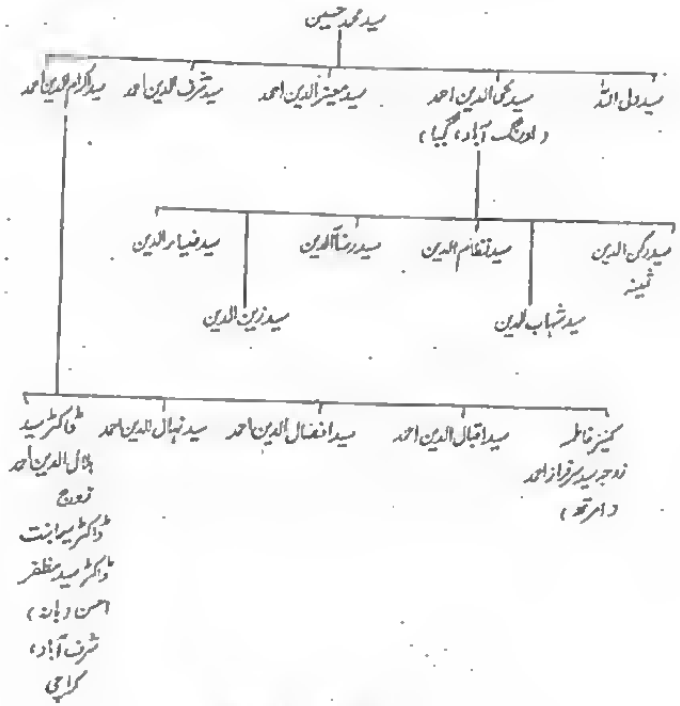

سادات جاوٹا جہاں آبادگیا پیدا شجرہ اولاد سیّد شاہ قیام الدین

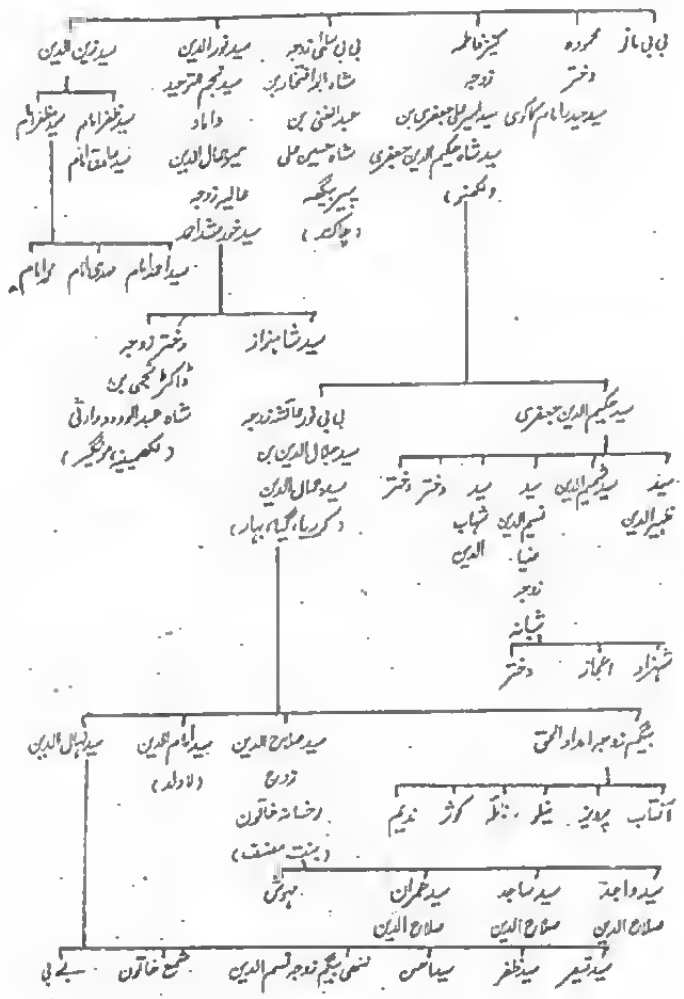

اولاد بی بی سلمیٰ بنت شاہ قیام الدین پیر بیگھہ یگا، بہار

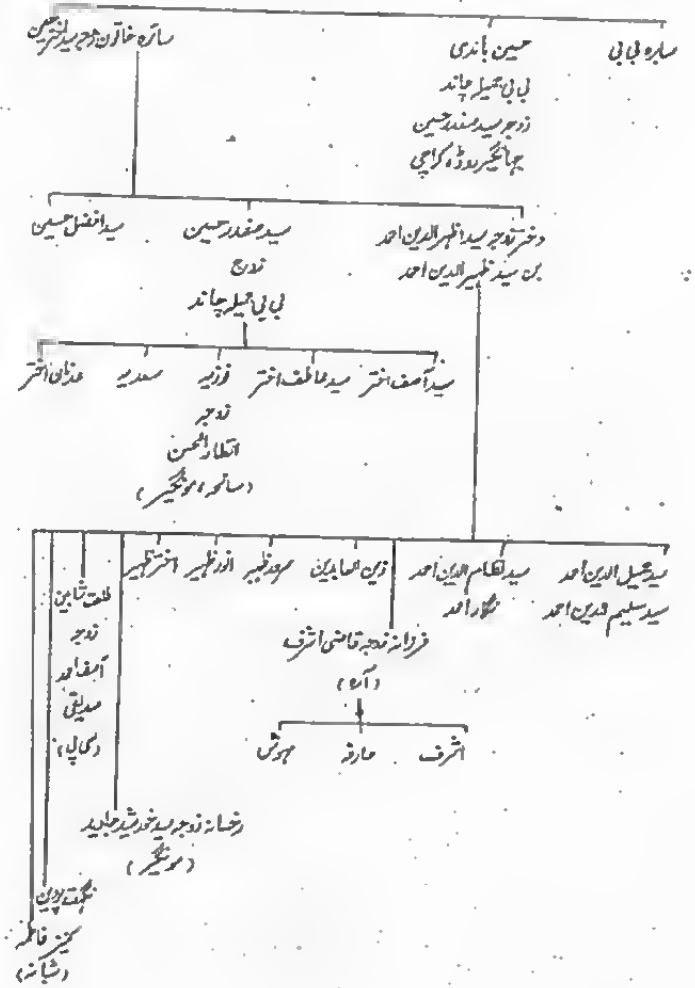

شجرۂ نسب اولاد سید شاہ جمال الدین بن سید احمد جاجنیریؒ

(صفحہ ۳۴۱)

۲۹- سید کمن الدین
۳۰- سید زیرک
۳۱- سید بزرگ
۳۲- سید یونس
۳۳- سید بدھن
۳۴- سید معروف
۳۵- سید چاند
۳۶- سید ہاشم
۳۷- سید قطب الدین
۳۸- سید محبوب
۳۹- سید ماہرو
۴۰- سید شاہ محمد حکیم
۴۱- سید عطیۃ بخش
۴۲- سید احمد بخش
۴۳- سید الفت حسین
۴۴- سید ابو الحسن
۴۵- سید محمد عثمان (ولی)
۴۶- محمد سید حسن
جہانگیر روڈ
(کراچی)

۲۹- سید علی
۳۰- سید حیدر جان
۳۱- سید محمد
۳۲- سید علی اصغر
۳۳- سید محمد علی
۳۴- سید علیم الدین
۳۵- سید ابو الخیر
۳۶- میر شمس الدین
۳۷- میر سید حسن
۳۸- سید خداوند
۳۹- سید احمد ثانی (صفحہ ۳۴۳)

سید عبد السلام
قاضی سید عبد النبی
قاضی سید عنایت اللہ
(مدرس شاہی مدرسہ پٹنہ)
دختر
سید عبد الباقی
دختر
قاضی سید امام علی
قاضی محمد اکبر غازی

سید اللہ بخش
سید حفظ اللہ
سید جواد علی
علامہ سید نذیر حسین دہلوی
سورج گڑھ
(مونگیر)
سید عزیز اللہ
سید شکر اللہ
سید محمد حسین
سید احمد بخش
سید محمد یوسف
سید عبد القیوم چیرادی
(النور سوسائٹی، کراچی)

(تاریخ حسن منا، تحقیق الاقوام صہ ۸۳، ۸۴، نسبنامہ دیسنہ صہ ۵۶، ۵۷، ۵۸)

اولاد سیّد احمد ثانی بن سیّد خداوند

(شجرہ صفحہ ۲۴۲)

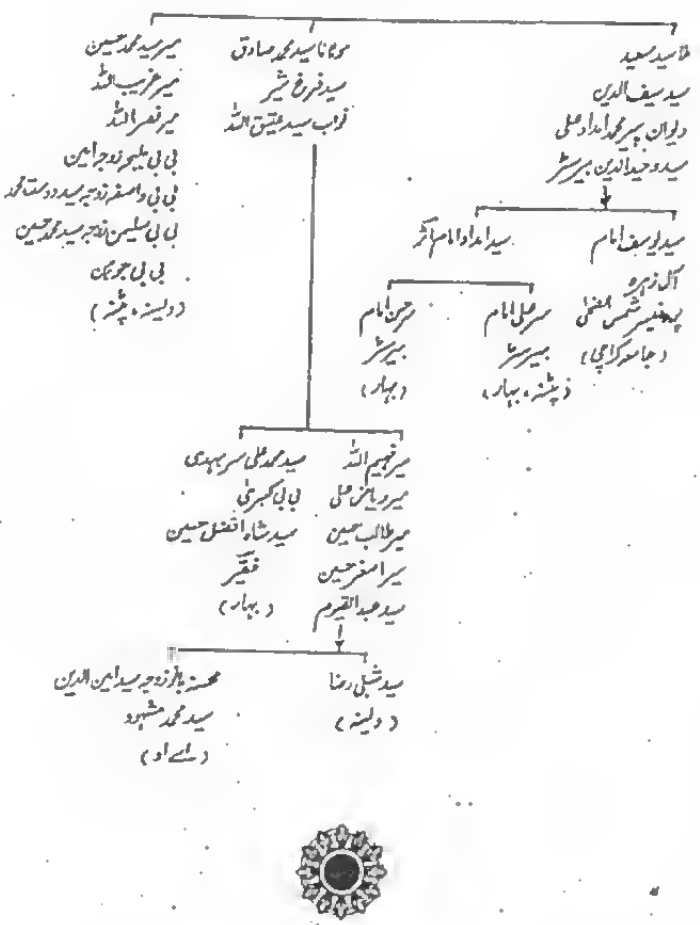

اولاد سیّد محمد عثمان

(شجرہ صفحہ ۲۴۳)

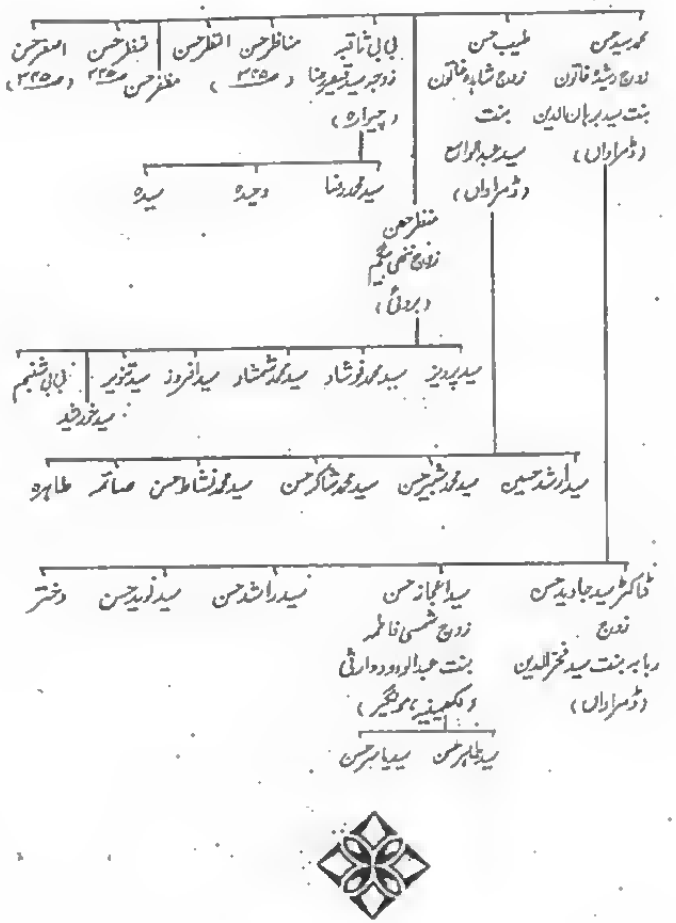

شجرہ اولاد سید محمد عثمان

(شجرہ صفحہ ۲۴۶)

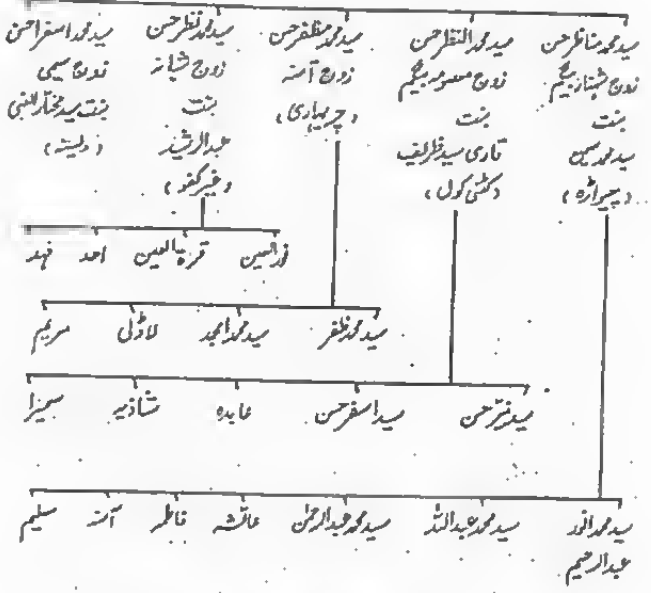

شجرۂ نسب اولاد سید جواد علی بن سید عظمت اللہ (سوانح گڑھ)

(صفحہ ۲۴۲)

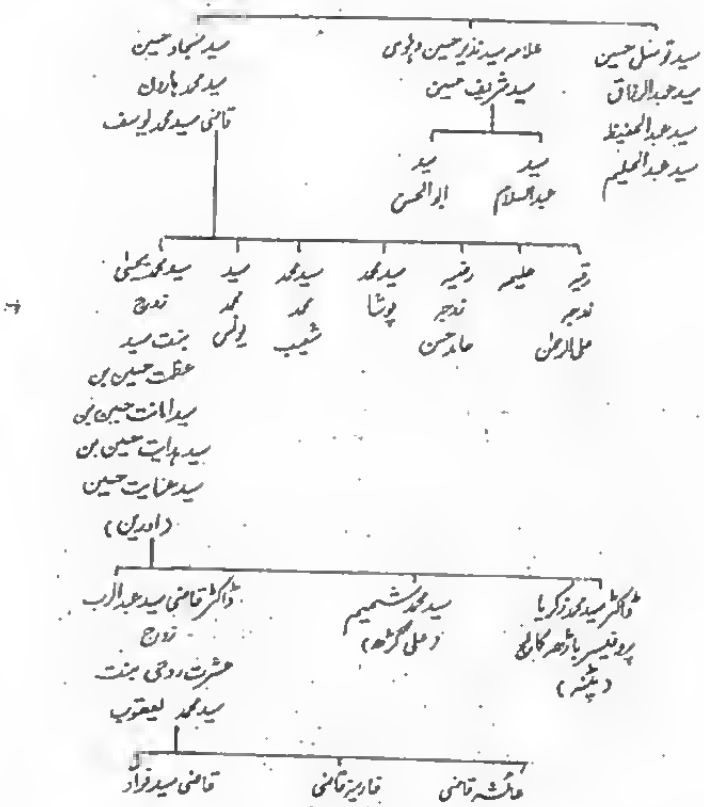

(تذکرہ صادقہ صفحہ ۲۹۶)

اولاد سیّد شاہ یوسف دولہ بن سیّد احمد جاجنیریؒ

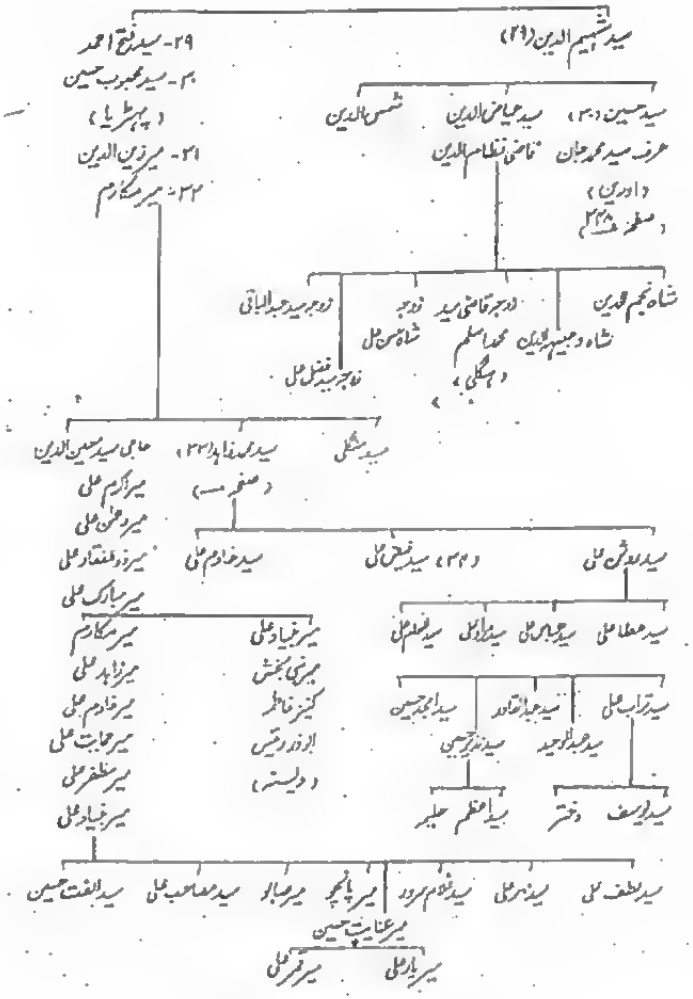

اولاد سیّد محمد جان (اورین)

(شجرہ صفحہ ۲۴۷)

سید عنایت حسین بن سید تاج الدین بن سید رحیم الدین بن سید حب اللہ بن سید معین الدین بن سید محمد جان

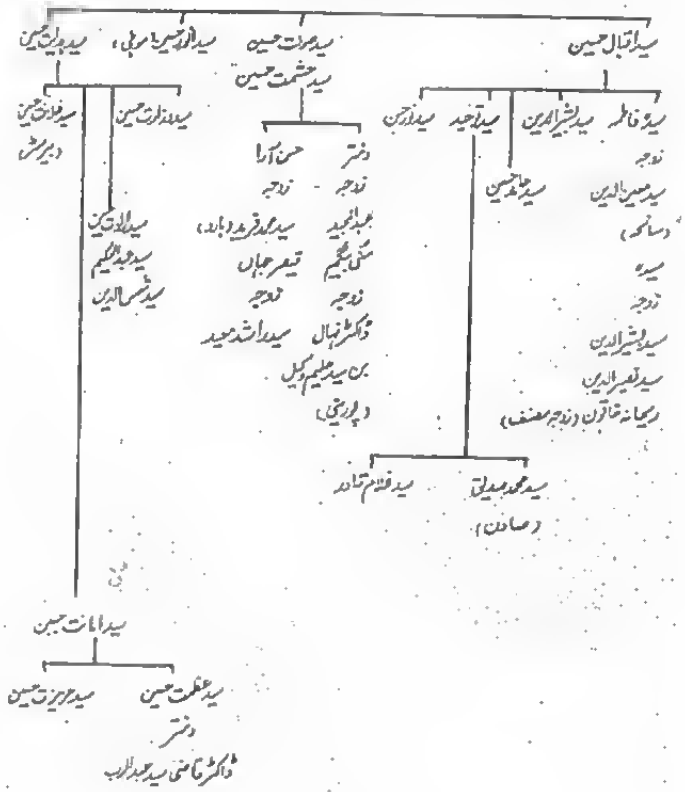

اولاد سیّد بشیر الدین بن سیّد اقبال حسین (اورین)

(صـ ۲۴۸)

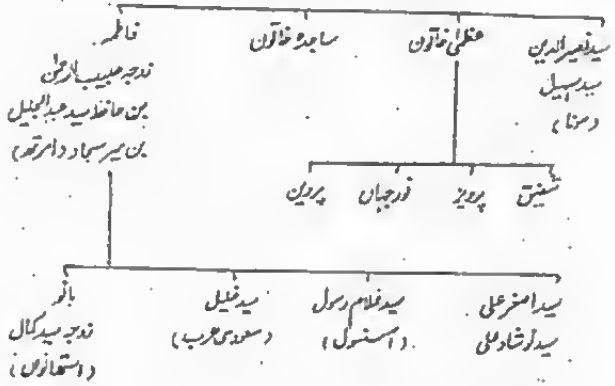

اولاد محل اولیٰ سید اقبال حسین

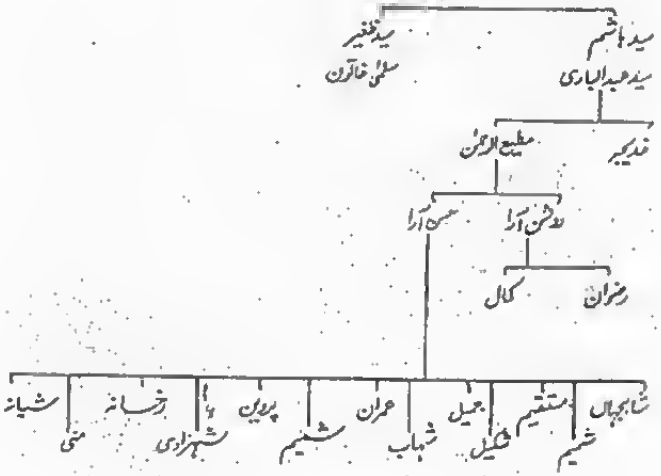

شجرہ و تذکرہ مخدوم شیخ غریب اللہ حسین دھکڑ پوش و بی بی معصومہ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۲	مخدوم سید غریب اللہ حسین
۳۱	مخدوم سید حسام الدین جعفری
۳۰	سید فیض اللہ
۲۹	سید معز الدین
۲۸	سید علی شیر جاجیری
۲۷	سید احمد جاجیریؒ

مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوشؒ مخدوم علاء الدین علاء الحق نیڈوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ اعالی تعلیم و تربیت کے بعد سلاسل سہروردیہ میں خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ مخدوم دھکڑ پوشؒ منیر شریف سے پورنیہ اور دیناج پور (بنگال) منتقل ہوئے۔ انہوں نے رشد و ہدایت کے لئے مہسی، دیناج پور (بنگال) تاج پور، پورنیہ (بہار) کو اپنا مستقر بنایا اور ترویج اسلام کی بہت سی خانقاہیں تعمیر کروائیں۔ ان کی کاوشوں سے بنگال میں اسلام پھیلا۔ ان کے عہد میں بنگال کا ہندو راجہ گنیش بڑا ظالم و جابر تھا۔ اس نے مخدوم سید حسین دھکڑ پوشؒ کے فرزند ارجمند مخدوم حسین کو شہید کر دیا۔ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے مخدوم دھکڑ پوشؒ کو تعزیتی خط لکھ کر تعزیت کی اور گہرے رنج و الم کا اظہار کیا۔ آپ کا مزار تاج پور پورنیہ بہار میں مرجع خلائق ہے۔ آپ سلاسل طریقت میں سلسلۂ جنیہ کے بانی تھے۔ منیر شریف کے نواح میں موضع دھکڑ پوشؒ آج بھی موجود ہے۔ آپ کے فاطمی و حسینی سید ہونے کے سبب آپ کی قرابتداری بہار کے تمام سادات اہل بیت سے عرصۂ قدیم سے ہے۔

(۱) اعیان وطن صفحہ ۲۱۵ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۶۱)

بی بی معصومہ بنت مخدوم سید حسام الدین ہانسی حصاری

سید جمال الدین یونس	جب سید لقیب شاہ بادشاہ گوڑ (بنگالہ) نے وفات پائی
عابدہ زوجہ مہر حسن زید	تو ان کی جگہ ان کا نواسہ سید حسین شاہ بن احمد شاہ ابدال تخت نشین
زہرہ زوجہ شاہ مسعود بن حنفی	ہوا۔ گردش زمانہ سے تخت و تاج چھوڑ کر ترہت میں وارد ہوئے
سید احمد شاہ ابدال	اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ جب لوگوں نے ہجوم کیا
سید علی ابدال	تو تخت و تاج اپنے بیٹے سید علی ابدال کے حوالے کر دیا۔ سید علی
سید حسین شاہ	ابدال بادشاہ گوڑ (بنگالہ) کا عقد بی بی معصومہ سے ہوا جن کے بطن
جعفری النسب	سے سید احمد شاہ ابدال تولد ہوئے۔ سید حسین شاہ بن سید احمد شاہ
سادات اہل بیت	کا مزار رہوہ درگاہ مظفر پور شہر میں مرجع خلائق ہے۔

نوٹ:۔ سید احمد شاہ ابدال کا عقد بی بی مریم بنت مخدوم صغی سے ہوا جن سے سید قطب سید یحییٰ اور سید محمد تولد ہوئے۔

۲؎ مخزن الانساب صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۵

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۶	حکیم سید محمود احمد برکاتی
۴۵	حکیم سید محمد احمد برکاتی
۴۴	مولانا حکیم سید برکات احمد
۴۳	سید دائم علی
۴۲	میر افضل علی
۴۱	میر نامر علی
۴۰	میر واصل علی
۳۹	سید فیروز
۳۸	سید سکندر
۳۷	سید احمد علی
۳۶	سید سلونی
۳۵	سید خان غازی
۳۴	سید اللہ داد
۳۳	سید شاہ منجھن
۳۲	سید خداوند
۳۱	سید محمد (تلمذ ارجکہ)
۳۰	سید شاہ محمود
۲۹	سید حاتم رہوی
۲۸	سید شاہ خضر حیدر بگھ
۲۷	سید احمد جاجیزیؒ

مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی میرنگری

مولانا سید برکات احمد ٹونکی میرنگری کے والد ماجد کا اسم گرامی سید دائم علی تھا جو میرنگر (بہار) کے باشندہ تھے اور سادات جاجیزی سے تعلق رکھتے تھے اور سید احمد جاجیزیؒ کے بیٹے سید حمید باگھ کی اولاد میں تھے۔ حکیم سید دائم علی نے علامہ مناظر احسن گیلانی کے دادا حکیم سید محمد احسن سے درس لیا تھا پھر تلاش معاش میں ریاست ٹونک تشریف لے گئے تھے جہاں انہوں نے علم طب میں ایک مقام پیدا کیا بلکہ شاہی طبیب بنے ان کے بعد ان کے نامور فرزند مولانا حکیم سید برکات احمد بھی ریاست ٹونک میں شاہی طبیب مقرر ہوئے۔ مولانا حکیم سید برکات احمد اپنے نام کے آخر میں میرنگری بہاری ثم ٹونکی لکھا کرتے تھے۔

۱۹۰۹ء میں مولانا نے ٹونک میں مدرسہ خلیلیہ قائم کیا تھا جہاں دورہ درس دیا کرتے تھے۔ وہ مدرسہ اس زمانہ کا مشہور و معروف مدرسہ تھا۔

مولانا برکات احمد کے فرزند کا نام حکیم سید محمد احمد تھا جن کے دو فرزند فی الوقت کراچی میں مقیم ہیں:۔

(۱) مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی، ولایت آباد کراچی

(۲) سید مسعود احمد برکاتی ہمدرد دواخانہ، کراچی سینئر ڈائریکٹر ہیں۔ آپ بچوں کے معروف ادیب بھی ہیں۔

؎ مسلم شعرائے بہار صفحہ ۱۳۶

علامہ مناظر احسن گیلانی[1]

(شجرہ نسب صفحہ ۳۲۷)

مولانا مناظر احسن گیلانی کے آبا و اجداد موضع مانہ شیخپورہ ضلع مونگیر صوبہ بہار کے رہنے والے تھے جو سادات زیدی الواسطی کی بارہ بستیوں میں سے ایک ہے۔ یہ بارہ مواضعات بارہ گانواں کہلاتے ہیں جہاں سید احمد جاجنیری کی اولاد آباد ہیں۔ سید احمد جاجنیری کا مزار موضع ندیاواں میں واقع ہے جو لکھی سرائے ضلع مونگیر میں ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کا آبائی پیشہ کاشتکاری اور زمینداری تھا۔ مولانا گیلانی کے پردادا میر شجاعت علی کی پہلی شادی موضع جوارہ نزد شیخپورہ ضلع مونگیر میں ہوئی۔ دوسری شادی موضع گیلانی ضلع پٹنہ میں بی بی تبرلن سے ہوئی۔ اس طرح میر شجاعت علی گیلانی کے باشندہ ہو گئے۔

صدیوں قبل موضع گیلانی بودھوں کا علاقہ تھا۔ اب تک وہاں ایک بڑا تالاب اور ایک بودھ مٹھ کی تاریخی عمارت بودھوں کی یاد دلاتی ہے۔ اس گاؤں کا قدیم نام گووندپور تھا۔ سید ندیم الدین جیلانی اپنے فرزند سید شہاب الدین اور پوتے سید منہاج الدین کے ہمراہ دہلی وارد ہوئے اور دہلی ہی میں مدفون ہوئے۔ سید شہاب الدین مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کے ہمراہ اپنے بیٹے سید منہاج الدین کے ساتھ بہار آئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ بہار شریف گیلانی سے ۱۲ میل پر ہے۔ والد کی رحلت کے بعد سید منہاج الدین کا دل اچاٹ ہوا اور وہ وہاں سے منتقل ہو کر گووندپور آئے جہاں انہیں بادشاہ وقت کی طرف سے جاگیر ملی چونکہ وہ گیلان (بغداد) سے آئے تھے اسی نسبت کی بنا پر اس کا نام گیلانی رکھا۔

---

[1] مقامین مولانا گیلانی از مظفر گیلانی صفحہ ۱۲ تا ۵۱

سید منہاج الدین کا عقد ڈمراواں میں خواجہ اعلیٰ (برادر خورد خواجہ لاہوری لاولد) کی دختر نیک اختر بی بی خدیجہ سے ہوا۔ اس طرح سید منہاج الدین کا تعلق موضع ڈمراواں سے براہ راست ہوا۔ دونوں خواجہ برادران کے مزارات موضع ڈمراواں کے قریب ہیں۔ دونوں بہت ہی مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ اب بھی ان کے مزارات پر چراغاں ہوتا ہے۔ اسی خاندان کے ایک شخص محمد عمر بن سید معاذ علی بن سید کرم علی بن سید محب الدین بن سید مقیم بن سید محمد شریف بن سید محمد شاہ بن سید بدیع الدین بن سید منہاج الدین پھر گیلانی لوٹ آئے۔ میر مقیم زیدی الواسطی موضع اکساری کے رہنے والے تھے۔ ۹۶۷ھ مطابق ۱۲۵۶ء میں میر مقیم گیلانی میں آباد ہو گئے اس طرح یہ بستی زیدی واسطی سادات کرام کا وطن بنی جن کی دوسری شاخ گیلانی میں آباد ہے۔ میر شفاعت علی تک یہ خاندان مانہ میں رہا۔ میر شجاعت کے عہد ثانی سے مولانا محمد احسن اور مولوی محمد محسن وکیل تولد ہوئے۔ مولانا محمد احسن کا عقد گیلانی میں بی بی آمنہ بنت امام بخش بن تیم اللہ بن میر مقیم سے ہوا جن سے مولانا احسن کے تین فرزند تولد ہوئے۔ سید ابو نصر۔ سید ابو الخیر۔ سید ابو ظفر لاولد فوت ہوئے۔ سید ابو نصر حافظ، عالم اور حکیم تھے یہ بھی لاولد فوت ہوئے۔ حافظ ابو الخیر کے تین فرزند تولد ہوئے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی۔ سید مکارم احسن اور سید مظہر احسن۔ ان کے علاوہ سید ابو الخیر کی تین دختر تھیں بی بی اُم ہانی۔ صفیہ۔ ہاجرہ۔ اُم ہانی کا عقد مظاہر حسین ساکن کٹنی کول سے ہوا۔ بی بی صفیہ کا عقد مولانا لطف اللہ بن مولانا محمد علی مونگیری سے ہوا جو مولانا نعمت اللہ رحمانی کے بڑے بھائی تھے۔ بی بی ہاجرہ کا عقد گیلانی ہی میں مولانا عبد العزیز سے ہوا جو اچھے شاعر اور قاری تھے۔ انہیں خان بہادر کا خطاب ملا تھا اور وہ آنریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ گیلانی سے منتقل ہو کر صاحب گنج میں آباد ہو گئے جہاں وہ ۴۰ سال تک مسجد میں عزلت نشین رہ کر وفات پا گئے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی ۱۸۹۲ء میں اپنی نانہال موضع استھانواں پٹنہ میں تولد ہوئے۔ مولانا کا تاریخی نام "ابو المنظفر" رکھا گیا تھا جس سے سن ولادت ۱۳۱۰ھ بنتا ہے جبکہ تاریخ بارہ نجواں میں ۱۳۰۹ھ لکھا گیا ہے۔ مولانا کی تاریخ وفات ۵۔ جون ۱۹۵۶ء ہے۔ آپ کے چچا ابو نصر نے آپ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ خود حکیم اور عالم تھے اور منطق و فلسفہ میں اپنے والد مولانا محمد احسن کے نقش قدم پر گامزن تھے۔ اس وقت مولانا محمد احسن کا مدرسہ پورے ہندوستان

میں مشہور تھا۔ اس مدرسہ میں بہار اور ہندوستان کے علاوہ سرحد اور کابل تک کے طلبا
کی ایک اچھی تعداد مولانا سے تلامذہ کے لئے آئی۔ ہزارہ کے مولانا عبداللہ نے تو گیلانی ہی
میں توطن اختیار کیا اس طرح اس گاؤں میں رشد و ہدایت، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف
کا نصف صدی تک غلغلہ رہا۔ مولوی ابوالنصر نے اسی ماحول میں مولانا گیلانی کو عربی فارسی منطق
فلسفہ اور حدیث کی تعلیم دلوائی۔ اسی زمانہ میں مولانا محمد احسن کے ایک شاگرد حکیم دائم علی ریاست
ٹونک میں سرکاری طبیب تھے۔ انہوں نے منطق اور فلسفہ کے لئے ایک مدرسہ بھی کھولا
تھا۔ ان کے فرزند حکیم برکات نے مدرسہ کو چار چاند لگا دیئے۔ اس وقت منطق اور فلسفہ
میں پورے ہندوستان میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ مولانا گیلانی کی تعلیم و تربیت کے لئے
اپنے بھتیجے کو مولانا برکات احمد کے پاس راجپوتانہ کی ریاست ٹونک میں بھیجا۔ اس وقت
مولانا گیلانی کی عمر ۱۳ برس کی تھی۔ ۷ سال تک ٹونک میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ علم حدیث
کی تکمیل کے لئے مولانا عازم دیوبند ہوئے اور مولانا انور شاہ کاشمیری اور مولانا محمود الحسن
شیخ الہند کے تلامذہ میں رہے۔ شیخ الہند نے مولانا کو اپنا مرید کیا اور دو رسالے "القاسم" اور
"الرشید" دیوبند کی ادارت ان کے سپرد کی اور مبلغ ۳۰ روپے ماہوار تنخواہ مقرر کر دی۔ ایک سال
تک مولانا دونوں رسالوں کی ادارت سنبھالتے رہے۔ اسی زمانہ میں آپ نے ایک کتاب
"ابوذر غفاری" لکھی جس کو دیکھ کر مولانا اشرف علی تھانوی نے پیشین گوئی کی کہ یہ مصنف
محقق ہوگا۔ پھر دوسری کتاب "کتاب روحانی" لکھی۔ ایک سال کے بعد مولانا دیوبند سے
وطن واپس آئے اور مونگیر میں مولانا محمد علی مونگیری کے زیر سایہ ایک رسالہ جاری کرنے
کی تگ و دو میں لگے رہے لیکن سرمایہ فراہم نہ ہو سکا۔ اسی دوران بھاگلپور اور دربھنگہ
میں وعظ و تبلیغ میں مصروف رہے۔ ایک دن ایک مجمع میں ایک ہندو مولانا کی تقریر
سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ آخر کار دوبارہ دیوبند جا کر "القاسم" اور "الرشید" کی
ادارت سنبھالی جس کے عوض ۵۰ روپے تنخواہ ملتی۔ حیدرآباد میں استھانوں کے
سید محی الدین بیرسٹر مولانا کے عزیز تھے۔ وہاں قیام کے دوران ان کی ملاقات مفسر
قرآن مولانا حمید الدین فراہی پرنسپل مدرسہ نظامیہ سے ہوئی جن کی وساطت سے

۱۹۲۰ء میں مولانا گیلانی عثمانیہ یونیورسٹی میں دینیات کے لکچرر مقرر ہو گئے۔ ۲۸ سال کے بعد
صدیقی صاحب کی سبکدوشی پر مولانا صدر شعبۂ دینیات مقرر ہوئے اور آخر کار ۱۵ اپریل
۱۹۴۹ء کو سبکدوش ہوئے۔ مولانا کی وفات پر مولانا فصیح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مولانا کا عقد
بی بی آمنہ بنت سید محمد نذیر دار وغہ سے ۱۹۱۲ء میں ہوا جن سے ایک فرزند سید محی الدین اور ایک
دختر تولد ہوئی۔ سید محی الدین حکومت پاکستان میں پی اے اے ایس کے عہدہ پر فائز رہ کر ۱۹۶۰ء
میں وفات پائی۔ دختر کا عقد صلاح الدین بن سکارم احسن سے ہوا۔ مولانا ایک جامع شخصیت
تھے وہ مدیر اور پروفیسر رہے اور ۲۰ سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ آخری دنوں میں تصوف
سے لگاؤ ہو گیا تھا۔ مولانا کی زندگی ہمیشہ فقیرانہ رہی۔ مولانا کے چھوٹے بھائی مظہر احسن جامعہ
عثمانیہ میں ریڈر تھے۔ مولانا ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ چند تصانیف۔ تدوین قرآن، تدوین حدیث
مقالات احسانی۔ اسلامی معاشیات۔ نظام تعلیم و تربیت۔ سوانح قاسمی۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی
زندگی۔ ظہور نور وغیرہ۔

مونگیر

مونگیر بھوجپور، مگدھ اور متھلا میں واقع ہے۔ نسلی اور لسانی اعتبار سے یہ وسیع و عریض خطہ بہار کے انتہائی معین و ذہین، زرخیز اور مردم خیز علاقے ہیں۔ بھوجپور کا علاقہ آرہ، چھپرہ، غازی پور اور بلیا سے جونپور تک پھیلا ہوا ہے۔ برصغیر میں کبیر داس بھوجپوری زبان کا ایک عظیم شاعر گزرا ہے جسے ہندی زبان کا بابا آدم کہتے ہیں اور ماہرین لسانیات بھوجپوری زبان کو ہندی زبان کی ماں کہتے ہیں۔ مگدھ کا علاقہ دنیا کی تاریخ میں عظیم الشان ہے اسی علاقہ میں پاٹلی پتر (پٹنہ) واقع ہے جو صدیوں تک برصغیر پاک و ہند کا دارالحکومت رہا۔ یہ ہمیشہ علم و عرفان کا سرچشمہ اور گہوارہ بھی رہا ہے۔

متھلا کا علاقہ رامائن کی ہیروئن سیتا کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ والمیکی نے یہیں بیٹھ کر رامائن کی تالیف کی تھی۔ یہ یار حسن و جمال میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے۔ یہاں کے برہمن زادوں اور برہمن زادیوں کے حسن کو ملائی حسن کا نام دیا جاتا ہے۔ چمپئی رنگ کی طرح ان کا حسن دمکتا ہے اسی لیے تو حضرت امیر خسروؒ بھی یہاں کے حسن سے متاثر ہو کر اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں ؎

ز دیم کہ زن ترہت راجب حسن رکھے چھپے : گفتہ کہ دہن از با بھنی او لعل جھڑکے چھپے

اسی دیار میں متھلی زبان کا ایک عظیم شاعر ودیاپتی بھی گزرا ہے جس کی رومانی شاعری ہمیں یونان کے شاعر ہومر کی یاد دلاتی ہے اور جو دنیا کی زبانوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

مونگیر کا خطہ اپنے متصل علاقوں سے متاثر ہے اور مختلف تہذیبوں کے سرچشموں سے سیراب ہوتا رہا ہے اور برابر اپنی زرخیزی اور مردم خیزی میں اضافہ کر رہا ہے۔ نواب میر قاسمؒ نے جب انگریزوں سے جنگ کی ٹھانی تو اس نے نظامت بنگالہ کا دارالخلافہ مرشد آباد سے مونگیر منتقل کر دیا اور مونگیر شہر کو اپنا دارالمقام قرار دیا۔ چنانچہ مونگیر کے قلعہ سے اس نے انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد تیز کر دی جس کے نتیجہ میں دو جنگیں لڑی گئیں آخر کار بکسر کی جنگ میں ۱۷۶۴ء میں نواب

لہ ہمہ نیروز کراچی اختر اور نیری نمبر ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۳ء شجرۂ سادات نہتوار از مولانا عبدالرشید ندوی

میر قاسم انگریزوں سے برسرپیکار رہتے ہوئے مارا گیا۔ سید قمر علی میر قاسم کی فوج میں ہفت ہزاری منصب پر فائز تھے وہ بھی اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ میر قمر علی سادات جاجیئی سے تعلق رکھتے تھے جو سید شاہ برہان الدین بن سید احمد جاجیئی (مدفون سانحہ مونگیر) کی گیارھویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ نواب میر قاسم مادری شجرہ کی رو سے زیدی النسب تھے۔

سادات مستقل سفر میں رہے ہیں۔ بغداد، بخارا، ہمدرکش، بہار، دکھنہ، دہلی، لاہور، مرشد آباد پٹنہ اور کشمیر، بھکر، سکھر، ٹھٹھہ اور ملتان وہ کہاں نہیں گئے اور کہاں نہیں پہنچے سارا کرۂ ارض ان کا وطن ہے ان کا اپنا ملک اور ان کا اپنا گھر۔

شمس العلماء علامہ سیّد محمد نذیر حسین دہلوی مولانگری

(شجرۂ نسب صفحہ ۳۲۷)

علامہ سید محمد نذیر حسین دہلوی دہلی میں مولانا شاہ محمد اسحٰق کے بسند نشین ہوئے، مولانا شاہ محمد اسحٰق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسہ تھے اسی لئے آپ کو بھی میاں صاحب کہا جانے لگا جس کو سید نذیر حسین نے پسند فرمایا۔ سنہ ۱۲۶۰ھ میں میاں صاحب حج کو تشریف لے گئے۔ حج کے دوران دوسرے ممالک کے علماء نے آپ سے حدیث کی سند لی اسی موقع پر آپ کو شیخ الکل کا خطاب ملا۔ بعد ازاں حکومت انگلشیہ نے بھی آپ کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا۔

وطن صوبہ بہار کا مشہور سرسبز و شاداب اور مردم خیز ضلع مونگیر آپ کا وطن ہے جو پٹنہ سے پورب بھاگلپور سے پچھم ترہت سے دکھن اور رانچی سے اُتر گنگا کے جنوب و شمالاً واقع ہے۔ یہ علاقہ بانس کی پیداوار کے لئے بہت مشہور ہے۔ مونگیر نے آبنوسی اشیاء کی صنعت اور بندوق سازی میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ مونگیر شہر لب دریائے گنگا پٹنہ سے سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسی ضلع کا ایک قصبہ سورج گڑھ دریائے گنگا کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ یہ قصبہ مونگیر شہر سے ۲۰ میل مغرب اور پٹنہ سے ۸۰ میل مشرق میں واقع ہے۔ سادات بنی فاطمہؓ کی سکونت مدت مدید سے یہاں چلی آتی ہے یہی میاں صاحب کا وطن ہے۔

سلطان قطب الدین ایبک کے عہد میں اودین کے ہندو راجہ نے گاؤکشی کے جرم میں چند مسلمانوں کو شہید کر دیا جب یہ خبر سلطان تک پہنچی تو مولانا نورؒ برادر حضرت بختیار کاکیؒ کی سرکردگی میں ساٹھ ہزار کا لشکر اودین کی جانب روانہ ہوا۔ ساٹھ سادات عظام کو ایک ایک ہزار فوج پر افسر مقرر کیا گیا۔ انہیں رسالہ داروں میں میاں صاحب کے جدِ اعلیٰ سید شاہ احمد جاجیریؒ اور

سلہ حیات بعد الممات صفحہ ۵۰۴

ان کے برادر بزرگ سید شاہ محمود جاجیریؒ بھی تھے۔ راجا مذکور دو بار شکست کھا کر فرار ہو گیا۔ فتحیابی کے بعد دونوں سادات برادر نے اسی علاقہ کو سکونت کے لئے پسند فرمایا لہٰذا موضع ایکسار اور رہوی کو مرکز بنایا۔ سید احمد جاجیریؒ (مدفون ندیاواں نزد کھی سرائے مونگیر) کے پانچ فرزند تھے (۱) سید شاہ علی شیر جاجیری (۲) سید شاہ خضر جیدؒ باگھ (مدفون بجو بند) (۳) سید شاہ جمال الدین (مدفون جوارہ) (۴) سید شاہ برہان الدین (مدفون سانحہ پرگنہ بلیا، بیگو سرائے مونگیر) (۵) سید شاہ محمد یوسف دولہ (مدفون موضع چونٹر سرائے ضلع گیا)۔ ایک فرزند تو ایکساری میں رہے۔ ایک دہلی چلے گئے۔ دو نے بارہ گیاں میں اقامت اختیار کی اور ایک دریا گنگا کے پار شمال میں موضع سانحہ میں آباد ہو گئے۔ سید احمد جاجیری کی اولاد میں سے کچھ لوگ بیلتھوا چلے گئے۔ کوئی الہرہ جا بسا۔ کوئی علی نگر میں متمکن ہوا اور کوئی سولانگر و سورج گڑھ کو اپنا مسکن بنایا۔ میاں صاحب کے والد سید جواد علی کئی پشتوں سے موضع بیلتھوا میں رہتے تھے جن کے تین حقیقی بھائی (۱) سید چندو (۲) سید عید و (۳) سید کلب علی تھے لیکن لکھنے پڑھنے میں سید جواد علی ہی قابل تھے اور فارسی دانی میں مستاز تھے۔

ولادت میاں صاحب کی ولادت سنہ ۱۲۲۰ھ میں ہوئی۔ مولوی سید سجاد حسین اور مولوی توسل حسین علامہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ میاں صاحب کی بڑی ہمشیرہ کی شادی بیلتھوا میں ہوئی تھی۔ علامہ سید نذیر حسین دہلوی دادیہال اور ننہال دونوں طرف سے حسینی زیدی الواسطی اور نجیب الطرفین سید تھے۔ میاں صاحب کا خاندان علم و فضل، دولت و وجاہت میں ممتاز رہا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد عہد عالمگیری میں منصب قضا پر مامور رہے ہیں۔ سادات جاجیری نہایت معزز، محتشم اور محترم رہے ہیں۔ سید بایزید سے عہدہ قضا کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن میں قاضی سید وجیہ الدین، قاضی سید جمال، قاضی سید عبدالنبی اور قاضی سید عنایت اللہ مدرس مدرسہ شاہی دہلی، محمد اعظم، قاضی سالم، قاضی سید امام علی، قاضی سید محمد اکبر غازی مشہور ہیں۔ اکبر غازی کے نواسہ سید عفیظ الرحیم آج کل اسی عہدہ پر سب رجسٹرار ہیں۔

جب میاں صاحب سترہ سال کے ہوئے تو تعلیم کی تکمیل کے لئے استاد علی کو ساتھ لے کر سنہ ۱۲۲۷ھ مطابق سنہ ۱۸۱۲ء میں بیلتھوا سے عظیم آباد چلے آئے جو اس زمانہ میں بہار کا دارالعلم

سمجھا جاتا ہے وہاں سے وہ صادق پور پہنچے اور شاہ محمد حسین کے مکان پر ٹھہرے جہاں جاگیر کا نظم ہو گیا۔ میاں صاحب نے وہاں چھ ماہ رہ کر ترجمہ قرآن اور مشکوٰۃ پڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سید احمد بریلوی، مولانا اسمٰعیل شہید حج کے ارادہ سے بریلی سے روانہ ہوئے اور الہ آباد، مرزا پور بنارس، غازی پور اور دانا پور ہوتے ہوئے عظیم آباد پہنچے۔ راہ میں ہر جگہ یہ قافلہ پندرہ روز ایک گول گھر کے سامنے ٹھہرا تھا جہاں سید احمد بریلوی نے میدان میں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ اور وعظ بھی فرمایا تھا جس میں میاں صاحب شریک تھے۔ سید احمد شہید کا قافلہ بذریعہ کشتی سورج گڑھ، مونگیر، بھاگلپور اور مرشد آباد ہوتے ہوئے کلکتہ روانہ ہو گیا۔ سورج گڑھ میں بھی یہ قافلہ پندرہ دنوں تک ٹھہرا تھا جہاں سادات سورج گڑھ نے ان کی دعوت کی تھی اور حج سے واپسی پر بھی یہ قافلہ سورج گڑھ میں ٹھہرا تھا۔ یہ واقعہ ۱۲۳۷ھ کا ہے۔ اسی سال میاں صاحب دہلی روانہ ہوئے، راہ میں غازی پور میں قیام کیا اور مولانا احمد علی چڑیا کوٹی سے درس لیا پھر الہ آباد روانہ ہوئے جہاں آٹھ ماہ تک علمائے الہ آباد سے صرف و نحو اور ہدایہ کا درس لیتے رہے۔ فتح پور ہوتے ہوئے کانپور پہنچے کہ موضع خواجہ بھول، سکندرہ میں قیام کیا۔ آخر کار آپ ۱۲۳۳ھ یعنی ۳۰ جنوری ۱۸۲۸ء کو دہلی پہنچے۔ دہلی پہنچ کر پنجابی کٹرہ کی مسجد اور جگ آباد میں ٹھہرے جو عالیشان مسجد تھی یہیں میاں صاحب نے اپنی تعلیم مکمل کی۔

اولاد | مولانا شریف حسین میاں صاحب کے اکلوتے فرزند تھے جنہوں نے ۵۷ سال کی عمر پاکر ۱۸۸۴ء میں وفات پائی۔ مولانا سید شریف حسین کے دو بیٹے تھے (۱) سید عبد السلام (۲) سید نور الحسن اور چند بیٹیاں۔

تصنیفات | میاں صاحب کی تصنیفات کی صحیح تعداد کوئی نہیں بتا سکتا ہے۔ وفات سے ۲۷ سال قبل فرمایا تھا کہ اگر میرے کل فتوے کی نقلیں رکھی جائیں تو چار فتاویٰ عالمگیری کے برابر ہوتیں۔ میاں صاحب کی تصنیفات میں ۵۷ کتابیں مشہور ہیں۔

شاگردان | دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں آپ کے شاگرد موجود تھے۔ ان ہزاروں شاگردوں میں چند شاگردانِ رشید یہ ہیں۔ (۱) مولوی عبد الحلیم شرر (۲) عبد اللہ غازی بن ولایت علی صادقپوری سالار لوائے جنگ انبیلا (سوات) جنہیں ملتان جیل خانہ میں انگریزوں نے پھانسی دی۔

لہ حیات بعد المحات صفحہ ۵۴۹ تا ۵۵۲

پشت نمبر	اسماء
۴۵	سر سید علی امام بار
۴۴	سید امداد امام اثر
۴۳	سید وحید الدین بیرسٹر
۴۲	دلاور شاہ پیر محمد امداد علی
۴۱	سید سعید الدین
۴۰	ملا سید سعید
۳۹	سید احمد
۳۸	سید خداوند
۳۷	سید حسن
۳۶	سید شمس الدین
۳۵	سید ابو الخیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حیدر جان
۲۹	سید علی بن جمال بن سید
۲۸	سید جمال الدین
۲۷	سید احمد جائسی

شجرہ صفحہ ۱۱۲

سر سید علی امام بیرسٹر، بہار

(شجرۂ نسب صفحہ)

سر سید علی امام بہار کے مشہور سادات زیدی واسطی جائسی خانوادہ میں پیدا ہوئے۔ ۲۱ سال کی عمر میں بیرسٹری پاس کی۔ ۱۹۱۰ء میں وائسرائے ہند نے ان کا انتخاب ممبر قانون کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۱۶ء میں پٹنہ ہائی کورٹ میں جج مقرر ہوئے۔ جون ۱۹۱۹ء میں ملکت آصفیہ دکن کے صدر اعظم مقرر ہوئے ۱۹۱۱ء میں لیگ آف نیشن کے پہلے اجلاس میں ہند کی نمائندگی کی۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں مسلمانانِ ہند کے نمائندہ وفد میں سر سلطان محمد شاہ آغا خان سوم کی نیابت میں وائسرائے سے ملے جس میں سر سید علی امام بھی رکن تھے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء میں نواب سلیم اللہ خاں کی قیام گاہ ڈھاکہ شاہ باغ کے اجلاس میں سر علی امام شریک معاون تھے۔ ان کا شمار آل انڈیا مسلم لیگ کے بانیوں میں ہوتا ہے دوسرا اجلاس ۱۹۰۸ء میں امرتسر میں منعقد ہوا جس کی صدارت سر علی امام نے کی۔ ان کا وہ خطبۂ صدارت بہت ہی اہم ہے۔ ۱۹۱۱ء میں کانپور کی مسجد کا قضیہ اپنی محنت شاقہ سے حل کیا۔ علامہ اقبال ان سے بہت متاثر تھے۔ دوسری گول میز کانفرنس کے موقع پر علامہ اقبال اور سر علی امام ایک ہی جہاز پر ہم سفر تھے۔ ان کو بے شمار اشعار یاد تھے۔ ان کے والد سید امداد امام اثر بھی مایۂ ناز ادیب و شاعر تھے۔ ایک بار سر علی امام لاہور تشریف لائے تو علامہ نے یہ شعر کہا ؎

نگہدارِ حقوقِ ملت خیر البشر آیا　　مسلمانو مبارک ہو امام منتظر آیا

علامہ اقبال نے سر علی امام کی عقیدت میں ایک مثنوی لکھی اور اسرار خودی کا انتساب ان کے نام کیا۔

(پیش کش بحضور سر سید علی امام از علامہ اقبالؒ)

اے امام سید والا نسب
دودمانت فخر اشراف عرب
سلطنت را دیدہ افروز آمدی
عقل کل را حکمت آموز آمدی
آشنائے معنیٔ بیگانۂ
جلوۂ شمع مرا پروانۂ
مرغ فکرم گلستان بادیدہ است
از زیاض زندگی گل چیدہ است
بود نقش ہستیم انگارۂ
ناقبولے ناکسے ناکارۂ

عشق سوزاں زد مرا آدم شدم
عالم کیف و کم عالم شدم
حرکت اعصاب گردوں دیدہ ام
در رگ ہر ذرہ خوں دیدہ ام
بہر انسان چشم من شبہا گریست
تا دریدم پردۂ اسرار زیست
از درون کارگاہ ممکنات
بر کشیدم سر تقویم حیات
ملتے در باغ با آغ آوازہ اش
آتش دلہا سرود سادہ اش

ذرہ کشت و آفتاب انبار کرد
غرمنِ از صد روی و عمار کرد
خاسہام از ہمت فکر بلند
راز ایں نہ پردہ در صحرا فگند
قطرہ تا ہم پایۂ دریا شود
ذرہ از بالیدگی صحرا شود
نذر اشک بیغرا ما من پذیر
گریۂ بے اختیار ما من پذیر

لے مخزن الانساب صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲۔ تاریخ حسن صفحہ ۱۲۴

نوٹ: (۱) آثار کا کو میں سید اولاد امام اثر کے پردادا کو سید امام علی۔ درج ہوا ہے دیکھئے صفحہ ۱۲۶ آثار کا کو (ادارہ ماثر)

(۲) سر سید علی امام ہندوستان کے آخری مسلمان قائم مقام وائسرائے ہوئے یہ اعزاز کسی دیگر ہندوستانی کو حاصل نہ ہوا نہ ہوگا

(۳) جارج پنجم یا ششم شاہ برطانیہ جب لازم ہند ہوا تو نیورہ میں سر علی امام کا مہمان ہوا یہ اعزاز بھی کسی دوسرے ہندوستانی کو نصیب نہ ہوا آج بھی نیورہ ریلوے اسٹیشن پر یادگار تختی لگی ہوئی ہے۔

سر سید علی امام بیرسٹر کے نسبنامہ پر تبصرہ

(۱) سر علی امام کو مؤلف مخزن الانساب نے صفحہ ۱۰۰ پر اولاد سید جمال الدین بن سید ابوالقضائل بن ابوالفرح واسطی درج کیا ہے جبکہ سید ابوالقضائل کے سید جمال الدین نامی کسی فرزند کا نام کسی بھی انساب کی کتاب میں درج نہیں ہے۔

(۲) مؤلف مخزن الانساب نے سر علی امام کو حضرت علیؓ کی سینتیسویں پشت میں درج کیا ہے جبکہ ان کا پشت ۴۵ ہے تفصیل ملاحظہ ہو۔

سر علی امام کا انتقال بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے میں ہوا (یعنی ۱۹۲۰ء) اس وقت سن ہجری (۱۹۲۰ - ۵۷۰) = ۱۳۵۰ھ تھا۔ ۱۳۵۰ کو ۳۰ پر تقسیم کر دیجئے (اوسط عمر ۳۰ ÷ ۱۳۵۰ سن وفات) = ۴۵۔ اس طرح ثابت ہوا کہ سر علی امام کا پشت ۴۵ ہے جیسا کہ ان کے معاصر مشاہیر زیدی میں علامہ مناظر احسن گیلانی کا پشت بھی ۴۵ ہے۔ (ملاحظہ ہو شجرہ صفحہ ۲۲۸)

(۳) سید ابوالقضائل بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد بہار میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ بہار میں زیدی النسب جاجیزی سادات دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک سلسلہ بگرامی ہے جو زیادہ تر آرہ، گوا تھ، شاہ آباد میں آباد ہیں جو سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ہیں جبکہ سادات جاجیزی سید مسعود بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ہیں۔ ان کے علاوہ دونوں میں مسلک کا بھی فرق ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ سید محمود جاجیزی اور سید احمد جاجیزی ہیں۔ سید محمود جاجیزی کی اولاد زیادہ تر راجگیر اور مسیاں میں ہے جبکہ چھوٹے بھائی سید احمد جاجیزی کی اولاد زیادہ تر موضعات بارہ گانواں میں دریائے گنگا کے دونوں جانب مونگیر میں آباد ہیں۔ انساب کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ سید احمد جاجیزی کے پانچ فرزندوں

بمد سنجھلے فرزند سید شاہ جمال الدین ہیں جن کا مزار کوہ جمواڑہ پر مرجع خلائق ہے۔ انہیں کی اولاد اطراف وجوانب میں آباد ہیں۔ یہی سید جمال الدین سرعلی امام کے مورث اعلیٰ ہیں جن کا ذکر مخزن فلاں صفحہ ۱۰۰ پر ہے۔

(۴) صاحب مخزن نے سید جمال الدین کو پشت ۲۰ پر درج کیا ہے جبکہ ان کا پشت ۲۹ ہے ملاحظہ ہو شجرہ سرسید علی امام صفحہ ۲۳۶

سرسیّد سلطان احمد بیرسٹر، بہار

پشت نمبر	اسماء
۴۴	سرسید سلطان احمد
۴۳	سید خیرات علی
۴۲	سید اکبر علی
۴۱	سید دھوم
۴۰	میر مقیم
۳۹	سید فیروز
۳۸	سید سکندر
۳۷	سید احمد علی
۳۶	سید سلونی
۳۵	سید خان غازی
۳۴	سید اللہ داد
۳۳	سید شاہ منعم
۳۲	سید خداوند
۳۱	سید شاہ محمد
۳۰	سید شاہ محمود
۲۹	سید حاتم رہوی
۲۸	سید خضر حیدر باگھ
۲۷	سید احمد جاجیزی

سرسید سلطان احمد کی ولادت ۲۴ دسمبر ۱۸۸۸ء میں موضع پالی ضلع گیا، بہار میں ہوئی۔ گیا ضلع اسکول سے انٹر پاس کیا اور پٹنہ یونیورسٹی حاصل کی۔ بعد ازاں کلکتہ پریسیڈنسی کالج میں داخلہ لیا۔ ۱۹۰۸ء میں لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کرکے وطن واپس لوٹے۔ اس کے بعد دس سال تک کلکتہ ہائی کورٹ میں قانون کی پریکٹس کرتے رہے۔ جب پٹنہ میں ہائی کورٹ قائم ہوا تو ۱۹۱۷ء میں پٹنہ ہائی کورٹ میں سرکاری وکیل مقرر ہوئے ۱۹۱۹ء میں ہائیکورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ قیام کلکتہ کے دوران مسلم لیگ کے جوائنٹ سیکرٹری بھی رہے۔ آغا خان نے انہیں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی مجلس عاملہ کا رکن بھی بنایا۔ ۱۹۲۳ء میں پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنائے گئے۔ ۱۹۲۷ء میں حکومت برطانیہ نے انہیں "نائٹ ہوڈ" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ لندن کے گول میز کانفرنس میں امتیازی حیثیت میں شریک ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں وائسرائے ہند نے سید سلطان احمد کو مجلس عاملہ کا مالیاتی مشیر مقرر کیا۔

سرسید سلطان احمد بیرسٹر بہار کے سادات زیدی الواسطی جاجیزی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مشاہیر بہار میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ اسی خاندان کے سرعلی امام اور سرحسن امام۔ ان کے ہم عصر ہیں بلکہ ہم جد ہیں۔ سرعلی امام سید احمد جاجیزی کے منجھلے فرزند سید شاہ جمال الدین کی اولاد ہیں جب کہ سرسید سلطان احمد سید احمد جاجیزی کے منجھلے بیٹے سید خضر عرف حیدر باگھ کی اولاد ہیں۔

لہ ماہنامہ ندیم مبئی ۱۹۳۳ء صفحہ ۴

سید شہاب الدین رحمت اللہ بار ایٹ لاؔ

سید شہاب الدین رحمت ریٹائرڈ آئی سی ایس تھے۔ وہ صوبہ بہار کے ضلع شاہ آباد کے ایک رئیس گھرانے میں ۹ جون ۱۹۱۳ء کو تولد ہوئے۔ آرہ ضلع اسکول سے حامی سید زین الدین وارثی کی زیر نگرانی میٹرک کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا اور سرکاری وظیفہ حاصل کیا۔ ۱۹۳۳ء میں بی اے آنرز (معاشیات) امتیازی درجہ میں پاس کیا۔ ۱۹۳۵ء میں شہاب رحمت اللہ نے آئی سی ایس کیا اور مزید تعلیم و تربیت کے لیے لندن روانہ ہوئے۔ دو سال کی مدت میں انہوں نے لندن سے بار ایٹ لا کیا اور فن مصوری میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ ۱۹۳۷ء میں ہندوستان واپس آئے۔ متحدہ بنگال کے تین سب ڈویژنوں میں ایس ڈی ایم رہے پھر تین اضلاع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور کلکٹر کے عہدوں پر فائز رہے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ ڈھاکہ کے پہلے ڈی سی مقرر ہوئے۔ یہ عہدہ انہوں نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو سنبھالا اور پہلا پاکستانی جھنڈا ڈھاکہ میں لہرایا۔ آخر میں وہ مشرقی پاکستان میں مسلسل ۵ سال تک کمشنر رہنے کے بعد منصوبہ بندی کمیشن کے سیکریٹری کے عہدہ پر فائز رہ کر ۱۹۵۹ء میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ ڈھاکہ واپس آکر لا پریکٹس قائم کیا۔ صدر ایوب خان نے ان کو کنونشن مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ کا رکن نامزد کیا۔ بعد ازاں انہوں نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ فوٹوگرافی میں مہارت کے سبب آپ برٹانی رائل سوسائٹی کے لائف ممبر بھی بنائے گئے۔ آپ نے ڈھاکہ میں ۱۹۶۷ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول اور قائداعظم میموریل کالج قائم کیا۔

وہ انگریزی ادب کے مشہور شاعر اور اسکالر تھے۔ انگریزی زبان میں ان کی مندرجہ ذیل تصنیفات قابل ذکر ہیں:-

(شجرہ ص ۲۸۷)

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۷	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۴۶	والدہ رحمت اللہ
۴۵	نانی رحمت اللہ
۴۴	سید امداد امام اثر
۴۳	سید وحید الدین بیرسٹر
۴۲	دیوان شاہ پرامداد علی
۴۱	سید سعید الدین
۴۰	ملا سید سعید
۳۹	سید احمد
۳۸	سید خداوند
۳۷	سید حسن
۳۶	سید شمس الدین
۳۵	سید ابوالخیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حمید جان
۲۹	سید علی
۲۸	سید شاہ جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجیزیؒ

(شہاب رحمت اللہ از ڈاکٹر فرحانہ راشدی جنگ جمعہ ایڈیشن ص ۸)

(۱) ٹین جیمس فرام غالب (۲) آرٹ ان اردو پوئٹری ۱۹۵۵ء میں ڈھاکہ سے شائع ہوئی جس کا پیش لفظ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے لکھا۔

(۳) ہنڈریڈ جیمس فرام غالب۔

(۴) دی کال آف دی بل (بانگ درا کا انگریزی میں مسلوم ترجمہ) جس کا پیش لفظ پروفیسر ڈاکٹر ابن میری شیمل نے لکھا ہے۔ کاشف الحقائق کے مصنف نواب سید امام اثر شہاب کے پرنانا تھے۔ نواب نصیر الدین حسین ان کے خالو تھے۔

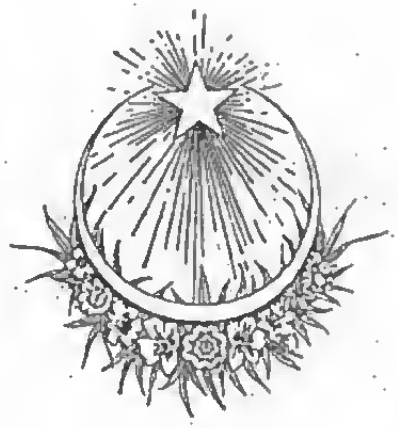

پشت نمبر	اسمائے گرامی	پروفیسر شمس الضحیٰ، جامعہ کراچی
۴۶	شمس الضحیٰ	والد کا نام سید محمد مجتبیٰ جو مظفر پور میں وکیل تھے۔ شمس الضحیٰ کے
۴۵	آل زہرہ زوجہ سید محمد مجتبیٰ	نانا کا نام نواب سید یوسف امام تھا جو سید امداد امام اثر کے
۴۴	سید یوسف امام	چھوٹے بھائی تھے۔ کرائے پر سرائے کے باشندہ تھے۔
۴۳	سید وحید الدین	شمس الضحیٰ ۱۹۲۳ء میں مظفر پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء سے
۴۲	سید اسد امداد علی	کراچی میں سکونت پذیر رہے۔ سید محمد مجتبیٰ کا راست جدی تعلق
۴۱	سید سعید الدین	مخدوم شاہ شعیب شیخپوروی سے ہے۔ سید مجتبیٰ کے والد ڈاکٹر
۴۰	ملا سید سعید	ناظر حسین موضع پٹھانہ نزد اسلام پور پٹنہ میں آ بسے۔ پروفیسر
۳۹	سید احمد	شمس الضحیٰ کی والدہ سیدہ آل زہرہ نواب سید یوسف امام
۳۸	سید خداوند	کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ پروفیسر صاحب کی ابتدائی تعلیم
۳۷	سید حسن	مظفر پور میں ہوئی۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے آنرز کیا اور
۳۶	سید شمس الدین	۱۹۴۶ء میں جغرافیہ میں ایم اے کیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے
۳۵	سید ابوالخیر	اور ۱۹۵۲ء تک گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں پروفیسر رہے۔ پھر
۳۴	سید علیم الدین	اردو کالج کراچی سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ کراچی
۳۳	سید محمد علی	میں جغرافیہ کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۱ء سے جامعہ کراچی
۳۲	سید علی اصغر	کے شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر
۳۱	سید محمد	عہدہ پر فائز رہے۔ انہوں نے انگریزی ادب میں آنرز کیا ہے
۳۰	سید حیدر جان	عربی کے گریجوئٹ میں فارسی زبان سے بھی شغف رکھتے
۲۹	سید علی	ہیں۔ ترکی زبان سے بھی واقف ہیں۔ ان کے اساتذۂ کرام
۲۸	سید شاہ جمال الدین	میں سید خورشید حسن، پروفیسر کلیم الرحمٰن اور پروفیسر اختر اور
۲۷	سید احمد جاجیری	

مسلم سرائے بہار جلد دوم صفحہ ۱۸۷، تاریخ حسن صفحہ ۱۰۱، تحقیق الاقوام صفحہ ۸۳ اور ۸۴، نسبنامہ صفحہ ۸

بہت مشہور ہیں۔ پاکستان کے مشہور معروف شعرائے کرام میں شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے انگریزی میں بھی شاعری کی ہے اور سونیٹ لکھا ہے۔ آپ کے دو چھوٹے بھائی ہیں۔ سید عسکری امام پاکستان اٹامک انرجی کمیشن میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں اور سید نجم الہدیٰ بی ایس سی لیگ گرامر اسکول کراچی میں ٹیچر ہیں اور اچھے غزل گو شاعر ہیں۔

نوٹ: سید یوسف امام کے ۵ فرزند اور ۷ دختر تھیں۔ ان کے ایک داماد سید انیس الحسنین رئیس نگر نوشہ تھے جن کے چھوٹے برادر میر سید محمد حسن تھے جن کی نواسی کے بیٹے شیخ واصف علی اے جی پی آر میں ملازم ہیں۔

علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی

شجرہ نسب پدری

۴۶۔ حکیم سید محمود احمد برکاتی
۴۵۔ حکیم سید محمد احمد
۴۴۔ حکیم سید برکات احمد ٹونکی
۴۳۔ سید دائم علی
۴۲۔ میر افضل علی
۴۱۔ میر ناصر علی
۴۰۔ میر واصل علی
۳۹۔ سید فیروز
۳۸۔ سید سکندر
۳۷۔ سید احمد علی
۳۶۔ سید شاہ سلونی
۳۵۔ سید خان غازی
۳۴۔ سید اللہ داد
۳۳۔ سید شاہ منجھن
۳۲۔ سید شاہ مذاور
۳۱۔ سید شاہ محمد (قلعدار بھکر)
۳۰۔ سید شاہ محمود (خلیفہ جہانیاں جہاں)
۲۹۔ سید حاتم رہری
۲۸۔ سید شاہ حضر حیدر باگھ
۲۷۔ سید احمد جائسی

علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی ۱۹۲۶ء میں تولد ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے دادا حکیم سید برکات احمد کے قائم کردہ دارالعلوم خلیفہ ٹونک میں حاصل کی۔ اس کے بعد اجمیر شریف میں دارالعلوم معینیہ عثمانیہ سے تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور فلسفہ پڑھا۔ بلیہ کالج، دہلی میں عربی زبان میں طب پڑھی اور فاضل الطب والجراحت کی سند حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء سے حکیم صاحب کا مطب مرجع خلائق ہے۔

آپ نے کئی علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف کیں جن میں "شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان"، "فضل حق خیر آبادی اور سن ستاون"، "سیرت فریدیہ"، "الروض الورد مبین الحق" اور "نشان راہ" قابل ذکر ہیں۔ "اتقان العرفان فی بیطرۃ الانسان" مسئلہ زبان پر حکیم سید برکات احمد کی شہرہ آفاق کتاب ہے جس کے متعلق علامہ اقبال نے لکھا تھا کہ میں نے سبقاً سبقاً پڑھ رہا ہوں۔ ڈاکٹر ممتاز حسن کی فرمائش پر آپ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جس کے دو ایڈیشن اقبال اکیڈمی شائع کر چکی ہے۔ "حیات برکات احمد" "حیات شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی" اور "مشاہدات فرنگ" زیر تصنیف ہیں۔

سلہ کتابچہ شائع کردہ مجلس اطبا، کراچی، تاریخ حسن صفحہ

ساداتِ سانحہ

"کرہ یم بہ کے نظر آتے ہیں دامان سڑک سے ـــــ تو دیکھ صیاچل کے دیکھ بیابان سڑک سے"
"سانحہ کے دیاروں میں چمن زار سماں دیکھ ـــــ اور رودبار گنگ میں ایک اور جہاں دیکھ"

سانحہ پرگنہ بلیا ضلع مونگیر (موجودہ ضلع بیگوسرائے) کا یہ گاؤں مونگیر شہر سے تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلہ پر دریائے گنگا کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ اس کا قدیم نام سانبہر ہے جو راجپوت چکواروں کا مرکز اور گہوارہ رہا ہے۔ واقع ہو کہ چکوار بہار میں راجپوتوں کی ایک جنگجو اور بہادر قوم ہے۔ نواب علی وردی خان، حکمران بنگال و بہار کے عہد میں یہاں ایک جنگ لڑی گئی تھی جس میں سرکش چکواروں کا قلع قمع کیا گیا تھا۔ پھر بھی یہ ہمیشہ مسلمانوں کے لیے دردِ سر بنے رہے۔ تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں موضع سانحہ ساداتِ جائسی سے آباد ہوا۔ اس سلسلے کے ایک بزرگ سید شاہ برہان الدین جو سید احمد جائسی کے چوتھے فرزند تھے یہاں آکر آباد ہوئے۔ جن کا مزار موضع سانحہ میں واقع ہے۔ چاروں طرف مزار کے پختہ دیواریں ہیں جہاں کچھ پرانے درخت ہیں انہیں درختوں کے درمیان پختہ صحن میں دو قبریں ہیں جو سید شاہ برہان الدین اور ان کے فرزند سید شاہ باگھ کی ہیں۔ یہ قبریں تقریباً چھ سو سال پرانی ہیں اور درمیان میں اٹھارہ پشتیں گزر چکی ہیں اس لیے بہت کم لوگوں کو اس کا صحیح علم ہے۔ دریائے گنگا کے شمالی ساحل سے لے کر دریائے کوسی تک کا علاقہ شاہانِ مغلیہ کی طرف سے انہیں جاگیر میں ملا تھا جس پر خراج معاف تھی اس لیے یہ جاگیر معافی کہلاتی تھی۔ سید شاہ باگھ کے فرزند اور سید احمد جائسی کے پوتے سید شاہ محمد بولس کی انچاسویں پشت میں سید شاہ مقبول تولد ہوئے جن کے دو بیٹے مشہور ہوئے۔ (۱) سید شاہ معین الدین عرف حاجی دادا (۲) سید شاہ محی الدین، سید شاہ معین الدین کا مزار راقم الحروف کے گاؤں احمد گنج میں لب سڑک واقع ہے۔ موجودہ سانحہ کے تینوں موضعات (۱) بہادری (۲) احمد گنج (۳) محمود گنج میں انہیں کی اولاد کثرت سے آباد ہیں۔ پہلے سانحہ کا نام برہان الدین نگر تھا جو اسادِ زمانہ سے

نوٹ:۔ بچپن میں راقم الحروف کو ایک بار عید کی نماز کے بعد لوگوں کے ساتھ زیارت اور فاتحہ کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

بگڑ کر "بہاڑی" کہا جانے لگا۔ جب آبادی بڑھی تو دو گاؤں کا اور اضافہ ہوا۔ سید احمد جاجیزی کے نام کی مناسبت سے ایک گاؤں احمد گنج اور ان کے بڑے بھائی سید محمود جاجیزی کے نام پر دوسرا گاؤں محمود گنج کہا جانے لگا۔ سید شاہ مقبول کے دوسرے بیٹے سید شاہ محی الدین اپنی جاگیر اور اراضی کی دیکھ بھال کے سبب دریائے گنگا کے جنوبی ساحل پر سکونت پذیر ہوئے۔ ان کی اولاد مولانگر، سورجگڈھ، ہلدی، آبگل، باڑھ اور دریاپور وغیرہ مواضعات میں سکونت پذیر ہے۔ لیکن گنگ شکست کے بعد جب دریائے گنگا نے اپنا رخ بدلا تو ان میں سے بیشتر دریا کے شمالی علاقہ میں آکر آباد ہوئے ان کی اولاد آبگل موضع تیگھرہ، پکھٹول، بروٹی، بارہ، مختار چک، سید پور، ابہرہ، بیا اور لکھینہ وغیرہ میں آباد ہیں۔ ان کے اس طرف نقل مکانی کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان کے مورث اعلیٰ سید شاہ برہان الدین گنگا کے اس پار موضع سانحہ میں آسودۂ خاک تھے۔

سانحہ سڑک | یہ سڑک جی ٹی روڈ سے ملتی ہے اور آمدورفت کے لیے بہت اہم شاہراہ ہے۔ راقم الحروف نے اپنے بچپن کے دور میں جنگ عظیم دوم کے اواخر میں اس سڑک کے ذریعہ امریکی و برطانوی ٹینک بردار فوجی دستوں کو گزرتے دیکھا ہے۔ یہ دریائے گنگا کے سیلاب کو روکنے کے لیے بند کا بھی کام کرتی ہے اسلیے اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اسی سڑک کے کنارے سانحہ، لکھینیہ، بیا، قصبہ بیگو سرائے، بروٹی، بارہ، پھلوریا، تیگھرہ، ابہرہ وغیرہ مواضعات اور شہر آباد ہیں۔ یہی سڑک آگے شہر مظفر پور اور دربھنگہ کے حدود میں داخل ہوتی ہے جو ترہت کو چلی جاتی ہے۔ لیکن جب سے نیشنل ہائی وے یعنی آسام روڈ بنا ہے اس کی اہمیت صرف مقامی ہو کر رہ گئی ہے۔

نوٹ:- اسے ترہت روڈ بھی کہتے ہیں۔

اولاد سید شاہ برہان الدین (سانحہ، مونگیر)

ص ۳۲۷

- میر سید شاہ جلال الدین خان بہری (اوکھدی)
  - سید احمد بایزید (اوکھدی)
  - سید شہاب الدین (دارالامر موضع سانحہ، مونگیر) (ص ۳۲۷)
- سید شاہ پاگھ (سانحہ)
- سید شاہ یوسف "
- سید شاہ اسمٰعیل "
- سید شاہ وفاالحق "
- سید شاہ پھول "
- سید شاہ بہلول "
- سید شاہ مقبول "
  - حاجی سید شاہ معین الدین (مدفون احمد گنج، سانحہ، مونگیر) (ص ۳۲۷)
  - سید شاہ محی الدین (مدفون سورجگڈھ)
  - سید خیر الدین
  - سید فیض علی
    - میر دلیل اللہ
    - میر بخشش علی
    - میر تفضل حسین
    - میر فدا حسین
    - سید عبد الدین حامد (تیگھرہ)
      - سید مہدی حسن
        - دختر زوجہ سید مظہر الدین
        - سید محمد احسن
        - سید محمد بختیار (دامادِ مولف)
      - سید میاں جان
        - سید نور الحق
        - سید محمود الحق (کراچی)
        - فرحت علی
          - عبد الستار
          - عبد الغفار
        - حکیم وحیہ الحق
        - سید کرام الحق (بڑی بیا حال مقام پاکستان کوارٹر کراچی)
      - اشرف علی
      - سید لطف علی
        - سید بنیاد علی (بارہ) (ص ۳۹۹)
      - سید بدر علی
      - فرزند
        - سید قمر علی (چمڑ دمیاں)
        - رئیس الدین احمد
        - سید عبد الرحیم
        - سید عبد الرحمٰن (پکھٹول)
    - سید قمر علی (شہید بجسر)
      - سید نہر علی
        - سید معصوم علی
        - سید رحمت علی (بارہ)
      - سید محمد یوسف
      - سید فضل حق

میر سید شاہ جلال الدین خاں رہوی بہاری مورث اعلیٰ اوکھدی مونگیر بہار

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۹	میر سید شاہ جلال الدین
۲۸	سید شاہ برہان الدین
۲۷	سید احمد جاجیزی
۲۶	سید بدرالدین
۲۵	سید عزالدین
۲۴	سید ابوالفتح ابراہیم
۲۳	سید ہمایہ
۲۲	سید محمد مزار مرسول پنجاب
۲۱	سید علی باگھ
۲۰	سید مسعود
۱۹	سید ابوالفراس
۱۸	سید ابوالفتح واسطی

سید احمد جاجیزیؒ کے پانچ بیٹوں میں سید شاہ برہان الدین چوتھے نمبر پر تھے۔ یہ عبور دریائے گنگ موضع سانحہ پرگنہ بلیا بگو سرائے ضلع مونگیر بہار میں آباد ہوئے اور سانحہ کا نیا نام برہان الدین نگر رکھا گیا جو استداد زمانہ سے بگڑ کر "برہاڑی" کہا جانے لگا۔ سید شاہ برہان الدین اسی گاؤں میں مدفون ہیں۔ ان کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام سید شاہ باگھ تھا اور دوسرے فرزند کا نام میر سید جلال الدین خاں رہوی بہاری تھا۔ سید شاہ باگھ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ سانحہ میں آباد ہوئے۔ انہیں کے فرزند سید شاہ یونس تھے جن کی پانچویں پشت میں سید شاہ مقبول تولد ہوئے جن کے دو صاحبزادگان مشہور ہوئے (۱) سید شاہ معین الدین (۲) سید شاہ محی الدین سید شاہ معین الدین (حاجی دادا) بڑے جیّد عالم و فاضل اور صوفی بزرگ تھے ان کے مفصل حالات سانحہ کے ذکر میں درج ہیں۔ موضع سانحہ کے سادات جاجیزی انہیں کی اولاد ہیں۔ ان کے دوسرے برادر سید شاہ محی الدین گنگ شکست کے باعث اپنی زمینوں پر دریائے گنگ کے اس پار جنوب میں جا بسے۔

اس طرح ان کی اولاد موضع آبگل، دیاپور، باڑھ، سورجگڈھ، ہلسی اور مونگیر میں آباد ہے۔ لیکن دو سو سال گزر جانے کے بعد ان میں سے کچھ لوگ نقل مکانی کر کے پھر اسی طرف آ گئے۔ ان کی نقل مکانی کے دو بڑے اسباب تھے:-

(۱) گنگ شکست دیارے میں دریائے گنگا کے شمال اور جنوب دونوں جوانب کی زمینیں اور جاگیریں ان کی ملکیت تھیں اس لیے دریائے گنگا کے شکست و ریخت سے یہ براہ راست متاثر ہوئے۔ جب دریا نے رخ بدلا تو کچھ زراعتی زمینیں ادھر رہ گئیں کچھ کٹ کر ادھر چلی گئیں جس کے سبب یہ لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔

(۲) چراگاہوں کی تلاش دوسری بڑی وجہ نقل مکانی کی معاشی تھی۔ اپنی بھینسوں اور مویشیوں کی چراگاہوں کی تلاش میں وہ اس طرف آئے اور دریا کے کنارے سرسبز شاداب علاقے موضع تیگھرہ، بہرہ، بارو خضر چک، بروٹی، کپشول، ٹھکری، پک پھلوریا، بڑی لیا اور حسینہ میں آباد ہو گئے۔

سید شاہ برہان الدین کے دوسرے نامور فرزند میر سید جلال الدین خاں رہوی بہاری اسی طرف رہے۔ وہ موضع اوکھدی کے مورث اعلیٰ تھے اور بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں فوج میں پنج ہزاری منصب پر فائز تھے ان کے میر النسب سادات حسینی واسطی جاجیزی ہونے کا ذکر تاریخ حسن، شاہنامہ فیروز شاہی اور تاریخ فیروز شاہی میں موجود ہے:-

عہد بلبن کے سادات

"سادات عظام کیتھل، سادات جاجیز، سادات بیانہ، سادات صحیح النسب اور ذاتی کمالات کے لحاظ سے بے مثل دیندار اور متقی تھے۔" (تاریخ فیروز شاہی ص۱۹۲)

سادات جاجیز

"علاء الدین خلجی کے عہد میں سادات جاجیزی کی اولاد و احفاد کمالات کے اعلیٰ مراتب رکھتے تھے۔ مولف نے ان بزرگان دین و دولت کو دیکھا ہے اور ان کے مکارم اخلاق، بزرگی، سرداری و سروری نیکی اور بے پناہ خوبیوں کا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔ اگر میں ان سادات عظام کے اوصاف اور خوبیوں کے متعلق کچھ لکھنے کا ارادہ کروں تو مجھے متعدد جلدیں لکھنی پڑیں گی۔" (تاریخ فیروز شاہی ص۵۱۱)

فیروز شاہ کی اہل بیت سے محبت

"تمام سادات کو نئی زندگی مل گئی ہے اور وہ بادشاہ کی درازی عمر کے لیے دعا میں مشغول ہیں۔ فیروز شاہ اہل بیت کے ساتھ خلوص اور محبت میں دنیا کے دوسرے بادشاہوں سے سبقت لے گیا ہے اور اس کا یہ خلوص اور محبت انتہائی حد تک پہنچ گئی ہے۔" (تاریخ فیروز شاہی ص۵۱۱)

"میر سید جلال الدین خاں رہوی عہد سلطان فیروز شاہ تغلق پر منصب پنج ہزاری دہشت اکبر صاحب تاریخ اور اصرف جلال الدین خاں نوشتہ و اصلش را گذاشت۔"

۱؎ نسب نامہ دلیسنہ ص۱۹۶، تاریخ حسن ص۸۹، ۵۶، ۲؎ تاریخ فیروز شاہی ص۱۹۲، ۵۱۱،

ترجمہ اکثر سادات حکام اہل کاران کو صرف خان لکھا گیا ہے۔ میر سید جلال الدین خاں رسوی بہاری سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں پنج ہزاری منصب پر فائز تھے لیکن اکثر مورخوں نے ان کو صرف جلال الدین خان لکھا ہے اور اصل حقیقت کو چھوڑ دیا ہے۔" (تاریخ حسن ص۱۵۶)

میر سید شاہ جلال الدین کی اولاد اسی اطراف میں پھلی پھولی اور پھیلی۔ ان کی چھٹی پشت میں موضع اوکھدی میں میاں[1] نصر الدین گزرے ہیں جن کے نامور فرزند سید شاہ فخر الدین[2] پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا مزار موضع اوکھدی میں ہے جہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ اس مزار کی مرمت شہزادہ عظیم اشان[3] کے عہد میں ہوئی تھی بادشاہ دہلی ۱۸۵۷ء میں جب بنگال سے لوٹ کر دہلی کی جانب روانہ ہو رہا تھا کہ بزرگی کا شہرہ سن کر اوکھدی میں آستانہ پر حاضر ہوا اور طالب دعا ہوا۔ سید شاہ فخر الدین نے بادشاہ کو شربت پیش کیا اور دعائیں دیں۔ اسی خانوادے میں میر اکبر علی غازی[4] (شہید بنگ بہادری ۱۸۵۷ء) اور سید عطا علی تولد ہوئے جن کے مزارات اوکھدی اور ڈمراواں مراضعات کے اطراف جوانب میں موجود ہیں۔ میر اکبر علی کے سو سال بعد مولف کے مورث سید فوازش علی تولد ہوئے جنکی شادی موضع ساتھہ (احمد گنج) میں سید وارث علی کی پھوپھی سے ہوئی۔ اس طرح یہ خاندان موضع ساتھہ میں پانچ پشتوں تک آباد رہا۔ اوکھدی کا یہ خاندان بزرگوں کا خاندان کہلاتا ہے۔ اسی سلسلے کی آخری کڑی سید شاہ شمس الحسن الحسینی بزرگ ہیں جو مولف کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں جو بڑی سرعت سے علم و عرفان کی منازلیں طے کر رہے ہیں جب سے ان کو اپنے بزرگوں کا فیضان ملا ہے یہ فیض عام شب و روز جاری ہے۔ اور پیر آستانہ سادات ساتھہ کے در سے بے شمار لوگ فیضیاب ہو کر روحانی اور جسمانی امراض سے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ ہر شب جمعہ اور ہر ماہ تیئسویں تاریخ کی شب حلقہ درس اور لنگر کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔ آپ کا آستانہ اونگی سیکٹر ۸ میں ہے جہاں تعویذ اور دعاؤں کے لیے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

سید شاہ شمس الحسن الحسینی پیر آستانہ سادات ساتھہ ۱۹۳۹ء میں موضع ساتھہ (احمد گنج) پرگنہ بلیا

---

[1] تاریخ بارہ گیاں ص۱۱۶، [2] تاریخ بارہ گیاں ص۱۳۵، [3] رسالہ معارف اور صدائے عام آزادی نمبر پٹنہ، [4] تاریخ بارہ گیاں ص۱۲۸، [5] تاریخ بارہ گیاں ص۱۳۹،

[6] کمپریہنسیو ہسٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری و قیام الدین احمد جلد دوم حصہ اول، ص۲۴۱،

بیگو سرائے مونگیر بہار میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید بدر الحسن تھا جو نجیب الطرفین حسینی سید تھے۔ وہ محکمہ پولیس میں ملازم تھے برطانیہ ۱۹۴۵ء میں وہ سرکاری ملازمت سے رضا کارانہ طور پر سبکدوش ہوئے۔ کراچی میں دسمبر ۱۹۷۳ء میں ان کا وصال ہوا اور وہاں کے کیمپ سعید آباد کے قبرستان میں مدفون ہوئے مرحوم و مغفور بچپن سے حاشیہ اہل بیت تھے۔ شہید کربلا کا ذکر آتے ہی، ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔ بنگال کے شہر کلکتہ میں زمانہ کے دوران ان کی ملاقاتیں اپنے وقت کے مشاہیر مثلاً قائد اعظم، ابو الکلام آزاد، سبھاس چندر بوس اور لارڈ ویول سے باشافہ ہوئیں اور ان سے گفتگو کا بھی موقع ملا جن کا ذکر وہ بڑے فخریہ انداز میں کیا کرتے تھے۔

سید شاہ شمس الحسن جب ڈیڑھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ مختصر سی علالت کے بعد رحلت کر گئیں اس لیے ان کی نانی محترمہ سیدہ سائرہ خاتون نے ان کی پرورش کی دس سال کی عمر میں اپنے نانا سید عبد الرحمٰن بیگم دی کے پاس پٹنہ میں رہے جو پٹنہ سیشن کورٹ میں ملازم تھے ۱۹۵۰ء میں ان کے نانا جان کا حالت سفر میں انتقال ہو گیا تو دونوں بھائی بے سہارا ہو کر پاکستان ہجرت کر گئے۔ ڈھاکہ پہنچ کر انہیں بڑی محنت و مشقت کرنی پڑی۔ نامواقف اور نا مساعد حالات کا دلیرانہ وار مقابلہ کیا اور انہیں ہر طرح کی مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ ڈھاکہ میں رہ کر اپنے بڑے بھائی سے دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ جب میٹرک پاس کر چکے تو قائد اعظم کالج ڈھاکہ میں داخلہ لیا تاکہ دنیاوی تعلیم مکمل ہو سکے اسی اثناء میں ان کی شادی سیدہ نور جہاں بنت سید عبد العلیم سے ہوئی۔ ایک سال کے بعد ان کو محکمہ ٹیلیفون میں سرکاری ملازمت مل گئی۔ اسی دوران وہ تصوف کی طرف مائل ہوئے۔ عبادت و ریاضت اور اوراد و وظائف کی کثرت، نماز تہجد کی مشق نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ بزرگان دین کی توجہات بھی ہونے لگی اور روحانی فیض ملنے لگا۔ ان کی روحانی تربیت سید شائق احمد نعیمی اور سید شاہ برہان الدین بقا نظامی نے کی اور چاروں سلاسل طریقت کی خلافت و اجازت سے نوازے گئے پھر تا حیات یہ سلسلہ سے منسلک ہو گئے۔

اولاد سید مشکور عالم

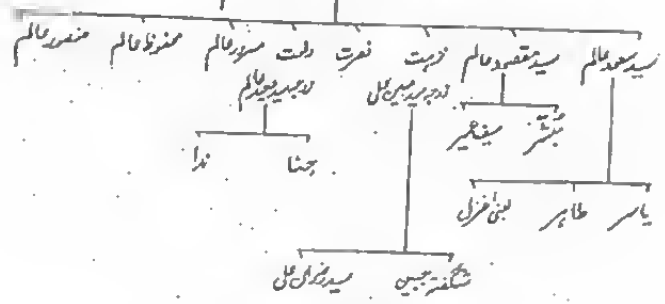

اولاد سید شہزاد عالم

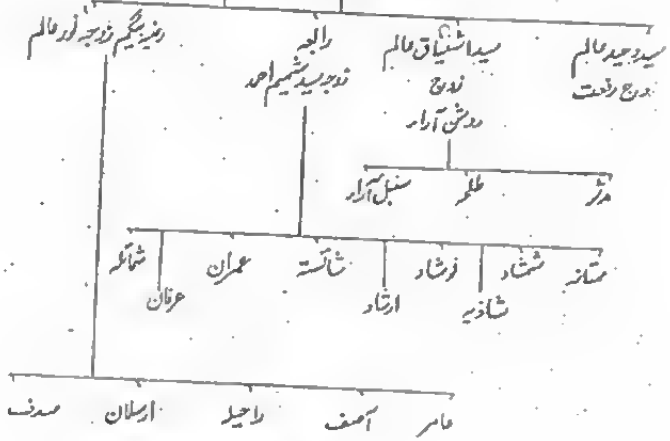

(شجرۂ نسب پدری سید محمد شمس الحق حسینی) (شجرۂ نسب مادری سید محمد شمس الحق حسینی)

اسمائے	سکونت	سن ولادت	سن وفات	مدفن	اسماء	سکونت	سن ولادت	سن وفات	مدفن

شجرہ اولاد سید عبدالرحمٰن بخش بن سید خواجہ علی

(شجرہ ص۳۲۴)

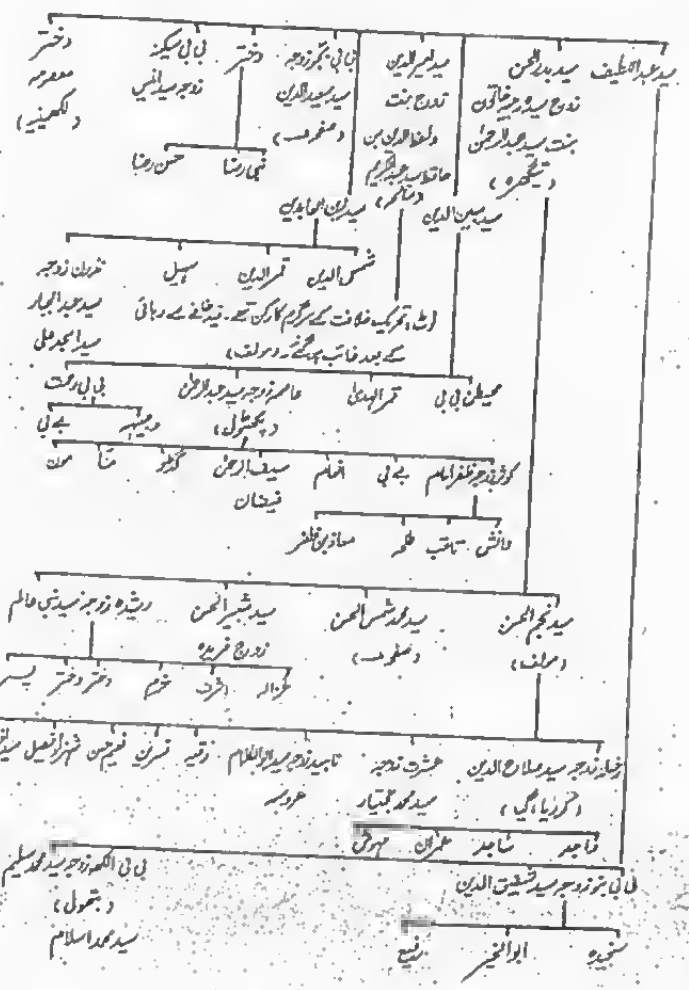

سیّد شاہ معین الدین عرف حاجی دادا

(شجرہ نسب ص۳۲۳)

سید شاہ معین الدین عرف حاجی دادا سید احمد جاجیریؒ کی نویں پشت میں گیارھویں صدی ہجری کے اواخر میں تولد ہوئے تھے اور سید احمد جاجیری سید ابوالفرج واسطیؒ کی نویں پشت میں اور سید ابوالفرج واسطی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اٹھارھویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ سید شاہ معین الدین کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید شاہ مقبول تھا۔ آپ نے شاہی مدرسہ دہلی میں تعلیم مکمل کی جہاں مغل شہنشاہ شاہجہاں کا بیٹا شاہ شجاع آپ کا ہم سبق تھا۔ اسی مدرسہ میں آپ کے قرابت دار اور رشتہ دار مولانگر کے قاضی سید عبدالنبیؒ اپنے والد ماجد قاضی سید عنایت اللہ کی وفات (۱۰۹۹ھ) کے بعد مدرس مقرر ہوئے تھے۔ آپ جید عالم اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کے زمانہ میں سانحہ کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی۔ سانحہ میں آپ کا آستانہ تھا جس کے تحت دارالفقراء و دارالمساکین قائم تھے اور دینی مدرسہ بھی قائم تھا۔ دور دور سے زائرین آستانہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔ چنانچہ مشہور روایت ہے کہ بھائیوں کے درمیان خانہ جنگی کے دوران شاہ شجاع مونگیر قلعہ میں آکر ٹھہرا تو ان کے اتالیق شیخ سلطانؒ کلھینوی بھی ہمراہ تھے۔ اسی دوران دہلی سے ایک مکتوب موصول ہوا جس کی کچھ عبارت پڑھی نہ جا سکی چونکہ ان دنوں سید شاہ معین الدین کے علم و فضل کا عام چرچا تھا اس لیے شاہ شجاع نے شیخ سلطانؒ کی ترغیب پر ان سے شرف ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا چنانچہ شاہی بجرے پر شہزادہ حاضر سانحہ ہوا۔ جب آستانہ میں باریابی ہوئی تو شہزادے نے سید شاہ معین الدین کو پہچان لیا اس لیے کہ شہزادہ دہلی شاہی مدرسہ میں ان کا ہم سبق رہ چکا تھا چنانچہ شہزادہ نے

۱؎ تاریخ حسن ص۸۹/۱۵۶ھ بنام دلیسہ ص۱۹۰/۱۴۳، ۲؎ کرسی نامہ شاہ سلطان ص۱۲/۱۲، ۳؎ حیات بعد الوفات ص۱۵۱

نوٹ: یہ مزار پہلے سانحہ میں دریائے گنگا کے کنارے واقع تھا۔ دریا کے کٹاؤ کے سبب جب مزار دریا برد ہونے لگا تو حاجی دادا نے خواب میں ہدایت فرمائی کہ مجھے یہاں سے منتقل کرو چنانچہ سانحہ کے تمام برآمدہ شخصیتوں نے آرزش مبارک کو موضع احمد گنج میں دفن کیا جہاں ہر سال ان کا عرس ہوتا ہے۔ (مولف)

دریافت کیا "معین الدین ہستی؟" "بلے" جواب میں حاجی دادا نے کہا۔ یہ مکالمہ سانحہ میں زبان زد عام ہے۔ بہرحال شہزادہ نے چند روز سانحہ میں قیام کیا اور جمعہ کی نماز شاہ معین الدین کی امامت میں ادا کی پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔

مولانا سیّد محمد یحییٰ ندوی

سید شاہ معین الدین کی دسویں پشت میں مولانا سید محمد یحییٰ ندوی عرف مچھیتہ بابو تولّد ہوئے جن کے والد کا اسم گرامی سید محمد فاضل تھا جو اپنے گاؤں کے سرآوردہ شخصیت تھے۔ مولانا یحییٰ کے دادا سید رکن الدین عرف گدڑی میاں ولد سید کبیر الدین اپنے وقت کے بڑے بااثر زمیندار تھے مولانا سید محمد یحییٰ کو بچپن ہی میں اپنے والدین کی ہمراہی میں حج کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ مولانا عمدۃ العلماء لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ان کا عقد مولانا سید محمد علی مونگیری کی پوتی بی بی عائشہ سے ہوا۔ مولانا یحییٰ ندوی اپنے وقت کے بڑے عابد و زاہد ہیں۔ اللہ نے ان کو علم و فضل سے بھی نوازا ہے۔ وہ اپنے خاندانی علم و وجاہت کے وارث ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ آپ شاہ فیصل کی دعوت پر موتمر عالم اسلامی کے جلسہ میں شرکت کی غرض سے مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے تھے جہاں آپ کی بڑی پذیرائی ہوئی۔

سانحہ کے سادات کا معاشی دارومدار اپنی جاگیر و معافیات پر تھا زمانہ گزرتا رہا۔ زمینیں اولادوں میں بٹتی رہیں۔ کچھ لوگ متمول رہے اور کچھ لوگ مفلوک الحال ہوگئے۔ انگریزوں کی دوسو سالہ غلامی نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی لیکن عرب کے تمدن کو سینے سے لگائے رکھا۔ اپنے نجیب الطرفین حسینی سید ہونے کا شرف آخر تک قائم رکھا۔ یہاں کے لوگ بڑے سیدھے سادے اور سادہ لوح ہوتے ہیں چنانچہ سانحہ کے اطراف میں ان کے متعلق یہ عام مقولہ بہت مشہور ہے:

سانحہ کے سید گنڈے میں بازار ـــــ بھاگیو ہر سید پکڑ سیو بیگار

شجرۂ نسب اولاد حاجی سید معین الدین (سانحہ)

(صفحہ ۲۸۶)

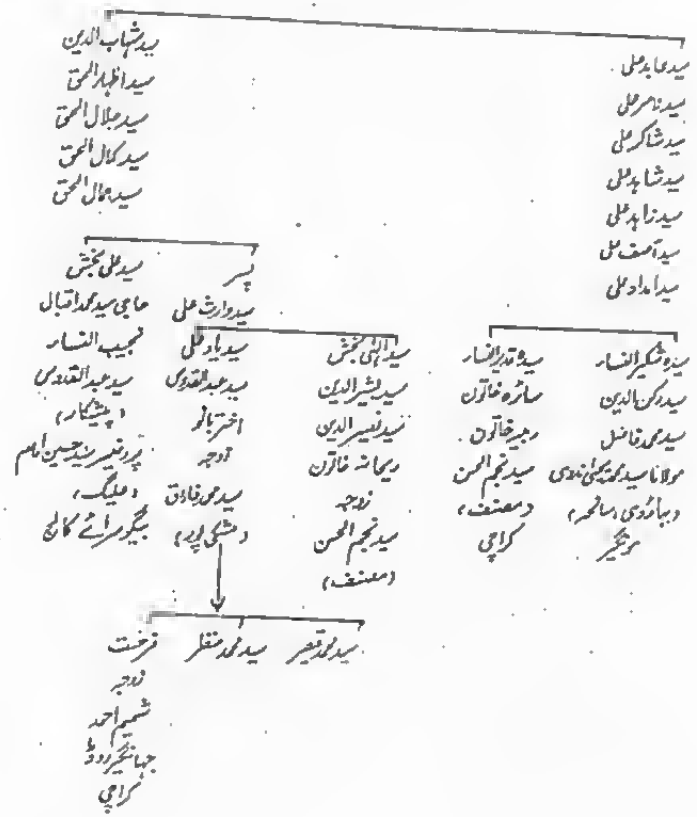

شجرہ اولاد سید وارث علی پوتا سید جمال الحق (احمد گنج، سانحہ)

(صفحہ ۲۸۵)

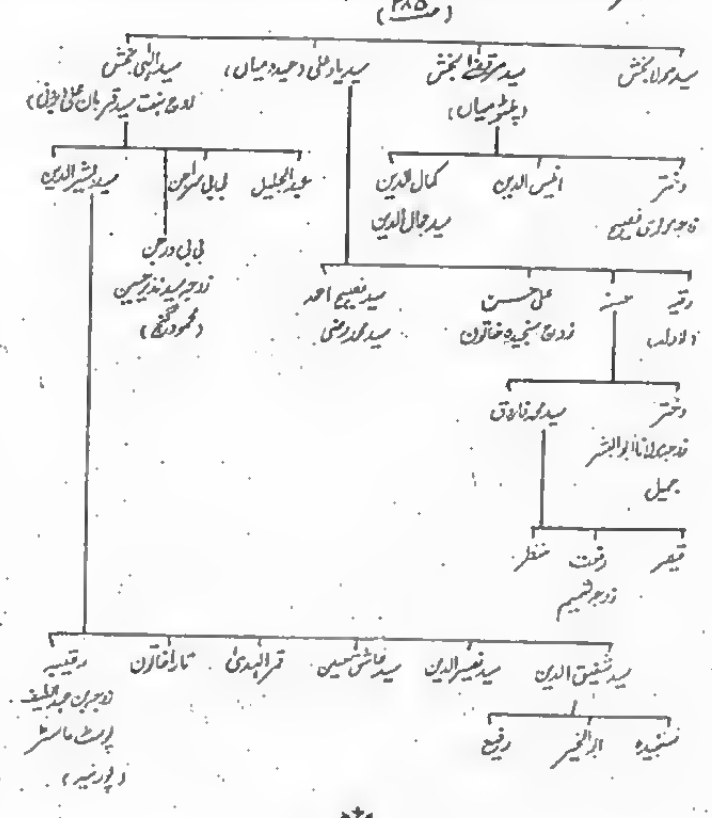

شجرۂ نسب اولاد سید آصف علی (احمدگنج)

(ص ۲۸۵)

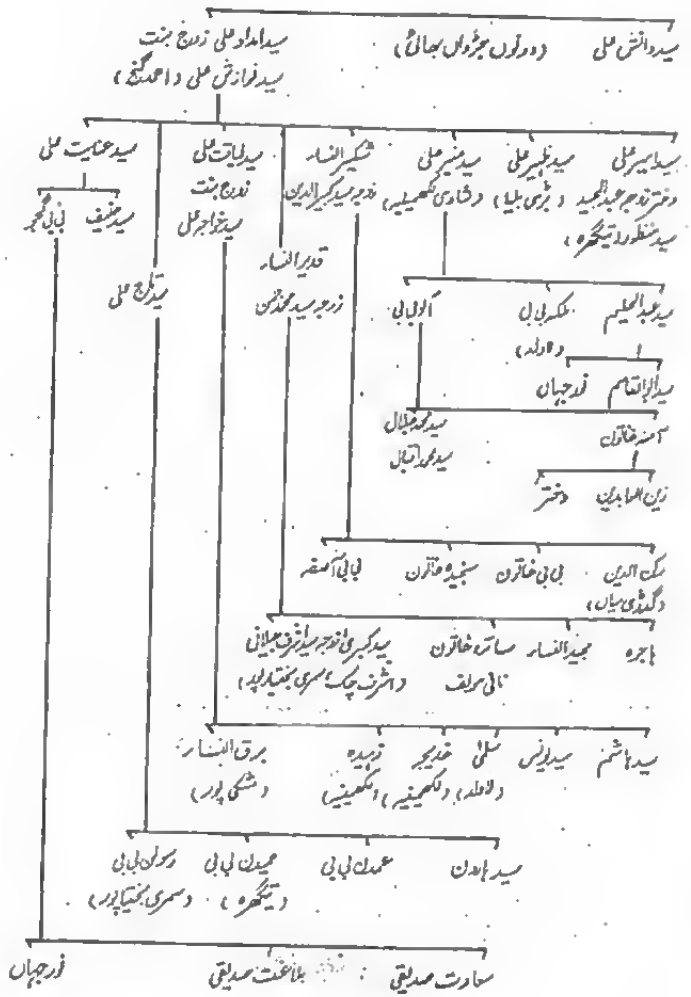

اولاد سیّد دانش علی بن سیّد آصف علی (احمدگنج)

سید واعظ الحق عرف (داماد بابر) (ص ۲۸۷)

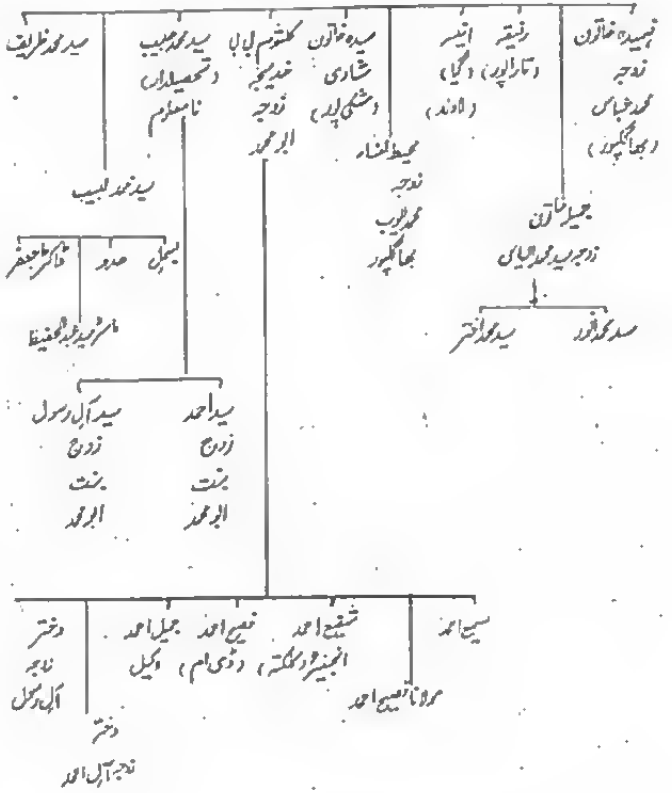

شجرہ اولاد سید جمال الحق

(صفحہ ۳۸۵)

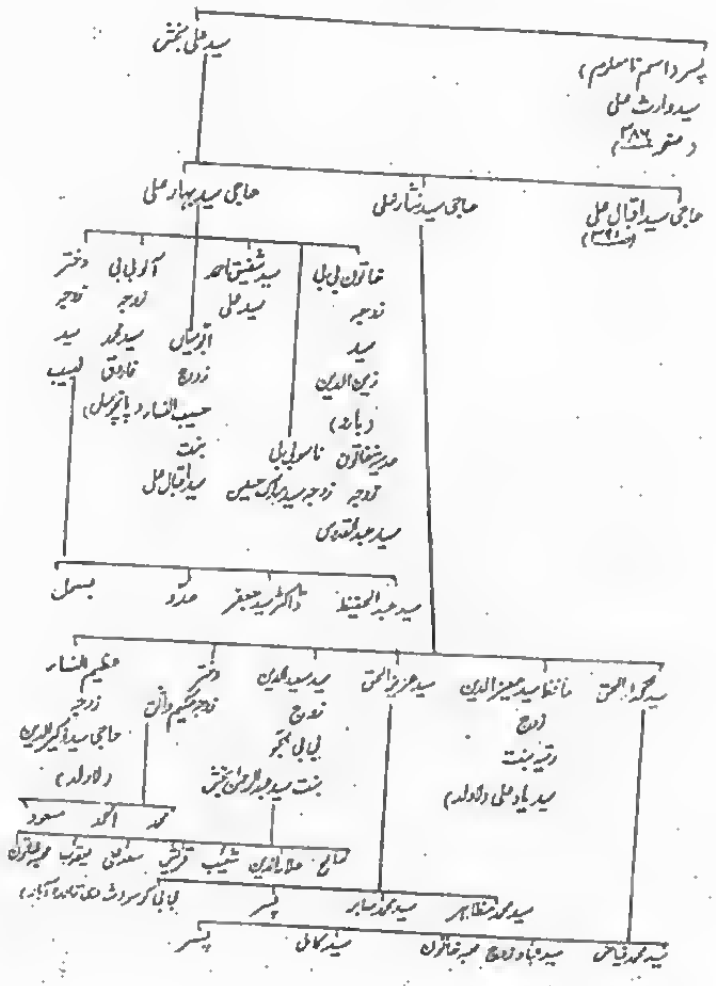

شجرۂ نسب اولاد سید نصیر الدین بن سید بشیر الدین

(صفحہ ۳۸۶)

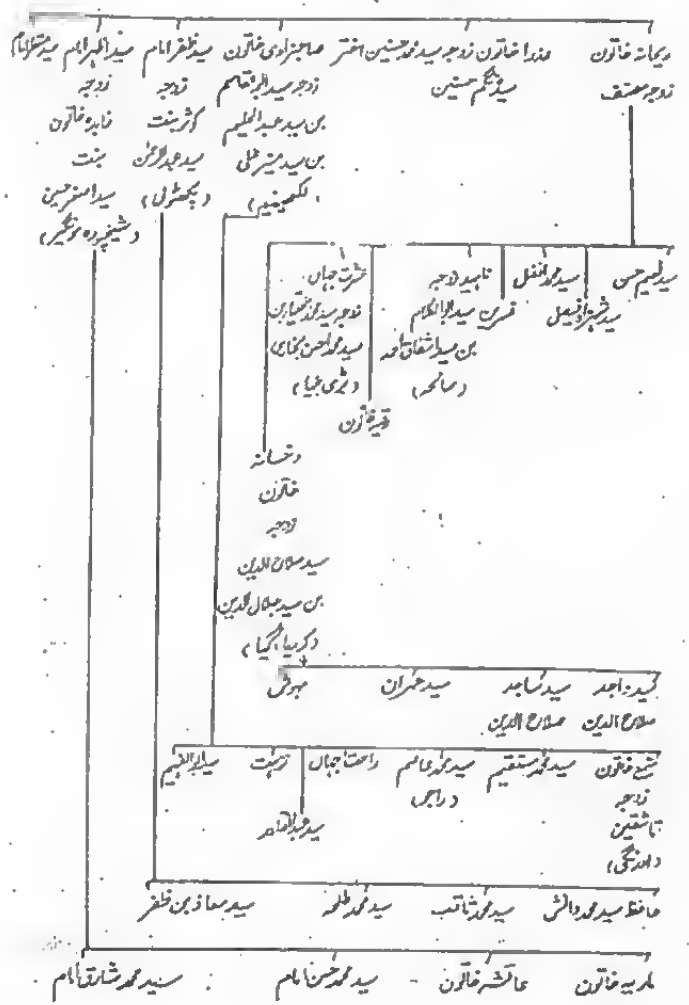

شجرۂ نسب سیّد حاجی اقبال علی

(صفحہ ۳۸۵)

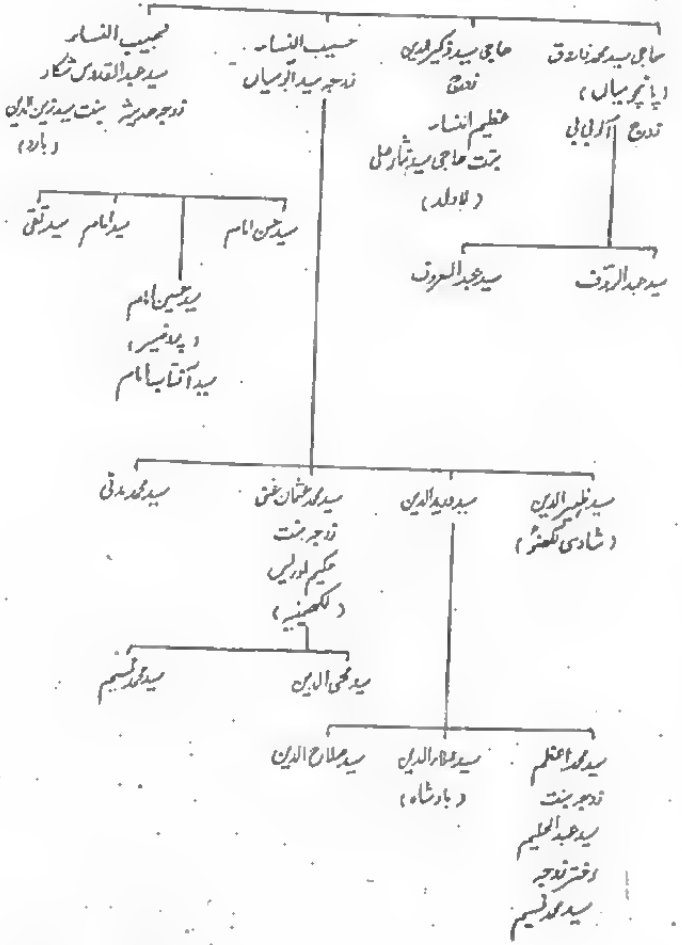

سادات برونی شجرہ اولاد سید محی الدین

اولاد سیّد اشرف علی بن سیّد فضل حق

(شجرہ صفحہ ۳۷۴)

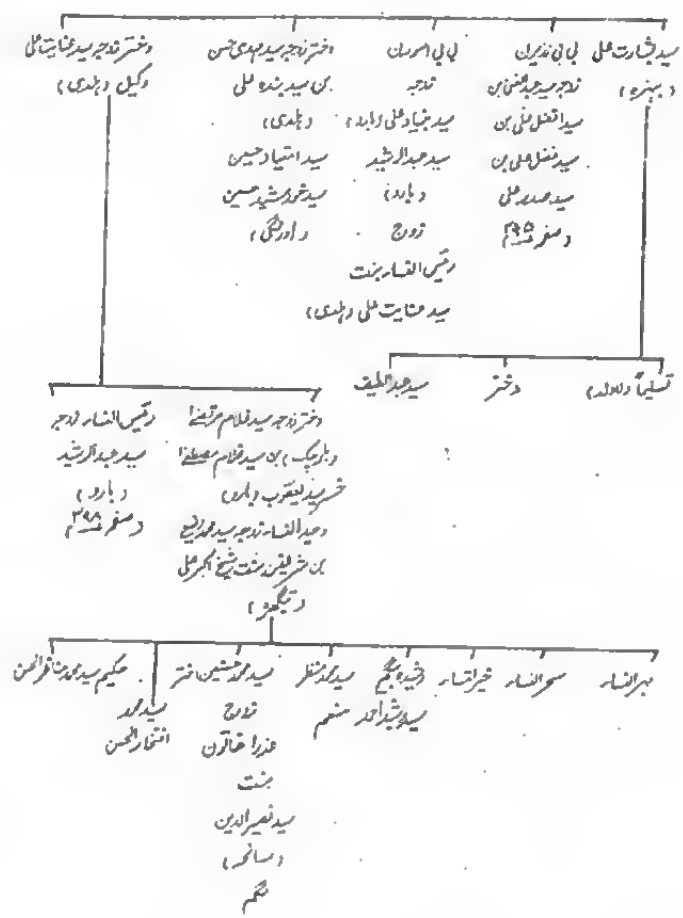

شجرہ اولاد سید بدر علی بن سید فضل حق

(صفحہ ۳۷۴)

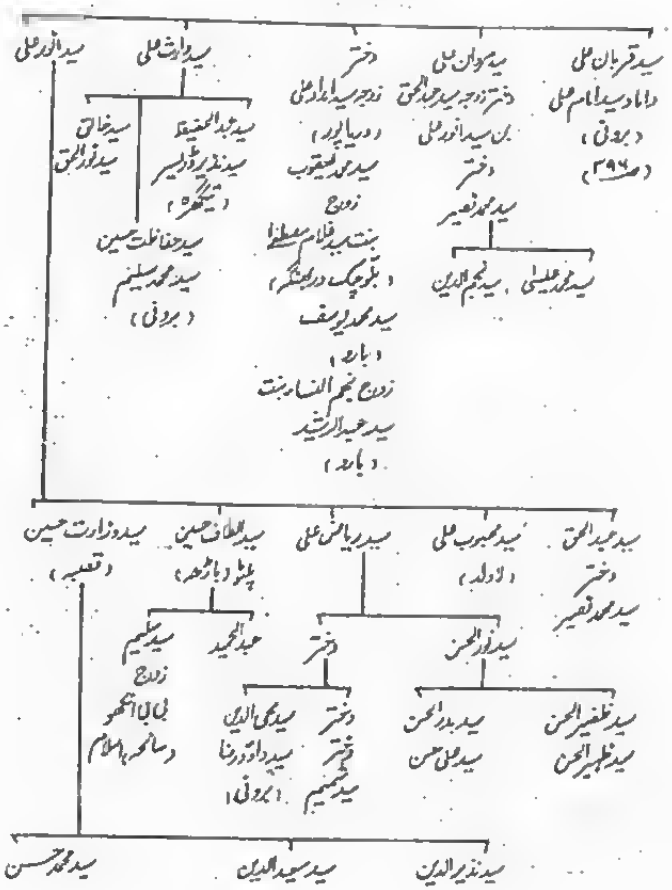

شجرہ اولاد سید امام علی بن سید قربان علی (باڑھہ)

(شجرہ صفحہ ۳۹۱)

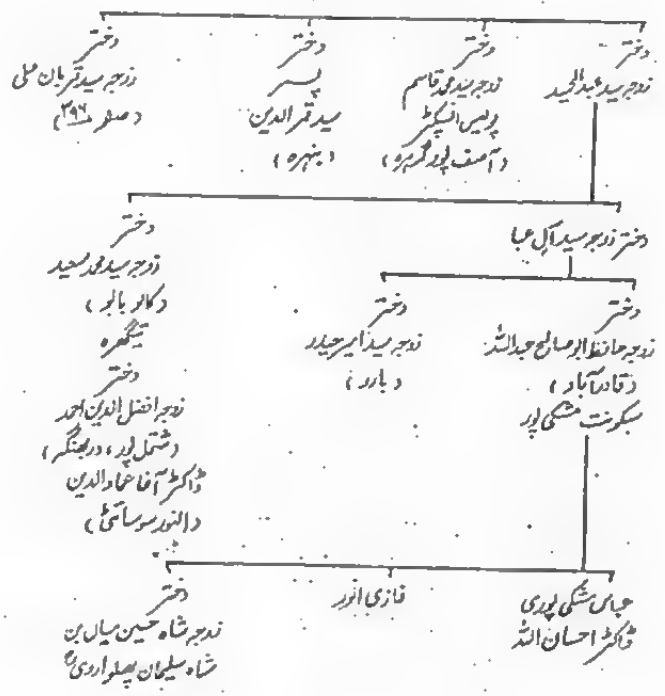

اولاد بی بی نذیران زوجہ سید عبدالغنی بنت سید اشرف علی

(شجرہ صفحہ ۲۹۳)

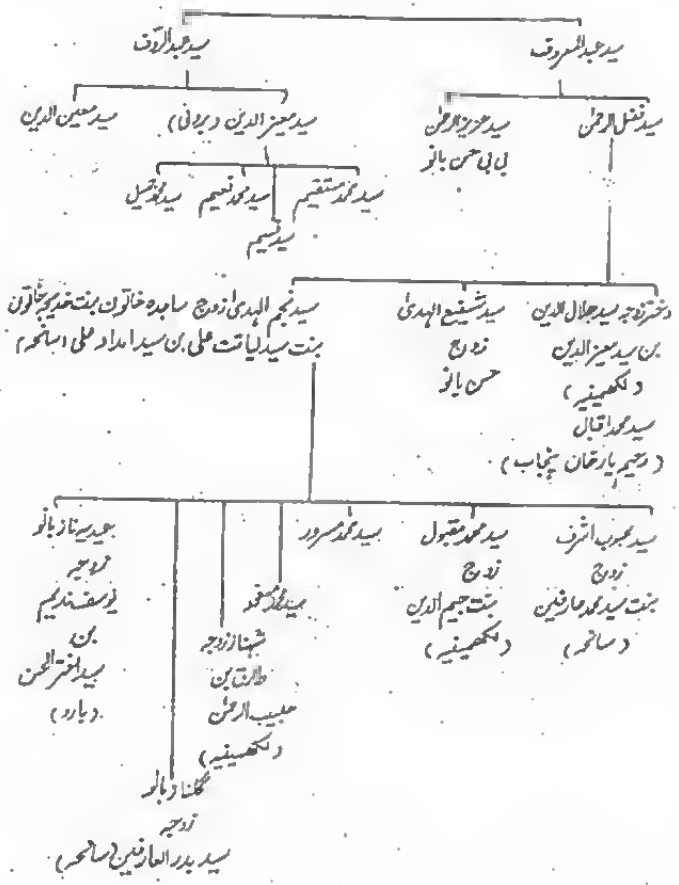

اولاد سید قربان علی

(شجرہ صفحہ ۲۹۴)

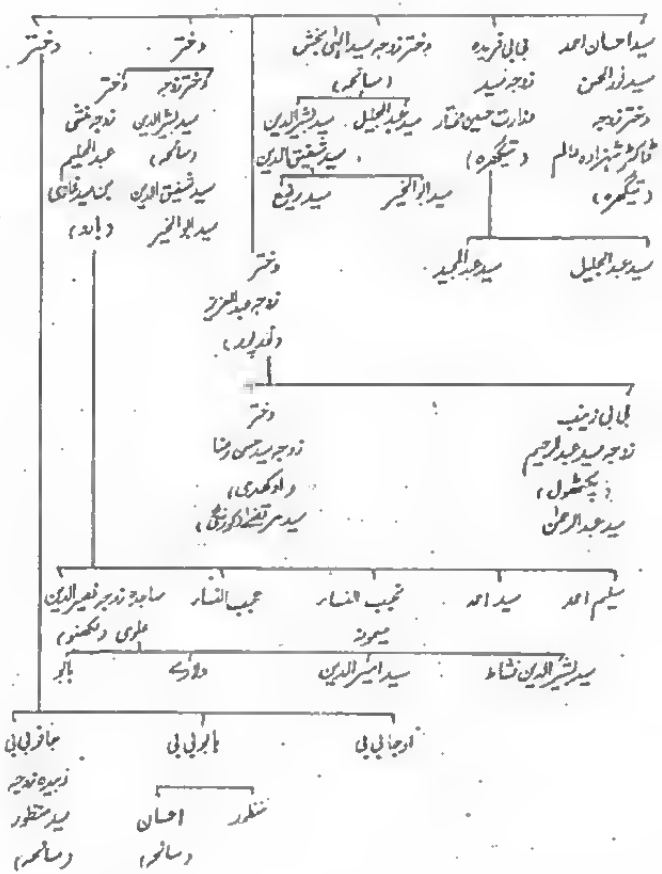

سادات بارو

اولاد سید رحمت علی بن سید معصوم علی

(شجرہ صفحہ ۲۷۴)

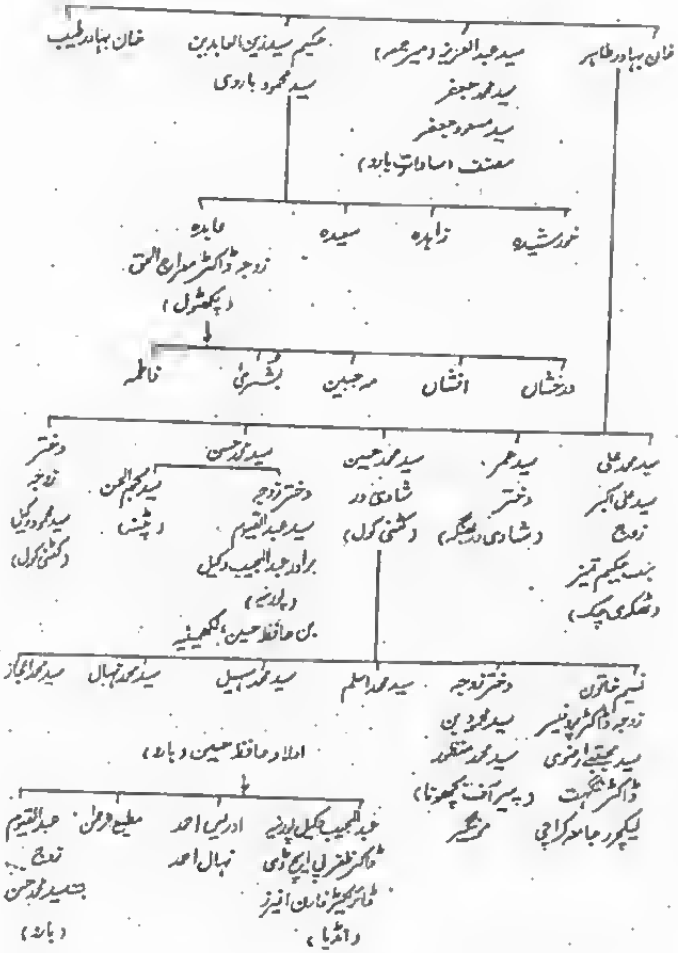

سادات بارو

اولاد سید عبدالرشید بن سید بنیاد علی (بارو)

(شجرہ صفحہ ۲۷۵)

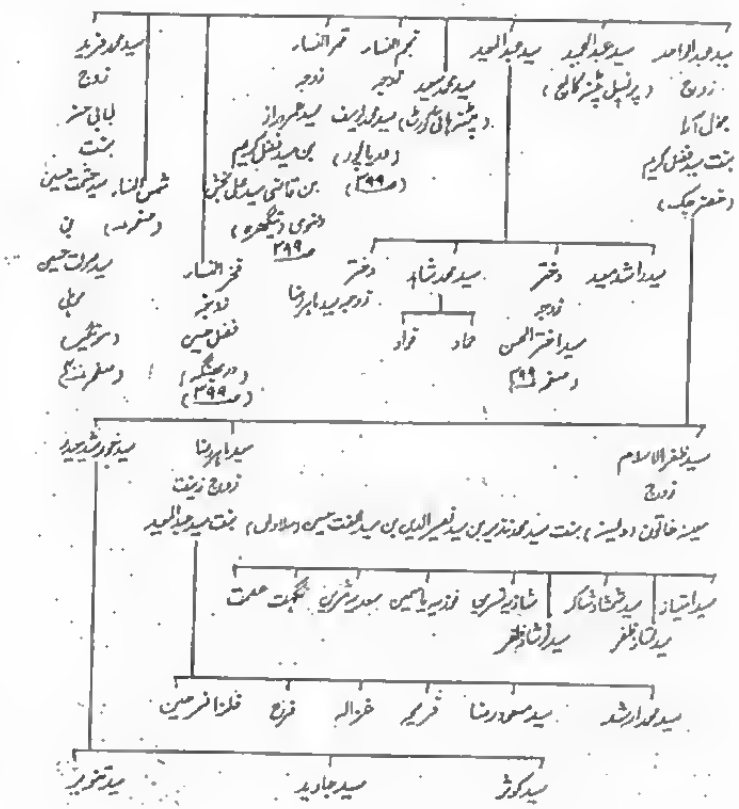

اولاد سید عبدالرشید بن سید بنیاد علی (بارہ)

(شجرہ ص۲۷۶)

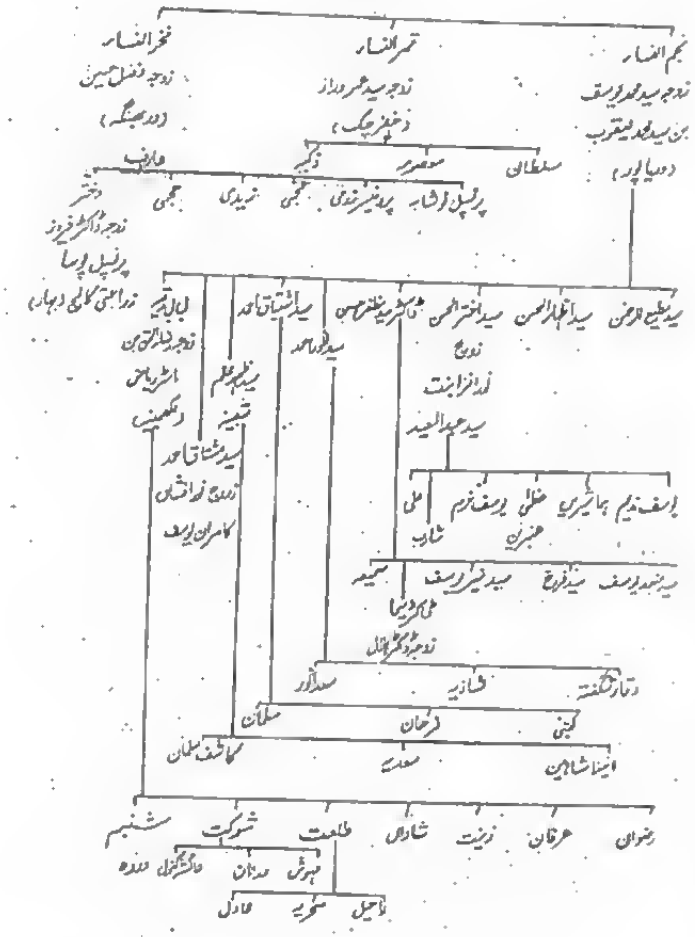
نجم النساء
زوجہ سید محمد یوسف
بن سید محمد یعقوب
(دیوبند)
تمر النساء
زوجہ سید عمر دراز
(خیر چک)
فخر النساء
زوجہ فضل حسین
(دودھنگہ)
سید عزیز الرحمن
سید انظار الحسن
سید اختر الحسن
ڈاکٹر سید عنایت حسن
سید اشتیاق احمد
سید ابوالبرکات
سید انتظار احمد
سید عبدالعید
سید محمد یوسف
سید فرخ
سید فیروز
سید نظر
سید مشتاق احمد
سید ظہور احمد
سید اظہر
سید سلمان
سید فرحان
سید کاشف سلمان
رضوان
عرفان
زینت
شارق
طلعت
شوکت
شبنم
سلطانی
پروفیسر ارشاد
پروفیسر غزنوی
نجمی
شمیدی
عارف
ذکیہ
معصومہ
ڈاکٹر فیروز
پرنسپل پوسا
زراعتی کالج (بہار)
نازنین
نازنین
نازنین

سادات تیگھرہ

سید وزارت حسین تیگھرہ

(شجرہ نسب ص۳)

سید ارشاد علی سید خان غازی کی ساتویں پشت میں تولد ہوتے۔ سید خان غازی کے دونوں صاحبزادگان سید شاہ سلونیؒ اور سید شاہ فقیر اللہ جاجنیریؒ شاہی ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے اسی لیے انہوں نے اپنی خاندانی جاگیروں کی دیکھ بھال کر شاہی ملازمت پر ترجیح دی اور ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت اور اسلام کی ترویج و اشاعت میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں چنانچہ دونوں بھائیوں کے آستانوں سے صدیوں تک روحانی فیض جاری رہا۔

سید شاہ فقیر اللہ جاجنیریؒ اپنی جاگیر کی دیکھ بھال کے سلسلے میں موضع باڑھ ضلع پٹنہ میں سکونت پذیر ہوتے۔ سید شاہ فقیر اللہ جاجنیریؒ کی ساتویں پشت میں سید عبدالرحمٰن جاجنیریؒ تقریباً ۸۰ سال قبل باڑھ میں سادات جاجنیری کے سجادہ نشین تھے۔ انہیں دنوں سید ارشاد علی بھی اپنے غلام زادوں کے ساتھ اپنی بھینسوں کو لے کر چراگاہ کی تلاش میں ادھر آ نکلے اور موضع حسینہ میں آباد ہو گئے۔ انہیں کے پوتے سید وزارت حسین تھے جو پیدا تو حسینہ میں ہوئے لیکن مستقل طور پر دانیال پور (تیگھرہ) میں آباد ہو گئے۔ ان کی شادی سید قربان علی کی دختر سے ہوئی جو سید امام علی کے داماد تھے۔ یہ سب لوگ نسباً سادات حسینی زیدی الواسطی جاجنیری ہیں۔ سید وزارت حسین بگیو سرائے تحصیل میں وکالت کیا کرتے تھے۔ ان کی اپنی زمینداری تھی اور باقات تھے۔ وہ بڑے متمول اور خوش باش انسان تھے۔ وہ بڑے جری بہادر اور تیز فہم آدمی تھے۔ کئی بار ہندو زمینداروں سے محاذ آرائی ہوئی، تنہا ہندوؤں میں گھر گئے لیکن اپنی خاندانی غیر معمولی بہادری اور شجاعت اور تیز فہمی کے سبب بندوق کے زخم سے صاف بچ کر نکل آئے ان کی دو بیویوں سے چار صاحبزادے تھے۔

سید وزارت حسین ختار کے سب سے چھوٹے صاحبزادے سید غلام ربانی کی شادی خانہ آبادی سیدہ حمید النساء بنت سید تاج علی بن سید امداد علی (دانور) سے ہوئی۔ جن سے سیدہ خدیجہ خاتون تولد ہوئیں جن کا عقد محمد مسلم سے ہوا جو موضع قاضی رسولپور کے رہنے والے تھے۔ آج سے تقریباً تین سو سال قبل قاضی رسول نے وہ گاؤں آباد کیا تھا جن کے وہ مورث اعلیٰ کہلائے۔ بعد میں وہ

گاؤں انہیں کے نام سے منسوب ہو گیا۔ یہ گاؤں تیگھرہ کے قریب ہی واقع ہے۔ چھ پشتوں کے بعد یہ خانوادہ منتقل ہو کر موضع قادرچک (بارہ) میں آ بسا۔ یہیں محمد مسلم پیدا ہوئے۔ جو بعد ازاں ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے انہیں کے سب سے بڑے صاحبزادے ایس ایم اختر ہیں جو دلربال اور نانہال کے تمام اوصاف سے متصف ہیں۔ وہ ۱۹۷۹ء میں اورنگی ٹاؤن سے بلدیہ کراچی کے کونسلر منتخب ہوئے۔ انہوں نے بیش بہا ترقیاتی کام کر کے اورنگی شہر جیسی گمنام اور غریب بستی کی شہرت میں چار چاند لگا دیئے۔ اورنگی ٹاؤن کے تمام بڑے ترقیاتی منصوبے کی تکمیل انہیں کے مرہون منت ہے۔ لہٰذا وہ اورنگی شہر اور شہر سے باہر بھی بے حد مقبول ہوئے۔ اپنی ہر دلعزیزی کی بنیاد پر دوبار کونسلر اور کچی آبادی کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ ان کے اندر تحریری اور تنظیمی صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ابھی یہ جوان ہیں اور ان کے حوصلے بہت بلند پر عزم شخصیت ہونے کی بنا پر ہر کام پر کامیابی ان کی منتظر ہے۔ شجرہ پدری ملاحظہ ہو۔

ایس ایم اختر بن محمد مسلم بن محمد نبی علی دبڑمیاں) ابن سید محمد ریاض الدین احمر،

اشرافِ تیگھڑہ

(۱) شیخ اکبر علی (۲) شیخ اصغر علی (۳) بی بی صغیر النساء تینوں بھائی بہن

(۱) شیخ اکبر علی

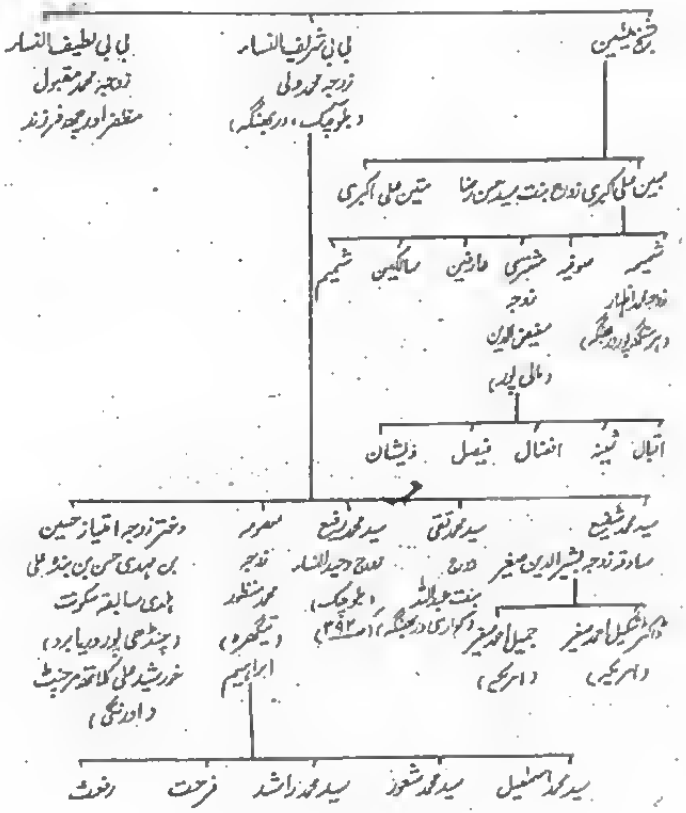

(۲) شیخ اصغر علی

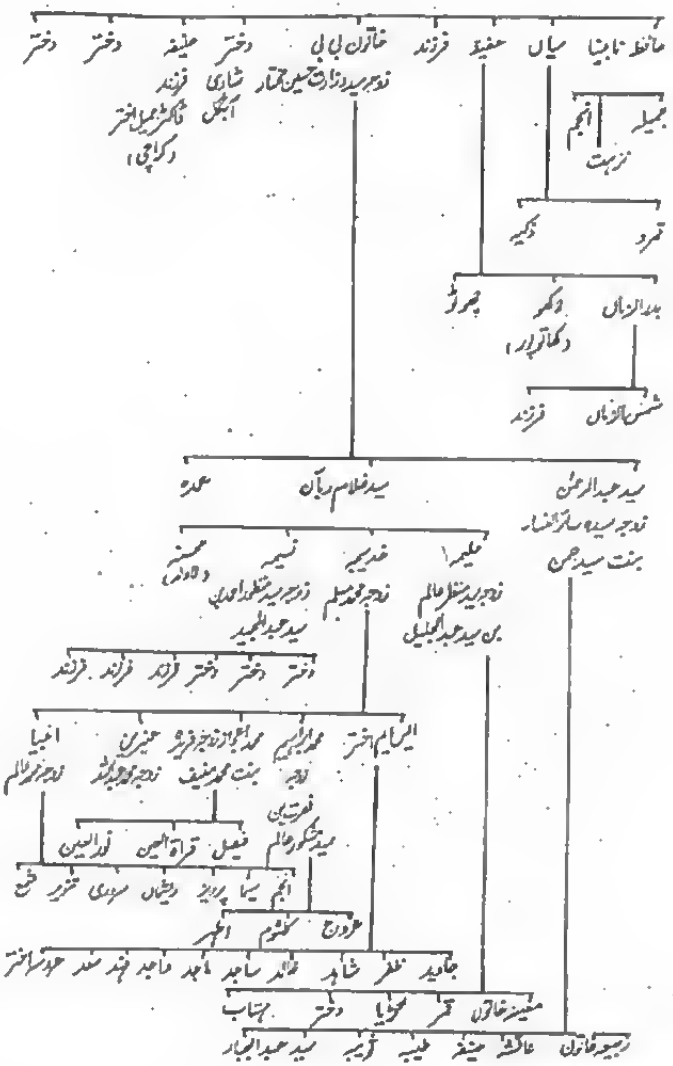

اولاد بی بی صغیر النساء ہمشیرہ شیخ اکبر علی تیگھرہ

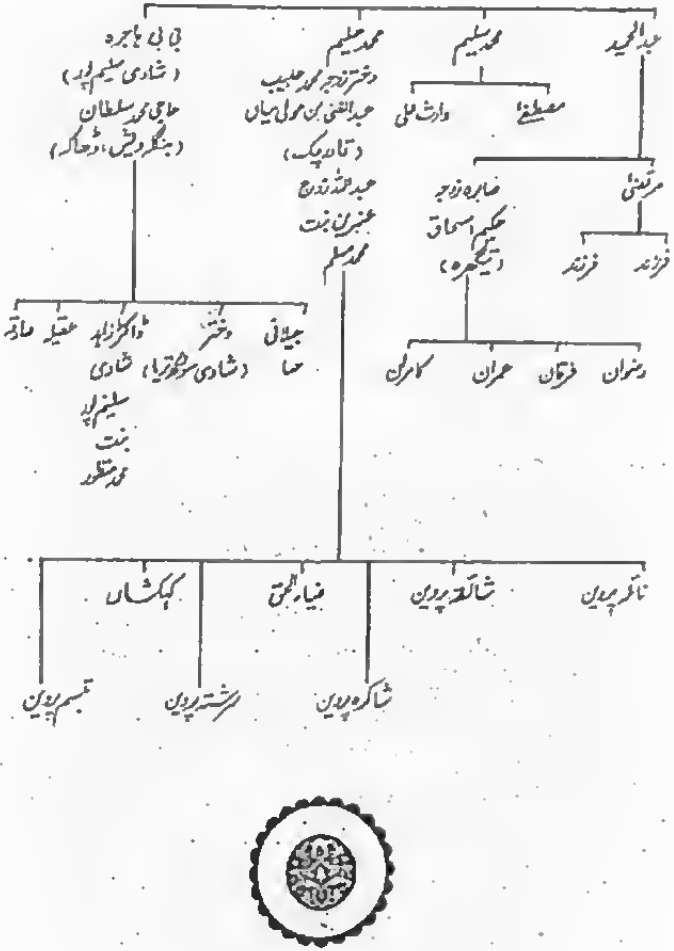

سیّد محمد محمود باروی

(شجرۂ نسب ص۲۹۷)

مولوی حافظ سید محمد محمود تخلص محمود خلف حکیم سید زین العابدین بن سید رحمت علی ۱۸۹۳ء میں موضع بارو ضلع مونگیر میں تولد ہوئے، مدرسہ عالیہ کلکتہ سے فارغ التحصیل ہوئے بسنہ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۷ء تک مدرسہ عالیہ کلکتہ میں ہیڈ مولوی کے منصب پر فائز رہے۔ تقسیم ہند کے بعد مشرقی پاکستان ہجرت کی اور کھلنا ضلع اسکول میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۹۶۹ء میں فرائض سے سبکدوش ہونے کے بعد کھلنا میں مستقل آباد ہو گئے۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں :-

(۱) شمع کے پروانے (۲) جامع القواعد

آپ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

ارسطوئے زمانہ اور سکندر جاہ ہوتا ہے — مگر ہوتا ہے دنیا میں کوئی انسان مشکل سے

شمع کی زندگی ہر پروانے کا ہو مرتا — جینا ہر ایسا جینا مرنا ہو ایسا مرنا

۱۳۴۸ھ میں مولانا حاجی شاہ محمد نعمت اللہ نقشبندیؒ کی وفات حسرت آیات کے موقع پر دونوں باپ بیٹے نے فارسی زبان میں جو قطعات کہے تھے وہ درج ذیل ہیں :-

تاریخی قطعات از حکیم سید زین العابدین سیرت رئیس بارو مونگیر

شہ نعمت اللہ آں پیر مرد — کہ ہادیٔ دیں بود شرع متین

سلہ بزم شمال ص۲۷۲ اور ۲۷۳، سلہ ولی کمال از مولانا محمد جمیل انصاری (ص۷۰۶۹)

نوٹ :- حکیم سید زین العابدین کے والد سید رحمت علی کلکتہ ہائی کورٹ کے مشہور و معروف مختار تھے اور راج جبلی کے مقرر کردہ تھے جہاں وہ بہت ہی محترم اور معتشم تھے اچھی خاصی جائداد بنائی اسی وجہ سے ان کے فرزندان طاہر، مہر، وغیرہ خان بہادر اور رئیس کہلائے۔ سید رحمت علی کے ایک فرزند سید عبدالعزیز مشہور شاعر گزرے ہیں۔ (بزم شمال از شاداں فاروقی ص۲۷۲)

بخلوت بریں رفت ناگاہ او — دل عالمے گشت اندوہگیں
چو من سال فوتش ز پیر فلک — بجستم بیامد بگوشم چنیں
کہ حیرت بکن فکر سال وصال — مگر میہماں شد بخلد بریں

تاریخی قطعات از حافظ سیّد محمد محمود بارودی مدرسہ عالیہ کلکتہ

شہ محمد نعمت اللہ شیخ کامل باخدا — بست از دار فنا رخت سفر سوئے جناں
بود او پیر طریقت عارف اسرار دیں — بردلم از رحلتش با فاد بس کوہ گراں
فکر کردم چوں بسوئے سال وصلش سرنہا — از غم فرقت دل من گشت بے تاب و تواں
آمدہ از غیب حافظ این چنیں سالش بگو — زیر عرفاں زیب ملک نعمت اللہ ناگہاں

ڈاکٹر آغا عماد الدین

صدر شعبہ سیاسیات، سٹی کالج ناظم آباد کراچی

ڈاکٹر آغا عماد الدین کے نانا بزرگوار کا نام سید محمد سعید عرف کالو بابو تھا وہ تیگھرہ کے سادات میں سے تھے۔ خان بہادر طاہر رئیس بارہ سید محمد سعید کالو بابو کے بہنوئی تھے۔ آغا عماد الدین کی والدہ کی پرورش و پداخت خان بہادر طاہر کے گھر بارہ میں ہوئی تھی یہیں ۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء کو آغا صاحب پیدا ہوئے۔ "اعیانِ وطن" میں آغا صاحب کی ولادت کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ آغا افضل الدین کے بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا نام آغا عماد الدین ہے آغا صاحب کے دادا حاجی وحید الحق کی نانی سید کمال[1] بن سید آغائی کی اولاد تھیں اسی لیے وہ آغا کہلائے اس طرح ان کو ساداتِ رضوی ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آغا عماد الدین پدری نسب کی رو سے شیخ صدیقی ہیں جو دربھنگہ کا مشہور خانوادہ ہے جبکہ مادری نسب کی رو سے حسینی زیدی واسطی جاجیزی ہیں۔ یہ شتل پور دربھنگہ کے متمول گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور رئیس ابن رئیس کہلاتے ہیں چنانچہ مصنف "اعوان کی کتاب "بہاری مسلمان" میں ان کے چچا مولوی معصل الدین کا ذکر خصوصی طور پر آیا ہے وہ دربھنگہ ضلع مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے اور تحریک پاکستان میں نمایاں طور پر حصہ لیا تھا ان کے دوسرے چچا مولوی الطاف الحق فردوس الملک شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے سلسلہ سے مرید تھے۔

پشتہ	اسمائے گرامی	نسب مادری
۴۶	ڈاکٹر آغا عماد الدین	
۴۵	زوجہ افضل الدین احمد مشتہر بہ	
۴۴	سید محمد سعید کالو بابو تیگھرہ	
۴۳	زوجہ سید عبد الحمید	
۴۲	سید امام علی	سعید کالو بابو کے بہنوئی تھے۔ آغا عماد الدین کی والدہ کی پرورش و پداخت
۴۱	نامعلوم	خان بہادر طاہر کے گھر بارہ میں ہوئی تھی یہیں ۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء کو آغا صاحب
۴۰	میر مہر علی	پیدا ہوئے۔ "اعیانِ وطن" میں آغا صاحب کی ولادت کا ذکر اس طرح
۳۹	میر قمر علی شہید بکسر	آیا ہے کہ آغا افضل الدین کے بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا نام آغا عماد الدین
۳۸	سید فیض علی	ہے آغا صاحب کے دادا حاجی وحید الحق کی نانی سید کمال[1] بن سید
۳۷	سید خیر الدین	آغائی کی اولاد تھیں اسی لیے وہ آغا کہلائے اس طرح ان کو ساداتِ
۳۶	سید شاہ محی الدین	رضوی ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آغا عماد الدین پدری نسب کی
۳۵	سید شاہ مقبول	رو سے شیخ صدیقی ہیں جو دربھنگہ کا مشہور خانوادہ ہے جبکہ مادری نسب
۳۴	سید شاہ بہلول	کی رو سے حسینی زیدی واسطی جاجیزی ہیں۔ یہ شتل پور دربھنگہ کے متمول
۳۳	سید شاہ چھول	گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور رئیس ابن رئیس کہلاتے ہیں چنانچہ مصنف
۳۲	سید شاہ عارف الحق	اعوان کی کتاب "بہاری مسلمان" میں ان کے چچا مولوی معصل الدین کا ذکر
۳۱	سید شاہ اسمٰعیل	خصوصی طور پر آیا ہے وہ دربھنگہ ضلع مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے اور تحریک
۳۰	سید شاہ یونس	پاکستان میں نمایاں طور پر حصہ لیا تھا ان کے دوسرے چچا مولوی الطاف الحق
۲۹	سید شاہ باگھ	فردوس الملک شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے سلسلہ سہروردیہ کے مرید تھے۔
۲۸	سید شاہ برہان الدین	آغا صاحب کی والدہ کے نانا سید عبد الحمید اور سید قربان علی (بولی) سید
۲۷	سید احمد جاجیزیؒ	امام علی کے دادا تھے اس طرح دونوں آپس میں حقیقی ہم زلف تھے۔

[1] اعیانِ وطن ص، آئینہ ترہت ص ۲۶۴، بزمِ شمال از شاداں فاروقی ص ۲۸۹، ۲۹۰

سید قربان علی، سید عبدالجلیل (نگھو)، سید بشیرالدین (ساتھر)، اور والدہ سید عبدالرحمٰن (پکھنول) کے حقیقی نانا تھے۔ آغا عمادالدین نے ۱۹۴۶ء میں مسلم اسکول دربھنگہ سے میٹرک کیا اور بی ایم کالج دربھنگہ سے انٹر کیا تھا اور علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۵۲ء میں ایم اے ایل ایل بی کیا۔

۱۹۶۱ء میں انہوں نے بہار یونیورسٹی پٹنہ سے پی ایچ ڈی کیا۔ اسی سال آپ نے پاکستان ہجرت کی اور گورنمنٹ سٹی کالج ناظم آباد کراچی میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ پر فائز ہوئے فی الحال وہ اسی کالج میں صدر شعبہ سیاسیات ہیں۔ آپ کالج کے ہر دلعزیز پروفیسر ہیں اور اساتذہ وطلباء میں یکساں محبوب ہیں۔ اب تک آپ نے آٹھ کتابیں تصنیف کی ہیں:-

دستور ہند ایک نظر میں۔ لوح وقلم، نیپال کے دستور پر تبصرہ (انگریزی) گلوریس ہینیس، انگریزی قوالی، خطبات علمی کا انگریزی ترجمہ، فوٹھ ری پبلک آف پاکستان، پرنیٹ محمد جیورسٹ جنرل،

اولاد (۱) آغا محمد نجیب (۲) آغا طارق (۳) آغا محمد بلال (۴) آغا محمد التمش (۵) آغا محمد فیصل (۶) ہمیرہ نسرین زوجہ سید فیروز احمد (کرایہ پر سرائے) عزیز پروفیسر مجتبیٰ رضوی۔

نسب پدری ڈاکٹر آغا عمادالدین، افضل الدین احمد صدیقی، حاجی وحید الحق صدیقی، ابوالیقین (شتمل پور) ابویعقوب، ننھے خاں (افتخارالدین حسین خاں)، اولاد دارد خوجہ نعیم اللہ خاں اور روشن علی خاں اقتدار پرداز شتمل پور برادر وارد خوجہ نعیم اللہ خاں تھے۔

نوٹ:- ننھے خاں دارد خوجہ نعیم اللہ خاں کے پوتے تھے۔ (۲) ابوالیقین کے ایک فرزند کا نام شیخ معین الحق عاجز تھا جو مشہور معروف شاعر تھے۔ یہ خانزادہ شائخ صدیقی ہے خان کا خطاب خاندانی تھا جو بعد کے لوگوں نے پسند نہیں کیا۔

باب ۱۵ شجرہ ساداتِ علوی تھانوی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱-	حضرت علیؓ زوج خورد بنت جعفر بن قیس
۲-	محمد الاکبر
۳-	حسین — عبدالسبحان (صفحہ ۴۱۲)
۴-	علی احمد الکوفی
۵-	حسین حق بین زاہد العارفین
۶-	نورالدین طوسی
۷-	ضیاء الدین حق پرست
۸-	علی اعظم نورالحق
۹-	علی اکبر خدادوست
۱۰-	علی اصغر شریف الرکات
۱۱-	ابوالقاسم
۱۲-	ابوالمعالی
۱۳-	ابوبکر اردبیلی
۱۴-	علی نرسی
۱۵-	محمد باقر
۱۶-	شاہ حسین ثانی
۱۷-	محمد زید
۱۸-	محمد بن بایزید شاہ
۱۹-	حسین فردوس
۲۰-	علی سرمست

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۱-	سلطان فرخ شاہ (امیر ارسلان)
۲۲-	مرجان شاہ
۲۳-	سلطان محمد شریف
۲۴-	سلطان ابراہیم ابرشاہ
۲۵-	سلطان ابوسعید رازی (سکونت ہنداز خراسان)
۲۶-	ابواحمد رازی
۲۷-	نورالدین کمال حق دانشمند
۲۸-	عبدالعزیز عبدالرسول
۲۹-	قاضی محمد فاضل (سکونت جھنجھانہ)
۳۰-	احمد رازی محبوب الرسول
۳۱-	شاہ عبدالرزاق (جھنجھانہ ہنظفر پور اول) متوفی ۲۴ ذوالحجہ ۱۰۹۳ھ "تذکرہ خیر البیان"
۳۲-	شاہ محمد مرزا (بڑا)
۳۳-	شاہ جمال محمد مصنف خیر النساء
۳۴-	عبدالغنی
۳۵-	عبدالقادر
۳۶-	عبدالکریم
۳۷-	حبیب اللہ مرشد اعلیٰ (سکونت تھانہ بھون)
۳۸-	غلام نبی
۳۹-	حافظ رحم علی (صفحہ ۴۱۱)

اولاد حافظ رحم علی علوی تھانویؒ

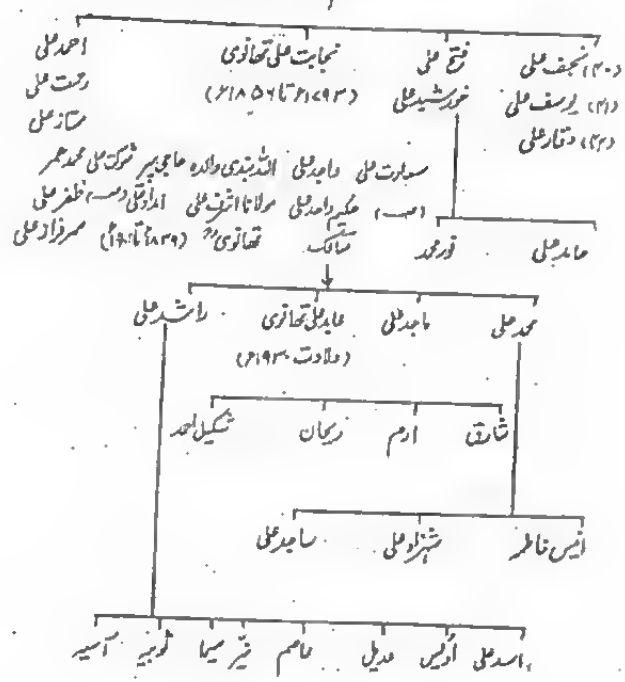

شجرہ شاہ سالار مسعود غازیؒ

اسمائے گرامی	اسمائے گرامی	اسمائے گرامی	تبصرہ
۱۲۔ شاہ سالار مسعود	۱۳۔ شاہ سالار مسعود غازیؒ	۱۵۔ شاہ سالار مسعود	شاہ سالار مسعود غازیؒ کا دور محمود غزنوی کا دور ایک ہے اس کے علاوہ سید ابوالفرح واسطیؒ غزنی سے ہندوستان محمود غزنوی کے ساتھ آئے تھے۔ سید دشن علی مصنف کے مطابق سید ابوالفرح واسطیؒ کا پشت نمبر ۱۲ ہے۔ چونکہ دونوں ہمعصر ہیں اس لیے شاہ سالار مسعود غازی بھی حضرت علیؓ کی پندرھویں پشت میں ہیں۔ اصول عراقی اور اصول علم الانساب کی رو سے بھی پندرھویں پشت کو صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے اس لیے تصحیح شدہ شجرہ مذکور درج کیا گیا۔ (مؤلف)
۱۱۔ شاہ سالار مسعود	۱۲۔ شاہ ہر غازی	۱۴۔ شاہ ہر غازی	
۱۰۔ عطاء اللہ غازی	۱۱۔ عطاء اللہ غازی	۱۳۔ عطاء اللہ غازی	
۹۔ طاہر غازی	۱۰۔ طاہر غازی	۱۲۔ طاہر غازی	
۸۔ طیب غازی	۹۔ طیب غازی	۱۱۔ طیب غازی	
۷۔ شاہ محمد غازی	۸۔ شاہ محمد غازی	۱۰۔ شاہ محمد غازی	
۶۔ شاہ عمر غازی	۷۔ شاہ عمر غازی	۹۔ شاہ عمر غازی	
۵۔ ملک آصف	۶۔ ملک آصف غازی	۸۔ آصف غازی	
۴۔ بطل غازی	۵۔ قطب غازی	۷۔ قطب غازی	
۳۔ عبدالنان	۴۔ علی بن حنفیہ	۶۔ علی بن حنفیہ	
۲۔ محمد بن حنفیہؓ	۳۔ شاہ جعفر	۵۔ شاہ جعفر	
۱۔ حضرت علیؓ	۲۔ محمد بن حنفیہؓ	۴۔ شاہ بطل غازی	
مرآۃ مسعودی	۱۔ حضرت علیؓ	۳۔ شاہ عبدالنان	
صـ ۳	(تحقیق الاقوام)	۲۔ محمد بن حنفیہؓ	
(شجرہ نمبر ۱)	صـ ۹۶	۱۔ حضرت علیؓ	
	(شجرہ نمبر ۲)	(تصحیح شدہ شجرہ)	
		(شجرہ نمبر ۳)	

شاہ سالار مسعود غازیؒ

(شجرۂ نسب ص۴۱۴)

حضرت علیؓ نے اپنے فرزند دلبند محمد بن حنفیہؒ کو ایک خرقہ مع اشتر دلدل و ذوالفقار عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ محمد بن حنفیہؒ کے فضائل و کرامات تواریخ کی کتابوں میں درج ہیں بعض روایات کے مطابق حضرت امام حسینؓ نے بھی خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا۔ محمد بن حنفیہؒ کے دو فرزند تھے۔ (۱) شاہ عبدالسبحان غازی (۲) شاہ عبدالفتاح غازی شاہ سالار مسعود شاہ عبدالسبحان کی اولاد میں ہیں جبکہ شاہ عبدالفتاح کی اولاد میں خواجہ احمد گیسو دراز پیر و مرشد اہل ترک شاہ ولایت ترکستان مشہور ہیں۔ سالار مسعود غازی کی والدہ کا اسم گرامی ستر معلّٰی ہے جو سلطان محمود غزنوی کی ہمشیرہ تھیں۔ سالار غازی حضرت علیؓ کی پندرھویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔

سالار شاہو غازی ۴۰۱ھ میں لشکر ہزار کے ساتھ غزنی سے قندھار تشریف لائے پھر ٹھٹھہ کی راہ سے اجمیر پہنچے۔ یہیں ۲۱ رجب ۴۰۵ھ کو کشنہ بوقت صبح صادق سالار مسعود غازی کی ولادت ہوئی۔ جب چار سال کے ہوئے تو سید ابراہیم نے بسم اللہ پڑھوائی۔ دس برس کی عمر سے عبادت الٰہی اور شب بیداری کا ذوق پیدا ہوا۔ ۴۱۵ھ میں سلطان محمود غزنوی کا لشکر سومنات پر حملہ آور ہوا جس میں سالار شاہو غازی، خواجہ ابو محمد چشتیؒ اور ولی صفت حضرت کاکو نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ ۴۲۳ھ میں جب آپ ۱۸ سال کے ہوئے تو اسلامی لشکر کے ساتھ جہاد کی غرض سے بہرائچ پہنچے۔ ہندو راجاؤں کا پیام آیا کہ یہاں سے چلے جائیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ایک دینی صلحنامہ تیار کیا جائے لیکن کفار راضی نہ ہوئے چنانچہ لشکر اسلام اور کفار کا مقابلہ ہوا پہلی جنگ جس کے سالار سیف الدین تھے سالار مسعود کے ہاتھ رہی۔ اسی جنگ میں ہندوستان کے ۲۱ ہندو تاجداران ہند شریک تھے۔ فوج کی قلیل تعداد ہونے کے باوجود دوسری جنگ میں بھی مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی لیکن تیسری جنگ میں آخری فیصلہ کن لڑائی کے لیے ہندوؤں کا عظیم الشان اجتماع ہو گیا۔ ہندوؤں نے آخری دم تک لڑنے کی قسم بھی کھا رکھی تھی۔ آخری جنگ کا جب آغاز

ہوا تو میر نصراللہ کو سینہ اور میاں رجب سالار کو میسرہ کی کمان دی گئی تھی اور خود سالار غازی قلب میں رہے۔ گھمسان کا رن پڑا۔ سید نصراللہ مورچہ ڈکولی میں شہید ہو گئے۔ میاں رجب مورچہ یوسف جوت میں شہید ہوئے۔ وہ ہیضلہ پیر کے نام سے آج بھی مشہور ہیں۔ جب اسلامی فوج کے بڑے بڑے سردار شہید ہو گئے تو سالار سیف الدین کو مدد کے لیے بھیجا گیا جب وہ بھی شہید ہو گئے تو مسلمانوں پر مایوسی چھانے لگی۔ ۱۴ رجب ۴۲۴ھ کو چہار عنصر برپا ہوا ہر طرف مقتولین کے سرہی سر تھے۔ سالار مسعود غازیؒ شہید لوہنامی ہندو کے تیر سے زخمی ہو کر شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ کا معتقد سکندر دیوانے نے آپ کو گھوڑے سے اتارا اور ایک درخت کے نیچے سر مبارک کو اپنے زانوؤں پر رکھا اور بے ساختہ رونے لگا۔ اسی جگہ آپ کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ سکندر دیوانے کو بھی برابر میں دفن کیا گیا۔

دہلی کا بادشاہ فیروز شاہ تغلق آپ کا بڑا معتقد تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ جس وقت بادشاہ کو ٹھٹھہ کا معرکہ پیش آیا اس کی والدہ نے نیت کی تھی کہ اگر اس کا بیٹا اس مہم میں کامیاب ہو گیا تو وہ سالار غازی کے مزار کی زیارت کے لیے بہرائچ جائیں گی۔ اس معرکہ میں فیروز شاہ تغلق کامیاب ہوا تو اس وقت کے کامل بزرگ سید امیر ماہ بہرائچی کے ساتھ زیارت کی غرض سے بہرائچ گیا اور روضہ پر حاضری دی۔ امیر ماہ نے فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ سالار غازی فلاں دن فلاں وقت ٹھٹھہ تشریف لے گئے اور فلاں وقت واپس تشریف لائے۔ بادشاہ نے جب روزنامچہ دیکھا تو معرکہ کی وہی تاریخ تھی نتیجاً کا وہی وقت تھا۔ بادشاہ مقبرہ کے دروازہ پر رک کر دوسری کرامت کے بارے میں دریافت کیا تو امیر ماہؒ نے جواب دیا کہ اس سے بڑی کیا کرامت ہو گی کہ تم سا دارالسلطنت اور مجھ سا فقیر زندہ باقی کر رہے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ اور زیادہ معتقد ہوا۔ منتخب التواریخ کے مطابق سلطان دہلی آیا اور ۷۷۴ھ میں نواسہ کو تخت پر بٹھا کر خود صوفیاء کے گروہ میں شامل ہو گیا اور سالار غازی کے عرس کو بدعت سمجھ کر بند کرانے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اورنگ زیب عالمگیر حضرت سرمدؒ کو ساتھ لے کر بہرائچ آیا اور میلہ بند کرانا چاہا مگر میلہ

۱؎ سید سالار مسعود غازی ص۲۱ تا ۳۰

۲؎ کمپریہنسیو ہسٹری آف انڈیا از ڈاکٹر سید حسن عسکری (جلد دوم حصہ اول ص۱۳۴-۵۰)

بند نہ ہو سکا۔

نوٹ: (۱) امیر خسروؒ نے تحریر کیا ہے کہ سالار مسعود ایک تاریخی شخصیت اور شہید سالار تھے۔ (اعجاز خسروی ص ۱۵۵)

(۲) سالار مسعود غازی شہید کا مزار بہرائچ میں ہے کفار سے جہاد کے دوران وہ آگے بڑھتے بڑھتے ضلع سارن چھپرہ بہار تک پہنچ گئے تھے۔

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی علوی رح

شاہ نیاز احمد بریلوی ۱۱۵۵ھ میں سرہند میں تولد ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد بخارا کے شاہی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے مرشد اعلیٰ شاہ آیت اللہ علوی تخت و تاج چھوڑ کر ملتان تشریف لائے۔ بعد میں سرہند منتقل ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حکیم شاہ محمد رحمت اللہ علوی تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد سلاسل نقشبندیہ قادریہ کے ممتاز بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ بی بی لاڈو بڑی عارفہ کاملہ تھیں۔ آپ کے نانا کا نام سید سعید الدین علوی چشتی تھا جو امام موسیٰ رضا کی اولاد میں سے تھے اور شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی کے خلیفہ تھے۔ بی بی لاڈو شیخ محی الدین پانسانی قادری سے بیعت تھیں۔ شاہ نیاز احمد بریلوی نے پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر دستار فضیلت حاصل کی۔ تین روز علماء کی ایک جماعت آپ سے سوالات کرتی رہی اور آپ سب کے جواب دیتے رہے آخر کار آپ کی لیاقت کو دیکھ کر سب علماء نے مل کر آپ کے سر پر دستار بندی کی۔ شاہ نیاز احمد بریلوی بارہ برس تک حضرت شاہ فخر الدین دہلوی چشتی سے فیض حاصل کر کے مسند و تکیہ اور دستار مبارک حاصل کیا اور چشتیہ نظامیہ سلاسل میں داخل ہوئے ۱۱۸۵ھ میں حضرت سید عبداللہ بغدادی قادری نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا جس سے آپ سلاسل قادریہ میں بھی داخل ہو گئے۔ حضرت عبداللہ قادری بغدادی نے شاہ نیاز احمد بریلوی کا نکاح اپنی دختر سے کر دیا حضرت شاہ نیاز احمد کی دوسری زوجہ کے بطن سے شاہ نظام الدین حسین علوی اور شاہ نصیر الدین حسین علوی تولد ہوئے۔ حضرت عبداللہ قادری بغدادیؒ نے شاہ نیاز کو روہیلکھنڈ کے شہر بریلی جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ شہر بریلی کے شہر کے وسط میں مسکن بنایا جو محلہ خواجہ قطب کے نام سے مشہور ہوا۔ خانقاہ میں بہت ہجوم رہنے لگا۔ زائرین ایران، افغانستان، مدراس و عرب سے آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ شاہ نیاز احمد بریلوی ۹۵ سال کی عمر پا کر ۷ جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔ آپ کا مزار بریلی میں خانقاہ عالیہ نیازیہ میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کے مزار کے قریب ہی اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کا بھی مزار ہے۔

تصنیفات:۔ دیوان نیاز، شمس الدین، تحفہ نیاز، رسالہ العیدین، رسالہ نیاز جعفر، رسالہ لباب، رسالہ شرح قصائد عربیہ، رسالہ تسمیۃ المراتب وغیرہ۔

لہ روزنامہ جنگ کراچی جمعہ ایڈیشن ۴ مئی ۱۹۹۰ء از رئیس الحسن نیازی

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

عبداللہؓ

علی ابوالسخاء

محمد — عبداللہ ابوالعباس

امیر بایزید — منصور

امیر مسعود — ابوجعفر منصور

احمد سعید — محمد مہدی

بایزید ثانی — ہارون الرشید

ابوالسخاء ہجرت

امیر محمد — ابی عبدالرحیم — مامون الرشید — امین الرشید

امیر محمود — سلطان ابوجعفر عبداللہ

امیر سراج الدین — ابوالفضل

امیر معزالدین (دیوہ شریف) — شاہ محمد

امیر ارزانی شاہ — احمد اول مستنصر باللہ

شاہ عمر — یٰسین

شاہ تمیم اللہ — سہیل

شاہ محمد — حقیل

شاہ عبدالعلی — شاہ مزمل

مولانا ابوسعید دیوری — احمد ثانی

مولانا شاہ ابوالبرکات محمد نعیم — ابوالنصر خان (دہلی)

مخدوم شاہ ابوتراب منور — عبدالقادر قاہر سکندر خان سکراسی

شاہ محمد عوض دوگاہی — فتح اللہ خان تھل

شاکر النسار — بہاء اللہ خان بہلا

زمر النسار — محمد جینا خان

فرحت حسین — شیخ زین الدین — مرشد اعلیٰ (دائرہ زیتہ و کھیڑا خاندان مندہ)

عبدالرحیم — مولانا ولایت علی — مولانا ولایت علی (بہار)

مصنف مذکرہ صادقہ (بہار) (صادقپور پٹنہ) — عبداللہ شاہ غازی شہید سالار بیگ ابیلا (سوات / بنیر)

(مقالات نعیمیہ ص۹)

(تاریخ سندھ، مراۃ دولت عباسیہ جواہر عباسیہ ص۴۹)

شیخ آموں و شاہ مبارک ارزانیؒ

(شجرہ نسب ص۴۱۷)

اس خانزادہ کا مولود و مسکن اصفہان تھا۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ جوسوی نے چوسہ آکر سکونت اختیار کی جو بکسر کے نزدیک ضلع غازی پور صوبہ یوپی ہند میں واقع ہے۔ حضرت آموںؒ اسی خانزادہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد شاہ ابراہیم مع اہل و عیال موضع چوسہ سے نقل مکانی کرکے موضع چرواہاں، پٹنہ صوبہ بہار میں سکونت پذیر ہوئے۔ اس موضع کا نام ابراہیم پور چرواہاں رکھا گیا۔ حضرت آموں شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے مخدوم الملک سے کسب فیض کیا اور بیعت، خلافت و اجازت حاصل کی۔ اس عہد میں صوبہ بہار کا حاکم یا عامل کامگار خاں (ملک) نومسلم تھا۔ حضرت آموں کا وصال بروز جمعہ ۴ شعبان ۷۸۴ھ کو ہوا۔ آپ موضع ابراہیم پور چرواہاں میں مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

حضرت آموں کے فرزند کا اسم گرامی شیخ ارزاں تھا جو اپنے والد محترم کی وفات کے بعد سجادہ نشیں ہو کر شیخ ارزانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ شیخ ارزانی کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند شاہ مبارک کو خاندانی سجادگی ملی۔

لہ وسیلہ مشرف وذیل دولت ص۴۲، تحقیقات المعانی کمتوبہ ۱۱۵۵ھ۔

شجرۂ طریقت نقشبندی
صوفی طیب قادری نقشبندی
سید پیر عبدالرحمٰن
خواجہ عبدالصمد خاں
خواجہ مظفر احمد شاہ
سائیں نوکل شاہ
قادر بخش جہاں خیل
حاجی انور شاہ
حاجی محمود عالم
شریف وداستی
مولانا ابوسعید دہلوی
خواجہ غلام علی شاہ
مرزا جان جاناں
سید شمس الدین
نور محمد
سیف الدین سیف
محمد معصوم باکمال
محمد الف ثانی
خواجہ باقی باللہ
خواجگی درویش
شیخ زاہد
عبیداللہ احرار
یعقوب چرخی
علاء الدین عطار
سید بہاء الدین نقشبندی

شجرۂ طریقت
صوفی طیب
پیر سید سعید کبیر دال
فضل علی شاہ قریشی
سراج الدین
خواجہ عثمان دامانی
دوست محمد قندھار
احمد سعید دہلوی
ابوسعید احمد دہلوی
عبداللہ شاہ مجدد
مظہر جان جاناں
نور محمد بدایونی
محسن ولی دہلوی
سیف الدین سیف
خواجہ معصوم
محمد الف ثانی

خواجہ فضل علی شاہ قریشی

ان کے آبا و اجداد عباسی یلغار کے ساتھ عرب سے سندھ آئے وہاں سے میانوالی جا کر آباد ہوئے۔ دادو پوتے ہونے کے سبب اس بستی کا نام دادو خیل ہے۔ کچھ عرصہ واقارب کالا باغ میں سکونت پذیر ہوئے ہاشمی عباسی ہیں قریشی کہلاتے ہیں۔ ولادت ۱۲۷۰ھ میں دادو خیل میں ہوئی مسکین پور ملتان میں مدفون ہیں۔

صوفی محمد طیب نقشبندی

صوفی طیب کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حافظ حاجی قاری فتح محمد تھا۔ وہ نقشبندی سلاسل سے منسلک تھے۔ ۱۷ گوٹھ صوفیاں تحصیل ڈگری ضلع میرپور خاص میں ۱۹۴۰ء میں ولادت ہوئی۔ آج کل ڈگری میں قائم خانی محلہ میں قیام پذیر ہیں۔ جہاں ان کا آستانہ فیضان عام کا گہوارہ ہے راقم کو متعدد بار شرف ملاقات حاصل ہوا بڑے مہربان بزرگ ہیں۔ شجرہ کی رو سے یہ انصاری النسب ہیں۔

۱؎ مقامات فضلیہ ص۹۰

باب ۱۷ مشائخ ہاشمی

شجرۂ نسب امام تاج فقیہہ زبیری ہاشمی مکیؒ

حضرت عبدالمطلب

حضرت عبداللہ
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زبیرؓ
شیخ ابوذر عبداللہ
شیخ محمد ابوسعید مسعود
شیخ ابوالدین
شیخ ابوسہمہ
شیخ ابودہرہ
شیخ ابواللیل
شیخ ابواللیث
امام ابوالفتح
شیخ ابوسعید
شیخ ابوصائمہ
شیخ ابوالقاسم
امام محمد ابوالفتح
امام ابوبکر
امام تاج فقیہہ

شیخ اسرائیل (صفحہ ۴۲۱)
شیخ اسمٰعیل (صفحہ ۴۲۳)
شیخ عبدالعزیز (صفحہ ۴۲۳)

اولاد شیخ اسرائیل منیر شریف، بہار

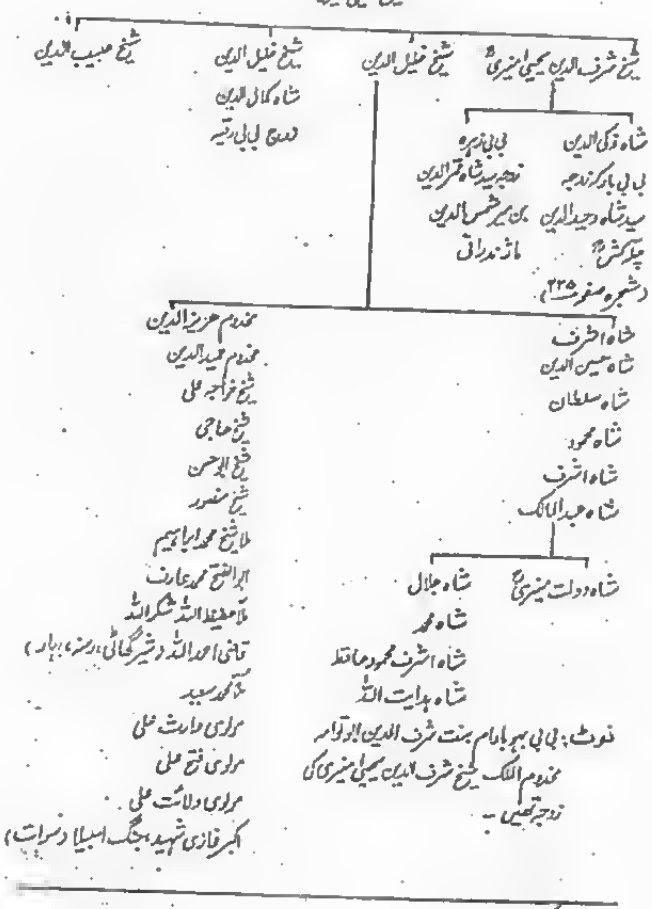

تذکرۂ صادقہ صفحہ ۲۰۰

اولاد شیخ اسمٰعیل بن امام تاج فقیہہ

(شجرہ صفحہ ۴۲۰)

شیخ
شیخ ابوبکر (کجاوں)
بی بی سعد مکہ سعیدہ
شیخ شعیب
(شیخ پورہ، مونگیر)
شیخ صلاح الدین
شاہ سلیمان شطاری
شاہ مخدوم علی
شاہ جمال شطاری
شاہ عالم شطاری
شاہ ملا بنگالی شطاری
شاہ ابوالفیض فاضن شطاری
شاہ عبدالرحمٰن شطاری
شاہ احمد منور
شاہ طیفور
شاہ مصطفیٰ
شاہ مرتضیٰ
شاہ امان اللہ
شاہ حلمی
شاہ عبدالحفیظ
مولانا عبدالشکور منیریؒ
شیخ ہدایت اللہ مرست
شیخ شہاب الدین
شیخ محی الدین
شیخ زین علی
شاہ فرید منیری
شاہ بدر عالم
شاہ عبدالعلیم
شاہ مقیم
شاہ محمد رفیع
شیخ عبدالباقی
شیخ نعمت اللہ
شیخ قائم علی
شاہ حسین
بی بی تارہ زوجہ
دیوان مولا بخش
مخدوم اویس شہید
دیوان شاہ علی ابدال
شیخ علاء الدین
شیخ محمد گدائی
شیخ مراد
شیخ غلام حسین گلاب
دوست محمد راجہ اول
شیخ خدا بخش
دیوان مولا بخش
امیر حسن خان
ہادی حسن خان
ابوالحسن خان
احمد حسن خاں
شاہ بنیاد علی
شاہ مدار بخش
شاہ سجاد حسین
شاہ عبداللہ
شاہ عبدالقیوم (بہار)
شاہ یار محمد
شاہ کلب حسین
شاہ مولا بخش
شاہ عبدالدین
شاہ وحید الدین
شاہ وصی الدین (بہار)

نوٹ: شاہ فرید منیری کی اولاد بجوم پور شہدی پرگنہ ہرہ ضلع مظفر پور میں آباد ہوئی۔

حدیقۃ الانساب صفحہ ۱۴۲

اولاد شیخ عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ

(صفحہ ۴۲۰)

- شیخ سلیمان لنگڑ میں
- شاہ عطاءاللہ
- شاہ تاج الدین
- شاہ عبدالمالک
- شاہ عبدالغنی
- شاہ عبدالرباب
- مخدوم شیخ احمد
- مخدوم شیخ اخوند
- شاہ تیم اللہ
- دیوان تاج الدین احمد
- شاہ عنایت اللہ
- شاہ منوراللہ
- شاہ امین اللہ
- شاہ بدالحق
- شاہ معین الحق یعقرب
- شاہ غفورالحق
- بی بی مدینہ زوجہ ہادی حسن خاں (فولہ گیں)

- مخدوم ضیاءالدین
- مخدوم جلال منیری
- مخدوم شیخ شعیب شیخپوردی
- مخدوم شاہ مظفر
- مخدوم نظام الدین
- بندگی شاہ فیروز
- شاہ جلال فخرالدین

- شاہ شہاب الدین
- شاہ غلام مصطفےٰ
- شاہ شرف الدین (کھاکھو)
- شاہ امیرالدین فردوسی
- شاہ امین الدین
- سید شاہ حکیم الیاس فردوسیؒ

- شاہ عبدالفتاح
- شاہ نورالدین
- شاہ محمد آگاہ
- شاہ تراب علی
- کنیز کبریٰ
- شاہ برہان مظفر
- شاہ شرف الدین احمد
- شاہ نجم الدین فردوسیؒ

مدلیقۃ الانساب صفحہ ۲۱

شیخ محمد یحییٰ ابن شیخ اسرائیل منیری

(شجرہ صفحہ ۴۲۱)

شیخ یحییٰ شیخ اسرائیل کے بڑے فرزند تھے جو معرفت میں بلند مرتبہ تھے۔ سلاسل چشتی کے سرکردہ بزرگ تھے اور فردوسی سلاسل میں سرِ دفتر تھے۔ بابا فرید گنج شکرؒ سے بھی رغبت تھی اور امیر کبیرؒ سید علی ہمدانی کشمیری بھی آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے قاضی شمس الدین سونہیٰ کو خطوط لکھے جو اپنے عہد کے اکابرین میں تھے اور بے حد متقی و پرہیزگار تھے۔ آٹھویں صدی ہجری میں کوچ کیا۔ آپ مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے والد ماجد تھے۔

شیخ نجیب فردوسی مرشد شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ | آپ شیخ بدرالدین سمرقندی کے مرید تھے۔ صورت و سیرت میں بہشت کی یاد دلاتے تھے۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ حوض شمسی کے کنارے آپ کی قبر بہت مشہور ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ آپ کے خلیفہ خاص تھے۔

۱؎ گلزار ابرار صفحہ ۷۷ تا ۷۸

تذکرہ مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری

(شجرہ ص ۴۲۱)

۱۹	شرف الدین یحییٰ
۱۸	خواجہ نجیب فردوسی
۱۷	رکن الدین
۱۶	نجم الدین کبریٰ
۱۵	ضیاء الدین ابو نجیب
۱۴	وجیہ الدین ابو حفص
۱۳	خواجہ محمد
۱۲	عبداللہ حمویہ
۱۱	خواجہ احمد سیاہ دینوری
۱۰	خواجہ مشاد علو
۹	خواجہ جنید بغدادی
۸	خواجہ سری السقطی
۷	خواجہ معروف کرخی
۶	امام علی رضا
۵	امام موسیٰ کاظم
۴	امام جعفر صادق
۳	امام باقر
۲	امام حسین
۱	حضرت علیؓ

مخدوم صاحب کی ولادت منیر شریف بہار میں ۲۹ شعبان ۶۶۱ھ میں اور وفات ۵ شوال ۷۸۲ھ میں بہار خانقاہ میں ہوئی۔ ولادت کے وقت دہلی کا بادشاہ ناصر الدین محمود تھا۔ اور وفات کے وقت سلطان فیروز شاہ تغلق کا زمانہ تھا۔ آپ سید شہاب الدین "پیر جگجوت" (درگاہ جٹھلی) کے نواسے تھے جو جعفری سید تھے نسب پدری کی رو سے زبیری ہاشمی اور حضور رسالت مآب کے ابن عم کی اولاد تھے۔ آپ کے دادا شیخ اسرائیل کے والد مولانا تاج فقیہ بیت المقدس سے آکر منیر ضلع پٹنہ صوبہ بہار میں ہوئے تھے۔ زہد و تقویٰ اور علم میں یہ خانوادہ شروع سے ہی ممتاز رہا ہے۔ بچپن میں آپ کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ آپ نے کم سنی ہی میں مفتاح اللغات کو حفظ کر لیا۔ جب شعور کو پہنچے تو آپ نے اس وقت کے جید عالم دین مولانا شرف الدین ابو توامہ بخاریؒ سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ ابو توامہ نے اپنی دختر نیک اختر بی بی مہ دام کو اپنے ہونہار شاگرد کی زوجیت میں دے دیا جن سے شاہ ذکی الدین سے نسل چلی۔ آپ اپنے بڑے برادر شیخ جلیل کے ہمراہ خواجہ نظام الدین اولیاء کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے شیخ نجیب فردوسی کے پاس بھیجا جن سے آپ نے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کی عبادت و ریاضت اور رشد و ہدایت

(رہنمائے بزم صوفیہ ص ۲۵۰ و ۲۵۱ تاریخ بارہ گیاں ص ۲۰۷، ۲۱۵، ۶ و اعیانِ وطن ص ۲۱۳ و بزم صوفیہ ص ۲۷۷)

کا شہرہ ایران سلطان تک پہنچا۔ سلطان محمد تغلق نے بچشم خانقاہ میں بنوا دیے۔ ان کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ حضرت مخدوم کی نماز جنازہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے پڑھائی۔ حضرت مخدوم کی تصانیف سترہ سو بتاتے ہیں۔ ۳۷ لیکن مشہور حسب ذیل ہیں۔ مکتوبات صدی، دو صدی، بست و ہشت۔ معدن المعانی۔ مغ المعانی۔ راحت القلوب خوان پر نعمت۔ مونس المریدین۔ تحفہ غیبی۔ فوائد رکنی۔ عقائد شرفی۔ اجوبہ۔ اجوبہ زاہدیہ۔ اوراد اوسط۔ فوائد المریدین۔ رسالہ اشارات۔ رسالہ کبیہ۔

نمونۂ کلام مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ

فالنامہ ــــ دس چار کچھ اگم آوے آٹھ پانچ پھل مانگے آوے
تین گیارہ پہنچے راج نو سر سترہ کرے اکاج

حمد ــــــ حمد ثنا سبحہ رب کون خالق کُل جہان
لائق حمد و ثنا کی اور نکوئی جہان
علم شریعت نال کی بھیجا پاک رسول
جو کچھ بھیجا رب نے سبحہ ہم کیا قبول

مقطع ــــ شرفا گود ڈراوں نس اندھیاری رات
واں نہ پوچھے کون تمہاری جات

مخدوم بہاریؒ کا کج مندرہ (دوہرہ)

ــــــــ کرتا بیدن ہر تاہی ایک سرجن ہار ــــــــــــ
ــــــــ جوک مہورت میں تمہیں ساکھی دھرت ہوں جو کچھ فلانے کا پنڈ پران میں ہوئی،
راہ کا، باٹ کا، کوسے کا، پوکھر کا، اندھیاری کا، اجیالی کا، چوٹ کا، پھٹ کا، کسکے کا،
کرائے کا، پیچھے کا، لانگھے کا، اونگھن کا، دیودانو، بھوت پلیت، ڈاکن بھوکس، ڈائن،
ڈکن، سکھن، کچن، چڑیل، میل فلاں جان بھوان ــــــ گلٹی، پھرکی، باؤلا، گولا،
سرخ باد، سبز باد، زرد باد، ہفتاد باد ہر بارے کہ باشد در وجود فلاں جن آپکار دس ہے،
دُہائی سلیمان پیغمبر کی جل بھسمنت ہو بیک بلا جائے،
بیک بلا جائے ــــــــ سراپ جی جی کرنت تی تی مرنت ــــــــ
سریر درود ہے نہ نیز بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایں دوہرہ را سہ بار بخواند
دوہا شرف حرف مائل کہیں درد کچھ نہ بسائے گرد چھوئیں زر بار کی سو درد دور ہو جائے

مولانا ولائت علی زبیری صادقپوری

(شجرہ صـ۴۲۱)

مولانا ولائت علی زبیری صادقپور پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ اس قصبہ کو انگریزوں نے ۱۸۶۳ء میں مسمار کرا دیا۔ مولانا ولائت علی زبیری امام تاج فقیہہ کی اولاد میں تھے اور .... مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے ہم جد تھے۔ اس خانوادہ میں کثرت سے علماء گزرے ہیں چنانچہ علماء صادقپور بہت مشہور رہیں۔ سید احمد شہید بریلوی حج سے واپسی پر جب صادقپور تشریف لائے تو مولانا ولائت علی بھی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ سید احمد بریلوی مولانا ولائت علی اور مولانا عنائت علی اور مولوی شاہ محمد حسین کو اپنا خلیفہ متعین کر کے جہاد پر روانہ ہو گئے۔ سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل شہید کی شہادت کے بعد ان دونوں نے تحریک جاری رکھی۔ دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ وہ گرفتار ہو کر پٹنہ آئے۔ مولانا ولائت علی ۱۸۵۷ء میں انتقال فرما گئے تو ان کے بعد ان کے بھائی مولانا عنائت علی تحریک کے سربراہ ہوئے۔ ۱۸۵۷ء ۱۸ جون کو مولوی احمد اللہ صادقپوری اور مولوی شاہ محمد حسین تحریک میں شامل ہونے کے سبب گرفتار کر لئے گئے۔

مولانا ولائت علی کے صاحبزادہ عبداللہ شاہ بخاری زبیری صادقپوری جنگ ابیلا (سوات) میں سید احمد شہید بالاکوٹ کی فوج کے سپہ سالار تھے جنہیں ملتان جیل خانہ میں انگریزوں نے تختہ دار پر چڑھا دیا۔

مولانا ولائت علی زبیری صادقپوری صاحب تصنیفات بزرگ تھے۔ ان کی چند تصنیفات درج ذیل ہیں۔

(۱) رسالہ دعوت (۲) رسالہ تسہیر الصلوٰۃ (۳) رسالہ شجرہ با ثمرہ (۴) بنیان الشرک (۵) رسالہ بدعت۔

ا صوفیائے بہار اور اُردو از پروفیسر مبین دردائی صـ۱۷۴

مشائخ زبیری مکی ہاشمی منیری شیخ شاہ اسمٰعیل زبیری مکی ہاشمی

(شجرہ صفحہ ۴۳)

مخدوم شیخ اسمٰعیل امام محمد تاج فقیہہ فاتح منیر کے فرزند تھے۔ امام تاج فقیہہ یروشلم میں الخلیل کے رہنے والے تھے۔ ان کی پہلی زوجہ کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ (۱) مخدوم شیخ اسرائیل (۲) مخدوم شیخ اسمٰعیل زوجہ ثانی کی وفات کے بعد انہوں نے اپنی سالی سے عقد ثانی کیا جن کے بطن سے شیخ عبدالعزیز تولد ہوئے۔

روایت ہے کہ حج کے دوران امام نے جب مدینہ منورہ میں روضۂ انور پر حاضری دی تو آپ کو بشارت ہوئی کہ منیر میں حضرت صوفی مومن عارف رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کریں۔ حسب ہدایت آپ اپنے اصحاب کے ساتھ عازم منیر ہوئے تو منیاری کا ہندو راجپوت راجہ ایک لشکر جرار کے ساتھ مزاحم ہوا آپ نے کفار کا سخت مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دی آخر کار راجہ مارا گیا اور محل پر آپ کے اصحاب کا قبضہ ہوگیا۔ مہم کے فاتمہ پر آپ نے اپنے بڑے صاحبزادہ مخدوم اسرائیل اور شیخ عبدالعزیز کو جنوبی بہار میں دین کی تبلیغ کا کام سپرد کیا۔ شیخ اسمٰعیل کو آپ نے عبور دریائے گنگ شمالی بہار ترہت کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا اور خود واپس یروشلم چلے گئے۔

تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ سلطان علاؤالدین خلجی نے ۱۲۹۶ء میں مخدوم شیخ اسمٰعیل کی سرکردگی میں ایک لشکر رجھگہ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا جو پندرہ ہزار گھوڑ سواروں پر مشتمل تھا لیکن مسلمانوں کا یہ لشکر سستی پور کے نزدیک "سکری" کے مقام پر ہندو راجہ کی فوج سے شکست کھا گیا۔ دوسرے سال ۱۲۹۸ء میں شاہی لشکر شیخ اسمٰعیل کی سرکردگی میں پھر روانہ ہوا۔ اس دفعہ راجہ شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ اسے پابجولاں دہلی دربار میں بھیجا گیا جہاں اس نے اطاعت

۱؎ کنز الانساب صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۴ ۲؎ کیمبرج ہسٹری آف انڈیا از ڈاکٹر حسن عسکری صفحہ ۲۴، ۳۵، ۱۸۶

نوٹ: پیر محمد شطاری نے ان کی سوانح عمری سترہویں صدی عیسوی میں لکھی جس کا نام ..... "رسالت الشہداء" ہے۔ (تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۵۳)

قبول کر لی۔ اور ایک معاہدہ کے تحت اس کی موروثی سلطنت واپس مل گئی۔ سلطان دہلی نے اسے ہندو افواج کا سپہ سالار مقرر کیا بعد ازاں راجہ سلطنت دہلی کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔

آپ کی پڑپوتی بی بی سعد حکمہ شیخ شعیب شیخپوری کی والدہ تھیں جن کا مزار سیر جگر تورا میں ہے۔ آپ کی اولاد میں سلاسل شطاری کے شاہ مُلا بنگالی، شاہ قاضن شطاریؒ اور مخدوم ادریس شہید مشہور ہیں۔

مخدوم اسمٰعیل کا مزار بیلہ درگاہ در بھنگہ میں ہے۔

تذکرہ شیخ مُلا بنگالی، شیخ قاضن شطاری اور شیخ ہدایت اللہ سرمستؒ

(شجرہ صـ۴۴۲)

شیخ محمد مُلا بنگالی | یہ شیخ قاضن شطاری کے والد تھے اور شیخ قاضن مخدوم عبداللہ شطاری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ مُلا کو ریاضت، مجاہدہ، مراقبہ اور مشاہدے میں بڑا کمال حاصل تھا اور ان پر وجدانی کیفیت رہتی تھی۔ شیخ مُلا بنگالی مانڈو (شادیاباد) بنگال میں رہ گئے اور ان کے فرزند شیخ قاضی قاضن بہار واپس آگئے۔ شیخ مُلا بنگالی صاحب ولایت ترہت بہار میں مشہور ہیں۔

خواجہ فیض اللہ قاضی قاضن شطاریؒ | قاضی قاضن شطاری کی ولادت، ذی الحج ۸۳۸ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم خاندان میں حاصل کی۔ آپ کا عقد سید زاہد شاہ بن شاہ بڈھے چشتی کی صاحبزادی سے ہوا۔ گلزار ابرار کے مطابق سید زاہد شاہ بڈھے چشتی کے فرزند تھے، شاہ بڈھے چشتی کے والد کا نام حمزہ بن جلال تھا۔ آپ کا مزار قصبہ یا ضلع سارن بہار میں ہے۔ وہ شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کے خلیفہ تھے۔ دو واسطوں سے نصیر الدین چراغ دہلوی تک شجرہ طریقت ملتا ہے۔ ساری عمر مراقبہ میں گزار دی۔ معون الاسرار قاضی قاضن کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ آپ کے داماد علی بن محمد متجمن ہیں۔ ۲۰ سال تک شطاریہ سلاسل کی اشاعت کی۔ آپ کا وصال ۴ یا ۱۱ یا ۲۴ شوال ۹۰۱ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار دیشالی بنیا بساڑھ ضلع مظفر پور بہار میں مرجع خلائق ہے۔ ایوب کاہیؒ شیخ ابراہیم، علم منیری، سید علی بدایونی، شیخ رکن الدین اسیلیہ سید زاہد، شیخ ابراہیم اور لیس سارگاؤں اور شیخ عبدالوہاب آپ کے مشائخ تھے۔

شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمستؒ | آپ شاہ قاضن کے چھوٹے فرزند تھے۔ ولادت ۸۸۲ھ میں ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں علوم منقول و معقول اور تمام علوم عجائب و غرائب اپنے والد سے حاصل کئے۔ استاد کے حکم سے دو سال درس بھی دیا۔ ۵۰۰ کتابیں جو والد سے ملی تھیں

۱؎ وسیلۂ شرف و ذریعہ دولت صـ۷ تا ۷۶ تذکرہ صوفیائے بنگال صـ۳۴۹

علماء اور طلباء میں تقسیم کردیں اور والد سے عرض کیا کہ مجھ کو علم باطن کا شوق ہے۔ والد نے ملے کے روزے رکھوائے اور اٹھارہ سال کی عمر میں خلافت عطا کی۔ وصال ۹۴۴ھ میں ہما حاجی حمید الدین آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے فرزند رکن الدین چندھوسی ۹۴۵ھ فتح بنگال کے وقت ہمایوں بادشاہ کے ساتھ تھے۔ تنکول حاجی پور بہار میں مقبرہ ہے۔

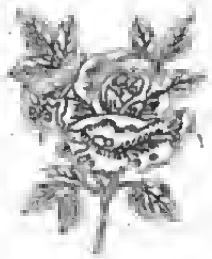

مولانا عبدالشکور منیریؒ

(شجرہ ص ۴۳۴)

شجرہ طریقت

مولانا عبدالشکور منیری
دیوان محمد رشید چشتی
شاہ بدر عالم بدر
شاہ ابوالقاسم
غلام نقشبندی لکھنوی
میر محمد شفیع
مولانا پیر محمد لکھنوی
سید عبداللہ سیاح
شیخ دانیالؒ
مخدوم شیخ داؤد
شیخ یوسف بیری
مخدوم صدرالدین راجو
مخدوم جہانیاں، جہاں گشت

آپ کی ولادت ۱۱۰۰ھ میں منیر میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم منیر ہی میں حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں خواص بخاری توحید، دیوان محمد رشید چشتی قادری جونپوری کے حالات گنج ارشدی میں مذکور ہیں۔ دیوان جی سے بیعت ہوئے۔ ایک بار دیوان جی کے ساتھ پورنیہ گئے رشید خان حاکم پورنیہ دیوان جی سے بہت محبت رکھتا تھا۔ ایک دن ان سے اسم اعظم اور اس کے خواص پوچھنے لگا۔ اسم اعظم وہ اسم ہے جس کا جاننے والا استجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ یہ ہر اہل و نااہل کو بتلانے کی چیز نہیں ہے۔ دیوان جی نے ٹالنے ہوئے کہا تاکہ دل شکستہ نہ ہو۔ اس کی تسلی نہیں ہوئی۔ بار بار استفسار پر جواب دیا کہ اس کا جواب یہاں عبدالشکور دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ علم صوفیا در بدر رٹھو کر کھا کر کثرت عبادت و ریاضت سے حاصل کرتے ہیں اور تم اسے اتنے آرام سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ حاکم سُن کر خاموش ہو گیا۔ مولانا عبدالشکور دیوان جی کے خلفاء میں سب سے ممتاز تھے۔ وہ منیر سے جونپور آستانہ تک پاپیادہ جاتے۔ گنج ارشدی میں ہے کہ شاہ نواز خاں کو مولانا عبدالشکور سے بہت محبت تھی۔ ایک دن دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ شاہ نواز خاں اپنی پالکی پر بیٹھا کر تلہ جونپور تک لے گئے اور بیش قیمت جواہرات پیش کیے جس میں ایک بہت بڑا ہیرا جس کی شعاع دُور تک جاتی تھی دکھایا جس

۱؎ ماہنامہ الجیب فروری ۱۹۶۱ء صفحہ ۳۰ تا ۳۴ از حکیم شعیب قادری

کی قیمت اس وقت ستر ہزار روپے تھی۔ مولانا نے فرمایا اسے بیچ کر بھوکوں اور غریبوں میں تقسیم کر دو۔

مولانا عبدالشکور منیری چوتھی پشت میں نانی طرف سے غلام یحییٰ بہاری بارہویں نسل سے ہوئے۔ مولانا محمد حسین آزاد تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی غلام یحییٰ نے "میر زاہد" پر حاشیہ لکھا، وہ مسند وجودی رکھتے تھے جب کہ مجدد الف ثانی شہودی تھے۔ غلام یحییٰ کی وفات ۱۱۸۰ھ میں ہوئی۔ لکھنؤ کے محلہ دائرہ پیر محمد لکھنوی میں مدفون ہیں۔

تذکرہ مخدوم شیخ عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ و مخدوم ضیاء الدینؒ

(شجرہ صہ ۴۲۰)

مخدوم عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہؒ کے دو فرزند تھے (۱) مخدوم شیخ ضیاء الدین (۲) مخدوم سلیمان لنگر دریاؒ۔ جن کی اولاد نوآبادہ، باڑھ اور سارن میں نوآباد ہیں۔ شیخ ضیاء الدین منیری کے فرزند مخدوم شیخ جلال الدین منیریؒ تولد ہوئے جن کے فرزند شیخ شعیبؒ کا مزار موضع شیخپورہ ضلع مونگیر، بہار میں مرجع خلائق ہے۔ ان کی اولاد حسین آباد مونگیر میں آباد ہیں۔

نواب نژادگان ترجھہ مخدوم جلال الدین منیریؒ کی اولاد ہیں جو مسلک امامیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی اولاد دو مسلکوں میں تقسیم ہوگئی۔ مسلک حنفیہ کے پیروکار زیادہ تر بیگھہ، بٹھانا اور عبور دریائے گنگ یعنی ترہت کے علاقہ میں آباد ہیں۔ مخدوم سلیمان لنگر دریاؒ کا عقد بی بی جدہ کمال سے ہوا جو سید شہاب الدین پیر جگجوتؒ (جٹھلی) کی دختر تھیں جن کے بطن سے مخدوم عطاء اللہؒ تولد ہوئے جن کی اولاد میں بی بی مدینہ زوجہ نواب ہادی حسن خان نوآبادہ بہار ہیں۔ اور ایک دختر بی بی کمالو کا کوئی تولد ہوئیں جو پیر جگجوتؒ کی نواسی تھیں۔ اپنی دختر بی بی کمالو کا کوئیؒ کا عقد مخدوم سلیمان لنگر دریاؒ نے مخدوم سید حسام الدین ہانسیؒ سے کر دیا جن سے مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوشؒ اور ایک دختر بی بی معصومہ تولد ہوئیں بی بی معصومہ کا عقد سید علی ابدال جعفریؒ شاہ گوڑ (بنگالہ) سے ہوا جن سے سید احمد شاہ ابدال پیدا ہوئے۔

۱؎ تذکرہ صوفیائے سندھ صہ ۲۳۴، حدیقۃ الانساب صہ ۲۱۹

تذکرہ شیخ شعیبؒ

(شجرہ صہ ۴۲۲)

سجادگانِ آستانہ شعیبیہ شیخپورہ

۱ شیخ شعیب جلال منیری خلیفہ
۲ مخدوم شاہ مظفر — سجادہ
۳ مخدوم نظام الدین "
۴ شاہ فیروز "
۵ شاہ جلال "
۶ شاہ عبدالفتاح "
۷ شاہ نورالدین "
۸ شاہ محمد آگاہ "
۹ شاہ تراب علی "
شاہ جمال علی بلخی، بھانجہ و داماد
شاہ برہان الدین مظفر سجادہ نشین (ابن)
شاہ شرف الدین احمد " (ابن)
شاہ نجم الدین احمد فردوسی "

مخدوم شعیب جلال الدین منیری شیخپوری حضرت تاج فقیہہؒ کے پرپوتے تھے۔ موضع کیا نواں میں ۷۸۸ھ میں ولادت ہوئی، ۸۹۲ھ میں وصال ہوا۔ شیخپورہ میں جامع مسجد سے متصل ان کا مزار ہے۔ چھ یا سات سال کی عمر میں والد بزرگوار مخدوم جلال الدین رحلت فرما گئے۔ جب جوانی کو پہنچے تو نانا کا انتقال ہوگیا۔ ذوق سیر الی اللہ بھی بڑھتا گیا۔ راجگیر میں مخدوم شرف الدین بہاریؒ کے آستانہ میں چلہ کش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپ کی ولائت کا شہرہ ہونے لگا۔ ہر ناک جنگلوں میں گوشہ نشین ہو گئے۔ آپ نے دامن کوہ میں شیخپورہ آباد کیا جہاں آپ نے قیام کیا اسے "سکونت محلہ" کہتے ہیں۔

جب مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کا وصال ہوا تو وصیت کے مطابق خرقہ و دستار شیخ شعیب کو عطا ہوا۔ آٹھ پشتوں تک خاندان میں سجادگی رہی۔ بعد ازاں چار پشتوں سے سجادگی داماد اور بھانجہ۔ جمال علی بلخی (کرجرہ) کے خاندان میں چلی آرہی ہے۔ شیخپورہ کے کہسار سے جو چشمہ رشد و ہدایت کا پھوٹا اس کی لہریں دور دور تک پہنچ گئیں۔ مرد ان یمن، حجاز، ایران اور افغانستان سے شیخپورہ آنے لگے۔ ان کے درس و تدریس اور قیام و طعام کے لیے ایک بڑا دارالاقامہ

۱؎ تاریخ بارہ گیاں صہ ۲۶ تا ۲۰۸

تیار کیا گیا جہاں ہزاروں طلباء قیام کرتے تھے۔ لیکن اب ان کے نام و نشان بھی نہیں ملتے۔
ان کی ولایت کا شہرہ سُن کر ادریس سے سید جان جاچنیری بھی حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ غرض
یہ کہ شیخپورہ سے خلافت دیوڑہ، بھاگلپور، مونگیر، لکھن پور، راجگیر
اور میر داد بہار گئی۔[۱] اسی سلسلے کے ایک بزرگ شاہ محمد منعم بھی گنڈے ہیں جن کا
لقب "پاکباز" تھا۔ اطراف میں فیض رساں بزرگ کی حیثیت سے شہرہ تھا۔ شیخ شعیب
جلال شیخپوردی کی تصنیف "مناقب الاصفیا" ایک شہرہ آفاق معتبر ماخذ ہے، جس کا
اُردو ترجمہ سید ابو صالح محمد یونس نے کیا۔
آخری سجادہ نشین شاہ نجم الدین احمد فردوسی کی تصنیف "حیات ثبات" ہے[۲]

[۱] تاریخ بارہ گیاں صد ۲۰۹ [۲] تاریخ بارہ گیاں صد ۱

علامہ عبدالقدوس ہاشمی ندوی

مولانا عبدالقدوس ہاشمی ایک عالم دین، مورخ، محقق، دانشور اور سیرت نگار تھے۔ وہ اپنے وقت کے بے مثال خطیب اور ماہر قرآن و حدیث تھے۔ وہ علامہ سید سلیمان ندوی و نسینوں کے شاگرد رشید بھی تھے۔
مولانا عبدالقدوس مخدوم پور ضلع گیا، بہار میں ۲۶ جون ۱۹۱۱ء مطابق ۱۳۲۹ھ کو تولد ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار مولوی اوسط حسین محدث (متوفی ۱۹۱۹ء) اپنے ہی گھرانے کے مشہور و معروف شیخ الحدیث علامہ نذیر حسین دہلوی کے شاگرد رشید اور مولوی عبدالواحد فائق مخدوم پوری کے ہمجائی تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ انوار العلوم، گیا سے حاصل کی پھر مدرسہ عالیہ سیوہنی اعظم گڑھ سے درس نظامی کی تکمیل کی بعد ازاں لکھنؤ میں دار العلوم ندوۃ العلماء سے فاضل کی سند حاصل کی۔ جامعہ پنجاب سے فاضل ادب ہوئے اور انگریزی، فارسی، عربی، ہندی اور سنسکرت میں دسترس حاصل کی۔ ریاست رام پور لائبریری اور کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں ماہر مخطوطات کی حیثیت سے شاندار خدمات انجام دیں۔ حیدر آباد دکن میں انجمن اتحاد المسلمین کے شریک معتمد اور پارلیمانی بورڈ کے صدر بھی رہے۔ روزنامہ "اتحاد" اور ہفت روزہ "البلاغ" جاری کیا۔ وہ رابطہ عالم اسلامی کے رکن اور موتمر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی روشناس ہوئے۔ بعد ازاں وہ المجمع الفقہی، مکہ مکرمہ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ جس میں ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسن علی ندوی بھی شامل تھے۔ مرتے دم تک وہ ملک گیر اور عالمی اداروں سے باقاعدہ وابستہ رہے جن میں موتمر العالم اسلامی، المجمع الفقہی، سعودی عرب ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد و کراچی، پاکستانی سُنّی کونسل آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس اور سید سلیمان ندوی ایجوکیشنل کمیٹی قابل ذکر ہیں وہ قاموس تاریخی اور تاریخ خلافت اسلامیہ جیسی معرکۃ الآرا کتابوں کے مصنف تھے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی ۱۹۸۹ء میں کراچی میں وفات پا گئے۔

تصانیف (۱) قاموس تاریخی (۲) تاریخ خلافت اسلامیہ (۳) ہمارا رسم الخط (۴) کتاب زندگی، (۵) تقویم تاریخی (۶) فرہنگ پارس (۷) فیصلۂ ہندوستان (۸) المرشد الامین (۹) مجلۃ الاحکام (۱۰) اغوائے چین (۱۱) تشریحات پاکستان (۱۲) معاشیات پاکستان (۱۳) معماران پاکستان۔

(مسلم شعرائے بہار جلد ششم صد ۱۸۹)

شجرہ نسب اولاد حضرت جعفر طیار بن ابی طالب رضؓ

حضرت عبداللہ الجواد رضؓ زوج حضرت زینب رضؓ بنت حضرت علی رضؓ

حضرت علی زینبیؒ

محمد الادریس الرئیس

ابراہیم امرابی
شاہ جعفر
شاہ اسمٰعیل
محمد اکبر العالم
شیخ عبداللہ
شیخ عمر دراز
شیخ ابراہیم
شیخ امین
شیخ یسین
شیخ محمد
شیخ ہدایت اللہ
شیخ محب اللہ
شیخ فتح اللہ
خواجہ سعد اللہ
خواجہ امیر عطاء اللہ
(پھلواری شریف، بہار)
(شجرہ اولاد ص ۴۴۶)

ابوبکر ابوالکرام
ابوالقاسم
شیخ یحییٰ
شیخ عبدالرحمٰن
خواجہ سلطان
شیخ شہاب الدین
شیخ محی الدین
شیخ خلیل الرحمٰن
شیخ نصر الدین
شیخ ابراہیم
شیخ نصر اللہ
قاضی رفیع الدین
قاضی نجیب الدین
قاضی عبدالرحمٰن
سالار خواجہ بذل الدین
سالار خواجہ صدر الدین
سالار خواجہ حیدر
خواجہ سکندر
خواجہ محمد
سالار خواجہ احمد
سالار خرید
سالار خواجہ مرسل
شیخ مظفر (شجرہ اولاد ص

بقیہ اولاد شیخ مظفر

شیخ عثمان

معاذ الدین اول
اللہ داد
شیخ بڑے شہید
محبوب عالم
[illegible]
امام الدین
معاذ الدین ثانی
ہدایت علی
الٰہی بخش
(بہار)

تذکرۂ علماء ص ۴۳،
اعیان وطن ص ۲۷، ۵۹،
حدیقۃ الانساب ص ۶۹،

شیخ زین الدین
شیخ جلال الدین
شیخ حمزہ
شیخ دوست محمد
شیخ محمد فاضل
شیخ غلام علی
شیخ رمضان علی
شیخ واحد علی
(بہار)

نسبنامہ جعفری و زینبی مطابق ماہنامہ المجیب اپریل ۱۹۶۵ء ص ۱۳

حضرت جعفر طیار بن ابی طالب

عبداللہ — عون (زوجہ خرضا بنت خفضہ سے چھ فرزندان)

معاویہ (اولاد باقی نہیں) — علی زینبی (والدہ حضرت زینب بنت حضرت علی رضؓ) — اسمٰعیل زاہد متوفی ۱۴۵ھ بروایت ابن ماجر — محمد — عون — ہدی

عون و محمد شہید اُحد کربلا حضرت جعفر طیار رضؓ

محمد الاوس یا محمد مثلث — محمد اسحٰق الاثرت (نسل کثیر باقی) — عون — عبداللہ

محمد ابراہیم
جعفر الیسد (ہنوز جعفر نسل کثیر)

عبداللہ — اسحٰق — علی محمد ابراہیم جعفر — اسمٰعیل — معاویہ

(مطابق شاہ سلیمان پھلواروی)

سلہ عمدۃ الطالب فی الانساب آل ابی طالب میں ہے کہ عبداللہ کے ۲۰ فرزند ہوئے بعض نے چوبیس کہا ہے انہیں میں حضرت علی زینبی تھے جن کی والدہ محترمہ حضرت زینب بنت علی بن ابی طالب تھیں اور جن کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول ہیں۔

حضرت زینب بنت فاطمۃ الزہرہ کی شادی عبداللہ بن جعفر سے ہوئی ان کے بطن سے علی، عون، محمد اور معاویہ تولد ہوئے سلہ

حضرت فاطمہ

محمد ضیاء الدین علوی مصنف مزاۃ الانساب کے مطابق سلہ

حضرت زینب کبریٰ

نسل صرف علی بن عبداللہ بن جعفر سے جعفر سے جاری ہوئی اوروں سے عقب نہیں ہے۔

عباس — عون — جعفر — علی

سلہ عمدۃ الطالب ص ۲۱ مصنف جمال الدین محمد بن علی متوفی ۸۲۸ھ و رحمت العالمین ص ۱۱۳ ۱۲۳

سلہ مطالب المسئول فی مناقب آل رسول ص ۳۰ بن طباعت ۱۳۵۲ھ سلہ مزاۃ الانساب ص ۱۳۸ بن طباعت ۱۹۱۷ء

اولاد امیر عطاء اللہ پھلواری شریف، بہار

(شجرہ ص۴۳۰)

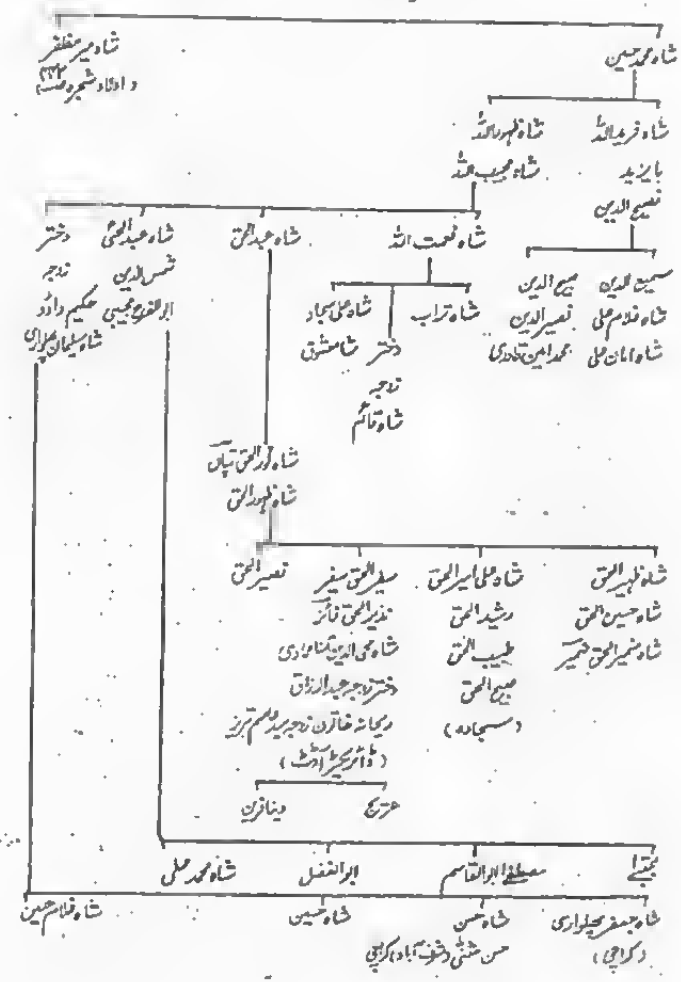

اولاد شاہ میر مظفر پھلواری شریف

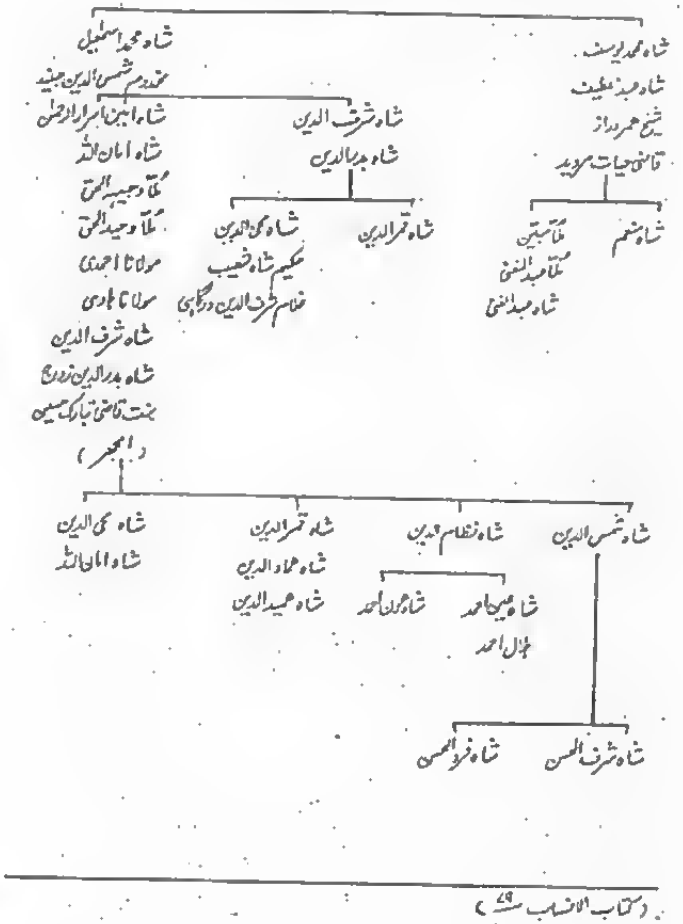

(کتاب الانساب ص۷۹)

شجرہ طریقت پھلواری شریف

قادریہ بدریہ

شاہ محمد عبدالدین
شاہ محمد یحییٰ
سید مظہر نبی
سید عظمت اللہ قادری
سید فضل اللہ قادری
سید میر قادری
سید شاکر قادری
سید داؤد قادری
سید ابوالفتح قادری
سید بدرالدین بدر عالم قیصی
سید قیص قادری
سید ابوالحیات
سید تاج الدین محمود
سید بہاء الدین محمود
سید جلال الدین محمود
سید داؤد
سید عبداللہ
سید ابوصالح نصر
سید عبدالرزاق
سید عبدالقادر جیلانیؒ

(اعیان وطن صفحہ ۱۴۹، ۱۵۲، ۲۰۶)

نقشبندیہ مجددیہ

شاہ مجیب اللہؒ
شاہ سلطان لکھنیریؒ
سید آدم بنوریؒ
امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ
خواجہ باقی باللہ دہلویؒ
خواجہ محمد امکنگیؒ
خواجہ محمد درویشؒ
حضرت محمد زاہدؒ
حضرت یعقوب چرخیؒ
سید بہاء الدین نقشبندیؒ

شہابیہ سہروردیہ امدادیہ عشقیہ مجیبیہ

شاہ مجیب پھلواریؒ
ملا حقیق محدث بہاریؒ
ملا عبدالمقتدرؒ
سید عبدالنبیؒ
سید شیر محمد
سید عزت اللہ شاہ
سید محمد زاہد
سید محبوب عالم
سید برہان الدین
عبداللہ
سید ناصر الدین محمود
سید جلال الدین جہانگشتؒ
سید احمد کبیر دست حقؒ
سید جلال سرخ بخاریؒ
سید علی ہمدانی بخاریؒ
سید جعفر
سید صفی اللہ
سید محمد مختار اللہ
سید احمد مقبول اللہ
سید عبداللہ
سید علی اشہر
سید جعفر ثانی
امام علی ہادی نقیؒ

شجرۂ طریقت پھلواری شریف، بہار

شجرۂ طریقت مجیبیہ

مولانا شاہ محی الدینؒ
مولانا ہادیؒ
مولانا نصرؒ
مولانا فردؒ
شیخ العالمینؒ
ملا وحید الحقؒ
شاہ محمد مخدومؒ
خواجہ عماد الدین قلندرؒ
مولانا سید دولت رسول نہاریؒ
مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ
حضرت حریف زوارؒ
حضرت خوش بیکؒ

عمریہ اویسیہ

علا جمال الاولیاءؒ (جونپور)
شیخ مخدوم جہانؒ
شیخ بہاء الدینؒ
شیخ سالار بڑھاؒ
شیخ بہاء الدین (ثمنہا)
میران سید نامر الدینؒ
میران سید دین ابوبکر ثانیؒ
شیخ شہاب الدینؒ
شیخ ابوالعباسؒ
حضرت عمر فاروقؓ

نقشبندیہ

علامہ سید حبیب الحقؒ
شاہ محمد قائمؒ
شاہ اخوند کرم دادؒ
شیخ سلطان لکھنیریؒ
سید آدم بنوریؒ
شیخ احمد سرہندیؒ
خواجہ باقی باللہؒ

جنیدیہ مجیبیہ

پیر شاہ بدالدینؒ
شاہ فضل اللہ قادری چاچاؒ
شاہ محمد ہادیؒ
شاہ احمدیؒ
ملا وحید الحق ابدالیؒ
شاہ محمد مخدوم (چچا)ؒ
شاہ امان اللہؒ
شاہ امینؒ
مخدوم شمس الدین جنیدثانیؒ

طبقاتیہ مداریہ

شاہ مجیب اللہؒ
خواجہ عزالدین قلندرؒ
شاہ معزالدین کرجویؒ
(داناپور)

شجرہ مداریہ عمادیہ

قطب الدین جنائے دلؒ
جمال حسینی ہانسویؒ
بدیع الدین مدار مکنپوریؒ
امین الدین شامیؒ
عین الدین شامیؒ
رفیع الدین شامیؒ
ربیع مدنیؒ
حضرت امام حسینؓ
حضرت علیؓ

نوٹ: سید کرم علی لکھنیری مرتکری شاہ مجیب اللہؒ کے سلاسل طریقت قادریہ و مداریہ میں سینتیسویں خلیفہ تھے انہیں خرقہ خلافت ۱۲۳۰ھ میں ملا۔

(اعیان وطن صفحہ ۲۳۱ تا ۲۳۷ تا ۲۵۹ تا ۲۶۸ تا ۱۵۱ تا ۱۵۱)

تذکرہ پھلواری شریف بہار

موضع پھلواری[1] کسی زمانہ میں مہاراجہ اشوک کا باغ تھا۔ دسویں صدی کے اوائل میں دہلی سے خاندان جعفریہ زینبیہ کے سربرآوردہ بزرگ حضرت شاہ محمد سعداللہ جعفری زینبی اپنے صاحبزادے امیر عطاء اللہ اور موروثی غلام کے ساتھ پھلواری آئے۔ شاہ سعداللہ کے والد شاہ فتح اللہ مادری نسبت سے مخدوم نورالدین ملک یارپراں دہلوی کی صاحبزادی کی جزئیت کا شرف رکھتے تھے۔ خاندان جعفری زینبی ہند کے اکثر شہروں الہ آباد، مچھلی شہر (جونپور) امروہہ بہار میں پھلواری، مہداواں پٹنہ محلہ مغلپورہ اور ہند کے باہر غزنی میں جس کی شاخ مچھلی شہر پہنچی ہے اس کے علاوہ عرب کے مختلف علاقوں میں جس کا پتہ النساب کی کتابوں سے چلتا ہے پھیلا ہوا ہے

نوٹ مخدوم نورالدین ملک سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد کے مشہور مشائخ میں سے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں تذکرہ کیا ہے کہ یہ "لار"[2] کے رہنے والے تھے پیر کے حکم سے دہلی آئے ۶۹۵ھ میں وفات پائی مدفون دہلی۔

پھلواری کا خاندان دسویں صدی ہجری کے اوائل میں بہار میں آباد ہوا۔ مہداواں کا خاندان ساتویں صدی ہجری میں بہار آیا۔

مولانا محمد سعید نے قسطاس البلاغہ میں اپنے مکتوب بنام مولانا محمد نعیم فرنگی محلی میں تحریر فرمائے ہیں۔ محمد سعید بن حاجی منشی واعظ علی بن عمر دراز بن مولوی نعیم اللہ بواسطہ جعفر طیار بواسطہ اُم عبداللہ بن عباس ہیں، عمدۃ الطالب کے مطابق امام بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کا نکاح جعفر طیار سے ہوا۔ جن کے پوتے علی زینبی کے دو بیٹے تھے (۱) محمد الادریس الرئیس (۲) اسحٰق

---

[1] الیان دہلی صفحہ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۸ [2] ضلع بدین، سندھ

نوٹ ۱ خواجہ بدرالدین امام تاج فقیہ فاتح میر کی فوج کے سالار تھے میر شریف ۵۷۵ھ میں فتح ہوا۔

نوٹ ۲ سعداللہ بن فتح اللہ امیر عطاء اللہ کے والد بزرگوار تھے وہ دریائے چن چن کے نزدیک شہید ہوئے سن شہادت ۹۴۶ھ مدفون منورا، سالارپور۔

اشرف۔ اس لئے ہر زینبی عباسی جزئیت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ محمد الادریس الرئیس کے بیٹے ابراہیم امرالبلد تھے جن کے بیٹے جعفر السید ہیں۔ ان کے بیٹے اسمٰعیل تھے جو اہل پھلواری کے اجداد ہیں۔ اسحٰق اشرف کی اولاد کا تذکرہ بھی کتاب الانساب میں موجود ہے۔

صوبہ بہار کے معزز خاندانوں میں خاندان تاج فقیہ فاتح میر، شہاب الدین جگجوت، مخدوم آدم صوفی، سید منہاج راستی، مخدوم سلیمان لنگر زمین کاکوی، مخدوم ابراہیم فرنده دل کاکوی سے جعفری زینبی پھلواری کے امیر عطاء اللہ کی اولاد سے ملا ہے۔

امیر عطاء اللہ ۹۴۶ھ میں رحلت فرما گئے۔ مزار سنگی مسجد سے متصل پھلواری شریف میں ہے۔ جہاں ان کے دونوں بیٹے اور پوتے اسمٰعیل بھی مدفون ہیں۔

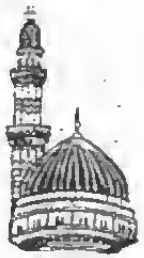

مولانا عمادالدین عماد پھلواروی

(صفحہ ۴۴۸)

مولانا شاہ عمادالدین عماد قلندر پھلواروی ۱۰۶۵ھ میں پھلواری شریف میں تولد ہوئے اور ۱۱۴۲ھ میں وفات پائی۔ پھلواری شریف کا مرکز فیض حضرت سید شاہ منہاج راستیؒ کا قائم کردہ ہے۔ آپ حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ بہار کے خلفاء میں سے تھے۔ پھلواری شریف کا مرکز آٹھویں صدی ہجری مطابق چودھویں صدی عیسوی میں قائم ہوا۔ حضرت عمادالدین عماد قلندر پھلواریؒ اس سلسلہ کے ممتاز صوفیاء میں تھے۔

نوٹ حکیم محمد شعیب شیخپوردیؒ مرحوم کے گھر میں اس خاندان کے صوفیائے کرام کے ملفوظات و مخطوطات کا گراں مایہ سرمایہ اب تک موجود ہے۔

حضرت بی بی ولیہؒ

حضرت بی بی ولیہ بنت سید شاہ عزیزالدین الجھری شاہ آیت اللہ شورش کی والدہ ماجدہ تھیں۔ شاہ محمد مخدوم کا پہلا نکاح بی بی ولیہ سے ہوا تھا جن سے ایک صاحبزادہ شاہ آیت اللہ تولد ہوئے۔ بی بی ولیہ کا وصال ۱۹ جمادی اول ۱۱۳۹ھ کو ہوا۔ بڑی زاہدہ اور عابدہ تھیں اور علم تصوف میں کمال دستگاہ رکھتی تھیں۔ ان کے ملفوظات و مکاشفات ان کی زندگی ہی میں شہرت پا چکے تھے۔ جس کے متعدد مجموعے پھلواری شریف کے متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں۔ عربی کی نحو ڈی اور فارسی کی بہت معقول لیاقت رکھتی تھیں۔ حضرت سید وارث رسولنما بارسیؒ کی شان میں ان کا ایک مشہور قصیدہ ہے جس کا مطلع ہے

؎ "ندانم کہ در روز محشر چہ باشد کہ جرم و گناہم گذشت از حد"

؎ بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقا از پروفیسر اختر اورینوی صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰

شاہ مجیب اللہ شمس الدین ابوالفرح مجیبی پھلواری شریف بہار

(شجرۂ نسب صفحہ ۴۴۹)

خواجہ عطاء اللہ کے دو فرزند تھے۔ محمد مظفر اور محمد حسین شاہ مجیب اللہ پھلواروی محمد حسین کے پوتے تھے۔ شاہ مجیب کی ولادت ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۹۸ھ یا ۱۰۹۵ھ میں ہوئی۔ والد ماجد کا اسم گرامی شاہ ظہور اللہ تھا۔ شاہ مجیب اللہ نے سید شاہ وارث رسولنما بارسی سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور خرقۂ خلافت بھی حاصل کیا۔ آپ نے ۹۳ سال کی عمر میں ۲ جمادی الاخری ۱۱۹۱ھ میں وفات پائی۔

شمس الدین ابوالفرح مجیبی شاہ مجیب اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالحئ کے فرزند تھے۔ آپ شاہ محمد مخدوم جنیدی وارثی قادری کے نواسہ تھے دادیہال اور نانہال دونوں طرف سے حسینی و زیدی تھے آپ کی والدہ کا نسب مادری قادری ہے۔ ۲۳ جمادی الاخری ۱۲۶۳ھ میں آپ تولد ہوئے۔ سید وحیدالحق ابدال قادری آپ کے چھوپچا تھے اور استاد بھی تھے۔ سید شاہ شرف الدین حسین سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ یہی آپ کے مرشد اول تھے۔ آپ نے دوسری بیعت سید شاہ برکت اللہ قادری الجھری سے کی جو سید شاہ محمد قادری الجھری کی اولاد میں سے تھے۔ ۱۲ شعبان ۱۳۳۸ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ مکلکہ کے مصری محلہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے منجملہ صاحبزادے شاہ مصطفےٰ ابوالقاسم جانشین ہوئے۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ مولانا شاہ محمد علی، مصطفےٰ ابوالقاسم، مولانا ابوالفضل اور مولانا مجتبیٰ، مولانا شاہ محمد علی بردوان میں مفتی تھے ۱۲۱۹ھ میں صوبہ بہار کے صدر امین مقرر ہوئے۔

؎ ماہنامہ رسالہ المجیب اکتوبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۴ تا ۲۵

شاہ امان علی جعفری زینبی پھلواروی

(شجرۂ نسب ص۴۴۱)

شاہ امان علی جعفری زینبی پھلواروی اسم گرامی تھا اور ترقی آپ کا تخلص تھا۔ آپ مخدوم آیت اللہ کے مرید و خلیفہ تھے اور ان کی حقیقی چچازاد بہن کے بیٹے تھے۔ شاہ امان علی ترقی نے حضرت سورش سے درس لیا تھا۔ آپ کو نظم کہنے کا بڑا شوق تھا آپ کا کلام نہایت رنگین اور پُرلطف ہے۔ آپ مثنوی و قصیدہ گوئی میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے۔ انشاپردازی میں آپ کو ملکہ راسخ حاصل تھا۔ ایک رسالہ مثنوی "ترقی" کے نام سے اپنے مرشد مخدوم آیت اللہ کی مدح میں نظم فرمائی ہے۔ اکابرین پھلواری کا حال بھی نظم فرمایا ہے۔ آپ کی غزلوں سے سلاست، قادرالکلامی اور بلاغت کا پتہ چلتا ہے۔ ابتدائی عمر میں اپنے مرشد سے طریقت کا حصول کیا تھا کہ شیخ کا وصال ہوگیا۔ آخر میں مخدوم نعمت اللہ سے رجوع کیا اور تمام عمر حلقہ بگوشی کی۔ زہدی جائداد سے دنیاوی زندگی گزارتے تھے۔ آپ کی اولاد پھلواری شریف میں موجود ہیں۔ مولانا احمدی کی تیسری شادی آپ ہی کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔ آپ کا وصال ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ میں ہوا۔ آپ اپنے مرشد اعلیٰ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

لہ تذکرۂ اکرام ص۱۱۱ تا ۱۱۲،

مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی و مولانا جعفر شاہ پھلواروی

(شجرۂ نسب ص۴۴۲)

مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کا سن ولادت ۱۲۷۶ھ ہے۔ مولانا خانقاہ پھلواری کے جلیل القدر سجادہ نشیں تھے اور نسباً جعفری زینبی تھے۔ ان کی دادی عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی اولاد تھیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے ماموں شاہ نعمت اللہ سے حاصل کی وہ شاہ مجیب کے نواسہ تھے۔ شاعری میں شاہ سلیمان صفیر بلگرامی کے شاگرد تھے۔ اپنے خسر شاہ علی حبیب نصر سے بیعت تھے۔ وہ ایک سحربیان مقرر اور متبحر عالم تھے۔ ابتدائی درسیات کی تکمیل مولانا عبدالحی فرنگی محلی سے کی اس کے بعد دہلی گئے اور مولانا نذیر حسین محدث دہلوی سے علم حدیث کی تکمیل کی۔ مولانا احمد علی سہارنپوری سے بھی سند حاصل کی۔ نثر بیانی میں کم لوگ ان کا مقابلہ کرسکتے تھے جب چاہتے مجمع کو ہنساتے اور جب چاہتے رلاتے۔ تقریر کے درمیان مثنوی کے اشعار اتنے درد و سوز اور مؤثر لہجہ میں پڑھتے کہ لوگوں کے دل بے قرار اور آنکھیں اشکبار ہوجاتیں۔ ندوہ کا تقریباً کوئی جلسہ ان کی تقریر سے خالی نہ جاتا۔ ۱۳۵۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ پھلواری شریف میں مدفون ہیں۔ مولانا شاہ عزیزالدین آپ کے نواسہ تھے شاہ حسن بڑے فرزند تھے جن کے بیٹے حسن مثنیٰ کراچی میں معروف علمی شخصیت ہیں۔ دوسرے فرزند شاہ حسین اور تیسرے پسر غلام حسنین اور چوتھے شاہ جعفر پھلواری تھے۔ شاہ حسین کا عقد ابوصالح عبداللہ حافظ مشکی پوری مونگیری کی دختر سے ہوا تھا ان کی تصنیفات میں "خاتم سلیمانی" بہت مشہور رہے۔ ان کی کل تصانیف ۷ ہیں۔ مولانا ندوہ کے سرگرم رکن تھے۔

جعفر شاہ پھلواروی

آپ کا سن ولادت ۱۳۲۷ھ ہے۔ مولانا دارالعلوم ندوہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۷ سال جامع مسجد کپورتھلہ میں امامت و خطابت کی۔ آپ کی شادی لکھنؤ میں نواب سید ذوالحسن خاں قنوجی بن نواب صدیق حسن خاں کی نواسی سے ہوئی۔ موصوف ۲۵ کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کا انتقال ۱۹۸۶ء میں ہوا۔

لہ اعیان وطن ص۲۶۹، سیرت محمد علی مونگیری ص۱۲۶، مسلم شعرائے بہار جلد اول ص۲۱۷،

نوٹ:۔ بزم صوفیہ کی طرف سے راقم ان کا معتمد خاص رہا ہے اور مولانا جعفر شاہ پھلواری سے کچھ فیضان بھی ملا ہے۔ وہ اس زمانہ میں بزم صوفیہ کے صدر تھے۔ (مؤلف)

سلام بر شہید کربلا

سلام اس پر ہے جو شہ کا ہمو بر ہے
نواسہ نبی کا علیؓ کا پسر ہے

وہ ہے ماہ تاباں برج امامت
وہ بحر نبوت کا عالی گہر ہے

وہ ریحان باغ رسالت ہے بے شک
وہ نخل ولائت کا پہلا ثمر ہے

وہ روح رواں شہ لافتیٰ ہے
وہ جان نبی فاطمہؓ کا جگر ہے

جوانان جنت کا سردار ہے وہ
وہ برج شہادت کا روشن قمر ہے

پھنسا آ کے گرداب موج بلا میں
سلیمان کی بھی تجھ کو کوئی خبر ہے

(از حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی)

شاہ قمرالدین پھلواروی

(شجرۂ نسب ص۴۴۲)

مولانا شاہ قمرالدین پھلواروی کی ولادت ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ میں ہوئی اور آپ ۱۲ جنوری ۱۹۰۱ء کو وفات پاگئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شاہ محی الدین سے حاصل کی اور مولانا عبدالعزیز المجری سے درس لیا۔ پھر مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں مولانا حکیم برکات ٹونکی میرنگری مونگیری کے تلامذہ میں رہے مولانا عبدالحمید صاحب اور مولانا مقبول احمد سے باقی درسیات کی تکمیل کی۔ شاہ صاحب نے دو بار حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حج کے دوران آپ نے حرمین و شریفین کے معروف علماء و صوفیا سے اجازت و سند حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں مولانا عبداللہ بن محمد غازی سے قصیدہ بردہ کی اجازت حاصل کی۔ یہ زمانہ ۱۳۵۳ھ کا تھا۔ حدیث اور سلاسل صوفیہ کی تحریری خلافت و اجازت شیخ احمد مکی اور مولانا شاہ بدرالدین سے حاصل کی۔ قادریہ سلاسل کی اجازت و خلافت مدینہ میں سید احمد شریف سنوسی سے حاصل کی۔ فردوسیہ، جگوتیہ، چشتیہ، آدم صوفیہ اور مجیبیہ سلاسل تصوف کی اجازت اور سند خلافت اپنے نانا مولانا محی الدین احمد رضوی اور مولانا غلام دستگیر ساکن گلگھڑہ سے حاصل کی۔ حدیث کی سند بھی آپ نے اپنے نانا مرحوم مولانا محی الدین احمد رضوی سجادہ نشین پھلواری شریف سے حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مولانا شاہ قمرالدین پھلواروی ۱۳۶۶ھ میں بہار کے امیر شریعت مقرر ہوئے ۱۹۵۷ء میں آپ کا وصال ہوگیا، آپ پھلواری شریف میں مدفون ہیں۔

شاہ محی الدین تمنّا عمادی پھلواروی[1]

(شجرۂ نسب ص۴۳)

"عربی کو مکے جو برجستہ اسکا اردو فارسی کیا ہے خود ہی ہو جائیگا تمہیں معلوم ہاتھ لگکر کاری کیا ہے"

مشہور زمانہ مفسر، محدث، فقیہہ، مورخ، امام اسمائے الرجال، محقق، زبان و بیان صاحب فکر و نگاہ، ماہر فن عروض، مکہ درس ادیب اور شاعر ذی شعور شخص کون تھا؟ یہ تھے علامہ تمنّا عمادی پھلواروی، علامہ تمنّا کا نام محی الدین تھا اور تخلص تمنّا۔ وہ ۱۴ شوال ۱۲۸۷ھ کو پھلواری شریف پٹنہ صوبہ بہار میں تولد ہوئے اور ۱۳۶۲ھ میں وفات پائی۔ انہوں نے شعر و ادب کی فضا میں آنکھیں کھولیں اور علم و حکمت کے ماحول میں پروان چڑھے۔ فضل و کمال ورثہ میں پایا۔ آپ کے والد ماجد شاہ نذیر الحق فائز بڑے مشہور و معروف شاعر تھے۔ تمام درسی کتابیں والد سے پڑھیں۔ آٹھ سال کی عمر سے قافیہ پیمائی شروع کر دی اور بہت جلد دبستان حکیم آباد کے متاخرین شعراء کی صف میں ممتاز مقام پر پہنچ گئے۔ تمنّا کو اردو، فارسی اور عربی پر یکساں عبور حاصل تھا۔ ایک وقت آیا جب تمنّا بہار یونیورسٹی میں اردو، فارسی اور عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ فن عروض میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا چودہ برس تک مشہور رسالہ ہمایوں میں عربی کا درس دیتے رہے اور ۶۰ سال تک قرآن کی تفسیر بیان کرتے رہے۔ برما کی زمینوں کے ایک مشہور مقدمہ میں سر علامام تمنّا عمادی کی دلائل و براہین کی بنیاد پر وہ مقدمہ جیت گئے تھے جبکہ مشہور مخالف ہندو بنگالی وکیل سر آشوتوش مکھرجی پٹنہ میں حرکت قلب بند ہونے کے سبب انتقال کر گیا تھا یہ بیسویں صدی کے دوسرے عشرہ کا مشہور واقعہ ہے۔ حدیث کی کتابوں صحاح ستہ یعنی بخاری و مسلم و سنن داؤدی، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ پر علامہ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ انہوں نے سیاست میں بھی حصہ لیا وہ صوبائی مسلم لیگ بہار کے نائب صدر اور صدر رہے۔ جب پاکستان بن گیا تو ڈھاکہ کی طرف ہجرت کی۔ قومی حالات سے متاثر ہو کر انہوں نے بڑی طویل نظم لکھی چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

---

[1] جامع العلوم علامہ تمنّا عمادی از انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ، شرف آباد کراچی ص۴۳،

نوٹ:۔ اصول النساب کی رو سے ۱۷ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

دل رو رہا ہے دیکھ کے خیر الامم کا حال بے دست و پا غریب عجب بے بسی میں ہے
پروردگار کر کوئی تائید غیب سے امت تیرے نبیؐ کی بڑی بے کسی میں ہے

تصنیفات

(۱) عروض جدید (۲) قدیم عروضیوں کی غلطی،
(۳) ایضاح سخن (۴) افعال مرکبہ پر ایک رسالہ،
(۵) کو اور نے کے استعمال پر ایک رسالہ،
(۶) ردیف پر ایک رسالہ (۷) قوافی پر ایک رسالہ،
(۸) واٰت و لال (۹) حقیقۃ العلوم (۱۰) الدین القیم،
(۱۱) محکم و متشابہ (۱۲) عرفان ادب،
(۱۳) جہالت صفرہ (۱۴) حقیقت التقویٰ،
(۱۵) القصیدۃ الزہرہ (۱۶) جواہر الصرف (۱۷) روح النحو،
(۱۸) جواہر ادب (۱۹) مثنوی مذہب و عقل،
(۲۰) نماز پنجگانہ (۲۱) جمع القرآن (۲۲) اعجاز القرآن،
(۲۳) مدثرین (۲۴) زہری (۲۵) طبری (۲۶) حضرت عائشہ صدیقہؓ
(۲۷) بنات النبیؐ (۲۸) مثنوی معاش و معاد (۲۹) مثنوی کتاب و سنت،
(۳۰) الطلاق مرتین (۳۱) تنقید لغات القرآن،

شاگردان رشید:۔ وفا براہمی، شاہ جعفر پھلواروی، سر فخر الدین، سید عبدالعزیز بیرسٹر، عندلیب شادانی ڈاکٹر شوکت سبزواری، چودھری غلام احمد پرویز۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ

	شجرہ بمطابق ریاض	شجرہ بمطابق شجرۂ مندرجہ	شجرۂ طریقت
۱۹	شیخ بہاء الدین زکریا	شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی	شیخ بہاء الدین زکریا
۱۸	شیخ محمد خوث	شیخ محمد خوث	" شہاب الدین سہروردی
۱۷	شیخ ابا بکر	شیخ ابو بکر	" ضیاء النجیب "
۱۶	شیخ علاء الدین	شیخ جلال الدین	" وجیہہ الدین "
۱۵	سلطان محمد حسن	سلطان قاضی	" ابو عبداللہ "
۱۴	سلطان عبداللہ	" قاضی شمس الدین	" اسود احمد دینوری
۱۳	سلطان علی حسین	" حسین ثانی	" ممتاز علی "
۱۲	سلطان معلقہ	" عبداللہ	خواجہ جنید بغدادی
۱۱	سلطان خندیمہ	" حسین اکبر	خواجہ سری سقطی
۱۰	امیر عالم	" معروف	خواجہ معروف کرخی
۹	تاج الدین	" خزیمہ	خواجہ داؤد طائی
۸	معلقہ	" حاتم	خواجہ حبیب عجمی
۷	عبدالرحیم	" تاج الدین	حضرت امام حسن رضؓ
۶	عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	حضرت علی رضؓ
۵	حیاز	عبدالرحمٰن	
۴	اسد	امیر حیاز[1]	
۳	مطلب	اسد	
۲	اسد	عبدالعزیٰ ہاشم	
۱	ہاشم		

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے جدِ امجد حضرت کمال الدین علی ابا بکر مکہ معظمہ سے خوارزم آئے اور وہاں سے آکر ملتان میں سکونت اختیار کرلی۔ یہیں ان کے فرزند شیخ وجیہہ الدین محمد خوث آزاد ہوئے جن کی شادی مولانا حسام الدین ترمذی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ شیخ بہاء الدین زکریا کی ولادت باسعادت قلعہ کوٹ کروڑ میں ہوئی۔ بارہ سال کے ہوئے تو والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کی وفات کے بعد کلام پاک حفظ کرنا شروع کیا اور ساروں قرأتوں کے حافظ ہوئے۔ مزید تعلیم کے لیے خراسان پہنچے بات سال تک جملہ علوم ظاہری و باطنی حاصل کرتے رہے۔ آٹھ سال تک بخارا میں علم کی تحصیل کی۔ بخارا سے حج کے لیے مکہ معظمہ گئے اور ۵ سال تک جوارِ رسول میں رہے اور مولانا کمال الدین محمد محدث مجاور مسجد نبوی سے حدیث پڑھی۔

[1] ریاض الانساب صـ۲۶۳

نوٹ: امیر عیاز کو فرشتہ تذکرہ اولیائے ہند میں "بہار" لکھا ہے۔ ممکن ہے یہ کتابت کی غلطی ہو۔ (دیکھیے صفحہ ۸۹)

وہاں سے لوٹے تو بغداد پہنچے اور سترہ سال شیخ شہاب الدین عمرؒ کی خدمت اقدس میں رہے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ مرشد کے حکم پر پھر ملتان پہنچے اور سارے ہند کو اپنے انوارات سے منور کیا۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ہند میں رئیس الاولیاء تھے۔ حضرت زکریا ملتانیؒ اور بابا گنج شکرؒ دونوں خالہ زاد بھائی تھے[1]

نسب مادری: حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ بن عصمت بنت سید وجیہہ الدین مجدی بن سید عماد الدین بن سید کمال الدین بن سید جمال الدین بن سید احمد بدر الدین بن سید حسن بن سید علی بن سید حامد بن سید محمود بن سید محمد بن سید ناصف بن سید اسمٰعیل بن سید امام جعفر صادقؒ۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کا معمول تھا کہ تہجد کی نماز کے بعد کلام پاک شروع کرتے اور فجر کی نماز کی سنتوں تک پورا ختم کر لیتے تھے[2]

وفات: سنہ وفات میں اختلاف راحت القلوب کے مطابق ۶۵۶ھ بعضوں کے مطابق ۶۶۱ھ ۶۶۶ھ اور ۶۶۵ھ، سفینۃ الاولیا میں سال ولادت ۵۶۵ھ لکھا ہے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بدن کی سلامتی قلت طعام میں اور روح کی سلامتی ترک گناہ میں ہے۔

خلفاء کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) شیخ حسن افغان (۲) شیخ فخر الدین عراقی (۳) شیخ امیر حسینی (۴) شیخ جمال خندان (۵) شیخ نجیب الدین علی برغش۔

---

[1] بزم صوفیہ صـ۹۶، [2] فوائد الفواد صـ۶ و سیر العارفین صـ۲۶۴،۲۶۵

شجرہ و تذکرہ شیخ صدرالدین عارفؒ

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۲۱	شیخ صدرالدین عارف
۲۰	شیخ بہاءالدین زکریا

مختصر احوال

حضرت شیخ صدرالدین عارفؒ اپنے والد بزرگوار ہی کی صحبت میں عقلی و روحانی تعلیم پائی۔ جب وہ کلام پاک پڑھتے تو معرفت کے اسرار و رموز ان پر عیاں ہوتے اس لیے عارف کہلائے۔ شیخ صدرالدین عارف کے خلفاء میں (۱) شیخ جمال خندان (۲) شیخ حسام الدین ملتانی (۳) مولانا علاءالدین خجندی (۴) شیخ احمد معشوق بہت مشہور ہوئے۔ شیخ صدرالدین نے اپنے ملفوظات کا مجموعہ "کنوز الفوائد" چھوڑا جسے ان کے مرید خواجہ ضیاءالدین نے مرتب کیا۔ شیخ صدرالدین عارف کا سال ولادت بعض مدآتوں کے مطابق ۶۱۱ھ ہے۔ شیخ صدرالدین عارف ۶۹ یا ۷۲ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ مرقد مبارک ملتان میں حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ کے پہلو میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

شجرہ و تذکرہ شیخ رکن الدین عالمؒ

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۲۲	شیخ رکن الدین رکن عالم
۲۱	شیخ صدرالدین عارف
۲۰	شیخ بہاءالدین زکریاؒ

حضرت شیخ ابوالفتح رکن الدین حضرت شیخ صدرالدین عارف کے صاحبزادے تھے اور حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا جو بہت ہی عبادت گزار اور پاک دامن تھیں۔ ان کا نسب حضرت عثمانؓ بن عفان سے ملتا ہے۔ ظاہری تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور روحانی تربیت اپنے دادا حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ سے حاصل کی۔ خواجہ شمس تبریزؒ نے آپ کو رکن الدین عالم کے لقب سے نوازا تھا اور وہ "رکن عالم" کہلائے۔ ان کے خلیفہ حضرت جہانیان جہاں گشتؒ فرماتے ہیں کہ تہجد کے وقت سے دوپہر تک ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ۳۷ سال کی عمر میں مسند سجادگی پر متمکن ہوئے۔ حضرت نظام الدین اولیاء سے ان کو دلی لگاؤ تھا۔ وہ اپنے نور باطن سے لوگوں اور مریدوں کے دلوں کی باتیں معلوم کر لیتے تھے ۷۲۵ھ میں وصال ہوا۔

باب ۲ مشائخ صدیقی

اولاد حضرت ابوبکر صدیقؓ

(شجرہ صفحہ ۴۶۰)

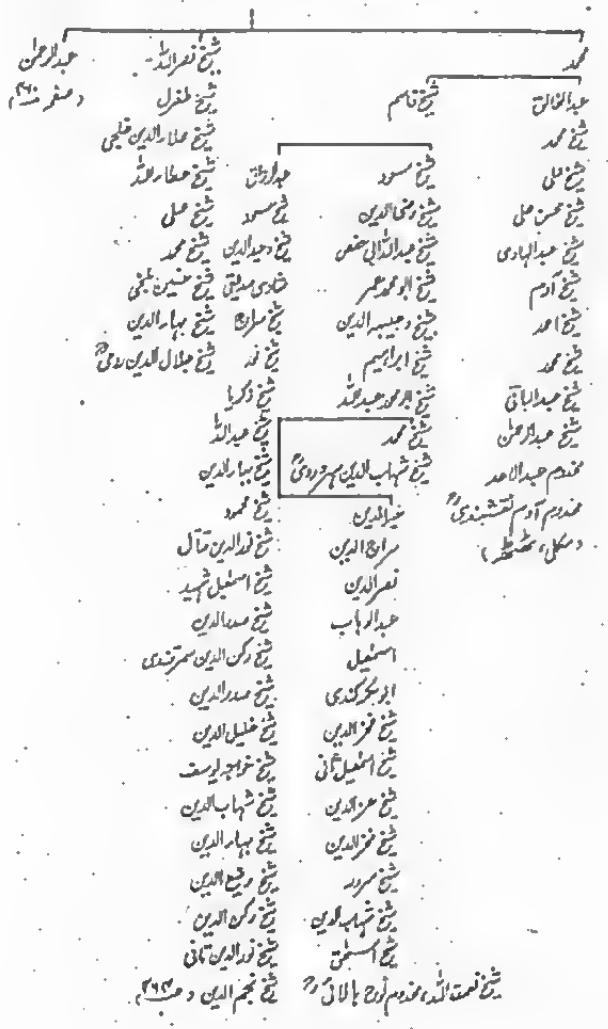

اولاد شیخ عتیق (شجرہ نمبر ۴)

- شیخ عبداللہ
  - شیخ قاسم
  - شیخ ابراہیم ابی بکر
  - شیخ اسحٰق
  - شیخ علی
  - شیخ فضل
  - شیخ عزیز
  - شیخ عبدالباری
  - شیخ طاہر محمد
  - شیخ ابوالحسن
  - شیخ مالک
  - شیخ سالک
  - شیخ مصطفیٰ
  - شیخ علی
  - شیخ طاؤس
  - شیخ عبداللہ
  - شیخ چاند
  - شیخ فقیراللہ
  - شیخ محمد
  - شیخ بقا
  - شیخ احمد
  - شیخ عبداللطیف
  - شیخ عبدالرحیم
  - (صـ۴۶۳)
- اولاد قاضی ضیاءالدین سنامی
  - امام الحق
  - امام تاج مذکر
  - شیخ کطب شاہ
  - مولانا محمد فاضل
  - مولانا شاہ بہاءالدین
  - شیخ نورمحمد باز شاہ
  - مولانا جمال محمد
  - حکیم محمد اشرف
  - حکیم محمد شریف
  - شیخ فیض اللہ
  - مولانا ساجد جھنجھانوی
  - شیخ غلام محی الدین
  - شیخ کریم بخش
  - شیخ غلام حبین
  - مولانا محمد اسمٰعیل
    - مولانا الیاس — بانی تبلیغ جماعت
    - مولانا یحییٰ کاندھلوی — مولانا زکریا محدث
    - مولانا یوسف
- محمد ابراہیم
  - شیخ محمد اسمٰعیل
  - شیخ محمد یوسف
  - شیخ محمد اسلم
  - شیخ محمد آدم
  - شیخ ابوبکر عبدالفتاح
  - شیخ عبدالجلیل
  - شیخ عبداللہ
  - شیخ محمد امین
  - شیخ محمد مبین
  - شیخ صدرالدین
  - شیخ رفیع الدین
  - شیخ محبوب الدین
  - شیخ نجم الدین
  - شیخ عماد الدین
  - شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

(کنزالانساب صـ۱۲۹)

اولاد شیخ عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر صدیقؓ

شیخ عتیق صـ۴۵۹

- شیخ عبداللہ
  - شیخ ابوطلحہ
  - شیخ ابوالوجد شعیب
  - شیخ ابوالجواد احمد
  - شیخ خلف
  - شیخ فیروز شامی
  - شیخ عباس
  - شیخ عبدالرحمٰن
  - شیخ عبداللہ
  - شیخ ابوالاصلاح محمد
  - شیخ ابوالقاسم محمد
  - شیخ ابوالمرادا حمد غریب
  - شیخ محمد حسین متقی
  - شیخ عبداللہ
  - شیخ عمر شامی
  - شیخ یونس شامی
  - شیخ ابوعیسےٰ عبدالمالک
  - شیخ ابونصر داود
  - شیخ الیاس
  - شیخ علی
  - شیخ لقمہ (بلخی)
  - (گجرات)
- شیخ عبدالغنی
  - شیخ ابوالحسن
  - شیخ عبدالغفار
  - شیخ عبدالغفور
  - شیخ عبدالفضل
  - شیخ عبدالقدر
  - شیخ عبدالقادر
  - شیخ ابوالقاسم
  - شیخ ابوالہاشم
  - شیخ عبدالحکیم
  - شیخ عبدالشکور
  - شیخ عبدالغفور ثانی
  - شیخ بدرالدین
  - شیخ مخدوم صالح
  - شیخ قاضی نعمت اللہ
  - شیخ قاضی عثمان
  - شیخ ضیاءالدین
  - شیخ نظام الدین
  - شیخ میراں
  - شیخ طیغور
  - شیخ لقیب
  - شیخ حبیب اللہ
  - شیخ سلطان
  - (لکھیہ، مونگیر، بہار)
- شیخ عبدالحی
  - شیخ عبدالستار
  - شیخ عبدالغفار
  - شیخ عبدالقدر
  - شیخ عبدالقادر
  - شیخ ابوالہاشم
  - شیخ امیر قاسم
  - شیخ عبدالحکیم
  - شیخ عبدالشکور
  - شیخ عبدالغفور
  - شیخ بدرالدین
  - شیخ اصلاح الدین
  - شیخ نعیم الدین
  - شیخ محی الدین
  - شیخ صدرالدین
  - شیخ ضیاءالدین
  - شیخ بدرالدین
  - شیخ رکن الدین
  - شیخ بدرالدین
  - شیخ نصیرالدین
  - شیخ برکت اللہ
  - شیخ فتح اللہ
  - (صـ۴۶۴)

(تاریخ صوفیائے گجرات صـ۳۶۷)

مشائخ صدیقی لکھمینیہ مونگیر، بہار

اولاد شیخ سلطان نقشبندیؒ لکھمینوی (متوفی ۱۱۲۶ھ)

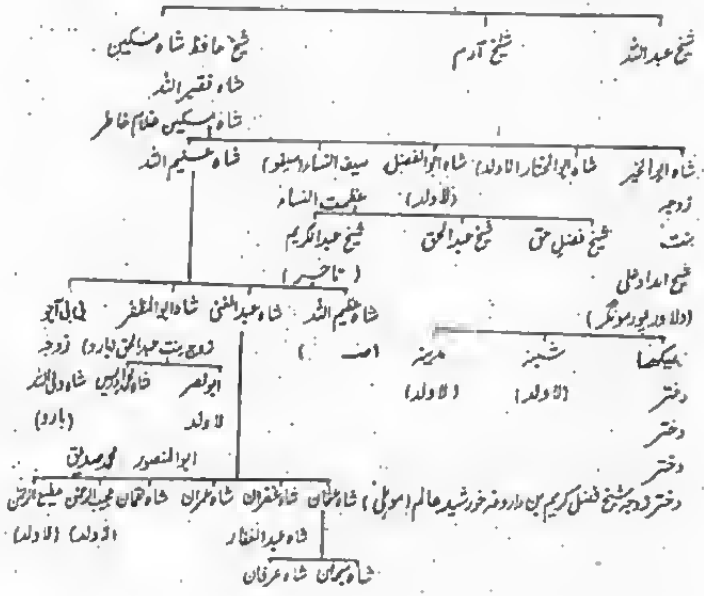

نوٹ :- فرزندانِ شاہ عبدالرحمٰن (۱) شاہ رضوان (۲) شاہ محمد شمیم

اولاد خواجہ شہاب الدین حق گو شہیدؒ

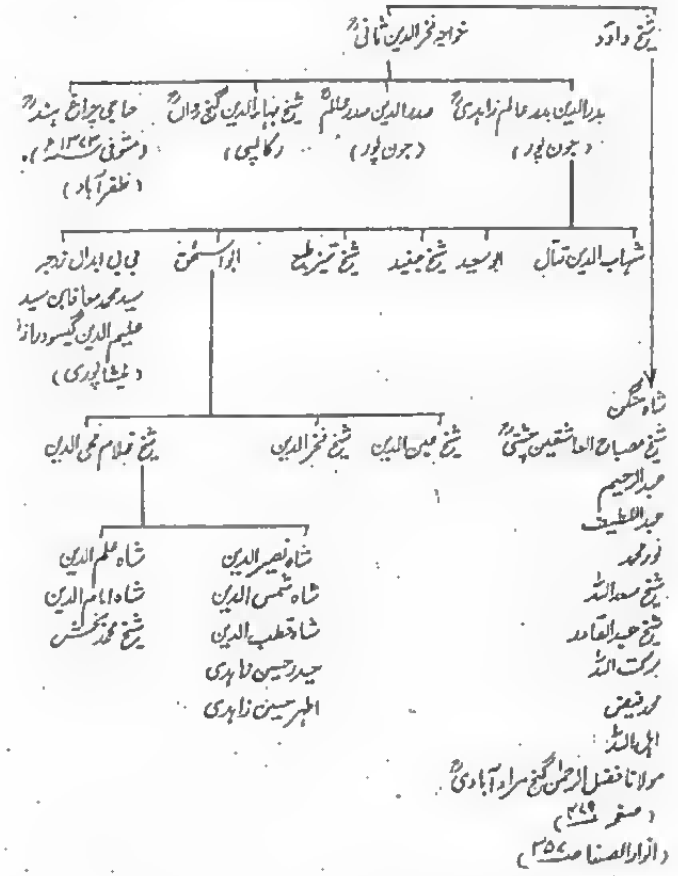

(حدیقۃ الانساب صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

شجرہ حضرت بدرالدین بدرعالم زاہدیؒ

(بمطابق منبع الانساب)

بدرالدین بدرعالم زاہدیؒ
فخرالدین ثانی زاہدیؒ
شہاب الدین حق گوشہید
فخرالدین خداداد بزرگ
شہاب الدین کبیر امام کعبہ
صدرالدین سمرقندی
خواجہ عبدالسلام محبوب
خواجہ عبدالکریم مشوق
خواجہ قطب الدین عبدالحمید
خواجہ حسن یارباز
ابواسحٰق
ابراہیم شہریار کازرونی
خواجہ عبداللہ خفیف شیرازی
خواجہ محمد رویم
خواجہ جنید بغدادیؒ

بمطابق حدیقۃ الانساب

بدرالدین بدرعالم زاہدیؒ حکومت جونپور متوفی ۸۴۳ھ مدفون چھوٹی درگاہ (بہار شریف)

خواجہ فخرالدین ثانی { زوجہ ادنیٰ دختر سلطان محمد تغلق
زوجہ ثانی دختر شاہ صلاح الدین

خواجہ شہاب الدین حق گوشہید زوج دختر مولانا سید قطب الدین
خواجہ فخرالدین خداداد زوج دختر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
خواجہ شہاب الدین زاہد امام کعبہ سکونت میرٹھ متوفی ۷۵۸ھ
سید احمد صوفی آخری حکمراں ایشیائے کوچک نیز خلیفہ خواجہ حسن رومیؒ

(حدیقۃ الانساب صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

نوٹ:-

(۱) خواجہ شہاب الدین حق گوشہید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے نواسے تھے۔
(۲) خواجہ فخرالدین ثانیؒ سلطان محمد تغلق کے داماد تھے۔
(۳) زاہدی خانوادہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد ہے۔

شجرہ شہاب الدین زاہد (امام کعبہ)

خواجہ شہاب الدین زاہدؒ امام کعبہ بن سید احمد شاہ صوفیؒ بن عبدالرحمٰن رومی بن اسمٰعیل بن محمد بن عبداللہ بن شیخ ابوبکر شبلیؒ بن حسّان بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن منیرالحق بن عبدالعزیز بن خالد بن عبدالرحمٰن بن عمرؓ بن حضرت عثمان غنیؓ

وسیلۂ شرف و ذریعۂ دولت صفحہ ۱۷۶
منبع الانساب صفحہ ۴۳۱
تاریخ صوفیائے بنگال صفحہ ۸۳

(از جناب سید شاہ ولایت حسین ابدال مراد پور، آستانہ اسلام پور، بہار شریف پٹنہ)

اولاد شیخ عبدالوحید (شجرہ صفحہ ۴۵۹)	اولاد شیخ فتح اللہ (شجرہ صفحہ ۴۶۰)	اولاد حکیم محمد اشرف (شجرہ صفحہ ۴۵۹)	اولاد شیخ نجم الدین (شجرہ صفحہ ۴۶۵)
شیخ ابراہیم	غلام مرتضیٰ	حکیم محمد شریف	شیخ نورالدین ثالث
شیخ طیب	ابوالخیر		شیخ ضیاء الدین
شیخ عبداللطیف ثانی	فریدالدین	مولانا عبدالقادر — شیخ فیض اللہ	شیخ قیام الدین
شیخ خواجہ زمان	غلام محی الدین صدیقی	مفتی الٰہی بخش (صفحہ ۔۔۔)	شیخ نورالدین رابع
خواجہ محمد	شیخ کریم الدین	مولانا ابوالحسن	شیخ نجم الدین ثانی
خواجہ زماں ثانیؒ	عبداللہ	مولانا نورالحسن	شیخ قاضی مظہرالدین
خواجہ حسن مدنیؒ	تصدق حسین	مولانا صادق الحسن	شیخ میراں بڑے
خواجہ سید مکیؒ	ہدیٰ حسن	مولانا رؤف الحسن	شیخ جمال الدین
خواجہ احمد زماں	قاضی وحید حسین	مولانا احتشام الحسن	شیخ امان اللہ
خواجہ محمد حسن صدیقی	حمید الحسن		شیخ مفتی مبارک
(لاری شریف، بدین ضلع	(بانده، فتح پور، یوپی)		شیخ قاضی طٰہٰ
			شیخ شاہ محمد
			شیخ محمد ہاشم
			شیخ عبدالسمیع
			شیخ محمد معین
			شیخ ابوالفتح
	شیخ جمال اللہ		شیخ علاء الدین
	شیخ غلام اشرف		محمد نقش
	مولانا احمد علی		شیخ غلام شاہ
	شیخ مملوک علی		شیخ اسد علی
	مولانا یعقوب		مولانا قاسم نانوتویؒ
			حافظ احمد

قاری طیب — محمد طاہر

قاری شاکر — قاری ظاہر — مولانا سلیم — اسلم — مسلم

(عرب النسل مسلمان ص ۴۶۲، ۵۹)

شجرہ اولاد قاضی عصمت اللہ صدیقی

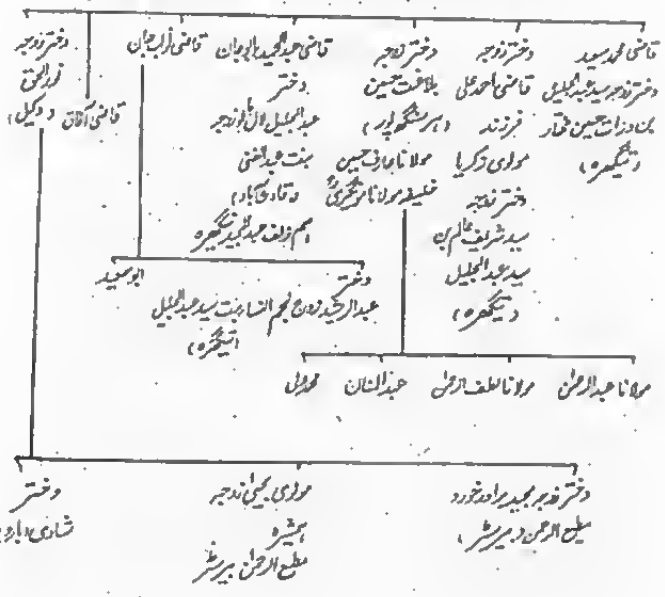

نوٹ، مولانا عارف اپنے نانا قاضی عصمت اللہ سعدی پوری کے گھر تولد ہوئے۔ آبائی وطن ہرسنگھ پور، دربھنگہ تھا ان کے جد اعلیٰ منشی حسین یا مدکیل شاہ عالم ثانی کے عہد حکومت میں صوبہ بہار کے محاسب اوقاف تھے۔ بڑی ہی محترم شخصیت تھی۔ ہرسنگھ پور میں انہوں نے بڑی جائداد حاصل کر کے سکونت اختیار کر لی۔

(حیات عارف از گیلانی سعادت ص ۳۲، زیم شمال ص ۳۲۲)

ص نشان منزل، آئینہ تربت ص ۲۶۲ بزم شمال ص ۲۹۸

شیخ بنیاد علی

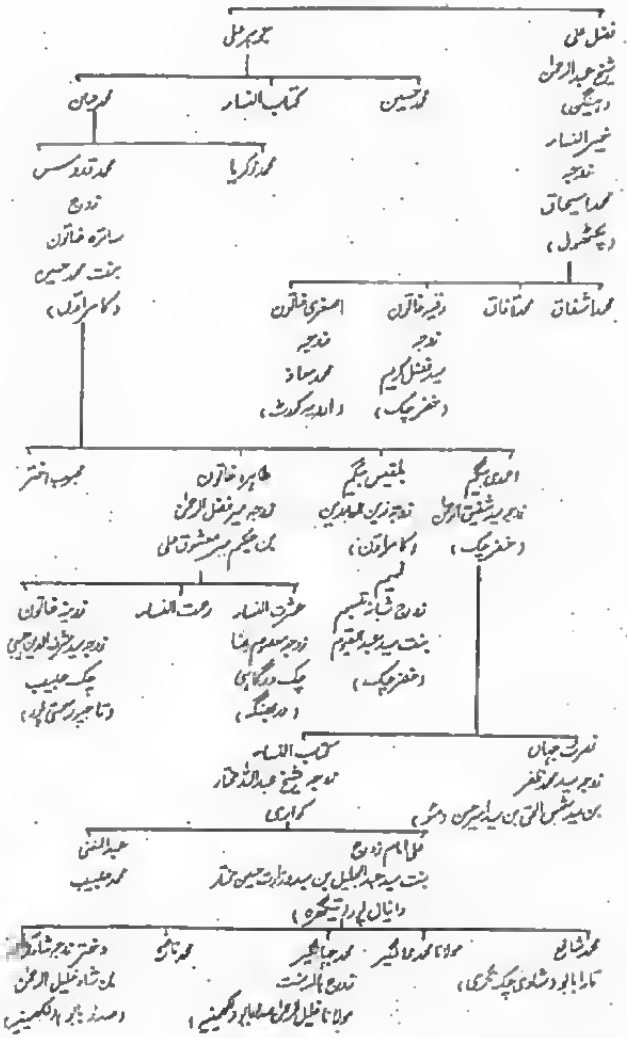

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح

(شجرۂ نسب ص۴۵۸)

شیخ شہاب الدین سہروردی عراق و عجم کے شہر سہرورد میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں اپنے چچا ابو نجیب عبدالقاہر کے زیر عاطفت تربیت حاصل کی۔ وہ شافعی مسلک رکھتے تھے۔ ان کا انتقال بغداد میں ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۴ء میں ہوا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ بروکلمان نے ۱۱ کتابیں گنوائی ہیں۔ سب سے اہم اور مشہور کتاب "عوارف المعارف" ہے جو دنیائے تصوف میں بہت مقبول ہے۔

قاضی حمیدالدین ناگوری رح، شیخ نورالدین مبارک غزنوی اور شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی رح ان کے مشہور خلفائے طریقت ہیں۔

سہروردی سلاسل کی فردوسی شاخ کے مشائخ نے بہار کے علاقہ میں رشد و ہدایت کے کام انجام دیئے جن میں خواجہ بدرالدین فردوسی متوفی (۷۱۶ھ) شرف الدین یحییٰ منیری رح متوفی ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۸۰ء حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری رح، حضرت سید جلال الدین حیدر جہانیان جہاں گشت مشہور ہیں۔

لہ مخدوم جہانیان جہاں گشت ص۴۲۳ تا ۴۲۷، سہ کنزالانساب ص۱۲۹،

حضرت شیخ جلال الدّین رومی رح

(شجرۂ نسب ص۴۵۸)

مولانا جلال الدین رومی رح اپنے عصر کے ایک عظیم شخصیت تھے۔ آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین تھا۔ مولانا رومی کے نام سے مشہور ہوئے۔ محمد خوارزم شاہ متوفی ۶۱۷ھ مولانا کے حقیقی نانا تھے ۶۰۱ھ میں مولانا کے والد شیخ بہاءالدین بلخ چھوڑ کر نیشاپور گئے۔ خواجہ فریدالدین عطار ملنے آئے۔ مولانا کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ خواجہ عطار نے اپنی مثنوی اسرارنامہ تبرکاً ہدیہ دی اور مولانا سے فرمایا کہ اس جوہر قابل سے غافل نہ رہنا۔ یہ ایک دن دنیا میں غلغلہ بلند کرے گا۔ مولانا کے والد نے اپنے شاگرد رشید اور مرید خاص مولانا برہان الدین کو ان کا اتالیق مقرر کیا جن سے مولانا رومی نے اکثر علوم حاصل کئے۔ وہ نو سال تک علم باطن اور سلوک کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں مولانا رومی کی شادی ہوگئی۔ ۲۵ سال کی عمر میں مولانا رومی نے تکمیل علوم کے لیے شام کا سفر کیا کچھ دن شہر حلب کے مدرسہ حلاویہ کے دارالاقامہ میں قیام کر کے کمال الدین بن عدیم سے فیض حاصل کیا پھر سات سال تک دمشق میں تحصیل علوم کرتے رہے۔ تمام مذاہب سے واقف تھے۔ علم کلام، علم فقہ میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ حکمت و تصوف میں ان کا کوئی نظیر نہیں تھا۔ مولانا کی زندگی کا خاص انقلاب حضرت شمس تبریز سے ملاقات کے بعد شروع ہوتا ہے۔ حضرت شمس تبریز سے مولانا کی ملاقات ۶۴۲ھ میں ہوئی اور حالت میں خاص تغیر پیدا ہوا۔ بعد ازاں حضرت شمس تبریز غائب ہو گئے ان کی جدائی مولانا کو شاق گذرا۔ بے چین رہنے لگے۔ دریں اثنا مولانا کی ملاقات صلاح الدین زرکوب سے ہوئی کچھ تسلی ہوئی۔ بالآخر صلاح الدین کا انتقال ۶۶۲ھ میں ہو گیا۔ مولانا حسام الدین کو اپنا ہمراز بنایا۔ انہیں کے مشورہ پر مولانا رومی نے مثنوی لکھی جو بہت مشہور ہوئی۔ ۶۷۲ھ میں مختصر علالت کے بعد مولانا وفات پا گئے۔ شاہ

لہ معارف مثنوی از مولانا حکیم اختر ص۲۶ تا ۳۱،

نوٹ:۔ شمس تبریز سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا ؎

نعرۂ مستانہ خوش می آید — تا ابد جانا چنیں می بایدم

سے فقیر تک سب جنازہ میں شریک رہے۔ مولانا حسام الدین خلیفہ بنے۔ مولانا رومی کے دو فرزند تولد ہوئے علاء الدین محمد، سلطان ولد، مولانا رومی کی تصنیفات میں ملفوظات کا مجموعہ فیہ مافیہ ہے۔ ۵۰ ہزار اشعار کا ایک دیوان ہے۔ تیسری تصنیف مثنوی ہے جس سے مولانا کا نام زندہ ہے۔ یہ مثنوی بحر رمل مثمن محذوف میں ہے۔ یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلن وہ باب ہے۔ مثنوی میں روحانی برکت اور وجدانی کیفیت ہے۔

پیر بدرالدین بدر عالم زاہدی رح

(شجرہ نسب ص۴۶۳)

پیر بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ کا مزار چھوٹی درگاہ بہار شریف پٹنہ، بہار میں واقع ہے۔ آپ کا اصل نام فیلقوس اسکندری ہے۔ آپ کے بزرگوں میں سے ایک صاحب کو ایک لاولد بادشاہ نے اپنی فرزندی میں لے لیا تھا۔ اس وقت سے آپ کا خاندان اسکندری کہلاتا ہے۔ سید شہاب الدین کبیر امام کعبہ آپ کے جد امجد تھے۔ الہامی غیب کی بنا پر اپنے صاحبزادہ سید فخر الدین فخر عالم زاہدی کو ہندوستان رشد و ہدایت کے لیے بھیجا۔ وہ میرٹھ آئے اور جنگل میں عبادت میں مصروف ہو گئے۔ یہیں بادشاہ وقت ان کا مرید ہوا۔ ان کا مزار میرٹھ میں ہے۔ ان کے فرزند سید شہاب الدین حق گو بادشاہ کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ سید شہاب الدین کے صاحبزادے سید فخر الدین ثانی تھے جن کا مزار دہلی ہے۔ سید فخر الدین ثانی کے پانچ فرزند تولد ہوئے۔ (۱) شیخ محمد (۲) شہاب الدین (۳) صدر الدین (۴) رکن الدین (۵) بدر الدین بدر عالم بدر الدین بدر عالم سب سے چھوٹے تھے۔ سید فخر الدین ثانی نے اپنے بڑے فرزند سید صدر الدین صدر عالم کو جونپور کی ولایت سونپی اور بدر الدین بدر عالم زاہدی کو بہار اور بنگال کی ولایت سونپی۔ چونکہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بہاریؒ بہار میں رشد و ہدایت میں مصروف تھے اس لیے سید بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ ۳۰۰ یا ۴۰۰ درویشوں کی معیت میں بنگال کے شہر چاٹگام پہنچے اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ سمندر کے کنارے ایک جہاز طوفان میں پھنس گیا اور تباہی قریب نظر آنے لگی لیکن ان کی دعا سے وہ جہاز صحیح سالم منزل پر پہنچ گیا۔ جہاز راں ان کی کرامت سے متاثر ہو کر سارا مال و متاع درویشوں کے نذر کر دیا۔ بنگال میں آج بھی ملاح طوفان میں بدر پیر کا نام لے کر کہتے ہیں "اللہ نبی پنج پیر بدر پیر" آج بھی کشتی دریا میں ڈالتے وقت یہی الفاظ دہراتے ہیں۔ ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۸۰ء میں مخدوم کے انتقال پر آپ بہار تشریف لائے۔ مخدوم بہاری نے فرمایا تھا کہ میرے بعد میرا مخدوم زادہ آئے گا۔ ان کا مزار بہار شریف میں مرجع خلائق ہے۔ ان کی کرامات بہت مشہور ہیں۔ جس مقام پر چاٹگام کی پہاڑی پر بدر پیر نے چراغ جلایا تھا وہاں آج بھی ہندو مسلمان قندیلیں جلاتے ہیں۔ ۸۴۷ھ مطابق ۱۴۴۵ء میں وفات پائی۔ آپ کے خاندان میں نواب عبد الجبار خاں مشہور ہیں ان کے چند خاندان موضع جرکی تھانہ پورہ سیوان، سارن چھپرہ بہار میں موجود ہیں۔ شاہ مظہر حسین بن ظاہر حسین سجادہ ہیں۔ بی بی ابدال ان کی دختر بڑی عابدہ کشف و کرامت والی گزری ہیں۔

سلہ تذکرہ صوفیائے بنگال ص۸۳ تا ۸۷۔

حضرت مخدوم نوح ہالائی رح

(شجرۂ نسب ص۴۵۸)

اسم گرامی لطف اللہ اور لقب مخدوم نوحؒ تھا۔ والد کا نام نعمت اللہ اور والدہ کا نام بی بی راجی تھا جو قبیلہ لاکھا سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کے جد اعلیٰ شیخ ابوبکر کتابی اپنے ۵ رفقاء شیخ احمد، شیخ محمد شیخ علی (قاضی) اور شیخ جلال الدین سب سے پہلے کوٹ کروڑ (ملتان) میں آباد ہوئے۔ مخدوم نوح کے جد مخدوم فخر الدین سفیر سیر و سیاحت کے لئے ہالہ کندی تشریف لائے۔ آپ اہل ہالہ کے امراء پر ہالہ میں سکونت اختیار کی اور یہیں مدفون ہوئے۔ مخدوم کی ولادت ۹۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ مستجاب الدعوات ولی تھے اور اتباع شریعت کے لیے مریدوں کو خصوصی ہدایات دیا کرتے تھے۔ خدمت خلق کے لیے مشہور ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں "دلیل الذاکرین" اور "ملفوظات" بہت مشہور ہیں۔ ستاسی سال کی عمر میں ۹۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار ہالہ کندی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کے خلفاء حسب ذیل تھے:۔

(۱) سید ابوبکر بکھاوی (۲) بہاء الدین دلق پوش (۳) سید علی متعلوی (۴) درویش زکریا (۵) سید عبدالکریم متعلوی۔

لہ تذکرہ صوفیائے سندھ ص۲۸۵،

شیخ شاہ سلطان لکھمینوی رح

(شجرۂ نسب ص۴۶۰)

مخدوم شیخ شاہ سلطان نقشبندیؒ نسباً قریشی تھے اور صدیقی تھے۔ شیخ سلطان کے والد بزرگوار شیخ حبیب اللہ مرضع بڑی بیلا ضلع مونگیر کے رہنے والے تھے۔ شیخ حبیب اللہ کا نکاح بی بی اولیا سے ہوا تھا۔ میاں شاہ اسحاق ساکن مرضع پوکھریا شیخ سلطانؒ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ شیخ سلطانؒ کے محل اولیٰ خدیجہ بی بی ماہیہ سے تین فرزند تولد ہوئے (۱) شیخ عبداللہ (۲) شیخ آدم (۳) شیخ حافظ شاہ مسکین، شاہ سلطانؒ کی دوسری زوجہ سے بھی تین فرزند تھے۔ (۱) شاہ جمال الدین (۲) شاہ فرید (۳) محمد سعید جن کی اولاد مرضع بڑی بیلا اور سنگھرو میں آباد ہیں۔ جامع مسجد لکھمینیہ کے احاطہ میں شیخ شاہ سلطانؒ اور ان کے پہلو میں بی بی ماہیہ اور فرزند اکبر حافظ شاہ مسکین محو خواب ہیں۔ شاہ سلطان کے گھرانے کی قرابت پھلواری شریف سے بھی ہے۔ شاہ سلطان کی دختری و پسری اولاد میں علماء و فضلاء برابر چلے آرہے ہیں اور بفضل خدا اس وقت بھی موجود ہیں اور یہ خاندان علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ طریقت میں بھی بالکل اور صاحبان کشف و کرامات اور موجب برکات رہا ہے۔ حافظ شاہ مسکین اپنے وقت میں جامع مسجد سلطانیہ کی امامت و خدمت اور نگرانی کے کام انجام دیتے رہے ہیں ان کے بعد ان کی اولاد میں شاہ علیم اللہ کا نام قابل ذکر ہے۔ مرضع سانحہ کے سادات میں یہ دستور تھا کہ ہر قریب میں ممنی فاتحہ خوانی ادا کیا کرتے تھے جو سوائے مرضع بزرگوں کے کسی اور سے فاتحہ نہیں کراتے تھے۔ شیخ سلطانؒ کے بقیہ دو فرزندان شیخ عبداللہ اور شیخ آدم کے مزارات آستانۂ عالیہ سے باہر ہیں۔ اولاد پسری سلطانی لکھمینیہ خصوصاً بہت سیدھے سادے اور معصوم ہیں جبکہ اولاد دختری حافظی بہاری مشہور ہے کہ بہت چست و چالاک تھے۔ شاہ سلطانؒ کا اصل وطن مرضع شیر گھاٹی ضلع گیا تھا۔ شیر گھاٹی اور اورنگ آباد کے اطراف میں ہنوز سابق مریدین کے خاندان آباد ہیں۔ اب اس خاندان کے افراد دوسرے بزرگوں کے دست پر بیعت کرنے لگے ہیں۔ شاہ عبدالغنی نے حاجی شاہ لطافت حسین مصنف دلاور پور مونگیر کے دست پر بیعت کی تھی جو مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

کا جب مونگیر میں آستانہ قائم ہوا تو لکھنیہ کے کافی لوگ روحانی سلاسل میں بیعت ہونے لگے۔ چنانچہ شاہ سلیمان چلواروی[1] گورمولانا سید محمد علی مونگیریؒ برابر لکھنیہ آتے تھے اور آستانہ عالیہ لکھنیہ میں مراقبہ کیا کرتے تھے۔ اسی خانوادہ کے پروفیسر شاہ کلیم الرحمٰن، کلکتہ یونیورسٹی خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے سلسلہ ارادت رکھتے ہیں اور اپنے نام کے ساتھ رحمانی لکھتے ہیں۔ شاہ کلیم الرحمٰن کے والد ماجد کے دور میں مکہ معظمہ میں کسی جنگ سے بیعت ہوئے تھے پھر بعد میں وہ بھی سلاسل رحمانی سے منسلک ہوئے۔

واضح ہو کہ مذکورہ کرسی نامہ لکھنیہ شاہ رحمت اللہ بن شاہ حکیم اللہ نے مرتب کیا تھا جبکہ ایک شجرہ حاجی شیخ محمد عثمان بن شیخ فضل حسین وکیل کشن گنج ساکن تیلگرو نے مرتب کیا تھا وہ زیادہ ۴۵-۱۹۴۴ء کا تھا۔ اصل شجرہ شاہ عنایت الرحمٰن نے شاہ عظمت اللہ سے عاریتاً مانگ لیا تھا جسے کسی مقدمہ کے سلسلے میں عدالت میں شہادتاً پیش کرنا تھا مگر وہ واپس نہ مل سکا۔ خدشہ ہے کہ اصل عبارت شجرہ مع تواریخ لکھنیہ کہیں تلف نہ ہو گیا ہو۔

تاریخی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ سلطانؒ نے کل چار شادیاں کی تھیں۔ ان کی تیسری شادی ایک لچھمینیا نامی نومسلمہ سے ہوئی جن کو انہوں نے شرف بہ اسلام کیا تھا اور جن کے نام پر یہ گاؤں آج بھی "سلطان پور" کے بجائے لکھنیہ کہلاتا ہے۔ لکھنیہ کے چودھری صاحبان شاہ سلطان کی اولاد ہیں۔ چوتھی شادی کا واقعہ حکیم سید محمد شعیب رضوی چلواروی نے اپنی تصنیف "تجلیات انوار" (جلد ۶) قلمی نسخہ میں یوں رقم فرمایا ہے جو شاداں فاروقی کی کتاب "بزم شمال" کے صفحہ ۴۱ اور ۴۲ پر طبع ہوا ہے۔

برہمن زادہ گھنشیام نے حضرت شیخ سلطان صدیقی نقشبندیؒ ساکن لکھنیہ ضلع مونگیر کے دست حق پرست پر شرف بہ اسلام ہو کر اپنا نام عبداللہ رکھا۔ اودھ کا یہ برہمن کشتی سے تجارت کا مال لے کر سلطان پور (لکھنیہ) کے قریب لنگر انداز ہوا۔ اتفاق سے طوفان آیا اور اس کی کشتی غرق ہو گئی۔ تدبیریں کی گئیں مگر کشتی نہ نکل سکی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرو۔ چنانچہ غرض کا مارا گھنشیام شاہ سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کا خواستگار ہوا۔ شاہ صاحب نے دعا فرمادی۔ اس کی تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب واپس آ کر

---

[1] کرسی نامہ لکھنیہ از شاہ رحمت اللہ ص ۲۷،

اس نے دیکھا کہ اس کی کشتی تمام سامانوں کے ساتھ محفوظ ساحل سے لگی تھی۔ اس واقعہ سے اسے شیخ سلطانؒ سے بڑی عقیدت ہو گئی اور وہ اپنے تمام متعلقین کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ اپنی لڑکی جس کا نام مشرکہ[1] رکھا گیا تھا حضرت کی زوجیت میں دے کر انہوں نے تمام عمر ان کی خدمت اور رفاقت کی جانب کشی میں صبر و قناعت کے ساتھ گزاری اور راضی بہ رضا رہا۔ عبداللہ کا وصال کب ہوا یہ تو پتہ نہیں لیکن شیخ سلطانؒ (متوفی ۱۱۲۶ھ مطابق ۱۷۱۴ء) کے بعد تک زندہ رہے۔ تقریباً ۱۱۴۰ھ مطابق ۱۷۲۷ء میں ان کا وصال ہوا اور وہ بھی لکھنیہ میں مدفون ہوئے۔ ان کا ہندی کا ایک شعر بہت مشہور ہوا

چھاڑی سے لڑا بھئے اور رسی سے طام
گھنشیام سے عبداللہ بھئے یہ بدھنا کے نام

چوتھی زوجہ مشرکہ کے بطن سے ایک دختر آزدہی جن کا نکاح مولانا سید حافظ حمید الدین سے ہوا جو بہار شریف کے رہنے والے تھے۔ شادی کے بعد حافظ صاحب سسرال ہی میں مستقلاً سکونت پذیر ہو گئے۔ ۱۱۳۶ھ میں شیخ شاہ سلطانؒ کے وصال کے بعد ان کے علم و فضل اور حسب و نسب کو دیکھ کر شاہ سلطانؒ کے آستانہ کا پہلا سجادہ بنایا گیا۔ اپنی سجادگی کے زمانے سے وہ بدرجہ اتم عہدہ برآ ہوئے۔ وہ لکھنیہ گاؤں کے قریب ہی آم کے باغیچہ میں ان کا مزار ہے۔ مولانا حافظ سید حمید الدین کی چھٹی پشت میں مولانا سید شاہ خلیل الرحمٰن عرف صدو بابو اور بدو بابو تولد ہوئے۔

---

[1] کرسی نامہ لکھنیہ از شاہ رحمت اللہ ص ۲۷ و تجلیات انوار (جلد ۶) ص ۴۱، ۴۲ از حکیم سید شعیب رضوی چلواروی، بزم شمال ص ۴۱، ۴۲، از شاداں فاروقی۔

مولانا سیّد شاہ خلیل الرّحمٰن

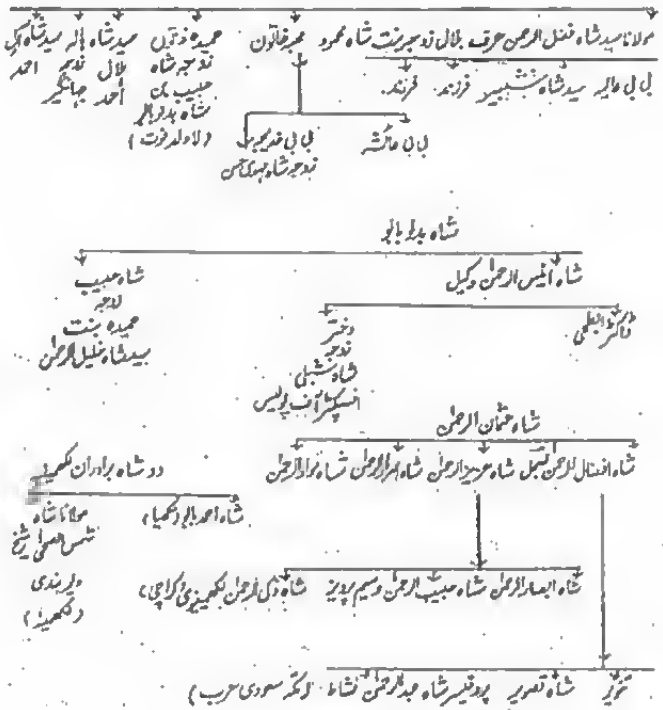

اولاد شاہ عظیم اللہ (لکھنیہ)

(شجرۂ نسب ص۴۷۰)

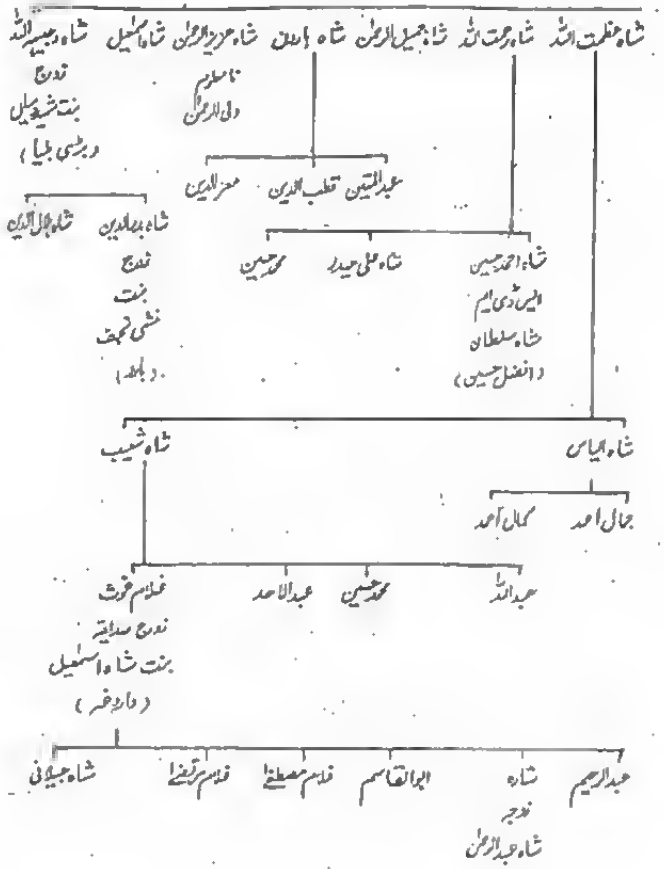

حضرت مخدوم آدم نقشبندی

(شجرۂ نسب ص۴۸۰)

مخدوم آدم نقشبندی سندھ میں سلاسل نقشبندیہ کے پہلے بزرگ آپ ہی تھے۔ بادشاہ عالمگیر کی علم دوستی سے متاثر ہو کر آپ ٹھٹھہ سے دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے فرزند شیخ محمد معصوم سے آپ نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ مطلب دیکھ کر انہوں نے مخدوم آدم کو خوب خوب نوازا۔ آپ خواجہ محمد معصوم سے بیعت ہو گئے۔ ایک مدت دراز تک آپ ریاضت و مجاہدہ میں لگے رہے آپ پر استغراق کی کیفیت رہنے لگی۔ جب آپ سلوک کی منازل طے کر چکے تو مدار عالیہ نقشبندیہ سے آپ کو خرقہ خلافت ملا۔ سرزمین سندھ میں آپ نے رشد و ہدایت کا کام جاری رکھا مخدوم آدم کے دو فرزند تھے۔ (۱) مخدوم فیض اللہ (۲) مخدوم اشرف، دونوں علم نقل اور تقویٰ میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ جب مخدوم آدم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مخدوم فیض اللہ کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ مخدوم آدم کے وصال کے بعد دونوں برادر آستانۂ سرہند پر حاضر ہوئے اور فیوض و برکات سے فیضیاب ہو کر لوٹے مگر افسوس بد افسوس دونوں برادر عنفوان شباب میں راہی ملک عدم ہوئے۔ دونوں بھائی اپنے والد بزرگوار مخدوم آدمؒ کے مشرقی پہلو میں مکلی میں محو خواب ہیں آپ کا مزار مکلی میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے خاص مریدان و خلفاء یہ ہیں (۱) ابو القاسم (۲) شیخ ابراہیم (۳) سید فتح محمد اور شیخ انس۔

اولیاء لواری شریف ابدین سندھ

(شجرۂ نسب ص۴۷۶)

خواجہ محمد زمان سلطان الاولیاء کی ولادت کی پیشین گوئیاں قبل سے ہو رہی تھیں جن سے متاثر ہو کر مولانا عبدالسلام نے اپنی دختر نیک اختر کا عقد خواجہ حاجی عبداللطیف سے کر دیا۔ چنانچہ شیخ حاجی کی تیسری اہلیہ کے بطن سے صاحب کمال تولد ہوا جس کا شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ آپ کا اسم گرامی محمد زمان رکھا گیا۔ آپ بچپن ہی میں اپنے سوتیلے بھائیوں کے شر سے مجبور ہو کر ٹھٹھہ جا کر مدرسہ میں پڑھنے لگے۔ یہیں خواجہ محمد مظہر ٹھٹھوی کی نظر آپ پر پڑی اور وہ آپ کو طریقت کی طرف مائل کرنے لگے ایک وقت ایسا بھی آیا جب خواجہ زمانؒ نے ابراں کین کے دست پر بیعت فرمائی اور راہ طریقت پر گامزن ہو گئے۔ چھ ماہ کی مسلسل ریاضت کے بعد مرشد نے آپ کو اپنے مسند پر بٹھایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپ کی مسند نشین کی تائید سرہند کے خلیفہ میاں عبدالرشید نے بھی کی۔ حج سے واپسی کے بعد آپ کے مرشد نے آپ کو خلیل الرحمٰن کا لقب دیا اور وصیتیں فرمائیں۔ جب ٹھٹھہ میں سیاست اور مخالفت ہونے لگی تو آپ اپنے وطن لواری شریف چلے گئے جہاں آپ کے والد بزرگوار نے مسند رشد و ہدایت آپ کے سپرد کر دیا۔ والد بزرگوار کی وفات کے بعد آپ نے نئی لواری میں نقل مکانی کی۔ آپ کے کشف و کرامات کا شہرہ سن کر عبداللطیف بھٹائیؒ نے بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور مستفیض ہوئے۔ آپ کے چار خلفاء بہت مشہور ہیں (۱) عبدالرحیم گرھوری (۲) ابو طالب اگمی (۳) حافظ ہدایت اللہ (۴) حاجی محمد صالح کھڈانہی، آپ نے دوسرا نکاح پیر ایوب کے خاندان میں کیا جن سے خواجہ گل محمد تولد ہوئے اور آپ کے وصال کے بعد ہی آپ کے جانشین ہوئے۔ ایک سال قبل ہی آپ نے اعلان کر دیا تھا کہ رخصت کا وقت آپہنچا ہے چنانچہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ کو آپ تمام لوگوں کو ناشتہ کرا کر چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اس طرح روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ

شجرۂ نسب

اسمائے گرامی

شاہ فضل الرحمٰن

شیخ اہل اللہ

شیخ محمد فیض

شیخ برکت اللہ

شیخ عبدالقادر

شیخ سعداللہ

شیخ نور محمد

شیخ عبداللطیف

شیخ عبدالرحیم

شیخ محمد مصباح الحاکمین چشتی

شیخ شاہ منگن

شیخ داؤد

شیخ شہاب الدین حق گو شہید

اولاد حضرت ابوبکر صدیقؓ

انوار الصفا ص ۲۵۳ تا ۲۷۴

آپ شیخ شہاب الدین ثانی زاہد حق گو شہید کی اولاد میں ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ شیخ داؤد سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں دہلی وارد ہو کر پانی پت میں قیام پذیر ہوئے۔ اور ۷۸۵ھ میں وفات پائی ان کے پوتے شیخ محمد چشتی کامل صوفی تھے۔ ۸۱۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔ وہ مخدوم شاہ مینا لکھنویؒ سے فیضیافتہ تھے۔ حضرت گنج مراد آبادی کے والد شیخ اہل اللہ حضرت عبدالرحمٰن صوفی لکھنوی کے مرید خاص تھے۔ آپ ہی نے ان کو نیک فرزند کی ولادت کی پیشین گوئی کی تھی۔ شیخ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی یکم رمضان ۱۲۰۸ھ میں اپنی نانہال سندیلہ میں تولد ہوئے۔ صوفی عبدالرحمٰن لکھنوی نے کان میں اذان کی آواز دی اور رسم بسم اللہ ادا فرمایا جب بڑے ہوئے تو شرح، شرح جامی اور کافیہ کا درس مولانا انوار لکھنوی فرنگی محلی سے لیا۔ حدیث کا درس مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے لیا۔ آپ ملانواں میں شاہ آفاق کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ان کے دست پر بیعت کی۔ تین ماہ بعد سلاسل قادریہ نقشبندیہ کی خلافت و اجازت عطا کی گئی انہیں دنوں آپ کا عقد ملانواں میں ہو گیا۔ بعد ازاں ملانواں سے نقل مکانی کر کے گنج مراد آباد میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کا دوسرا عقد گنج مراد آباد میں ہوا جن سے شاہ احمد میاں سجادہ نشین تولد ہوئے ان کے بعد شاہ رحمت اللہ سجادہ بنے جن کے فرزند شاہ افضال الرحمٰن (بھولے میاں) نے مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کی سوانح افضال رحمانی تالیف کی۔ مولانا کا انتقال ۱۰۵ سال کی عمر میں ۱۳۱۳ھ میں ہوا۔ مزار قدیم شاہی مقبرہ گنج مراد آباد میں مرجع خلائق ہے۔ بحر العلوم میں مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی فرماتے ہیں کہ جس نے صحابہ کرام نہ دیکھا ہو وہ مولانا گنج مراد آبادی کو دیکھ لے۔

۱؎ انوار الصفا ص ۲۵۳ تا ۲۷۴،

ارشادات رحمانی

۱۔ درود کثرت سے پڑھو۔ ہم نے جو کچھ پایا درود سے پایا۔

۲۔ کامل اتباع سنت ہی ولائت ہے۔

۳۔ قرآن اور احادیث پڑھا کرو۔

۴۔ دعا، درود اور نماز سے سب کچھ مل جاتا ہے۔

۵۔ سورہ اخلاص اور کلمہ سوم روزانہ دو سو بار پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

۶۔ جو مزہ نماز میں ہے کسی چیز میں نہیں۔

۷۔ والدین کے بلانے پر نفل نماز توڑ دو۔

۸۔ مسافر کی نماز ۵۰ نمازوں کے برابر ہے۔

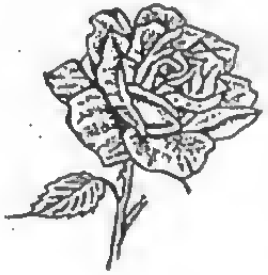

مولانا قاسم نانوتوی

(شجرۂ نسب ص۴۷۴)

تحریکِ آزادی کے دوران تھانہ بھون کو دارالاسلام قرار دے کر جہادِ آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ میرٹھ کے بعد دہلی میں بھی جہاد کا آغاز ہو گیا۔ حضرت حاجی امداد اللہؒ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد تھانوی، حضرت حافظ ضامن شہید اور دیگر علمائے کرام بنفسِ نفیس مجاہدانہ انداز میں صفِ اوّل میں برسرِ پیکار گولیوں کی بوچھاڑ میں خدا کی مدد کی توقع پر پُرعزم میدان میں ڈٹے رہے۔ امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو وارنٹ گرفتاری کی بنا پر ہجرت مکہ مکرمہ اختیار کرنا پڑی جبکہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وارنٹ گرفتاری کی بنا پر روپوش ہو گئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے رضاکارانہ طور پر امداد باہمی کے اصولوں کی بنیاد پر ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء بروز جمعرات دیوبند قصبہ کی مسجد چھتہ کے صحن میں ایک انار کے درخت کے سایہ میں مدرسہ دیوبند کا آغاز دعاؤں سے کیا۔ ملا محمود مدرسہ کے پہلے استاد اور محمود الحسن اسیر مالٹا پہلے طالب علم تھے۔

مولانا قاسم نانوتوی ۱۲۴۸ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد کا اسمِ گرامی شیخ اسد علی تھا آپ کا سلسلۂ نسب خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم نانوتہ، دیوبند اور سہارنپور میں حاصل کی۔ آپ ۱۲۶۰ھ میں مولانا مملوک علی کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ حدیث نبوی کا درس شاہ عبدالغنی سے لیا۔ آپ علمِ ریاضی میں مکتا مہارت رکھتے تھے۔ تعلیم کے دوران مولانا قاسم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ مدرسہ دیوبند آج تک مولانا قاسم نانوتوی کا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ نے تین دفعہ حج کی سعادت حاصل کی۔ مولانا نانوتوی ۶ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے اور دارالعلوم دیوبند کے احاطے میں مدفون ہوئے۔

شیخ شاہ نعمت اللہ صدیقی سیوانی

شیخ شاہ نعمت اللہ صدیقی شہر چھپرہ ضلع سارن سے تقریباً ۵۰ میل مغرب و شمال کے گوشہ میں ایک بستی سیوان مربا میں ۱۲۶۸ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسمِ گرامی شیخ امیر علی تھا۔ آپ کے جدِ امجد کا نام شیخ کریم بخش اور پردادا نام شیخ غلامی صدیقی تھا ابتدائی علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد آپ قادریہ سلاسل میں بیعت ہوئے۔ آپ کے مرشد کا نام مولانا شاہ محمد احسان اللہ فاروقی دلیدپوری تھا۔ جن کا سلسلۂ طریقت شاہ ابوالغوث گرم دیوان تک پہنچتا ہے۔ بعد ازاں ٹانڈہ شریف فیض آباد میں محمد چاند شاہؒ سے تمام سلاسل اہل طریقت نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ قلندریہ نظامیہ میں عموماً اور نقشبندیہ میں خصوصاً بیعت کی۔ چاند شاہ کی خدمت میں رہ کر روحانی تربیت سے مستفیض ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کر کے وطن مالوف لوٹے۔ آپ کے فیضان سے ایک عالم فیضیاب ہونے لگا۔ آپ کے مریدان بنگال، پٹنہ اور بھاگلپور مونگیر چھپرہ، گورکھپور، بستی، الہ آباد اور بمبئی میں پھیلے ہوئے ہیں یعنی "بریں خوان یغما چہ دشمن و دوست" ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں آپ وفات پا گئے۔

تصنیفات | کلیاتِ نعمت، مرآت نامہ نعمت، بارہ ماسہ (ہندی) غیر مطبوعہ۔

اولاد | مولوی شاہ محمد حفظ الرحمٰن سیوارہ نشین، مولوی شاہ محمد ثابت الرحمٰن اور چند دختران۔

خلفاء | محمد صدیق سیوانی، مولانا سید ابوالہاشم محمد شانق فاضل ہزاروی مونگیری، سید محمد محمود بارہ وی مدرس مدرسہ دارالمکلفہ، مولوی کبیر احمد بلیاوی، حاجی حافظ عبدالغفور امام مسجد میر شکار ٹولی جیا ضلع چھپارن۔

اوصاف | بدعت کو سنت ناپسند کرتے تھے۔ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ آپ توکل، زہد، ورع، قناعت، استغنا، مروت، جہاد و دیانت، اتباع سنت، خلق، غیرت، شجاعت اور سخاوت جیسے اوصاف جمیلہ کے حامل تھے۔ بزرگ مساکین پر بڑے مہربان تھے۔ سائل کو کبھی محروم نہیں کرتے تھے۔ نماز پنجگانہ باجماعت مسجد میں اوّل وقت ادا کرتے۔ غرض یہ کہ اتباعِ سنت پر سرِ حال میں قائم رہے۔

شاہ نعمت اللہ صدیقی کے ایک رفیق محمد رستم شاہ سیوانی بھی چاند شاہ کے فیضیافتہ تھے دونوں

۱؎ تاریخ ولی کامل از مولانا محمد جمیل احمد نصری سیوانی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ ص ۹۱۳

ساتھ چاند شاہ کی خدمت میں فیضان حاصل کرنے پہنچے تھے جن کے صاحبزادہ محمد صدیق سیوانی نعمت اللہ شاہ کے تربیت یافتہ خلیفہ تھے۔

اولاد محمد صدیق بن رستم شاہ بن مادر بخش (مسلم راجپوت موضع جگدیش پور تحصیل و ضلع بارہ بنکی حال گونڈہ)

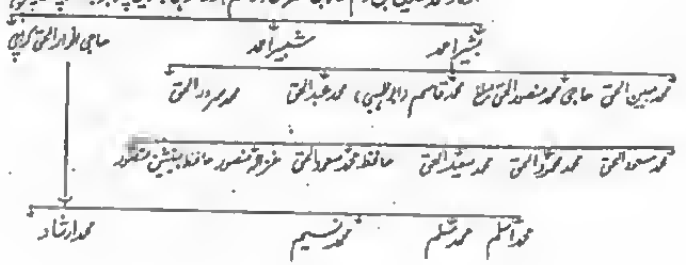

مولانا شیخ محمد الیاس، شیخ الحدیث مولانا زکریا و مولانا محمد یوسف کاندھلوی امیر تبلیغ جماعت

(شجرۂ نسب ص۴۵۹)

مولانا محمد یوسف کاندھلوی مولانا شیخ محمد الیاس کاندھلوی بانی تبلیغ جماعت کے صاحبزادہ تھے۔ ان کا نسبی تعلق کاندھلہ اور دوآبہ کے مشہور و معروف شیخ صدیقی خانوادہ سے ہے۔ ان کے مورث قاضی شیخ محمد سلطان محمد تغلق کے عہد میں پرگنہ کاندھلہ کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

مولانا یوسف کاندھلوی ۲۵ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۷ء کو تولد ہوئے۔ آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ نے قاری مبین الدین سے تجوید سیکھی۔ اور مولانا منیر الدین سے مدرسہ کاشف العلوم میں عربی سیکھی۔ حافظ مقبول حسن گنگوہی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے مولانا جمیل احمد تھانوی سے بھی تعلیم پائی۔ مشکوٰۃ شریف والد ماجد سے پڑھی اور جلالین مولانا اعتشام الحق کاندھلوی سے پڑھی۔ مولانا الیاس کی وفات کے بعد آپ امیر تبلیغ جماعت مقرر ہوئے۔ آپ نے انتھک محنت لگن سے اس ادارہ کو بین الاقوامی ادارہ بنا دیا۔

۱؎ عربی النسل مسلمان ص۲۰۰

شاہ عبدُ العلیم صدیقیؒ

آپ کے والد محترم کا اسم گرامی مولانا شاہ عبدالحکیم تھا۔ آپ ۲ اپریل ۱۸۹۲ء میں میرٹھ میں تولد ہوئے۔ دارالعلوم عربیہ قومیہ امیر میرٹھ سے سولہ سال کی عمر میں درس نظامی پاس کیا بعد ازاں اڈارہ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۱۶ء میں ڈیزنل کالج میرٹھ سے بی اے کیا۔ ۱۹۱۹ء میں حجاز تشریف لے گئے واپسی پر اعلیٰ حضرت سے چاروں سلاسل میں خرقہ خلافت حاصل کیا۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی (لکھنؤ) شیخ احمد شمس (مراکش) اور شیخ سنوسی (لیبیا) سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ ۱۹۱۹ء تا ۱۹۵۲ء یورپ، امریکہ، افریقہ اور جنوبی ایشیا میں تبلیغ کی اور متعدد جرائد و رسائل جاری کیے۔ علم دین کو عام کرنے کے لیے کئی مساجد و مدارس تعمیر کروائے۔ ۱۹۲۴ء میں مسلم کانگریس برو شلم کے اجلاس میں سعودی عرب کی نمائندگی کی۔ اٹھارہ ہزار مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان کیا۔ مصر کے دورے میں اخوان المسلمین کے حسن البنا سے ملاقات کی۔ ۹۲ امریکیوں کو مسلمان کیا۔ ۳۶ انگریز پروفیسروں کو مع اہل و عیال مسلمان کیا۔ کینیڈا میں گیارہ علمی ادارے میں لیکچر دیئے۔ ۱۹۳۵ء میں انگریز مفکر جارج برنارڈ شا سے مناظرہ کیا۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ مدینہ منورہ کے لوگ آپ کو طبیب ہندی کے نام سے پکارتے تھے۔ پاکستان میں آپ پہلی نماز عید پڑھائی۔ ۱۹۵۰ء میں آپ نے پوری دنیا کے ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو اور نائیجیریا کے وزیر اعظم احمد بیلو آپ کے مرید تھے۔

۲۳ اگست ۱۹۵۴ء کو مدینہ منورہ میں خالق حقیقی سے جا ملے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ نے انگریزی میں ۹ اور اردو و عربی میں ۷ کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے دنیا بھر میں ۱۲ ادارے قائم کیے جن کی سرپرستی آج کل ان کے فرزند ارجمند مولانا شاہ احمد نورانی کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری

علامہ شاہ احمد نورانی مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری کے فرزند ارجمند ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی کے جد امجد کا اسم گرامی شاہ عبدالحکیم جوش صدیقی تھا۔

ولادت

آپ میرٹھ میں ۱۷ رمضان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۲۶ء میں تولد ہوئے۔

سلسلۂ نسب

آپ کا سلسلۂ نسب خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی (متوفی ۱۹۵۴ء) اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے۔

تعلیم

۸ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ درس نظامی مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے لیا۔ دستار بندی کی تقریب میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی (والد)، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور اعلیٰ حضرت شاہ مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند شریک تھے۔ والد کی وفات کے بعد مین الاقوامی تبلیغی دوروں کا کام آپ نے سنبھالا اور سینکڑوں غیر مسلم آپ کے ذریعہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ کو ورلڈ اسلامک مشن کا فرنس کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ آپ نے ختم نبوت کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۷۹ء سے کراچی میں مستقل قیام پذیر ہوئے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے آپ قومی اسمبلی کے رکن ہوئے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ میں بھی آپ سراپا احتجاج بن کر میدان میں نکل آئے اور قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں۔ جن گوں اور بیباکی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔

تصنیفات آپ نے دو ضخیم کتابیں عیسائیت اور مرزائیت کے رد میں لکھیں:

(۱) دی سیل آف پرو فیٹ (انگریزی) مہر نبوت (۲) جیسس کرائسٹ اِن دی لائٹ آف قرآن۔
(حضرت عیسیٰؑ قرآن کی روشنی میں)

لہ تعارف علمائے اہل سنت ص ۳۳۔

اولاد حضرت عمر فاروقؓ

- شیخ عبیداللہ
  - عبداللہ
  - عفان
  - سلیمان
  - قرنش
  - ہمایون
  - دامان
  - محمد عثمان
  - شہریار
  - احمد نامدار
  - جرجیس
  - تمارون
  - عادل
  - حاکم
  - ملک بادشاہ
  - شاہ عطاء الملک
  - شیر الملک شاہ ایران
  - شیخ بہاء الدین
  - شیخ وجیہ الملک
  - شیخ سالار شام
  - شیخ خلیل الملک
  - شیخ منور
  - شیخ ارزانی بدایونی
  - قاضی عماد الدین بدایونی
  - قاضی اسمٰعیل ہرگامی
  - قاضی صدر الدین
  - عبدالماجد
  - عبدالواحد
  - حافظ صالح
  - شیخ ارشد
  - مولانا فضل امام
  - مولوی فضل حق خیرآبادی
  - (باغی ہندوستان از مولانا عبدالشاہد شیروانی ص۱۳۰)
- شیخ عبداللہ عاصم
  - شیخ حسن
    - شیخ عبدالرحمٰن
    - شیخ نورالدین
    - شیخ نصیر الدین
    - شیخ عماد الدین
    - شیخ بہاء الدین
    - شیخ تاج الدین
    - شیخ نظام الدین
    - شیخ وہاج الدین
    - شیخ سراج الدین
    - شیخ جمال الدین
    - شیخ مولانا برہان الدین
    - شیخ مولانا اخیل الدین
    - مولانا محمد اسمٰعیل
    - مولانا عبدالرزاق
    - مولانا خواجہ خضر دانشمند
    - خواجہ جسام الحق
    - سرا ماکپور (الہ آباد یوپی) (ص۳۸۹)
  - شیخ نصیر الدین سلیم
    - شیخ سلیمان اسلم
    - سلطان ادہم رح
    - سلطان ابراہیم بن ادہم رح
    - عبدالعزیز
      - شہاب الدین
      - محمد باقر
      - عبداللطیف
      - اسحٰق
      - محمد
      - یونس
      - عبداللہ
      - احمد
      - برہان الدین
      - مطلب
      - محمد
      - عبدالعزیز
      - برہان الدین (صفحہ ۳۸۹)
    - شیخ اسحٰق
      - شیخ ابوالفتح (تبع تابعین)
      - شیخ محمد حافظ اکبر
      - شیخ محمد احمد حافظ اصغر
      - شیخ حافظ اکبر
      - شیخ عبداللہ
      - شیخ مسعود
      - شیخ سلیمان
      - شیخ سلمان
      - شیخ فہمان شاہ
      - شیخ نصیر الدین
      - شیخ محمود
      - شیخ داؤد
      - شیخ یونس
      - شاہ محمد اسحٰق
      - شاہ عبدالفتح جیل
      - شاہ علی اصغر
      - شاہ علی اکبر
      - شاہ عبداللہ
      - شاہ قاضی احمد
      - شاہ محمود عالم
      - شاہ ابو محمد
      - مخدوم شمس الدین حقانی رح
      - احمد فرخ (شاہ کابل)
        - شہاب الدین
        - شیخ محمد
        - شیخ یوسف
        - شیخ احمد
        - شیخ شعیب
        - شیخ جمال الدین سلیمان
        - شیخ مسعود فرید گنج شکر رح
        - (پاک پتن پنجاب)
      - شہاب علی شاہ
        - سفیر سلیمان
        - نصیر الدین
        - رئیس الدین
        - حبیب اللہ
        - شیخ محمد
        - عبدالحی
        - زین العابدین
        - عبدالاحد
        - شیخ احمد سرہندی
      - شیخ کمال
        - شیخ نجم الدین
        - شیخ بدیع الدین
        - شیخ محمد
        - شاہ رسول مقبول رسول
        - شیخ عبدالاحد میراں (صفحہ ۳۸۹)

(عربی الفضل مسلمین ص۳۴۳)

اولاد بابا مسعود فرید گنج شکرؒ

(شجرہ صفحہ ۴۸۷)

- نظام الدین
- شاہ مسعود
- شاہ نظام الدین
- شاہ ابوالمعالی
- محمد جعفر فریدی
- پرتاب گڑھ (ماکپور یوپی)
- بدرالدین سلیمان
  - مولانا علاء الدین (یوسف گنج رواں)
    - علم الدین محمد
    - رکن الدین (کان شکر) (بہار)
  - شیخ مودود
    - شیخ موسیٰ
    - شیخ آدم
    - شیخ سلطان
    - شیخ بہاء الدین
    - شیخ سلیم چشتی رح
    - فتح پور سیکری (آگرہ)
  - تاج سرور
    - نجم الدین
    - نصیر الدین
    - اسمٰعیل
    - علی مشیر
    - قاضی عماد
    - قاضی عبدالغنی
    - قاضی اسمٰعیل
    - شیخ عثمان
    - شیخ فرید
    - مایا یار محمد
    - شرف الدین محمد جہان
    - فضل علی
    - افضل علی
    - عبدالقادر وکیل (گیا، بہار)

اولاد مخدوم حسام الحق کڑا مانکپور الٰہ آباد (شجرہ صفحہ ۴۸۶)

شاہ فیض اللہ
نظام الدین — شاہ حشمت اللہ — حسن کلیم اللہ
نبی احمد شاہ — شاہ مسعود — احمد
شاہ قاسم — غلام محی الدین — عبدالعلی
شاہ سلطان — شاہ عماد الدین — سراج الدین
شاہ عبداللہ — شاہ جعفر — غلام مصطفیٰ
شاہ دانیال — شاہ راجی — علی احمد
شاہ احمد — شاہ اسماعیل — غلام محمد
غلام عالم — شاہ یعقوب — سیف اللہ
فیض اللہ — شاہ طیب — امام بخش
محمد حسن — شاہ زبدۃ العارفین — اسد علی
صادق اللہ — شاہ ابوالقاسم — اشرف علی فاروقی
(الٰہ آباد) — شاہ عبدالکریم (یوپی)
شاہ عبدالرحیم
شاہ شاہ محمد
شاہ ابراہیم
شاہ نعمت اللہ
شاہ نجیب اللہ
شاہ قاضی لیاقت حسین
شاہ ولایت حسین
شاہ محسن
شاہ عبدالرشید
شاہ محمد احسن
شاہ محمد محسن
(پشت ۴۷۲) رشید اختر
(منیر، بہار)
(بزم صوفیہ صفحہ ۹۲)

اولاد شیخ برہان الدین (شجرہ صفحہ ۴۸۶)

مشیخ احمد — صدر جہاں
محمد — قاضی عنایت اللہ
سلیمان — قاضی سلام اللہ
یوسف — قاضی احمداللہ
اسماعیل — قاضی رحمت اللہ
ابوالفتح — قاضی اسد علی
محمود — عبدالرؤف
عبدالعزیز (عظیم آباد، بہار)
وحیدالدین
نورالدین
ابوسعید
سلیمان
مخدوم شہاب الدین
حافظ علم الدین
مخدوم موسےٰ
شرف الدین
عبدالوہاب
میاں قبول احمد واعظ
خواجہ حافظ
میاں صلاح الدین
میاں عبدالوہاب بچل سرمست
(دراز اشریف خیرپور سندھ)

اولاد شیخ عبدالاحد میراں (شجرہ صفحہ ۴۸۷)

شیخ نعیم
شیخ معین الکریم
شیخ امان اللہ
شیخ رحمت اللہ
شاہ محمد
شاہ محب الحسنین
شاہ منعم کاکا زئی
(پھلنہ، بہار)

مشائخ فاروقی مونگیر

شیخ عنایت حسین (پکھول)

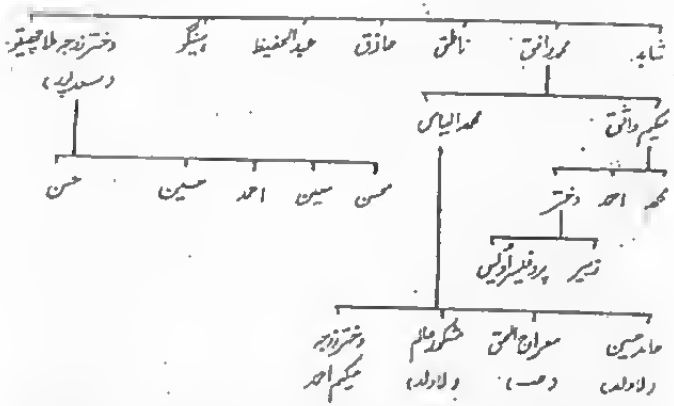

چودھری فقیر بخش (احمد گنج، ساسنحہ) بڑی جیا سے منتقل ہوکر ساسنحہ میں آباد ہوئے۔

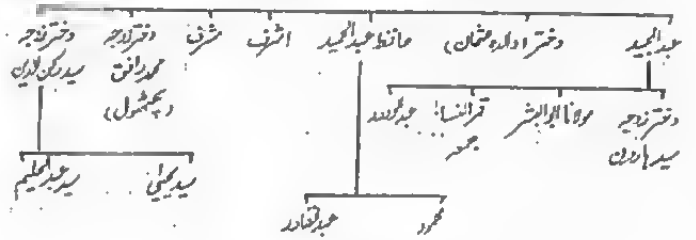

برادر نسبتی چودھری فقیر بخش

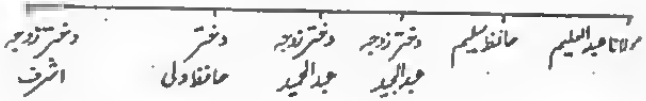

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ

(شجرۂ نسب ص۴۸۶)

حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ کے والد شہاب الدین خوری کے زمانہ میں کابل سے لاہور آئے پھر کہنی وال میں مستقل سکونت پذیر ہو گئے اسی مقام پر بابا فرید تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام قرسم خاتون بنت ملا وجیہہ الدین تھا۔ آپ کی تعلیم ملتان میں ہوئی۔ فقہ منہاج الدین ترمذی سے پڑھی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت بختیار کاکی سے بیعت ہوئے۔ مزید روحانی فیض کے لیے سیاحت کی۔ غزنی بغداد، سیوستان اور بدخشاں میں علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ نہاوند میں شیخ سیف الدین باخزری سے ملے۔ غزنی میں امام حلادی سے ملے۔ سیوستان میں شیخ ادحد الدین کرمانی سے ملے۔ بدخشاں میں ذوالنون مصری سے ملے۔ سیاحت سے واپسی کے بعد خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت بختیار کاکیؒ دونوں نے خرقہ خلافت عطا کیا۔ آپ نے حسب حکم اجودھن کو اپنا مستقر بنایا۔ آپ کی طبیعت میں نرم، عجز و انکساری کوٹ کوٹ کے بھری تھی۔ آپ نے الغ خاں کی دختر بی بی ہزیرہ سے عقد کیا جن کے بطن سے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں حضرت بابا فرید شکر گنجؒ ۹۳ سال کی عمر میں ۶۶۵ھ میں وفات پا گئے۔ آپ کی سن ولادت ۵۸۴ھ تھا۔

تصنیفات و ملفوظات: راحت القلوب، سیر الاولیا۔

خلفاء: نظام الدین اولیاء، علاء الدین علی صابر، شیخ جمال قطب دہلی، شیخ ذکریا ملتانی، مولانا علی سنجری وغیرہ۔

نوٹ: مخدوم شیخ محمد صالح مخدوم فرید گنج شکرؒ کی اولاد میں اور سہسرام صوبہ بہار میں مدفون ہیں اور ان کی اولاد بھی اسی جگہ آباد ہیں۔

۱؎ یزم صوفیہ ص۱۲۳، ۲؎ کنز الانساب ص۶۷،

پیر طریقت شیخ حسام الدین کڑا مانکپوری الہ آباد یو۔پی۔ ہند

(شجرۂ نسب ص۴۸۷)

شیخ حسام الدین مانکپوریؒ کے مورث اعلیٰ مولانا محمد اسمٰعیل قریشی ملک یمن سے ترک وطن کر کے بادشاہ التمش (۶۱۱ھ تا ۶۳۳ھ) کے عہد میں ہند تشریف لائے۔ بادشاہ نے ۶۰ بیگھہ اراضی خانقاہ کے لیے عطا کی جہاں وہ سکونت پذیر ہوئے۔

شیخ حسام الدین کے والد خواجہ خضر دانشمند ایک عالم اور فقیہہ تھے۔ آپ کے دادا شیخ جلال الدین عالم اور متقی اور صاحب طریقت بزرگ تھے آپ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ شیخ محمودؒ سے بیعت تھے۔ وہ ہمیشہ نماز عشاء کے بعد ۴۱ بار سورہ یٰسین شریف ختم فرماتے۔ ان کا ذریعہ معاش قرآن پاک کی کتابت تھی۔ آپ کی تصنیف ملفوظات تھی جو غیر مطبوعہ تھی۔ دوسری کتاب کا نام انیس العاشقین تھا۔ ان کے خلیفہ شیخ شہاب الدین مانکپوری تھے۔ آپ کے بڑے فرزند کا نام شیخ فیض اللہ قاضی شاہ تھا اور دوسرے فرزند شیخ احمد تھے جن کو آپ شیخ بڈھا، نور دیدہ اور دیدۂ نور کہتے تھے۔ آپ نے شیخ نعمت اللہ (شیخ نتھو)، شیخ اکمل، شیخ راجا اور شیخ اخوند عالم کو خلوط بھیجے تھے جو حضرت نور قطب عالم کے نواسے تھے۔

شیخ حسام الدین نے ۸۸۲ھ مطابق ۱۴۷۷ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار کڑا مانکپور الہ آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔ شیخ صاحب کے تقریباً ۱۲۰ خلفاء تھے۔

(۱) سید مسعود بن سید ظہیر الدین فتوری شیخ سیدن کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) سید حامد شاہ بہرائچ شاہ مانکپوریؒ (۳) سید محمد امیر بڈھاؒ جن کا لقب سید موسیٰ ہے۔ (۴) مولانا کمال الدین عزاللہؒ (۵) مولانا شبیر اللہ ابو القاسم ملتانیؒ (۶) شیخ نصیر الدین بن شبیر اللہ (۷) مولانا فرید الدین سمانہ (۸) شیخ احمد تنوجی (۹) معین الائمہ اودھی (۱۰) مولانا منہاج الدین بن یوسف بن داؤد کردیؒ (۱۱) مولانا جمال الدین حسن فرد (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف بن داؤد کردیؒ (۱۳) مولانا سرمد کردی (۱۴) مولانا علاء الدین کردی (۱۵) شیخ تاج شہاب مانکپوری ملقب بہ ارزانی شاہ۔

مخدوم شیخ حسام الدین مانکپوریؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند کلاں شیخ فیض اللہ قاضی شاہ جانشین ہوئے

۱؎ تذکرہ صوفیائے بنگال ص۴۱۱،

شیخ سلیم چشتیؒ

(شجرۂ نسب ۴۸)

شیخ سلیم چشتی حضرت فرید گنج شکر کی اولاد تھے۔ ان کی ولادت ۸۸۴ھ مطابق ۱۴۷۹ء میں ہوئی اور وفات ۹۷۹ھ مطابق ۱۵۷۱ء میں ہوئی۔ شیخ سلیم چشتیؒ دہلی میں تولد ہوئے۔ فتح پور سیکری سے سرہند آئے اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ ۹۶۲ھ میں مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ عرب و عجم کے شہروں کی سیاحت کی اور وہاں کے مشائخ اور باکمال لوگوں کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے اور بڑے بڑے امور سرانجام دیئے۔ برسفر واپس آکر شیخ ابراہیم چشتیؒ سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ فتح پور سیکری کی ایک پہاڑی پر گوشہ نشیں ہو کر طویل عرصہ تک عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ طلبگاروں اور مریدوں کو دیانت و مجاہدہ کی تلقین فرماتے تھے۔ امراء و سلاطین آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ جن میں شہنشاہ اکبر اور شیر شاہ سوری کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بادشاہ اکبر کو آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ اس کو کوئی اولاد نہ تھی چنانچہ آپ سے دعا کی درخواست کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی دعا سے اکبر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا آپ نے خود اس لڑکے کا نام اپنے نام پر سلیم رکھا۔ یہی شہزادہ سلیم اکبر کے بعد جہانگیر کے لقب سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔ آپ کا وصال فتح پور سیکری ہی میں ہوا۔ وفات سے پہلے آپ نے ایک روضہ کی بنیاد ڈالی تھی اسی میں مدفون ہوئے۔ بادشاہ وقت نے اس روضے کی اور اس سے ملحق مسجد کی نہایت خوبصورت تعمیر کی۔

شیخ سلیم چشتیؒ فاروقی النسل تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے فرزند شیخ بدرالدین سجاد نشیں ہوئے۔ شیخ بدرالدین کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ قطب الدین سجادہ ہوئے۔

۱؎ تذکرہ مشائخ کرام

حضرت میاں میر لاہوریؒ

(شجرۂ نسب ۴۹)

ولادت ۹۳۸ھ مطابق ۱۵۳۱ء وصال ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء سندھ کے قدیم شہر سیہون میں پیدا ہوئے۔ آپ قاضیوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل لاہور میں کی پھر حضرت خضر سیہوستانی کے مرید ہو گئے جو سیہون سے کچھ دور ایک پہاڑی پر سکونت رکھتے تھے آپ پچیس برس کی عمر میں پھر لاہور تشریف لائے اور ریاضت و عبادت اور تلقین و ہدایت شروع کی۔ آپ کی پوری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی آپ سراپا خلق تھے۔ رسول اکرمؐ کے ارشادات و اسکامات کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرتے تھے۔ آپ کی زندگی ایک نمونہ تھی بوریا گھر کا فرش تھا۔ عام لوگوں کے علاوہ دربار شاہی میں بھی بڑا احترام کیا جاتا تھا۔ جہانگیر بادشاہ آپ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ شاہجہاں بھی دو بار خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو نصیحت کی کہ عادل بادشاہ رعیت و مملکت کی خبرگیری کرتے ہیں۔ دارا شکوہ نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں آپ کے اور آپ کے خلفاء کے حالات درج کئے ہیں۔ آپ کا مزار لاہور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ

ولادت ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۲۹ء وصال ۱۱۰۲ھ مطابق ۱۶۹۰ء آپ شورکوٹ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے میں بادشاہ مبارک شاہ حکمران تھا۔ تعلیم و تربیت والد ماجد شیخ بازید محمدؒ کی نگرانی میں ہوئی۔ سلطان باہوؒ نے کسی بھی قسم کا کتابی علم مدرسہ سے حاصل نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ان کے سینے میں روحانی علم کا ایک سمندر موجزن تھا۔ فقر و تصوف اور معرفت پر آپ کے ملفوظات کا ذخیرہ ایک بیش قیمت خزانہ ہے۔ دہلی میں سید عبدالرحمٰن قادری سے بیعت ہوئے۔ وہاں سے شورکوٹ آئے اور یہاں تلقین و ارشادات کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ تقریباً تیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ شعر و شاعری سے خاصا لگاؤ تھا۔ آپ کا مزار شورکوٹ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

(شجرۂ نسب ص)

ولادت ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۲ء وسال ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے آبا واجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔ آپ دہلی میں شیر شاہ سوری کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی۔ شیخ نے صرف تین ماہ میں کلام پاک حفظ کر لیا۔ ایک ماہ میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ والد ماجد سے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کر چکے تھے۔ اس دوران آپ نے مادر الہند کے علما سے اکتساب علم کیا۔ والد نے شیخ کے قلب میں ایسی روح پھونک دی تھی جو ساری عمر آپ کے قلب وجگر کو گرماتی رہی آپ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔ ۲۸ برس کی عمر میں آپ حجاز مقدس تشریف لے گئے وہاں بخاری اور مسلم کا درس لیا پھر شیخ عبدالوہاب متقی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور بیعت ہو کر اجازت حاصل کی مرشد ہی کے حکم پر برصغیر واپس آئے اور شہنشاہ اکبر کے دور میں لادینی افکار کے تدارک کے لیے دہلی میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور تمام عمر قرآن وحدیث کے درس وتدریس میں گزار دی۔ آپ نے علم حدیث کی بڑی خدمت کی اور اسے فروغ دینے میں نمایاں کردار انجام دیا۔ اس کے علاوہ سیرت النبیؐ پر بھی متعدد لاجواب کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے سلاسل قادریہ کے ایک بزرگ سے ۹۸۵ھ میں وابستگی اختیار کی جنہوں نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ سے بھی بیعت کی۔ آپ کا مزار دہلی میں مرجع خلائق ہے۔ "اخبار الاخیار" آپ کی مشہور ومعروف تصنیف ہے جسے قبولیت عام حاصل ہوئی۔

شجرہ اولاد شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

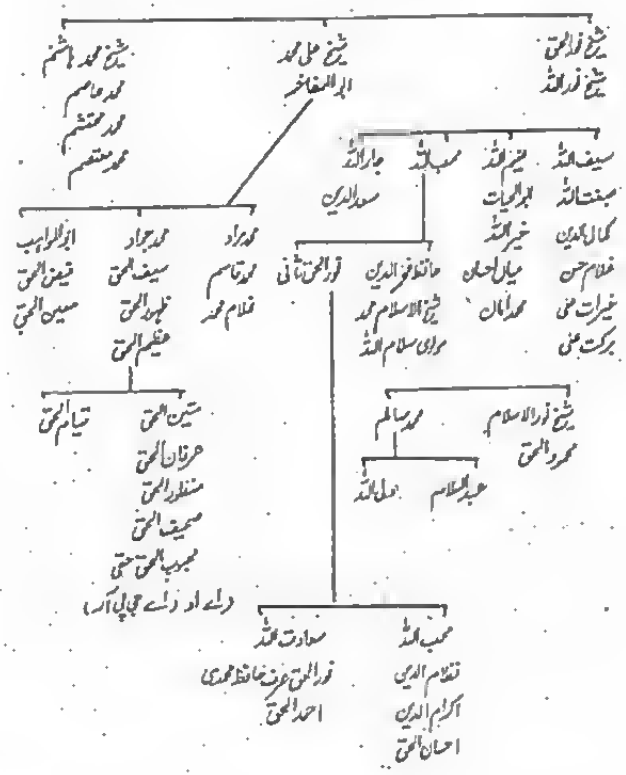

تاریخ ولادت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماہ محرم ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء
تاریخ وصال :- ۱۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ

حضرت امام ربانی قطب ثانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

(شجرۂ نسب ص۴۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا شجرہ نسب ۲۸ واسطوں سے فاروق اعظم سے ملتا ہے۔ ان کے والد شیخ عبدالاحد اپنے عہد کے سب سے بڑے عالم دین تھے۔ جن کا وصال ۱۰۰۰ھ میں ہوا۔ سلاسل چشتیہ میں عبدالقدوس گنگوہیؒ اور قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی سے فیض یافتہ تھے۔ آبا و اجداد کا وطن کابل تھا۔ عبدالاحد کے مورث اعلیٰ شیخ شہاب الدین جلیل القدر امراء و فضلاء میں تھے۔ شیخ احمد سرہندیؒ شیخ عبدالاحد کے چوتھے فرزند تھے۔ ولادت سے قبل والد نے خواب دیکھا اور شاہ کمال کیتھلی سے بیان کیا ان ہی کی تعبیر مجدد الف ثانی تھے۔ ولادت ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعہ سرہند میں نصف شب ہوئی۔ آپ کی پیدائش پر شاہ کیتھلی تشریف لائے اور اپنی انگشت مبارک حضرت کے منہ میں ڈالی اور فرمایا یہ بچہ تجدید دین کرے گا۔ سترہ سال کی عمر میں جامع کمالات ظاہری و باطنی بن کر درس تدریس میں مصروف ہوئے۔ والد سے بیعت کی اور خرقہ شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی سے حاصل کی۔ یہ خرقہ امانت غوث اعظم سرکار بغداد شریف سے حکم کے مطابق عطا ہوا۔ ۱۰۰۷ھ میں فیضیاب ہونے کے بعد حضرت باقی باللہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کے چہرہ پر ملاحت کے ساتھ رعب و دبدبہ تھا۔ پابند شریعت تھے۔ بدعات سے بے حد نفرت تھی۔ کثرت عبادت شعار تھا۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے جامع پیکر تھے۔ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ نماز جنازہ خواجہ محمد سعید الخازنؒ نے پڑھائی اور سرہند میں مدفون ہوئے۔

شیخ احمد سرہندیؒ کے پیر و مرشد خواجہ باقی باللہ دہلوی کے آبا و اجداد میں قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی کا ذکر ملتا ہے۔ کابل میں سکونت تھی ۹۷۱ھ میں کابل میں پیدا ہوئے۔ اصلی نام رضی احمد بن شیخ عبدالسلام تھا۔ تعلیم مولانا صادق حلوائی سے حاصل کی ان کے ساتھ ۹۹۹ھ میں کشمیر میں

۱؎ ماہنامہ نور الاسلام مجدد الف ثانی نمبر جلد اول ص۳۴ تا ۳۷ از میاں جمیل احمد شرقپوری۔

۲؎ چھ نام درج ہونے سے رہ گئے۔ ص۸۸ سیارہ ڈائجسٹ اولیائے کرام نمبر جلد دوم ص۳۶ تا ۴۷۔

وارد ہوئے۔ حضرت خواجہ اسکنگیؒ سے بیعت کی۔

سراپا قد متوسط، چہرہ پر نور باوجاہت، رنگ گندمی مائل بہ سفیدی، پیشانی کشادہ، ڈاڑھی گھنی اور آنکھیں بڑی بڑی، صورت انوار ولائت سے تاباں، حسن و ملاحت کے ساتھ آثار رعب نمایاں جو کوئی آپ کی زیارت کرتا بے اختیار یہی کہتا "فتبارک اللہ احسن الخالقین"

نظام الاوقات نصف شب تہجد کے لیے بیدار ہوتے اور نماز فجر تک توبہ و استغفار و درود شریف اور مراقبہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد اشراق تک مراقبہ میں مشغول رہتے جو چاشت تک جاری رہتا۔ چاشت کی نماز کے بعد دسترخوان پر تمام فقراء اور حاضرین کے ساتھ کچھ غذا تناول فرماتے پھر قیلولہ فرماتے۔ زوال کے بعد نماز ظہر تک متوسلین حاضر ہوتے جو نماز عصر تک سلسلہ جاری رہتا۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ نماز مغرب کے بعد عشا کی نماز تک رہتا۔ سفر میں بھی ان معمولات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش فرماتے۔ نظام الاوقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عارف باللہ زندگی کا ایک ایک لمحہ یاد الٰہی میں صرف کرتے ہیں اور حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں۔ انہیں اوقات میں اہل و عیال کی دیکھ بھال اور تمام دنیوی معاملات بھی شامل ہیں۔

تصانیف مکتوبات شریف، معارف لدنیہ مبدا و معاد، مکاشفات غیبیہ، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ، رسالہ تہلیلیہ، رسالہ فی اثبات النبوت رسالہ سلسلۂ حدیث۔

خلفاء شیخ عبدالحمید بنگالی، شیخ نور محمد بہاری، شیخ حامد بہاری، سید باقر سارنگ پوری، سید محب اللہ الہ آبادی، شیخ سلیم بزدی، شیخ آدم بزدی، مولانا بدرالدین سرہندی، بابا حسن ابدالی، شیخ ملی طہری، شافعی مکی، شیخ احمد استنبولی حنفی، فقیر حنفانی، امینی شافعی، سید مبارک شاہ بخاری، سید عیسیٰ المتوفی شیخ طاہر بنگالی لاہوری، مولانا امان اللہ لاہوری وغیرہم۔

اولاد

حضرت امام ربانی کے سات فرزند اور تین دختر تھیں۔

(۱) خواجہ محمد صادق (۲) خواجہ محمد سعید (۳) خواجہ محمد معصوم (۴) خواجہ محمد فرخ (۵) خواجہ محمد عیسیٰ (۶) خواجہ محمد اشرف (۷) خواجہ محمد یحییٰ۔

۱؎ مجدد الف ثانیؒ ص۱۶۔

کلامِ مجدد الف ثانیؒ

ہر روز باشی صائماً ہر لیل باشی قائماً
در ذکر باشی دائماً مشغول شو در ذکر ہو

گر عیش خواہی جاودان عزت خواہی در جہان
ایں ذکر ہو، ہر آں بخواں مشغول شو در ذکر ہو

سودے ندارد خفتنت، اے پار باید رفتنت
در گور تنہا ماندنت مشغول شو در ذکر ہو

ہر ہو بذکر شں مسا کن نام خدا آواز کن
قفل زسینہ باز کن مشغول شو در ذکر ہو

علم بخوانی با عمل فرزانہ باشی تا ازل
در پیش قادر لم یزل مشغول شو در ذکر ہو

ہر دم خدا را یاد کن دلہائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکر ہو

مسکین احمد مرد شو جملہ عالم فرد شو
در راہ حق چوں گرد شو مشغول شو در ذکر ہو

حضرت منعم پاکبازؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۴۸۹)

شاہ منعم پاکؒ بن شاہ امان بن شاہ عبدالکریم بہار کے مشہور شیخ گندرے ہیں ان کا اصل وطن قصبہ بلوری، بہار ہے۔ آپ شعبان ۱۰۸۲ھ مطابق ۱۶۷۱ء میں مونگیر کے موضع پچوہ میں تولد ہوئے۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے دادا شاہ عبدالکریم نے کی۔ عہد جہانگیری میں جب آپ کی عمر شریف چار سال کی تھی کہ آپ کے والد ماجد شاہ امان کا انتقال ہوا۔ آپ قصبہ بارہ، پٹنہ پہنچ کر مخدوم شاہ خلیل بن دیوان شاہ جعفر بن قطبی قادری کے دست حق پر بیعت کی، آپ نے پورے دس سال اپنے پیر و مرشد کی خدمتِ اقدس میں گذارے اور خرقۂ خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ ۱۱۱۲ھ میں ۴۰ سال کی عمر میں تحصیل علم کے دہلی وارد ہوئے اور مدرسہ جامع مسجد دہلی سے تکمیلِ علم کیا۔ تحصیل علم کے بعد اسی مدرسہ میں مدرس کے فرائض انجام دیئے۔ اسی دوران آپ نے رسالے مکاشفاتِ منعمی، الہاماتِ منعمی اور مشاہداتِ منعمی تصنیف کئے۔ دہلی مدرسہ میں کامل گیارہ سالوں تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۱۲۴ھ میں شاہ فرہادؒ کے حضور حاضر ہوئے اور ان کے خلیفہ شاہ اسداللہؒ سے خلافت حاصل کی۔ ۱۱۲۵ھ میں شاہ فرہادؒ کا وصال ہوا تو شاہ اسداللہ ان کے خلیفہ مجاز بنائے گئے۔ جب ۱۱۲۷ھ میں ان کا انتقال ہوا تو مریدین و مشائخ نے حضرت منعم پاک کو خلافت پر مامور کیا۔ اس طرح آپ خانقاہ فرہادیہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۵۵ سال کی تھی۔ ۲۵ سال تک دہلی میں فیض عام رہا۔ آپ اشارۂ غیبی پاکر ۱۱۶۲ھ میں عظیم آباد کا رخ کیا۔ مسجد ملا فتی محلہ بخشی میں قیام فرمایا اور مخدوم بہاری کے مزار پر حاضر ہوئے پھر واپس پٹنہ آگئے۔ کچھ دنوں کے بعد دل برداشتہ ہو کر پٹنہ چھوڑنے کا قصد کیا اور روانگی کی تیاری مکمل تھی لیکن معتقدین نے رکنے پر اصرار کیا اور جب قال حضرت سعدیؒ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

اے تماشہ گاہِ عالم روئے تو — تو کجا بہرِ تماشہ می روی

یہ بہت متاثر ہوئے اور پٹنہ میں مستقل قیام پذیر ہونا منظور فرمالیا۔

لہ نزہت الخواطر جلد ۶ صفحہ ۳۷۵ بہار میں ابوالعلائی فیضان صفحہ ۱۲ تا ۲۵

منیر سلاسل طریقت میں اویسیہ، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ سلاسل طریقت شاہ فرہاد کے ذریعہ حاصل ہوئے تھے۔ ۱۲۰ سال کی عمر میں ۱۱۸۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مسجد سید یدیع الدین عالمگیری محلہ بخشی ضلع پٹنہ میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

خلفاء | شاہ حسن رضا آپ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں شاہ منیری بہاری صوفی شاہ دائم شاہ قطب الدین عرف شاہ بسادن، شاہ اہل اللہ، مخدوم شاہ حسن علی، خواجہ رکن الدین عشق اور سید حسین منعمی دانا پوری بہت مشہور ہوئے۔ شاہ حسن رضا کے بعد خانقاہ رائے پورہ فتوحہ منتقل ہوگئی۔ جہاں شاہ منیری سجادہ رہے۔ لبداں چشتی پور بہار میں ان کا فیض عام جاری رہا۔ صوفی شاہ دائم ڈھاکہ عظیم پورہ میں سکونت پذیر ہوکر مدفون ہوئے۔ شاہ بسادن اپنے وطن کورچی پٹنہ میں قیام فرمایا۔ شاہ اہل اللہ کا فیض ان کے اپنے وطن پیر بیگم متصل چاکند ضلع گیا، بہار میں جاری رہا۔ مخدوم شاہ حسن علی خانقاہ محلہ خواجہ کلاں گھاٹ، پٹنہ میں رہے۔ ان کے خلفاء میں مخدوم شاہ یحییٰ اصفی پوری نوآبادی اسلام پور پٹنہ کے ذریعہ شاہ ولائت علی منعمی تک ابوالعلائی فیضان پہنچا اور شاہ امین الدین سجادہ نشین مستفیض ہوئے۔ شاہ حسن علی کے خلفاء میں عبدالغنی اور عبدالغنی بہت مشہور ہیں۔ شاہ حسن علی کے محبوب ترین خلیفہ شاہ فرقت اللہ (حسن دوست کریم چک) چھپرہ تھے۔ شاہ سید سلطان احمد دانا پوری بھی شاہ حسن علی کے خلیفہ تھے۔ شاہ مطاحسین بن شاہ سلطان احمد دانا پوری بھی ان کے خلیفہ ہوئے۔ اس کے علاوہ شاہ عمادالدین حسین وطن قریہ چک مجاہد مظفر پور بھی شاہ حسن کے خلیفہ مجاز تھے۔

حضرت خواجہ رکن الدین عشق | خواجہ عشق شاہ فرہاد دہلوی کے دوسرے خلیفہ مولانا شاہ برہان الدین خدانما کے مرید و خلیفہ تھے۔ عشق کی ولادت ۱۱۳۷ھ میں ہوئی اور وفات ۱۲۰۳ھ میں ہوئی۔ خواجہ عشق نے خواجہ منعم پاک سے خلافت حاصل کی ان کا مزار محلہ بخشی گھاٹ بنکیہ عشق عظیم آباد میں ہے۔ ایک دیوان بنام یادگار عشق شائع ہو چکا ہے۔

خلفاء | سید شاہ ابوالبرکات (ولادت ۱۱۵۹ھ وفات ۱۲۵۵ھ) ان کے خلیفہ سید شاہ تراب الدین حسین (ولادت ۱۲۰۳ھ وفات ۱۲۵۵ھ) سید شاہ غلام حسین منعمی دانا پوری (ولادت ۱۱۶۸ھ وفات ۱۲۵۴ھ) سید شاہ غلام حسین منعمی خاندانی پیر تھے شاہ منعم پاکؒ سے خلافت حاصل کی۔

۶۹ سال تک فیض عام جاری رہا۔ آپ کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے فیض نہیں پہنچا جن کو اپنے نانا مخدوم شاہ مبارک سرور آبادی پٹنہ سے بیعت حاصل تھی۔

خلفاء | سید شاہ فرید الدین احمد، سید شاہ وحید الدین احمد، حکیم سید شاہ مراد علی، سید شاہ ندا حسین، سید شاہ کاظم حسین اور سید شاہ مطاحسین وغیرہ۔

خلیفہ سلاسل طریقت ابوالعلائیہ ومنعمیہ

شاہ عطا حسین آپ کی ولادت منعم آباد میں ۲۳ رمضان ۱۲۳۲ھ کو ہوئی۔ آپ کے نانا کا اسم گرامی سید شاہ شمس الدین حسین منعمی تھا اور دادا سید شاہ غلام حسین منعمی دانا پوری تھے اور دونوں حقیقی برادر تھے۔ سید شاہ شمس الدین حسین کا عقد سید شاہ عبدالمنان قادری کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا۔ شاہ عبدالمنان قادری محلہ مغلپورہ، پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں اپنے دادا سید شاہ غلام حسین منعمی سے چشتیہ خضریہ منعمیہ سلاسل طریقت میں بیعت کی اور حسب ہدایت دادا مرحوم اپنے ماموں سید شاہ قمرالدین احسین سے ابوالعلائیہ سلسلہ طریقت کا فیض حاصل کیا۔ یہ فیض شاہ قمرالدین کو شاہ ابوالبرکات سے ملا تھا جو خواجہ رکن الدین عشق کے مرید تھے۔ خواجہ رکن الدین عشق شاہ برہان الدین خدانما کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور مخدوم منعم پاک کے صحبت یافتہ تھے۔ شاہ قمر کو یہ سلسلہ حسن دوست کریم چک مرید شاہ حسن علی سے ملا۔ شاہ عطا حسین کی تعلیم و تربیت شاہ قمرالدین حسین کی صحبت میں ہوئی اور اجازت و خلافت بھی ملی۔ شاہ عطا حسین کو ابتدائی تعلیم نانا سے اور خلافت قادریہ دادا سے ملی۔ درود کا سلسلہ طریقت نانا بزرگوار کے توسط سے سید حسن بہ مولانا دلدار علی سے ملا۔ ۱۲۶۰ھ میں پاپیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ راہ میں مخدوم بدیع الدین قطب مدار مکن پوری، ابوالعلا اکبرآبادی، حضرت نظام الدین اولیاء، مولانا فخرالدین فخر دہلوی، حضرت بختیار کاکیؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے فیض حاصل کیا۔ مدینہ میں حاضری دی اور عبدالرزاق کے لقب سے نوازے گئے۔ حضرت اویس قرنیؓ سے روبرو ملاقات ہوئی۔ ۱۲۶۵ھ میں خواجہ غریب نواز کی ایا پر ضلع گیا میں قیام کیا۔ آپ بہت ہی منکسر المزاج، خوش طبع، خوش خلق، شیریں کلام اور دلآویز شخصیت کے مالک تھے۔

تصنیفات آپ کی تصنیفات ۳۰ کے قریب ہیں۔ رسائل بزبان فارسی۔ کنزالانساب، کیف العارفین، نصیب العاشقین، دقیقۃ السالکین، حقیقۃ العارفین، اقوال المنعمیہ، کلیات الواصلین، اسرار قمریہ، ملفوظات اشرف، حقیقۃ الصلوٰۃ، نکات لطافت

اردو رسالے دوازدہ جلس رسول کریم، تذکرہ حضرت فاطمہؓ۔ مولود نبی کریم منظوم، بہار نسیم (منظوم) تذکرہ صدیقہؓ، تذکرہ فاروقیہ، تذکرہ عثمانیہ، مولود علی، تذکرہ الشہادتین، تذکرہ الامامین، مولود حسنؓ، مولود قادریہ، شہود چشتیہ، انوار قطبیہ، لمعات فرید، فیض نظامیہ، اسرار نقشبندیہ، مثنوی سر حق، سر گنجینۂ اولیاء، منظوم فسانہ، دلپذیر، احوال و واقعات حج،

شاہ عطا حسین کا وصال ۱۷ شوال ۱۳۱۸ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ ضلع گیا میں مرجع خلائق ہے۔

شاہ عبدالرحیمؒ (دہلی)

شجرۂ نسب پدری

۴۲۔ شاہ اسمٰعیل شہید (بالاکوٹ)
۴۲۔ شاہ عبدالغنی
۴۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
۴۰۔ شاہ عبدالرحیمؒ
۳۹۔ شیخ وجیہ الدین
۳۸۔ شیخ معظم
۳۷۔ شیخ منصور
۳۶۔ شیخ احمد
۳۵۔ شیخ محمود
۳۴۔ قاضی قارن
۳۳۔ قاضی قاسم
۳۲۔ قاضی بڈھا
۳۱۔ شیخ ہبدا
۳۰۔ شیخ قطب الدین
۲۹۔ شیخ کمال الدین
۲۸۔ شیخ شمس الدین مفتی

حضرت عمر فاروقؓ کی ساتویں پشت میں پیدا ہوئے۔

اسمٰعیل شہید شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے تھے انہیں خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد ہونے کا فخر حاصل تھا۔ شیخ شمس الدین مفتی اس خاندان کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ وہ پہلی شخصیت تھے جو ہندآکر دہلی میں گورنمنٹ پذیر ہوئے۔ شیخ شمس الدین مفتی حضرت عمر فاروقؓ کی ساتویں پشت میں قرار پائے تھے۔ ان کی ساتویں پشت میں شیخ محمود پیدا ہوئے جن کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی جو مونی پت کے اشراف سادات بارہہ سے تعلق رکھتی تھیں جن کے بطن سے شیخ احمد پیدا ہوئے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دادا کے پردادا تھے۔ پورے خاندان میں شاہ ولی اللہ کے دادا شیخ وجیہ الدین سے زیادہ پرمغز، عالی دماغ، حوصلہ مند، بردبار اور خوش اخلاق دوسرا نہ تھا امیرانہ شان و شوکت کے باوجود منکسر المزاج تھے۔ شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم کی ولادت ۱۱۰۱ھ میں ہوئی اس وقت ان کے والد جہانگیری میں ممتاز فوجی عہدہ پر فائز تھے۔ شاہ عبدالرحیم علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے لیے خواجہ محمد باقی باللہ کے فرزند خواجہ خردؒ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی ایما پر سادات بارہہ کے خاندان کے بہت بڑے بزرگ سید عبداللہ کے دست حق پرست پر بیعت کرکے ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے۔ فرخ سیر بادشاہ کے دور میں یعنی ۱۱۳۱ھ سفرِ آخرت اختیار کی اور ندر فرزند شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ چھوڑے۔

سہ ماہی تذکرہ شہید از محمد خالد یوسف ص ۵۰۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(شجرۂ نسب ص ۵۰)

ولادت ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۷۰۲ء وصال ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء آپ کا شمار برصغیر کے مشہور و ممتاز علماء و صوفیاء میں ہوتا ہے۔ معقولات اور منقولات کی تکمیل کے بعد سترہ برس کی عمر میں درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ اسی سال والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نے ان کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ آپ کا پورا خاندان زمانۂ قدیم ہی سے علم و فضل میں نہایت نامور شمار کیا جاتا ہے جس میں دینی خدمات دینے والی کئی نامور روزگار شخصیتیں پیدا ہوئیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال قبل آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۴۳ھ میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین و مشہد سے مشرف ہوئے۔ ۱۱۴۵ھ تک وہاں قیام فرمایا اور شیخ وفد اللہ مالکی، شیخ تاج الدین فلانی اور شیخ ابوطاہر سے علمی و روحانی استفادہ کیا اور مختلف سلسلوں سے طریقت میں اجازت لی۔ شاہ ولی اللہ نے مدارس عربیہ و دینیہ میں تفسیر قرآن اور علم حدیث کو اولیت دی اور ان علوم کا احیاء کیا۔ انہوں نے علوم میں علمی بیداری پیدا کی۔ شاہ صاحب کی متعدد تصنیفات نہایت قدر و منزلت رکھتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ کا شمار ان شخصیت میں ہوتا ہے جن پر بین الاقوامی سطح پر تحقیقاتی کام ہوا ہے۔ آپ نے دہلی میں وفات پائی۔ آپ کا مزار نئی دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت میاں محمد حافظ عبدالوہاب سچّل سرمستؒ

(شجرۂ نسب ص۴۸۹)

حضرت شیخ عبدالوہاب سچّل سرمست کے دادا خواجہ محمد حافظ (میاں صاحب) شاہ عبداللطیف بھٹائی سے تقریباً نو برس چھوٹے تھے۔ شاہ عبداللطیف ۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور میاں صاحب ۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ سچل سرمست شاہ عبداللطیف کی وفات سے ۱۳ سال قبل ۱۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ سچل نے ۴۰ برس کی عمر میں اپنے چچا سے میاں عبدالحق سے خرقہ و خلافت پایا اور نوّے برس کی عمر میں ۱۴ رمضان ۱۲۴۲ھ کو وفات پائی۔ آپ نے سندھی، سرائیکی، فارسی اور اردو زبان میں شاعری کی ہے اس لیے آپ کو شاعرِ ہفت زبان کہتے ہیں۔ آپ کا پورا کلام جذب و مستی، سوز و گداز اور درد و الم کا مرکب ہے۔ سندھ میں آپ کا ثانی پیدا نہ ہو سکا۔

آپ کی تصنیفات حسبِ ذیل ہیں۔

سندھی: بیت، کافیاں، دوہے، مرغ نامہ، وحدت نامہ، تل نامہ، مراثی، چھوئے اور گھڑولیاں

فارسی: دیوانِ آشکار، راز نامہ، وحدت نامہ، عشق نامہ، گداز نامہ، وصلت نامہ، تار نامہ، درد نامہ، غزل بحرِ طویل۔

اردو: غزلیات اور کافیاں

سچل سرمستؒ کا اردو کلام

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس حق کو بھی ہم ادا کر چلے

لہ "جنگ" روزنامہ کراچی جمعہ ایڈیشن صفحہ IV

شاہ عبدالعزیزؒ

(شجرۂ نسب ص۴۸۴)

شاہ عبدالعزیز شاہ ولی اللہ کے ۱۵ فرزندوں میں سے ایک تھے۔ آپ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدا سے ذہین، فطین اور سلیم الطبع تھے۔ ۵ سال کی عمر میں قرآن پڑھنا شروع کیا پھر فارسی پڑھی۔ قدرت کی طرف سے ذہن رسا پایا تھا۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ نے فقہ، اصول، صرف، نحو، منطق، عقائد، کلام، ہندسہ، ہیئت اور ریاضی وغیرہ میں مہارت حاصل کر لی۔ اپنے وقت کے زبردست عالم تھے۔ علوم حدیث اور فقہ کی خدمت جس قدر ہند میں ان کے گھر سے ہوئی کہیں نہیں ہوئی۔ تفسیر، حدیث، منطق، فلسفہ، صرف و نحو، معانی، ریاضی اور دیگر علوم میں بہرہ وافر بصیرت حاصل تھی۔ آپ اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی طرح کثرت سے کتابیں تصنیف نہیں کیں پھر بھی وہ ۱۹ کتابوں کے مصنف تھے۔ شاہ عبدالعزیز، شوال ۱۲۳۹ھ کو وفات پا گئے۔ ان کے حقیقی بھائی شاہ عبدالغنی ۵۷ سال کی عمر میں ۱۲۱۳ھ بمطابق ۱۲ اپریل ۱۷۹۹ء کو دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ ہی کے نامور فرزند شاہ اسمٰعیل شہید بالاکوٹ تھے۔

شاہ اسمٰعیل شہید بالاکوٹ

(شجرۂ نسب ص۵۰۵)

شاہ اسمٰعیل ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۷۷۹ء کو پیدا ہوئے۔ جب دس سال کے ہوئے تو والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہوگئے۔ دستارِ فضیلت خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے دستِ مبارک سے باندھی۔ آپ کی ذہانت اور طباعی دیکھ کر شاہ عبدالعزیز نے فرمایا تھا کہ خدا کا شکر ہے علم ابھی ہمارے خاندان میں باقی ہے۔ شاہ اسمٰعیل کی شادی ان کے نانا شاہ عبدالقادر کی نواسی بی بی کلثوم سے ہوئی تھی جن کے بطن سے شاہ محمد پیدا ہوئے۔ دہلی میں تحصیل علم کے بعد مسند تدریس پر بیٹھے۔ وہ عابد، زاہد، تہجد گزار اور شب بیدار تھے۔ ساری زندگی قناعت، توکل، استغنا میں گزار دی۔ مفتی صدرالدین کے بیان کے مطابق مولوی عمر کو رسول اللہ کی زیارت بہت ہوتی تھی۔

۱۸۲۱ء میں شاہ اسمٰعیل نے سید احمد شہید بریلوی کی معیت میں حج کا قصد فرمایا۔ حج کا قافلہ مختلف جگہوں پر ٹھہرتے ہوئے کل دس ماہ سفر کرنے کے بعد حرم شریف پہنچ گیا۔ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مولانا اسمٰعیل اپنے رفیقوں کے ساتھ ۲۶ اگست ۱۸۲۳ء کو وطن واپس لوٹے۔ بعد ازاں وہ جہاد کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔ پونے دو سال کی انتھک محنت کے بعد مجاہدین کی ایک جماعت تیار ہوگئی۔ جن کو ساتھ لے کر امیر سید احمد کو مرکز بنا کر سکھوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ روانگی کے وقت صرف ۵ یا ۶ سو افراد پر مشتمل تھی۔ یہ قافلہ دس ماہ میں تین ہزار میل کا سفر طے کر کے رائے بریلی سے بنڈا، کٹنی، گوالیار، ٹونک، اجمیر، سمرائے، مارواڑ، عمرکوٹ، حیدرآباد، شکارپور، کوئٹہ، قندھار، غزنی اور کابل ہوتا ہوا ۱۸۲۶ء میں پشاور پہنچا۔ اس کے بعد ہی جنگ اکوڑہ کا واقعہ پیش آیا جس میں مجاہد سرخرو ہوئے۔ اس کے بعد جنگ شدو ہوئی جس میں چھ ہزار غازیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اب شاہ اسمٰعیل کے ساتھ صرف سو مجاہد رہ گئے تھے جن کی مدد سے معرکہ ڈمگلہ پیش آیا اور جنگ شکیاری لڑی گئی۔ جنگ پنجتار میں جنرل نوشہرہ افزار ہو کر جب لاہور پہنچا تو سکھوں کی لعن طعن کے سبب وہ مجاہدوں پر دوبارہ حملہ آور

ہوا۔ غرض یہ کہ بے شمار معرکے پیش آئے مثلاً تسخیر ہنڈ، جنگ زیدہ، اسباد، عشرہ کے معرکے، جنگ مردان، جنگ مایار وغیرہ۔ مقامی باشندوں کی بدعہدی اور غداری سے مجبور ہو کر سید احمد بریلوی کو بالاکوٹ کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ یہیں وہ دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہو کر سب کے سب شہید ہوئے۔ یہ واقعہ جانکاہ بروز جمعہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو پیش آیا۔

شاہ اسمٰعیل کی تصنیفات

ردالاشراک، تقویۃ الایمان، تذکیر الاخوان، صراط المستقیم، حجج، اصول فقہ، یک روزہ، رسالہ علم منطق، منصب امامت، الضاح الحق، تنقید المراب، تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین، حقیقت تصوف، مثنوی سلک نور (اردو)، مثنوی سلک نور (فارسی)، قصیدہ در مدح سید احمد شہید، نعت شریف، رسالہ بے نمازاں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

آپ نسباً فاروقی تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اور سلسلۂ تصوف ابراہیم بن ادہمؒ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حافظ محمد امین تھا۔ مولانا شیخ محمد محدث تھانوی آپ کے ہم جد تھے۔ آپ کے اجداد دورِ عالمگیری سے ۱۸۵۷ء تک تھانہ بھون (مظفر نگر) میں قاضی القضاۃ رہے۔ اس سلسلے کی آخری کڑی قاضی عنایت علی خاں تھے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ شاملی میں شامل تھے۔ حاجی امداد اللہ ۱۲۲۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں تھانہ بھون میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد حجاز گئے جہاں انہوں نے صابریہ سلسلہ کو عروج پر پہنچایا۔ آپ میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ (متوفی ۱۸۵۹ء) کے خلیفہ تھے۔ آپ ہی کے خلفاء و مریدوں کے ہاتھوں دارالعلوم دیوبند کی تشکیل ہوئی۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا یعقوب آپ کے مشہور و معروف خلفاء تھے۔ آپ کی والدہ شیخ علی محمد صدیقی کی بیٹی تھیں جو مولانا قاسم نانوتوی کے خانوادہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی نے آپ کا نام امداد حسین کے بجائے امداد اللہ رکھا۔ دہلی میں مولانا نصیر الدین سے سلاسل نقشبندیہ مجددیہ میں خرقۂ خلافت عطا ہوا۔ آپ بشارت غیبی پاکر میاں جیو نور محمدؒ سے بیعت ہوئے۔ میاں جیوؒ کے والد کا اسم گرامی سید جمال محمد میاں علوی تھا۔ میاں جیوؒ شہید بریلوی سے بھی بیعت تھے۔

۱۸۵۷ء میں جہاد جنگ شاملی میں شرکت کے سبب آپ کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۷ء میں ہند سے ہجرت کرکے حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ مریدین نے محلہ حارۃ الباب میں ایک مکان خرید کر پیش کیا جہاں آپ مقیم ہوئے۔ آپ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں وفات پاگئے۔ آپ بارہ کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کے خلفاء میں شیخ الہند محمود الحسن اسیر مالٹا، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور پیر مہر علی گولڑہ شریف، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ زیادہ مشہور تھے۔

(بیس بڑے مسلمان ص ۱۸۷، ۱۸۶)

شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا

مولانا محمود الحسن ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں بریلی میں تولد ہوئے۔ مولانا کے جد امجد شیخ فتح علی تھے جن کی اولاد میں مولانا ذوالفقار علی صاحب اقبال ہوئے جو مولانا کے والد محترم تھے۔ محمود الحسن چھ سال کی عمر میں پڑھانے بٹھائے گئے۔ ابتدائی کتابیں مولوی عبداللطیف سے پڑھیں۔ عربی اپنے چچا مولانا ہتاب علی سے سیکھی۔ جب مولانا کی عمر ۱۳ سال کی ہوئی تو ۱۲۸۳ھ میں مولانا قاسم نانوتوی کی سرپرستی میں دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا جہاں مولانا محمود پندرہ روپیہ ماہوار مشاہرہ پر پہلے مدرس مقرر ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے طالب علم بھی یہی تھے۔ ۱۲۸۵ھ میں مشکوٰۃ و ہدایہ کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۸۶ھ میں صحاح ستہ مولانا قاسم سے پڑھی۔ ۱۲۸۹ھ میں تمام علوم سے فارغ ہوکر دارالعلوم دیوبند میں باضابطہ پڑھانے لگے۔ ۱۲۹۴ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے شرف بیعت حاصل کیا اور شاہ عبدالغنی سے حدیث کی اجازت لی۔ ۱۳۰۵ھ میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہوئے اور ۳۲ سال اس عہدہ پر فائز رہے۔ آخر میں ۴۵ سال تک دارالعلوم کی خدمت کرکے رخصت لی۔ جنگ آزادیٔ ہند کی منصوبہ بندی کی اور جدوجہد آزادی کے دوران حجاز میں گرفتار ہوئے اور مالٹا بھیجے گئے اسی لیے اسیر مالٹا کہلائے۔ رہائی پانے کے بعد عازم ہند ہوئے۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو اس بطل جلیل کا انتقال ہوگیا۔ دیوبند میں ان کے جنازہ کے نماز میں اتنا بڑا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا تھا دیوبند ہی میں مدفون ہوئے۔

تصانیف ترجمہ قرآن مجید تراجم ابواب بخاری۔ تقریر ترمذی۔ حاشیہ ابوداؤد شریف حاشیہ برعقد العالی۔ ایضاح الادلہ۔ شرح ادلتی العربی فی تحقیق الجمعہ فی القریٰ جہد المقل فی تنزیہ المخزلی۔

(بیس بڑے مسلمان ص ۲۲۸، ۲۹۸)

مولانا اشرف علی تھانویؒ

اے قباتے رہنمائے راست بر بالائے تو
علم و حکمت را شرف از گوہر والائے تو

مولانا اشرف علی نسب پدری کی رو سے فاروقی النسب تھے اور نسب مادری کی رو سے علوی تھانوی تھے۔ آپ کے والد شیخ عبدالحق میرٹھ کی ایک ریاست کے مختار کار تھے۔ وہ فارسی میں اعلیٰ استعداد کے مالک تھے۔ آپ کے نانا پیر حاجی امداد علی (متوفی ۱۹۰۱ء) ایک صاحب حال و قال بزرگ تھے۔ مولانا کے نانا میر نسبت علی اعلیٰ درجہ کے فارسی داں اور مولانا شاہ نماز احمد علویؒ بریلوی کے خلیفۂ خاص تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور شیخ جلال تھانیسری مولانا اشرف علی تھانوی کے ہم جد تھے۔ آپ ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو تولد ہوئے۔ ۱۲ یا ۱۳ سال کی عمر میں ہی ہیضہ جیسی موذی بیماری کا چسکا پڑا۔ حافظ حسین علی دہلوی سے کلام پاک حفظ کیا۔ تھانہ بھون میں مولانا فتح محمد سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۹۵ھ میں ۱۸ برس کی عمر میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ ۵ سال میں تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ مولانا محمد یعقوب مولانا اشرف علی تھانوی کے استاد تھے۔ مولانا یعقوب کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔ دارالعلوم دیوبند میں ۱۴ برس تک درس و تدریس میں مشغول رہے اور کانپور میں "فیض عام" کے نام سے ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا رشید احمد انصاری گنگوہیؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد ۱۳۱۵ھ تک کانپور میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ پھر تھانہ بھون لوٹ آئے جہاں از کار تا پایان مشغول رہا۔ ۵ برس تک سودا اور جگر کی تکلیف میں مبتلا رہ کر بالآخر ۱۳۶۲ھ میں بخت سفر آخرت ہوئے۔ وقت عمر شریف ۸۲ سال تھی۔ مولانا کی کل تصانیف ۸۰۰ کے قریب ہیں جن میں ترجمان القرآن اور بہشتی زیور سب سے زیادہ مشہور ہوئیں۔ مولانا حافظؒ اور مولانا رومیؒ کے اشعار ازبر زبان تھے۔ آپ کی تصانیف کا بیشتر حصہ اصلاحی اور فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ نظم میں مولانا کی ایک تصنیف "مثنوی زید مجدہم" بھی بہت مشہور ہوئی۔

(بیس مسلمان ص ۳۲۰، ۳۴۸)

حدیث جنّی کی اجازت

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے سلسلۂ علمی کے مراتع اگر علماء یا متعلمین میں سے کوئی (راشر کیا ہل ہو) پوری کتاب یا کسی خاص حدیث کی اجازت چاہتے تو آپ بلا دریغ عطا فرما دیتے۔ ایک وفد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے حضرت رشید احمد گنگوہیؒ سے حدیث الجنّی کی اجازت چاہی تو آپ نے ان کو بلا تامل اور ان سب کو جو خواہش رکھتے تھے یا آئندہ دیکھیں اجازت دے دی۔ ہم اس حدیث کی سند قارئین کے لیے یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ جو کوئی چاہے اس سند کو اجازت سمجھ لے:

"حدثنی شیخی الشاہ احمد سعید المجددی قال حدثنی ابی الشاہ ابو سعید المجددی قال حدثنی شیخ الشیوخ الشاہ عبدالعزیز دہلوی قال حدثنی الشاہ اہل اللہ الدہلوی عن القاضی الیمنی الیمنی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"مَنْ قُتِلَ فِي غَيْرِ دِيْنِهٖ فَدَمُهٗ ..... الخ

وآنچہ قصہ آں منقول و مشہور است شنیدہ باشید و دیگر سلسلات آنچہ منقول و مطبوع شدہ اند آں یا دیگر مندرجہ اجازت استاد بالا مجال است بہیئت کذائیہ اخذ نکردہ بودم۔

ترجمہ شاہ اہل اللہ دہلوی نے دوران تلاوت قرآن چھوٹا سا سانپ مار دیا۔ ایک آدمی آپ کو یہ کہہ کر کہ بادشاہ آپ کو بلاتے ہیں دلی کے ایک زمین دوز دروازہ سے اندر لے گیا۔ دیکھا تو شاہ جنات کا دربار تھا۔ ایک جن نے شاہ صاحب پر اپنے بچے کے قتل کا دعویٰ کیا۔ چھوٹا سانپ اس جن کا بچہ تھا اس پر جنوں کے قاضی نے مندرجہ بالا حدیث پڑھی کہ میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے جس کا مفہوم ہے کہ جو اپنی غیر جنس میں مارا جائے اس کا خون ضائع گیا۔ اس پر شاہ صاحب بری کر دیے گئے اور آپ نے اس جن صحابیؓ سے معافی کیا اور واپس آ گئے۔

(بیس بڑے مسلمان ص ۲۲۶)

اولادِ حضرت عثمان غنی رضؓ

- ابان
- روح
- امِ کلثوم
- بنت
- زینب رضؓ
- بنت حضرت علی رضؓ
- شیخ سری سقطی جانیفیری
- شیخ اسماعیل
- شیخ صلاح الدین
- شیخ شمس الدین
- شیخ معروف
- شیخ اسماعیل نجم الدین
- شیخ تاج الدین
- شیخ ابو الفضل
- مخدوم شیخ فخر الدین
- شیخ یٰسین
- بندگی شیخ نظام الدین
- اشٹھی شریف (یوپی)

- شیخ عمرو
  - ابی نصیر
  - شیخ
  - شیخ احمد
  - شیخ ابی نصیر ثانی
  - شیخ امام مسعود زاہد نصر
  - شیخ ادہم
  - شیخ حسین
  - شیخ حسن
  - شیخ احمد
  - شیخ مسعود
  - شیخ محمد
  - شیخ محمود
  - قاضی بدر الدین عثمانی (بلول)
  - قاضی میراں
  - آخوند شیخ
  - شیخ حامد
  - قاضی اسماعیل
  - قاضی نصیر الدین (بدھن) (ص ۵۱۷)

- عبد اللہ (ص ۵۱۶)
  - خواجہ محمود
  - خواجہ محمد جلال الدین کبیر پانی پتی رح
  - خواجہ شبلی
  - خواجہ عبد القدوس
  - خواجہ سلیمان چشتی
  - داؤد چشتی
  - اسحاق فردوسی
  - برخوردار فردوسی
  - مخدوم شاہ برہان الدین (اجودھن گیا) (ص ۵۱۷)

- شیخ عمر
  - عبد اللہ الکبیر
  - عبد العزیز
  - عبد اللہ ثانی
  - شہاب عبد الرحمن اکبر
  - عبد العزیز ثانی
  - ولید
  - خالد
  - عبد العزیز ثالث
  - عبد الرحمن گازرونی
  - خواجہ شہاب الدین
  - عبد اللہ جرجانی
  - عثمان
  - علی
  - ابو بکر
  - محمد
  - اسماعیل
  - یعقوب
    - عبد اللہ ضیاء الدین
    - حسن
    - عبد الحکیم
    - عبد الرزاق
    - حسین
    - عبد اللہ
    - ابو الوفا عثمانی (ص ۵۱۷)

اولادِ شیخ عبد اللہ بن حضرت عثمان غنی رضؓ

(شجرہ ص ۵۱۵)

- ادریس
- زوج جبل ادھامی
- یوسف
- حاجی سلیمان
- زکریا بغدادی
- محمود رومی
- اسلم دانشمند
- یعقوب جیلی بغدادی
- ابراہیم جیلی
- شیخ شعیب قزوینی
- شیخ اویس سیلانی
- شیخ موسیٰ مجذوب
- شیخ حاصل کمال
- شیخ قاضی پیر منصور بہاری
- شاہ سلیمان
- شاہ عبد العزیز
- قاضی بدر الدین
- شاہ صدر الدین
- شاہ بدر الدین دانشمند
- شاہ رگ بدھن
- شاہ محمود
- شاہ ابو محمد
- قاضی شاہ مبارک
- شیخ فرید الدین بدھن (سہسرام بہار)

- عبد اللہ
  - ابو القاسم محمد
  - ابو النور علی
  - عبد الرحیم زین العابدین

- محمد ثانی
  - زین العابدین
  - محمد
  - شرف الدین انعام
  - کاشف
  - قاسم
  - ہیبت
  - مرزا خان
  - فیروز خاں
  - فیروز خاں
  - فتح خاں
  - جمال خان
  - تاج دین
  - (صفحہ ۵۱۶)

- عمرو
  - عبد الغنی محمود
  - عبد الستار محمود
  - عبد الرؤف تاج الدین علی
  - سلطان عبد القادر زکریا
  - سلطان عبد الصمد یحییٰ
  - سلطان عبد المجید قاسم
  - سلطان عبد اللطیف عمر
  - سلطان عبد الرزاق خالد
  - سلطان عبد الخالق محمود
  - سلطان عبد الرحیم احمد
  - شیخ جمال الدین محمد الغرغانی
  - بی بی راستی پاک دامن زوجہ شیخ صدر الدین عارف بن بہاء الدین زکریا عثمانی رح

اولاد قاضی نصیرالدین بدھن اولاد تاج الدین (شجرہ ۵۱۶ صفحہ ۵۱۶)

- قاضی جمال
- قاضی میراں
- ابواسحٰق
- فتح محمد
- قاضی یوسف
- مفتی درویش محمد
- نامعلوم
- نامعلوم
- مفتی ابوالحسن
- احمد حسن خاں
- مفتی ابوالحسن
- خاں احسن
- مفتی عماد الحسن (متوفی)
- دختر زوجہ
- خان بہادر
- محبوب حسن خان
- مفتی صدیق
- زوج
- زبیدہ سوری

- شیخ زاہد
- عابد
- طاہر
- صابر
- شاہد
- کمال
- حامد
- راغب
- تائب
- شاکر
- ذاکر
- الامظفر خفی
- عبدالغنی
- سلطان قمرالدین
- ہبیت اللہ
- ہدایت

- سنگار خاں
- دریا خاں
- مرزا خاں
- فتح خاں
- کمال الدین خاں
- شاہ خان
- مرزا خاں ثانی
- سلطان مظفر خان
- مانی مظفر آباد

اولاد مخدوم شاہ برہان الدین ملتوی اولاد ابوالوفا عثمانی شاہ منصور دانشمند (صفحہ ۵۱۸)

- معروف
- شاہ محمد
- ماہرو
- شاہ اعظم
- ہدایت اللہ
- جارا للہ
- محب اللہ (صفحہ ۵۱۸)
- عارف علی
- باقر علی
- ڈپٹی شاہ مبین علی
- دیپاکنہ پیر بیگھہ
- (۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء)
- مفتی تقی
- نقی
- ذکی
- ابوالمفاخر شاہ زوج سلمیٰ بنت شاہ قیام
- اورنگ آباد دکن
- صابرہ زوجہ اختر حسین
- صفدر حسین
- حسین باندی
- جمیلہ چاند
- زوجہ
- صفدر حسین
- نبی بخش
- کرامت حسین
- نہال احمد

- محی الدین
- نظام الدین
- فہیم علی
- شاہ اعظم
- جارا للہ
- مولانا حسن ندوی
- عبدالرزاق
- مولانا احمد
- خواجہ اویس
- دیوان لطف اللہ
- نصر اللہ
- احسان اللہ
- بقاء اللہ
- عنایت اللہ
- حیات اللہ

- قاضی فضل اللہ شہید
- قاضی شیخ محمد
- قاضی محمد علی
- قاضی خواجہ عثمان
- خواجہ حبیب اللہ علی

- مولانا فضل الرحمٰن
- لطیف احمد
- مولانا شبیر احمد عثمانی
- مولانا مظفر احمد
- (دیوبند)
- عثمانی (دیوبند)

(تخلیق الیاس ص۲۲۳، غالب کے تلامذہ ص۵۳، عربی الفضل سلمان ص۳۰۲)

اولاد شیخ جاراللہ شجرۂ نسب (ص۵۱۷)

شیخ عبدالباری (صدالصدور الہ آباد سکونت قلاور آباد مونگیر)
شیخ عبدالماجد (شادی موضع ساتھہ مونگیر)

- شیخ اصغر حسین
- عبدالحکیم کمال الدین
- مولانا شاہ عبدالحی (لاولد)

- عبدالحلیم ابوصالح عبداللہ (حافظ مشکی پوری) عباس مشکی پوری ڈاکٹر احسان اللہ
- دختر زوجہ سید عبدالرحمٰن
- عبدالجلیل
- خدیجہ (لاولد)
- منیرالدین
- تین الدین
- حکیم سراج (حیگھرہ)
- عبدالمتین
- علی حسن
- عبدالمنان
- حکیم النساء زوجہ شیخ عبدالغنی شاہ الحق (رشیگھرہ)
- سہیل (لاولد)
- رقیہ (لاولد)
- عبدالبصار ندوی
- عبدالستار (مشکی پور)
- محمد الانصار
- عبدالماجد
- عبدالغفار
- حسنہ بنت سید یار علی (ساتھہ)
- جمیلہ زوجہ سید عبدالمجید بن سید وزارت حسین مختار (مونگیر)
- سید محمد قادری قیصر
- دختر زوجہ مولانا ابوالبشر محمد اسمٰعیل
- سنجیدہ خاتون زوجہ سید عبدالحلیم بن سید منیر علی (ساتھہ)
- دختر زوجہ سید شاہ حبیب
- بلقیس
- حسن آرا
- پروین

- سید ابوالقاسم
- نورجہاں زوجہ سید شمس الحسن

- سید محمد شفیع الحسن
- نگہت
- شاہدہ
- سید محمد شاہد حسن
- شاکرہ
- فہمیدہ
- سید ارشاد حسن
- الیاس

(کتاب الانساب ص۴۸، نشان منزل ص۔)

اولاد قاضی محمد یوسف

(شجرہ صفحہ ۵۱۷)

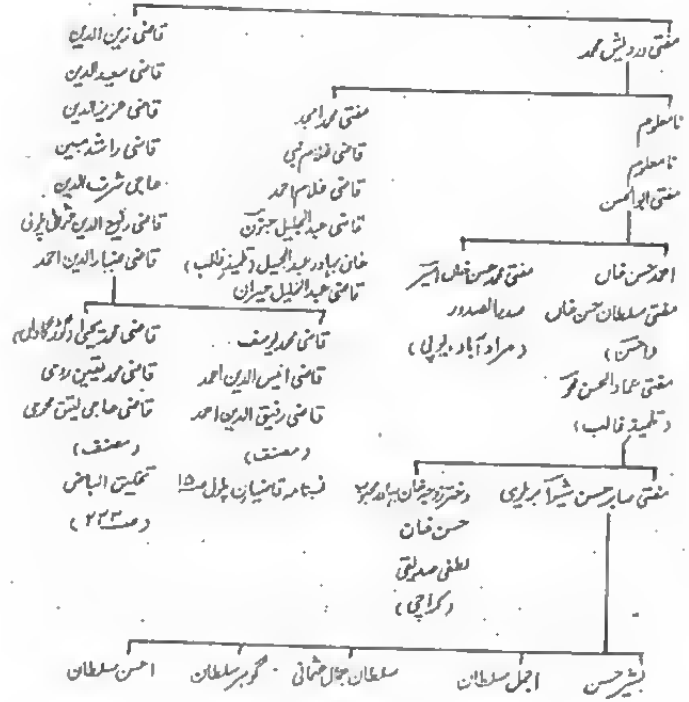

(اکمل التاریخ صـ۲۱، غالب کے تلامذہ صـ۱۲۳، تاریخ رامپور کنڈ صـ۲۷۳)

حضرت بندگی شیخ نظام الدین امیٹھوی رح

(شجرہ نسب صـ۵۱۵)

آپ شیخ معروف کی چھٹی پشت میں محرم ۹۷۰ھ بوقت سحر بروز دوشنبہ امیٹھی شریف میں تولد ہوئے۔ امیٹھی شریف مضافات لکھنؤ میں ہے۔ جب سلطان دہلی کو امیٹھی آباد کرنے کا خیال آیا تو اس نے شیخ معروف کو ستر کھے سے بلا کر قصبہ امیٹھی میں آباد کیا اور عہدہ قضا کے ساتھ جاگیر بھی عطا کی۔ حضرت شیخ بندگی نے ابتدائی تعلیم مخدوم شیخ بہاء الحق خارہؒ سے حاصل کی جب عمر چودہ سال کی ہوئی تو تحصیل علوم کے لیے جونپور تشریف لے گئے اور حضرت معروف جونپوریؒ اور شیخ نظام الدین اودھجرؒ سے اکتساب علم کیا۔ شیخ اودھجرؒ آپ کو شفقت سے "گرد آلودہ ماہ ثانی نظام الدین عثمانی" کہتے تھے۔ علم قرأت و تجوید، صرف و نحو، علم معانی و بیان، بدیع و اصول، فقہ و تفسیر میں قدرت و مہارت حاصل کی۔ آپ صدر درجہ خوشنویس بھی تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد آپ صاحب کمال بن گئے۔ شیخ معروفؒ نے اپنے شاگرد رشید سے فرمایا "فاتحۂ صوفیہ شما تمام شد"، اور شیخ بندگی کے لیے دعا کی۔ دعا کی قبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جونپور میں آپ کے گرد صوفیائے کرام کا ازدحام ہونے لگا جو ان سے دعا کرانے آتے تھے۔ شیخ فورمانپوری بھی آپ سے ملنے آئے بعد ازاں آپ نے مانپور میں حضرت رابہؒ سے بیعت اور کلاہ حاصل کی۔ حضرت رابہؒ سے شیخ بندگیؒ کی والدہ بھی سہ سو میں بیعت ہوئی تھیں اب آپ کو بندگی کہا جانے لگا۔ دریں اثنا آپ کی ملاقات حضرت خضرؑ سے ہوئی آپ کو حضرت معروفؒ سے خلافت و اجازت بھی ملی غرض یہ کہ سترہ سال کی عمر میں صاحب کمال بن کر "حب الوطن من الایمان" حدیث قدسی پر عمل کرتے ہوئے وطن لوٹے اور اپنے استاد حضرت

لہ انوار بندگی از مولانا شاہ محمد سراج عطاء سلونی صـ۱۸ تا ۲۷

نوٹ (۱) از روئے تحقیق ماری نسب حضرت ابوبکر صدیق سے ملتا ہے (صـ۸ انوار بندگی)

(۲) شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالرزاقؒ نے فرمایا کہ فضائل صوری و معنوی کے علاوہ شرافت حسب و نسب بھی اظہر من الشمس ہے (صـ۸ انوار بندگی)

خامہ کی دختر مخدومہ جہاں سے عقد کیا۔ آپ نے ایک کتاب "عوارف" لکھی اور اپنے پیر و مرشد کو پیش کیا۔ ۹۴۶ھ میں شیر شاہ نے ہندکر صوبہ سندھ تک فتح کر لیا۔ اتفاق سے شیر شاہ کی آپ سے ملاقات ہو گئی بادشاہ پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس سے وہ متاثر ہو کر موضع کوڑہ میکی پرگنہ گوپامئو سرکار قنوج میں چار سو بیگھہ ارانی تصرف کے لیے پیش کی لیکن ۹۶۴ھ میں قہر سلطان دیوانہ کے جھگڑوں سے تنگ آکر امیٹھی لٹ آئے۔ گوپامئو میں اقامت کے دوران آپ نے شیخ آدم دانشمند کی دختر سے نکاح کیا جو لاولد فوت ہوئیں۔ آپ امیٹھی میں موروثی سکونت چھوڑ کر نئی جگہ آباد ہوئے اس لیے کہ وہاں کے لوگوں نے سلطان اشرف جہانگیر سمنانیؒ سے بے ادبی کی تھی۔ آپ آخر دم تک عوارف، احیاء العلوم آداب المریدین اور تفسیر کا درس دیتے رہے۔ نماز اول وقت پڑھا کرتے اور جماعت کی امامت خود کرتے۔ رمضان میں تراویح کی نماز میں اپنے فرزند شیخ محمد سجادہ کی اقتدا کرتے۔ آپ کا وصال ۹۷۹ھ میں ہوا آپ کے خادم میں شیخ قادن صوفی بہت مشہور تھے۔ آپ کے چھ فرزند اور چار دختر مخدومہ جہاں کے بطن سے تولد ہوئیں۔

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر مت دو۔ القرآن

مخدوم شیخ فریدالدین فردوسی عرف شاہ بودھن

(شجرۂ نسب ص۵۱۷)

شیخ فریدالدین بودھن عثمانی الاصل تھے۔ شاہ بودھن کا انتقال ۹۰ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کی وفات ۲۷ محرم ۱۰۰۰ھ میں ضلع سہسرام صوبہ بہار میں ہوئی۔ آپ سہسرام شہر کے محلہ بودھن دواری میں مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ کے خلفاء اور سجادگان کی کثیر تعداد ہے جن میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

(۱) حاجی شاہ رحیم الدین بن شاہ اسحٰق (متوفی ۱۰۳۶ھ)

(ب) شاہ محبوب علی غوث شاہ محمد اسحٰق۔

(۲) مخدوم صالح (اولاد مخدوم فرید گنج شکر سہسرام بہار)

(۳) شیخ محمد خلیل۔

(۵) شاہ غلام محی الدین عرف لالہ میاں۔

(۶) شاہ فقیر اللہ (متوفی ۱۱۸۹ھ)

(۷) شاہ محمد اسحٰق (متوفی ۱۲۲۴ھ)

از مخطوطہ شاہ رحیم الدین سجادہ نشین خانقاہ بودھن شاہی۔

و شاہ عبدالرزاق سجادہ مرتبہ ۱۲۸۰ھ (از تاریخ اسلام شاہ اکبر داناپوری)

سلہ ماہنامہ الجیب اگست ۱۹۶۰ء صہ ۲۸ تا ۲۹،

مفتی سلطان حسن خاں احسنؔ تلمیذِ غالبؔ

(شجرۂ نسب ص۵۱۶)

آپ کے بزرگوں کا تعلق بدایوں کے مشہور عثمانی خانوادہ سے تھا۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ قاضی دانیال فطرتاً راجِ مصر سے ترکِ سکونت کرکے جیشِ اسلام کے ہمراہ ہند میں وارد ہوکر لاہور میں مقیم ہوئے پھر دیوبند میں سکونت پذیر ہوکر شہرتِ کمال حاصل کی۔ سلطان التمش نے آپ کو عزت و تکریم کے ساتھ بدایوں طلب کیا اور عہدۂ قضا پیش کیا اس وقت سے آپ دائرۂ حکومت کے قاضی القضاۃ مشہور رہے۔ آپ مولوی احمد حسن خاں صدر الصدور متوفی ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۷۵ء کے فرزندِ ارجمند تھے اور آپ کے دادا کا اسمِ گرامی مفتی ابو الحسن تھا۔ مفتی سلطان حسن خاں احسنؔ بریلی شہر کے منتخب عمائد و امراء کے طبقہ میں ممتاز تھے۔ جملہ علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ مولانا فضلِ حق خیر آبادی کے مشہور تلامذہ میں تھے۔ وہ جلیل القدر عہدوں پر مامور رہے۔[1]

آپ آگرہ کے حج ہوکر سبکدوش ہوئے۔ آپ کے پانچ فرزند بریلی میں موجود تھے جن میں مفتی عماد الحسن محوؔ اور قطب الحسن مشہور ہوئے ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اثنائے سفر خواجہ باقی باللہؒ کے جوار میں سکونتِ ابدی حاصل کی۔ موت سے پہلے غلام دکن نے آپ کو ایک ہزار مشاہرہ پر طلب کیا تھا مگر موت نے مہلت نہ دی۔ مفتی سلطان حسن خاں احسنؔ غالب کے تلامذہ میں شامل تھے۔ ان کے کلام کے چند اشعار نمونہ کے طور پر درج ہیں۔

؎ بُت ہی پتھر کا کیوں نہ ہو احسنؔ — اچھی صورت پہ پیار آتا ہے

نعت

تمہارے فضل میں سب سے مرا یہ حق فائق ہے
نہیں امت میں بد کردار مجھ سا یارسول اللہ
مدینہ کی گدائی ہو کہیں سلطان کو حاصل
ملے بہرِ حسنؔ اس کو یہ صدا یارسول اللہ

---

[1] اکمل التاریخ ص۳۲۱

علامہ شبیر احمد عثمانی

(شجرۂ نسب ص۵۱۶)

مولانا مرحوم دیوبند کے معروف و معزز عثمانی خاندان کے ایک ممتاز فرد تھے۔ دیوبند کے تمام عثمانی شیوخ ابرار نا عثمانی کی اولاد ہیں۔ دیوان لطف اللہ (پشت ۳۵) کی نویں پشت میں مولانا فضل الرحمٰن پیدا ہوئے جن کے نامور فرزند مولانا شبیر احمد عثمانی تھے جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور جو کراچی اسلامیہ کالج کے احاطہ میں آسودۂ خاک ہیں۔ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں حج ادا کیا۔ ۱۹۴۴ء میں رائے نجد و حجاز کی دعوت پر حجاز تشریف لے گئے جہاں انہوں نے عربی میں تقریر کی۔ ۱۹۲۶ء میں دار العلوم دیوبند کے صدر مہتمم مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں دار العلوم دیوبند سے علیحدہ ہوگئے۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۶ء کو کراچی منتقل ہوئے۔ ۲۱ صفر ۱۳۶۹ھ کو وفات پائی۔

مولانا ظفر احمد عثمانی

(شجرۂ نسب ص۵۱۶)

مولانا کے والد کا نام لطیف احمد عثمانی تھا۔ وہ بھی دیوبند کے مشہور عثمانی شیخ دیوان لطف اللہ کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے فارسی و انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ دیوبند کے مشہور پیر طریقت حضرت حاجی عابد حسین دیوبندی سے بیعت تھے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی کے دادا شیخ نہال احمد بھی دیوبند کی عثمانی برادری کے ایک معزز فرد اور بہت بڑے رئیس تھے۔ مولانا کے پردادا شیخ کرامت حسین کا شمار دیوبند کے فیاض زمینداروں میں ہوتا تھا۔ شیخ کرامت حسین کی فارغ البالی اور سخاوت کا ثمرہ تھا کہ دار العلوم دیوبند کے قیام سے پہلے آپ نے اپنے مکان پر دینی تعلیم کے لیے مکتب قائم کیا تھا اسی مدرسہ میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے چچا مولانا مہتاب علی استاد تھے۔ مولانا قاسم نانوتوی اسی مکتب کے فیض یافتہ تھے۔

لطفی صدّیقی فرشوری بریلی شریف

(شجرۂ نسب ص۵۲۶)

جائے ولادت بریلی شریف تاریخ ولادت ۱۶ جنوری ۱۹۲۸ء والد ماجد کا اسم گرامی خان بہادر محبوب حسن خان تھا۔ آپ پدری نسب کی رو سے مشائخ صدیقی فرشوری ہیں اور مادری نسب کی رو سے عثمانی ہیں۔ شجرۂ سادات امروہہ میں لکھا ہے کہ مشائخ صدیقی فرشوری سادات بارہہ کے ہمراہ محمود غزنوی کی افواج میں شامل ہو کر غزنی سے ہندوارد ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ پنجاب میں رہ کر دہلی میں قیام پذیر ہوئے۔ دہلی میں اسلامی سلطنت قائم ہوتے ہی یہ غازادہ مظفر نگر، بدایوں اور بریلی شریف منتقل ہوا۔ ان کے سادات بارہہ سے قدیم اور دوستانہ مراسم تھے جو ہند میں عرصہ تک قائم رہے۔ جناب لطفی صدیقی بریلی کے مشہور فرشوری محلہ کے غازادہ سنقیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں انہوں نے بریلی گورنمنٹ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۴۵ء میں انٹر کیا اور بریلی کالج سے ۱۹۴۷ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۵۲ء میں آپ نے کراچی یونیورسٹی سے ایم اے بی ٹی کیا۔ بعد ازاں ۱۹۶۱ء میں لندن یونیورسٹی سے تعلقات عامہ و اشاعت و تشہیر اور مارکیٹنگ کا ڈگری کورس مکمل کیا۔ لندن سے واپسی پر کینٹ پبلک اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ پھر حالی مسلم سکنڈری اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۴ جولائی ۱۹۶۵ء میں پاپولیشن ڈویژن، اسلام آباد کے ڈپٹی ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں ڈائریکٹر کے عہدہ پر ترقی پائی۔ آخر کار ۱۹۸۸ء میں گریڈ ۲۰ میں پینشن پر سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ پی سی ایچ سوسائٹی کی انجمن کے صدر اور روح رواں بھی رہے۔

تصنیفات (۱) مجرمانہ نفسیات (۲) پت جھڑ (۳) اردو ادب کا انتقادی سیاسی نقطۂ نظر سے، (۴) نظموں کا مجموعہ زیر طبع ہے۔

۱؎ آئینہ تاریخ ص۱۰ غالب کے تلامذہ ص۱۳۲ تا ۱۳۶ تاریخ روہیلکھنڈ ص۲۷۳، تخلیق الیاس از عمری عثمانی ص۲۳۳،

۲؎ ۱۰ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

آپ کی زوجہ محترمہ زبیدہ لطفی بنت نور محمد جالندھری سوری افغانی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔
ہر مختلف اسکولوں میں ہیڈ مسٹریس اور پرنسپل رہ کر سبکدوش ہوئیں۔

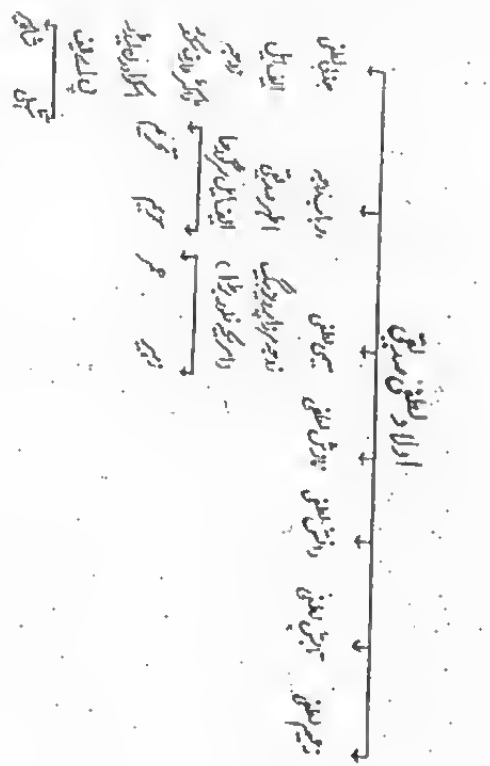

باب ۲۳ مشائخ انصاری

حضرت ابراہیمؑ (پشت ۲۰)

حضرت اسمٰعیلؑ (صفحہ ۴۲)

حضرت اسحٰقؑ (پشت ۲۱ ہمزاد فرزند)

قیدار (پشت ۲۲)
عبدالمجد
حضور صلی اللہ علیہ وسلم (پشت ۹۰ صہ)

نبیان

ودّان (پشت ۲۳)
ودّان کی ۲۳ ویں پشت میں ساموئل تولّد ہوئے۔
ساموئل (پشت ۵۶)

سبا

(ساموئل کی انیسویں پشت میں اوس و خزرج تولّد ہوئے)

خزرج

اوس (پشت ۷۵)
(خزرج کی آٹھویں پشت میں نجار الخزرجی تولّد ہوئے)

۸۳- نجار الخزرجی
۸۴- مالک
۸۵- خشم
۸۶- عبد عرف
۸۷- ثعلبہ
۸۸- کعب
۸۹- زید الخزرجی
۹۰- حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ

(زیور اخلاق صہ)

اولاد حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ

ابو منصور
جعفر
علی
احمد
محمد
علی ابو معاذ
خواجہ ابو منصور محمد البلخی
خواجہ ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاری الہروی

جابر مقرب انصاری (صہ ۵۲۸)

خواجہ ابو الفضل ہاشم بزرگ

حامد انصاری
احمد انصاری
عبدالرحیم
خواجہ اشرف
عبدالملک
شمس انصاری
عبدالمجید
نجم الدین
خواجہ سعد
(صہ ۵۲۹)

خواجہ منہاج الدین
خواجہ تاج الدین
خواجہ شرف الدین
خواجہ رکن الدین
خواجہ کبیر
خواجہ عبدالحمید
خواجہ شرف الدین
خواجہ نجم الدین
خواجہ رکن الدین
(صہ ۵۲۹)

اولاد خواجہ سعد (صفحہ ۵۲۸)

ہاشم انصاری
فرید انصاری
اکبر انصاری
عبدالقادر (سکونت بہار)
عبدالرحمٰن
عبیداللہ
عبداللہ
کریم اللہ
رحیم اللہ
خوش
ابوالفتح
رفیع الدین
ضیاءالدین عرف جھاڑیاں چوہدری (سیوان)

- ظہیر علی چوہدری میاں (بہار شریف)
- حسن میاں
- عبدالکریم سردار
- عبدالغفور
- عبدالشکور

- امیر علی (متوفی ۱۳۲۲ھ)
- عبدالرحیم
- مولانا محمد خلیل انصاری (مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ)

(۱۰۴-ای جہانگیر ویسٹ، کراچی)

اولاد خواجہ رکن الدین (صفحہ ۵۲۸)

خواجہ علاءالدین
خواجہ ہاشم
خواجہ محمد فاضل
خواجہ فریدالدین
امین الدین قاضی
نظام الدین
محمد فضیل
مولانا عبدالرشید گنگوہی
غلام محی الدین
شرف الدین
شاہ غلام محمد

- شاہ قطب علی
- شاہ احمد علی
- مجید علی
- مولانا خلیل احمد انصاری (یوپی)

- دختر
- شاہ نظام الدین
- شاہ محمد باقر
- شاہ ابوالمعالی حسینی انصاری (یوپی)

عربی النسل مسلمان صفحہ ۲۴۳، کلیات نعمت صفحہ ۱۹۱، تذکرۃ النجاۃ صفحہ ۱۱، زیور اخلاق صفحہ ۸۰

اولاد جابر مقرب البہاری

(شجرہ صفحہ ۵۲۹)

۱۱- ایوب بن جابر
۱۲- خواجہ عوض
۱۳- خواجہ شہاب الدین محمود
۱۴- خواجہ نظام الدین
۱۵- خواجہ سلطان محمد
۱۶- خواجہ ظہیر الدین
۱۷- خواجہ جلال الدین
۱۸- خواجہ شمس الدین
۱۹- خواجہ پیر حبیب اللہ
۲۰- خواجہ پیر سعد الدین
۲۱- خواجہ پیر غیاث الدین
۲۲- خواجہ دوست محمد
۲۳- خواجہ جمال الدین
۲۴- خواجہ عزیز الدین
۲۵- خواجہ داؤد
۲۶- خواجہ اسحاق
۲۷- خواجہ اسمٰعیل
۲۸- مولانا علاءالدین انصاری الہرمی
۲۹- ملا نظام الدین بہالوی

۲۹- اولاد ملا نظام الدین بہالوی
۳۰- شیخ شرف الدین (بدھن)
۳۱- شیخ فضل اللہ
۳۲- مولانا محمد حافظ
۳۳- شیخ الاسلام احمد
۳۴- مولانا عبدالکریم
۳۵- مولانا عبدالحلیم
۳۶- ملا قطب الدین شہید بہالوی

- ملا محمد اسعد (صفحہ ۵۳۱)
- ملا محمد سعید (صفحہ ۵۳۱)
- ملا نظام الدین بانی (درس نظامی)
- ملا محمد رضا
- ملا احمد حسین
- ملا اسعد الدین

۳۸- مولانا عبدالعلی برالعلوم
۳۹- عبدالرب
۴۰- عبدالحکیم
۴۱- عبدالحلیم
۴۲- عبدالمجید
۴۳- عبدالرشید
۴۴- مولانا ابوالقاسم محمد انصاری پرنسپل دارالعلوم قادریہ المرکز القادری گلشن اقبال کراچی

- عبدالرب
- کرامت اللہ
- عبدالحکیم
- شرافت اللہ
- عبدالحلیم
- بدامت اللہ
- عبدالمجید
- صفت اللہ
- عبدالرشید
- حبیب انصاری
- سلیمان

اولاد ملّا محمد اسعد پشت ۲۷ (شجرہ ص۵۳۰)

۳۸- ملا محمد غلام مصطفیٰ

- ملا محمد حسن
- ملا محمد غلام وارث
- غلام زکریا
- غلام مرتضیٰ
- غیاث الدین
- معین الدین
- حسن انصاری
- ۳۹- ملا محمد ولی
- ۴۰- محمد نور اللہ
- ۴۱- ملا نعمت اللہ
- ۴۲- اصحاب اللہ
- ۴۳- برکت اللہ
- ۴۴- فرحت اللہ
- ۴۵- عشرت
- ۴۶- اشرف

اولاد ملّا محمد سعید پشت ۳۴ (شجرہ ص۵۳۰)

ملا احمد عبد الحق
ملا احمد انوار الحق
ملا علاء الدین
ملا جمال الدین
عبد الرزاق
ملا محمد عبد الوہاب فرنگی محلی
ملا محمد عبد الباری فرنگی محلی
مولانا جمال الدین فرنگی محلی

- احمد عبد الباری
- محمد جمالی
- معین الدین
- علاء الدین

حضرت ابو ایوب خالد انصاری رضؓ

انصار مدینہ کی قدیم تاریخ[1]

انصار اصل میں یمن کے رہنے والے تھے اور قحطان کے خاندان سے تھے۔ یمن میں جب مشہور سیلاب آیا جس کو عرب "سیل عرم" کہتے ہیں تو یہ لوگ یمن سے نکل کر مدینہ میں آباد ہو گئے۔ یہ دو بھائی تھے اوس اور خزرج، تمام انصار انہیں دونوں بھائیوں کے خاندان سے ہیں۔

حضورؐ کا خواب[2]

ہجرت سے قبل حضورؐ نے خواب دیکھا کہ دار الہجرت ایک پر باغ و بہار مقام ہے خیال تھا کہ وہ یمامہ یا ہجر کا شہر ہوگا لیکن وہ شہر مدینہ نکلا۔

حضرت ابو ایوبؓ کا نام خالد تھا[3]

"اصابہ فی احوال الصحابہؓ" میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ اکثر سیر اور تواریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ چونکہ ہر شخص ہجرت کے وقت حضورؐ کو اپنے گھر میں اتارنے کی درخواست کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ "میری ناقہ کو چھوڑ دو وہ خدا کی طرف سے مامور ہے۔ چنانچہ ناقہ حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی اس لیے آپ نے انہیں کے گھر پر قیام فرمایا لیکن صحیح مسلم باب الہجرت میں ہے کہ جب لوگوں میں آپ کی میزبانی کے متعلق جھگڑا ہوا تو آپ نے کہا کہ "میں بنو نجار کے ہاں اتروں گا جو عبد المطلب کے ماموں ہیں"۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نے خود ایسا کہا تھا امام بخاری نے تاریخ صغیر میں تصریح کی ہے کہ حضرت ایوبؓ کے گھر اترنا قرابتداری کی وجہ سے تھا۔

---

[1] سیرت النبیؐ جلد اول ص۲۲۴، [2] صحیح بخاری باب ہجرت النبیؐ، [3] سیرت النبیؐ ص۲۶۳،

نوٹ:۔ انصار کے نسب اور مدینہ میں آباد ہونے کی پوری تفصیل "وفا الوفا" (جلد اول) میں مذکور ہے۔

حضرت ابو ایوب[1] خالد انصاری رضؓ کا نسبی تعلق بنو نجار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ رسول اللہ کے دادا عبدالمطلب کی ننھیال کا سلسلۂ نسب بھی بنو نجار ہی سے ملتا ہے۔ حضور پاک جب قبا[2] سے مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ کے ہی مکان میں قیام فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق اس مکان کو تبع ابوکرب حمیری نے مدینہ آکر تعمیر کیا تھا جو بنی قحطان سے تعلق رکھتے تھے اور یمن کے رہنے والے تھے۔ اس مکان کے جنوب میں امام جعفر صادق رضؒ کا مکان ہے جو اب نائب حرم کے نام سے مشہور ہے لیکن اب مستقل طور پر امام و خطیب مسجد نبوی کی رہائش کے لیے مخصوص ہے۔ اب اس جگہ مدرسہ شہابیہ ہے جسے شاہ عادل کے بیٹے ملک شہاب الدین غازی نے زمین خرید کر یہاں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی اس کے بعد کچھ مدت تک پھر یوں ہی پڑا رہا یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں گنبد و محراب والی مسجد کے طرز پر اس کی دوبارہ تعمیر عمل میں آئی اور اس وقت سے آج تک اسی شکل میں موجود ہے۔ شیشی فروش کے مکان کے جنوب مغربی جانب اس مکان کی بیرونی دیوار میں ایک پتھر نصب ہے جس پر نمایاں سنہرے حرفوں میں یہ عبارت کندہ ہے۔

"یہ مکان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میزبان ابو ایوب انصاریؓ کا ہے۔" (۱۳۹۱ھ)

اقتباس از زیور اخلاق تاریخ کی کتابوں میں مورخین ابن خلدون، ابن خلکان، بلاذری اور طبری نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے بھی اپنی کتاب "رحمۃ للعالمین" کی جلد اوّل میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں حوالے بھی درج ہیں کہ حضرت انصاری حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ہیں۔ قاضی علی الہری (متوفی ۱۲۹۶ھ) نے اپنی تصنیف مصباح الجاس منظوم جو معتبر کتب سیرت سے ماخوذ ہے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل اولاد اسمٰعیلؑ سے بلکہ تبع ابوکرب حمیری بادشاہ کا گزر ایک صحرا میں ہوا۔ وہ اس مقام کی فرحت انگیزی سے متاثر ہو کر لاؤ لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے اپنے حکماء و دانشوروں سے اس جگہ کی فرحت بخش ہونے کا سبب دریافت کیا۔ دانشور نجومیوں نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ ایک ہزار سال کے بعد مکہ میں آخری نبی پیدا ہوں گے جو ہجرت کر کے یہاں سکونت پذیر ہوں گے۔ یہیں ان کا روضۂ مبارک ہوگا جہاں ہر وقت عاشقانِ رسول کا ہجوم ہوگا۔ ملک ابوکرب تبع حمیر نے

اقتباس از آثار مدینہ منورہ مولف عبدالقدوس انصاری مترجم مولانا سید عبدالرشید ندوی (ص ۱۳ تا ۱۵)

اس وقت کے آنے تک اپنے زندہ نہ رہنے کا افسوس کیا اور اپنے ایک عزیز معتمد ساتھی کو وہاں کی بارشاہت عطا کی اور ایک خط سربمہر پشت در پشت منتقل کرتے ہوئے حضور رسالت مآب کی خدمت میں پیش کرنے کی ہدایت کی چنانچہ ساتھی کی چوتھی پشت میں حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ نسلاً بعد نسلاً اس خط کے امین ہوتے۔ یہی وہ صحابیٔ رسول ہیں جنہیں میزبانِ رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں اس لشکر میں شریک تھے جو قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا تھا۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو مجھے دشمن کے علاقہ میں جہاں تک اندر پہنچ سکیں وہاں مجھے دفن کرنا چنانچہ وصیت کے مطابق قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے سائے میں ۵۲ھ میں دفن کیے گئے اور ان کی یہی تدفین فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ان کا مزار آج تک مرجع خلائق ہے اور وہ مقام آج بھی "ایوبیہ" کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں خراسان فتح ہوا تو اس وقت حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے فرزند حضرت ابو منصور انصاریؓ ہرات میں آباد ہو گئے تھے جو غالباً ۶۵ھ میں ہرات ہی میں فوت ہوئے۔ ہرات سے نسل انصار کا سلسلہ عجم یعنی برصغیر میں دور دور تک پھیل گیا۔ چنانچہ ہرات میں ان کی ساتویں پشت میں ۲ رشعبان ۳۹۶ھ کو بروز جمعہ ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاریؒ ہروی تولد ہوئے جن کی ذات مبارکہ سے ایک عالم کو فیض پہنچا۔ آپ کی تصانیف میں ایک ضخیم کتاب مطبقات صوفیہ بہت مشہور ہے۔ وہ نامور محدث، مفسر اور فقیہ تھے۔ حضرت عبداللہ انصاریؒ کا ہرات ہی میں ۲۹ ذی الحجہ ۴۸۱ھ کو وصال ہوا جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث قدسی کے مصداق اس خاندان میں بڑے بڑے فقہاء، محدثین، مفسرین، علماء اور صوفیاء گزرے ہیں:

"واشوقا لقاء اخوانی" (الحدیث) بستہ لبِ جان (سید غلام علی آزاد بلگرامی)

ترجمہ: بڑا اشتیاق ہے مجھے اُن اخوان کے دیکھنے کا، جو عرصۂ دراز کے بعد عجم میں ہوں گے۔

(ہاتھ کا اشارہ برصغیر کی طرف تھا)

---

[1] زیور اخلاق از ذیر الدین انصاری عاقل مٹ و پیرزادہ سید شاہ محمود قادری مہتاب رقم، حیدرآباد کالونی کراچی۔

[2] شرح مشکوٰۃ، روضۃ الاحباب، مدارج النبوت، شواہد النبوت، تحفۃ الخلان، مثنوی مولانا روم۔

(زیور اخلاق ص ۱۶-۱۷، ۱۸، ۲۷)

اسی خاندان کے ایک بزرگ مخدوم محی الدین انصاری اورنگ آباد تشریف لائے اور ضلع بیڑ کے مقام "پاتوڑہ" میں سکونت پذیر ہوگئے۔ وہ بابا فرید گنج شکرؒ کے خلیفہ اجل تھے۔ دکن میں لاتعداد نفوس ان کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ ان کا خاندان دکن میں کافی پھولا پھلا۔ اسی خاندان میں علامہ رحیم الدین انصاری تولد ہوئے۔ جن کے فرزند وزیر الدین انصاری عاقل اورنگ آبادی تلمیذ داغ دہلوی تھے۔

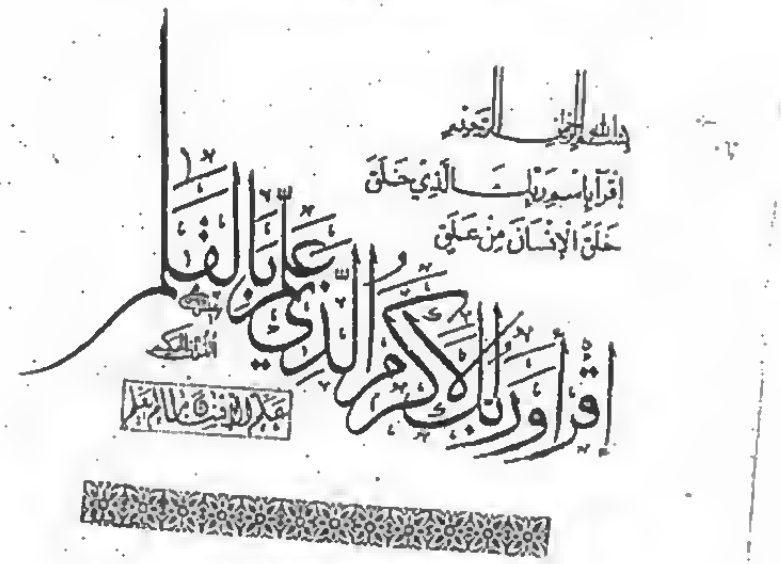

بادشاہِ یمن کا خط حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

ولادت مکہ و مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سال قبل کے امتی اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ یمن تبع ابوبکر حمیری نامی کا اطاعت و محبت سے بھرپور خط کا عکس جس نے اس وقت کے علماء کو وصیت کی کہ یہ میرا خط نسل بعد نسل محفوظ رکھا جائے اور خدا کے آخری رسول کو پیش کیا جائے۔ پھر جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو ابو لیلیٰؓ نے یہ خط بارگاہ مصطفوی میں پیش کیا۔

ترجمہ

تبع اوّل کی طرف سے یہ خط محمد بن عبداللہ کی خدمت میں جو اللہ کے نبی و رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ اور پروردگار دو جہاں کے رسول ہیں۔ ان پر درود و سلام ہو۔ ازاں بعد یقیناً میں آپ کے ساتھ ایمان لایا ہوں۔ اور میں آپ کے دین و طریقہ پر ہوں۔ اور آپ کے رب و ہر چیز کے خالق، پر ایمان لایا ہوں اور اسلام کے جمیع احکام جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کو پہنچے ہیں ان پر بھی ایمان لایا ہوں۔ پس اگر مجھے آپ کی زیارت کا موقع مل گیا تو بہت اچھا غنیمت۔ اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو میری سفارش فرمانا اور قیامت کے روز مجھے بھول نہ جانا۔ میں آپ کی پہلی امت میں سے ہوں۔ اور میں آپ کے ہاتھ آپ کی آمد سے پہلے بیعت کرتا ہوں۔ اور میں آپ کے طریقہ پر ہوں اور آپ کے جدِ امجد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اگر میری عمر ان کی عمر تک لمبی ہو جاتی تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر ہو جاتا۔ اور جاں نثاری میں بھائی۔

حضرت مومن عارف صوفی یمنیؒ منیر شریف بہار

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ منیر میں مسلمان سب سے پہلے سکونت پذیر ہوئے اور یہاں کی مسلم آبادی بہار شریف کے مقابلہ میں زیادہ قدیم ہے۔ منیر شریف اسلام کی آمد سے قبل منیاری کہلاتا تھا جہاں کا ہندو راجہ بڑا ظالم و جابر تھا۔ یہی وہ مقام تھا جسے صوفی مومن عارف نے اپنی تگ و تاز کے لیے پسند کیا۔ حضرت مومن عارف ایک عربی النسل صوفی بزرگ تھے۔ وہ یمن کے تاجر تھے آپ کا آبائی پیشہ کپڑے کی تجارت تھا۔ آپ نے منیر میں ڈیرہ ڈالا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد منیاری کے ہندو راجہ نے آپ کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران آپ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ معظمہ پہنچے پھر مدینہ منورہ میں روضۂ رسول پر حاضری دی اور اپنی بپتا سنائی۔ اسی اثنا امام تاج فقیہؒ کو بشارت ہوئی کہ ہند جا کر صوفی عارف کی مدد کی جائے۔ الغرض آپ امام تاج فقیہ اور ان کے اصحاب کو ساتھ لے کر عازم منیر ہوئے۔ راجہ کی فوج سے اسلامی لشکر کا مقابلہ ہوا، راجہ مارا گیا۔ راجہ کا محل مسلمانوں کا مرکز بنا۔ یہ واقعہ ۱۱۸۰ء کا ہے۔ اس طرح قدرت نے مومن عارف کی مدد کی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت مومن عارف کے گیارہ فرزند تھے جنہوں نے کپڑے کی بنائی کا پیشہ اختیار کیا جو بہار میں خوب پھلا پھولا۔ یہ برادری بہار میں مومن انصاری کہلاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب انگریزوں کا دور آیا اور ہینڈلوم کی جگہ پاور لوم چلانے کا منصوبہ بنا تو انصاریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے تاکہ اس پیشہ پر ان کا غلبہ ختم ہو اور ہاتھ کے بجائے مشین سے کپڑے تیار ہوں۔ چنانچہ انصاری کاریگروں کی انگلیاں کٹوائی گئیں اور ہاتھ کاٹے گئے جس کی تفصیلات سیر کی کتابوں میں درج ہیں۔ حالیہ مردم شماری کی

۱؎ عربی النسل مسلمان ص ۲۲۴،

۲؎ کمپریہنسیو ہسٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری ص ۳۶، ۳۵، ۵۲، ۱۸۶، (جلد دوم حصہ اول)

سیرت النبی جلد اول ص ۲۴۳،

رو سے بہار کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ تعداد انہیں انصاریوں کی ہے جو حضرت مومن عارف یمنیؒ کی اولاد ہیں اور خود کو حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ میزبانِ رسول بنو نجار سے منسوب کرتے ہیں۔ سیر و تواریخ کی کتابوں کے مطابق حضرت مومن عارف یمن کے تاجر تھے اور عربی النسل تھے اس لیے یہ قرین قیاس ہے مگر شجرہ کی خیر موجودگی میں یہ امر تحقیق طلب ہے۔

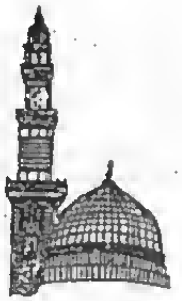

خانوادۂ فرنگی محلی لکھنؤ اور ملّا نظام الدین سہالوی

(شجرۂ نسب صفحہ ۵۲۹)

برصغیر میں مدارس عربیہ میں مروجہ نصاب تعلیم کو "ملّا نظام الدین محمد کی نسبت سے "درس نظامی" کہا جاتا ہے۔ ملّا نظام کا سلسلۂ نسب صحابیٔ رسول حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے ۵۱ھ سے ملتا ہے۔ ان کے اسلاف میں ایک بزرگ خواجہ ابو اسمٰعیل عبداللہ بن محمد انصاری (متوفی ۴۸۱ھ) گزرے ہیں جن کا مزار ہرات میں ہے۔ خواجہ صاحب کی اٹھارہویں پشت میں ملّا جلال الدین گیارہویں صدی ہجری میں عازم ہند ہوئے اور دہلی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ یہی ملّا جلال الدین، ملّا نظام الدین سہالوی کے پردادا تھے۔ بعد میں ان کی اولاد نے دہلی سے نقل مکانی کر کے قصبہ سہالی ضلع بارہ بنکی (یوپی) میں سکونت اختیار کر لی۔ ملّا نظام کے والد ملّا قطب الدین بن عبدالحلیم انصاری ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ ملّا قطب (۱۰۴۰ھ) میں تولد ہوئے اور موضع سہالی میں ۱۹ رجب ۱۱۳۳ھ کو زمین کے ایک تنازعہ میں عثمانی برادری کے لوگوں نے ان کو قتل کر دیا اور مکان تدآتش کر دیا جس میں ملّا قطب الدین کا حاشیہ شرح وقایہ بھی جل کر راکھ ہو گیا۔ وہ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ان کے چار فرزند تھے (۱) ملّا محمد اسعد (۲) ملّا محمد سعید (۳) ملّا نظام الدین محمد اور (۴) ملّا محمد رضا۔ ملّا محمد سعید نے اپنے والد کی شہادت پر مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے فریاد کی۔ جس نے انہیں سکونت کے لیے لکھنؤ میں فرنگی محل کا علاقہ جاگیر میں عطا کیا جہاں یہ خانوادہ سہالی سے منتقل ہو کر آباد ہوا۔

ملّا نظام الدین ۱۰۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علم دین میں امان اللہ شارسی، ملّا محمد قلی جونپوری اور ملّا غلام نقشبند سے استفادہ کیا۔ فارغ التحصیل ہو کر وہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ انہیں شاہ عبدالرزاق بانسویؒ سے قادری سلسلۂ طریقت میں خلافت حاصل تھی۔ ملّا موصوف علم و فضل کے مالک تھے۔ ان کو اپنے علم کا غرور بالکل نہ تھا یہی وجہ ہے کہ "درس نظامی" کے نصاب میں انہوں نے اپنی کوئی کتاب شامل نہیں کی۔ وہ ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ اور لکھنؤ میں مدفون ہوئے۔ اپنے والد کی طرح

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی ص ۱۳۱، ۱۷۰، ۱۲۷، ۱۵۱)

یہ بھی کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ "درس نظامی" کی ترتیب ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالعلی کو "بحر العلوم" کے خطاب سے نوازا گیا۔ وہ اپنے نامور والد کے لائق و فائق فرزند تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۴۶ھ میں لکھنؤ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔ سترہ سال کی عمر میں جملہ علوم سے فارغ ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک شاہجہان پور سرکاری مدرسہ میں مدرس رہے۔ نواب رامپور نے آپکی بڑی پذیرائی کی۔ رامپور میں ۵ سال گزار کر آپ سید جلال تبریزیؒ کے نام پر قائم شدہ مدرسہ جلالیہ بہار میں مدرس مقرر ہوئے۔ اس مدرسہ کے مصارف کے لیے بائیس ہزاری پرگنہ کی آمدنی وقف تھی۔ ۱۲۰۵ھ میں مولانا عبدالعلی نواب عمدۃ الملک امیر خاں کی دعوت پر مدراس آ گئے اور مدرسہ کلاں میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اسی نواب امیر خاں نے آپ کو "بحر العلوم" کے خطاب سے نوازا تھا۔ آخر کار آپ ۸۱ برس کی عمر پا کر ۱۲۲۵ھ کو مدراس میں وفات پائی۔ آپ کم از کم ۳۰ کتابوں کے مصنف تھے۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ

اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ۔ القرآن

مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی

(شجرۂ نسب ص۴۱۸)

مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنؤ کے نامور علماء میں تھے۔ آپ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ میں تولد ہوئے۔ آپ نے اپنے والد مولانا عبدالوہاب سے علوم اسلامیہ میں درس لیا اور مشاہیر علماء میں شمار کئے گئے طریقت میں اعلیٰ حضرت سے منسلک ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ تحریک خلافت میں مولانا محمد علی جوہر کے سرپرست رہے۔ آپ نے سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیا۔ لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کی بنیاد ڈالی۔ مولانا محمد علی اور حسرت موہانی آپ ہی سے بیعت تھے۔ علم و عمل کے میدان میں آپ کی شخصیت ہندوستان بھر میں نمایاں رہی۔ آپ نے ۱۰ رجب ۱۳۴۳ھ کو وفات پائی۔ آپ کی زندگی علماء سلف کا نمونہ تھی۔ آپ ۱۹۰۵ء میں "بزم صوفیہ" کے بانی رکن بھی رہے۔

تصنیفات

(۱) آثار الاول (۲) تفسیر القرآن

آپ کے فرزند ارجمند مولانا جمال میاں فرنگی محلی بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر ہندوستان کے چوٹی کے علماء میں شمار کئے جانے لگے۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت ص۸۰)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(شجرۂ نسب ص۴۲۹)

مولانا رشید احمد ۷ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۹ء بروز پیر گنگوہ میں تولد ہوئے آپ صحیح النسب ایرانی انصاری تھے۔ آپ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے صحیح جانشین تھے۔ آپ کے والد مولانا ہدایت احمد نے شاہ ولی اللہ کے خاندان کے علماء سے تعلیم حاصل کی تھی اور روحانی تربیت مولانا شاہ غلام علی نقشبندیؒ سے حاصل کی۔ آپ بچپن ہی سے نماز کے پابند تھے۔ ناظرہ گھر پر پڑھا۔ فارسی اپنے ماموں محمد نقی سے پڑھی۔ عربی محمد بخش رامپوری سے سیکھی۔ علوم عقلیہ مولانا مملوک علی اور مولانا مفتی صدرالدین سے پڑھے۔ حدیث کی صحاح ستہ مولانا شاہ عبدالغنی سے پڑھی۔ آپ نے قرآن بھی حفظ کیا تھا اور تراویح بھی پڑھائی تھی۔ آپ چالیس دن کے اندر حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے خلافت ملی۔ آپ کو تین بار حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے پہلے شاگرد سید مومن علی تھے اور آخری شیخ الحدیث مولانا زکریا کے والد مولانا شیخ محمد یحییٰ کاندھلوی۔ انچاس سالہ تعلیمی و تدریسی دور میں طلباء ہند، برما، کابل اور افغانستان سے آکر فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے تاحیات سرپرست بھی رہے۔ دیوبند کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر عصر کی نماز میں ۲۲ برس بعد آپ کی تکبیر اولیٰ فوت ہوئی تو آپ کو بڑا صدمہ پہنچا۔ آپ نے ساری عمر سحر خیزی اور تہجد گزاری میں گزاری۔ آپ ۸ یا ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعہ ۸۷ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ مولانا اشرف علی تھانوی آپ کے مشہور زمانہ خلیفہ تھے۔

تصانیف

تصفیۃ القلوب، امداد السلوک، ہدایۃ الشیعہ، زبدۃ المناسک، الطائف رشیدیہ، فتاویٰ میلاد النبی، رسالہ تراویح، قطوف دانیہ، جمعہ فی القریٰ، ردالطغیان، احتیاط النظر، ہدایۃ المقتدی، سبیل الرشاد، براہین قاطعہ۔

(بیس بڑے مسلمان ص۱۴۱، ۲۳۶)

مولانا امجد علی انصاری اعظمی

مولانا اعظم گڑھ کے رہنے والے تھے۔ اللہ نے کرم فرمایا اور آبائی پیشہ پارچہ بافی چھوڑ کر علم دین سیکھا اور نامور عالم دین بنے۔ عرصہ تک بریلی میں اکتساب علم کرتے رہے۔ مرشد کے حکم پر حدیث کی تکمیل کے لیے پیلی بھیت میں محدث سورتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صحاح ستہ سے فراغت حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت کے مدرسہ منظر الاسلام میں مدرس مقرر ہوئے۔ مسائل شریعت میں مہارت تھی۔ قرآن حدیث اور فقہ پر عبور حاصل تھا۔ اعلیٰ حضرت سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور مرشد کی ترجمہ سے علوم اسلامیہ میں ملکۂ امہر رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی وفات کے بعد اجمیر شریف کے دار العلوم میں مدرس اعلیٰ رہے۔ مسائل اسلامیہ کے متعلق آپ کی تصنیف "بہار شریعت" بہت شہرہ ہوئی۔ اس تصنیف پر علماء اہل سنت نے آپ کو "صدر الشریعہ" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ آپ نے قیام پاکستان سے کچھ پہلے وفات پائی۔ آپ اپنے گاؤں میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کے فرزند ارجمند قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی۔ سمن مسجد کراچی کے پیش امام و خطیب ہیں۔ انہوں نے کلفٹن کراچی میں ایک دار العلوم قائم کیا ہے۔ جس کی تعمیر و ترقی میں شب و روز مصروف ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا عبد المصطفیٰ الازہری شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو کراچی میں وفات پا گئے۔

آپ کے باقی تین فرزند مولانا نثار المصطفیٰ، مولانا ضیاء المصطفیٰ، مولانا بہاء المصطفیٰ اور مولانا فدا المصطفیٰ ہندوستان میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۷۸)

اسمائے گرامی
شاہ بو علی قلندرؒ
سالار فخر الدین
سالار حسن
سالار عزیز
ابا بکر غازی
فارس
عبد الرحمٰن
عبد الرحیم
محمد

نعمان امام اعظمؒ
ثابت
نعمان
مرزبان
ثابت
قیس
یزدجرد
شہریار
خسرو پرویز
ہرمز
نوشیروان عادل

حضرت شاہ بو علی قلندرؒ پانی پتی

اسم گرامی شیخ شرف الدین اور لقب بو علی قلندر تھا۔ امام اعظمؒ کی اولاد سے تھے والد ماجد ۶۰۰ھ میں عراق سے ہند تشریف لائے وہ جید عالم دین تھے۔ سید نعمت اللہ ہمدانی کرمانی کی ہمشیرہ بی بی حافظہ جمال سے نکاح ہوا اور بو علی شاہ قلندرؒ ۶۰۵ھ میں پانی پت میں پیدا ہوئے علوم ظاہری سے فارغ ہو کر ۲۰ سال تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ دہلی کے معاصر اکابر علماء دل سے ان کی تبحر علمی اور فضیلت کے معترف تھے۔ شیخ بو علی قلندرؒ حضرت نظام الدین اولیاء کے خلیفہ تھے۔

خواجہ شمس الدین ترک حضرت خواجہ احمد یسویؒ کے فرزند اور سادات ترکستان سے تعلق رکھتے تھے اپنے مرشد علاء الدین علی صابرؒ کے حکم سے پانی پت آکر سکونت پذیر ہو گئے۔ ۱۳ رمضان ۷۲۴ھ میں شیخ بو علی قلندرؒ کا وصال ہوا۔ کرنال میں مدفون ہوئے۔

تصانیف حسب ذیل تصنیفات شیخ بو علی قلندر سے منسوب ہیں۔

(۱) مکتوبات بنام اختیار الدین (۲) حکم نامہ شرف الدین۔
(۳) مثنوی کنز الاسرار (۴) رسالہ عشقیہ۔

(سلہ بزم صوفیہ ص ۲۳۵-۲۴۰)

باب ۲۵ اولاد اصحاب رسولؐ

شیخ بدیع الدین شاہ مدارؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۰	شیخ بدیع الدین شاہ مدارؒ
۱۹	شیخ علی
۱۸	شیخ خلیفہ ثانی
۱۷	شاہ کافور
۱۶	قطب الدین ثانی
۱۵	شاہ اسمٰعیل
۱۴	محمد
۱۳	حسن
۱۲	علی
۱۱	خلیفہ اکبر
۱۰	بہار الدین
۹	محمد شاہی
۸	بدر الدین
۷	قطب الدین
۶	عماد الدین
۵	عبد الحافظ
۴	شہاب الدین دانا
۳	مظہر
۲	عبد الرحمٰن
۱	حضرت ابو ہریرہؓ

شیخ بدیع الدین مدارؒ مقام صدیت پر تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۷۱۵ھ مطابق ۱۳۱۵ء میں ہوئی۔ اردوئے سوفیائے بنگال آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شاہ ابو اسحاق شامی تھا جو دمشق پور میں مدفون ہیں۔ آپ نے ہندوستان میں گجرات، اجمیر، ترہت، جون پور کا سفر کیا پھر بنگال آئے۔ مداریہ سلسلۂ طریقت بنگال میں غریب پھیلا۔ ان کے خلفاء میں شیخ اعلا نے جن کو اعلا بھی کہتے ہیں مداریہ سلسلہ کو بنگال میں ترویج دی۔ شاہ اعلا کا مزار گوڑ (بنگال) میں ہے۔

شاہ مدارؒ نے بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا جو لباس ایک دفعہ پہنا اس کو دھونے کی نوبت نہیں آئی۔ چہرے پہ ہمدی نور تھا۔ ان کو دیکھتے ہی لوگ سجدہ میں گر جاتے تھے اس لیے وہ نقاب اوڑھے رہتے تھے۔

ڈاکٹر انعام الحق نے شاہ مدارؒ کی وفات کا سال ۸۴۰ھ مطابق ۱۴۳۶ء بتایا ہے۔

(تذکرہ سوفیائے بنگال ص ۳۸، ۶۵ تا ۶۸)

شیخ برہان الدین غریبؒ

شجرۂ نسب
برہان الدین غریبؒ
شیخ محمد محمود
شیخ ناصر ہانسوی
سلطان مظفر
سلطان ابراہیم
شیخ ابوبکر
شیخ عبداللہ
شیخ عبدالرشید
شیخ عبدالصمد
شیخ عبدالسلام
امام اعظم ابوحنیفہؒ
(شجرہ ص ۔)

آپ کا اسم گرامی شیخ برہان الدین غریب ہے۔ آپ کا وطن ہانسی تھا۔ آپ ۶۵۴ھ میں ہانسی میں تولد ہوئے۔ بابا فرید گنج شکرؒ کے خلیفہ اور جمالیہ سلسلۂ طریقت کے مرشد اول خواجہ جمال الدین ہانسوی آپ کے ماموں تھے۔ آپ محبوب الٰہی کے خلیفہ مولانا قطب الدین منورؒ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ آپ نے اپنے چچا سے قدوری پڑھی۔ شیخ برہان الدین غریبؒ نے فقہ نافع حفظ کر لیا تھا۔ آپ جید عالم دین تھے۔ آپ نے تمام عمر تجرد میں گزاری۔ ہانسی سے نقل مکانی کر کے دلی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ جب بھی اودھ سے دہلی تشریف لاتے تو انہیں کے ہاں قیام کرتے اور درس لیتے۔ آپ کو محبوب الٰہیؒ سے خلافت ملی تھی۔ آپ مرشد کے حکم پر دکن روانہ ہوئے اور دولت آباد میں ۲۸ یا ۲۹ سال قیام فرمایا۔ ۷۳۸ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار خلد آباد میں مرجع خلائق ہے۔

ملفوظات (۱) اصول الوصول (۲) ہدایت القلوب۔
(۳) نفائس الانفاس (۴) شمائل الاتقیاء۔
(۵) رسالۂ غریب (۶) احسن الاقوال (۷) اسرار الطریقت۔

(تاریخ سوفیائے گجرات ص ۳۰۲)

باب ۲۶

خانوادۂ نوشیرواں عادل شاہِ ایران

۱- حضرت نوحؑ
۲- سام
۳- لاوذ
۴- ایہم
۵- کیومرث
۶- سیامک
۷- ہوشنگ
۸- طہمورث
۹- جمشید
۱۰- ساہکان
۱۱- ملکان
۱۲- افقیان
۱۳- انبین
۱۴- فریدون
۱۵- ایرج
۱۶- منوچہر
۱۷- لہماسپ
۱۸- راب
۱۹- کیقباد
۲۰- گشتاسپ
۲۱- کہش
۲۲- لہراسب
۲۳- گشتاسب
۲۴- اسفندیار
۲۵- بہمن
۲۶- ساسان
۲۷- اردشیر بابک
۲۸- شاپور
۲۹- ہرمز
۳۰- بہرام
۳۱- برمن
۳۲- ہرمز
۳۳- شاہ پور
۳۴- یزدگرد
۳۵- بہرام گور
۳۶- یزدجرد
۳۷- فیروز
۳۸- تیاد
۳۹- نوشیرواں عادل
۴۰- ہرمز
۴۱- خسرو پرویز
۴۲- شہریار

اولادِ شہریار

- فیروز
- قیروان
- قارسنجان
- فراتعان
- قرابت
- قزل ارسلان (ص)
- سوق التیگین
- سلطان سبکتگین
- سلطان محمود غزنوی
  - دختر نوبہر سید نجم الدین
  - امیر سعود غزنوی
  - امیر محمد غزنوی
- یزدجرد
  - شہربانو — زوجہ امام حسینؓ — امام زین العابدینؒ
  - قیس — ثابت — سرزبان — نعمان — ثابت — امام اعظم ابوحنیفہؒ — مالک
- محمد
- عبدالرحیم
- عبدالرحمٰن
- فارس
- ابوبکر فاذی
- سالار حریز
- سالار حسن
- سالار فخرالدین
- شاہ ابوعلی قلندر پانی پتیؒ

خانوادۂ سلطان محمود غزنوی

(شجرۂ نسب ص۵۴۷)

خواجہ نظام الملک وزیر شاہانِ سلجوقی (متوفی ۴۸۵ھ) سیر الملوک میں رقم طراز ہے کہ جب ایلتگین نے علم کر پر کیا تو شیر بابک امیر پایان نے محاذ آرائی کی اور گرفتار ہوا لیکن ایلتگین نے اسے معاف کر دیا بلکہ خلعت سے نوازا۔ جب ایلتگین غزنی پہنچا تو غزنی کا راجہ لویک نے اس کے ساتھ جنگ کی لیکن شکست کھائی اور اپنے بارہ فرزندوں کے ساتھ گرفتار ہوا۔ اہل غزنی نے جب دیکھا کہ ان کی جان و مال زن و فرزند محفوظ ہیں تو اس کے عدل سے بہت متاثر ہوئے اور کہا خواہ وہ ترک ہو یا تازیک اس کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا اور ایلتگین کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ لویک نے شکست کھا کر راہ فرار ہی میں عافیت سمجھی۔ ایلتگین نے ۳۵۱ھ میں غزنی کو فتح کیا ایک سال کے بعد یعنی ۳۵۲ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اسحاق تخت نشیں ہوا۔ ایک سال کے بعد وہ بھی فوت ہو گیا تو اس کی جگہ ترک امیر بلگاتگین سلطان بنا۔ وہ عادل، متقی اور پرہیزگار تھا۔ وہ دس سال حکومت کر کے چل بسا۔ اس کے بعد ایلتگین کا دوسرا بیٹا بگتگین ۲۷ شعبان ۳۶۶ھ کو تخت پر بیٹھا۔ ابو علی لاویک نے اس کے زمانہ میں کابل پر چڑھائی کی امیر بگتگین نے اپنے پانچ سو ترک سواروں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ کافی لوگ مارے گئے آخر کار امیر بگتگین سرخرو ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمود غزنوی جانشین ہوا۔ سلطان محمود غزنوی کا بیٹا سلطان مسعود ۴۲۱ھ میں باپ کے تخت پر بیٹھا تھا۔ پنجاب کے راجہ جے پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان ۳۹۲ھ میں جنگ ہوئی تھی جس میں راجہ جے پال نے شکست کھا کر خودکشی کر لی تھی۔ اس جنگ میں سید الاغر ابو المظفر و ابو علی زیدی محمود غزنوی کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ ۴۰۴ھ میں بھیم پال کے بیٹے تریلوچن پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان بھی جنگ ہوئی تھی۔

ابو ریحان البیرونی اپنی کتاب فی تحقیق ما للہند میں صفحہ ۲۰۰ پر رقم طراز ہے:-

نگر کوٹ (موجودہ نگر پارکر، تھر پارکر) سندھ کا ایک شہر تھا جو غزنی سے چھ روز کے سفر پر واقع تھا۔ (معجم البلدان جلد ۵ صفحہ ۲۹۵) یہ وہی قلعہ ہے جہاں ۴۳۲ھ میں امیر مسعود سلطان غزنوی کا بھائی امیر محمد

(تاریخ افغانستان از آقائے عبدالحی حبیبی صفحہ ۳۳۲، ۳۵، ۴۵، ۷۵، ۸۹، ۹۱، ۹۷، ۹۹، ۱۰۱)

ممبوس تھا (بیہقی ص ۶۵۹) اس شہر کا سلطنت غزنہ سے براہ راست تعلق تھا۔ شرف الدین علی یزدی کی تحریر سے ظاہر ہے کہ قلعہ نگر بتوں شہر اور دریائے سندھ کے درمیان واقع تھا۔ مزید برآں ۸۰۰ھ میں جب تیمور لنگ بختیار اور ایرباب ہرکر شتزان اور بتوں پہنچا تو (۱۲ ذی الحجہ ۸۰۰ھ قلعہ نگر کوٹ فتح کیا پھر ماہ محرم ۸۰۱ھ میں دریائے سندھ کے زرایہ واپس چلا گیا (ظفرنامہ جلد ۲ ص ۳۸) یہ قلعہ نگر فالاً دہی ہے جس کے بارے میں العتبی نے تاریخ یمینی میں ص ۲۲۲ پر لکھا ہے کہ ۴۰۹ھ میں ماہ ربیع الآخر میں یہ قلعہ سلطان محمود غزنوی کے ہاتھوں فتح ہوا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"بھیم نگر کا حصار بہت بلند اور مضبوط تھا۔ وہاں ایک بہت بڑا بت تھا جہاں صدیوں سے بے شمار زر و جواہر اور خزانہ جمع تھا۔ ۷ کروڑ شاہی درہم اور ۷۰ من سونا اور دیگر نفیس اشیاء سلطان محمود غزنوی کے ہاتھ لگے تھے اور جب وہ بے بہا اور گراں بار خزانہ لے کر غزنی پہنچا تھا تو غزنی شہر کے اطراف کی خلائق تماشا دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑی تھی۔"

نوٹ: (۱) واضح ہو کہ نگر کوٹ (موجودہ نگر پارکر) کو تاریخ میں بھیم نگر کہا گیا ہے۔ ریزیڈ کے قول کے مطابق شری بھیم دیوادہ بادشاہ گزرا ہے جسے العتبی اور فرشتہ دونوں نے بانیٔ نگر کوٹ کہا ہے۔

(یادداشتہائے بمبئی ص ۲۵ بر سیلہ ہودیوالا جلد ۲ ص ۴۲۶) تاریخ افغانستان ص ۹۷،

(۲) البیرونی کے مطابق نہ قس ایک یزنانی لفظ ہے جس کا مساوی لفظ سنسکرت میں سیال پتی یعنی سپہ سالار ہے جو موجودہ سیال جٹ اور جھنگ سیال، پنجاب جسے کلری بھی کہتے ہیں کے آبا و اجداد تھے۔ (تاریخ افغانستان ص ۹۷)

(۳) واضح ہو کہ راقم الحروف نے دسمبر ۱۹۹۱ء میں آرٹ آفیسر نگرکار و عشر اسلام آباد کی حیثیت سے اپنے سرکاری فرائض منصبی سرانجام دینے کے لیے نگر پارکر کا سرکاری دورہ کیا تھا۔ آج کل نگر کوٹ صرف نگر کہلاتا ہے جہاں ۴۳ مربع میل کے رقبہ میں پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہاں کے پتھر بڑے قیمتی ہیں اور مختلف رنگوں میں دستیاب ہیں جس میں زیادہ تر چمکدار گرینائٹ پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی زمینیں تانبے کی ہیں۔ یہاں کے پتھروں میں سونا، چاندی اور سنگ مرمر کی آمیزش ہے۔ یہاں کی زمینوں کے نیچے نفیس قسم کی

سفید چکنی چینی مٹی وافر مقدار میں موجود ہے۔ کوئلہ کی کان بھی دستیاب ہوئی ہے۔ یہاں کا خالص شہد دور دور تک مشہور ہے۔ اگرچہ یہ شہر صدیوں پرانا ہے جو اب ویران ہو چکا ہے۔ قدیم قلعہ اب کھنڈرات کی شکل میں ہے۔ لیکن قدم قدم پر معبد اور مندر موجود ہیں جن میں بھوڈیشور کا مندر سب سے بڑا ہے جسے گوتم بدھ کے پیروکاروں نے تعمیر کیا تھا جہاں وافر خزینہ دفن تھا۔ یہ علاقہ کچھ میں واقع ہے اور دو طرف ہندوستان کی سرحدوں سے گھرا ہے۔ اگرچہ یہ دور افتادہ ریگستانی علاقہ ہے لیکن کسی زمانہ میں یہ علاقہ جنت نظیر تھا اور دولت میں لاثانی تھا۔ ماضی قریب میں یہ برصغیر میں جانوروں اور مویشیوں کی سب سے بڑی منڈی تھا۔

سلطنت بہمن، دکن

ہندوستان کی تاریخ میں دکن نے بڑا نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔ مسلمان پہلے پہل یہاں تبلیغ اسلام کے لیے آئے تھے۔ علاءالدین خلجی پہلا حملہ آور تھا۔ جس نے ۱۲۹۴ء میں دکن کا رخ کیا اور دیوگری پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔ پھر اس کے سپہ سالار ملک کافور نے ۱۳۱۰ء میں راسی کماری تک فتح کیا۔ محمد تغلق کے عہد میں دکن دہلی سے الگ ہو گیا۔ محمد تغلق کے عہد میں ترکی نژاد امیران صدہ کو عروج حاصل ہوا۔ اسی کے عہد میں بے شمار ترک دکن میں آباد ہو گئے۔ جن میں اسمٰعیل فتح محمد تغلق کے خلاف بغاوت میں پیش پیش تھا۔ اسمٰعیل کے بڑھاپے کے پیش نظر اس کا نائب ظفر حسن خاں ۱۳۴۷ء میں علاءالدین حسن بہمن شاہ کے لقب سے دکن کے تخت پر بیٹھا۔ یہی آزاد ریاست سلطنت بہمن کہلائی۔ گلبرگہ حسن آباد کے نام سے اس سلطنت کا پایۂ تخت بنا۔ تقریباً ۱۸۰ سال کے بعد پایۂ تخت بیدر منتقل ہوا۔

درج ذیل سلاطین سلطنت بہمنیہ کے حکمراں رہے جن کی حکومتیں دو صدیوں پر محیط رہی:۔

نمبر شمار	اسماء سلاطین	مدت حکمرانی
۱۔	علاءالدین ظفر حسن بہمن شاہ	۷۴۸ھ تا ۷۵۸ھ
۲۔	محمد شاہ اول	۷۵۸ھ تا ۷۷۵ھ
۳۔	محمد شاہ ثانی	۷۷۸ھ تا ۷۹۷ھ
۴۔	فیروز شاہ	۷۹۷ھ تا ۸۲۲ھ
۵۔	احمد شاہ ولی	۸۲۲ھ تا ۸۳۴ھ
۶۔	سلطان علاءالدین شاہ بہمنی	۸۳۴ھ
۷۔	ہمایوں شاہ بہمنی	—
۸۔	محمد شاہ لشکری	—
۹۔	محمود شاہ	

ظفر حسن بہمنی شاہ کے انتقال کے وقت سلطنت کی حدود شمال میں ماندا جنوب میں دریائے

تنگبھدرا تک مشرق میں سرنگیر تک اور مغرب میں گوا تک پھیل گئی تھیں۔ بانی سلطنت ظفر حسن خاں شاہ بہمن ایک بلند خیال اور قابل حکمراں تھا۔ اس میں بڑی مستعدی اور جولانی کارکردگی تھی۔ وہ ایرانی النسل تھا اور افغانستان کے راستے ہند میں وارد ہوا تھا۔ وہ ہزیرالدین علائی کا بھتیجا تھا جو ترکی کی مرحد پر قتل ہوا تھا اس وقت حسن شاہ بہمن صرف چھ سال کا تھا۔ وہ قدیم شاہ ایران بہمن گورین اسفندیار کی اولاد ہونے کے سبب پرشکوہ پس منظر رکھتا تھا۔ اگرچہ سید سلیمان ندوی نے حسن بہمن کو ہندی النسل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ ناکام رہے۔ اسے علماء و صوفیاء سے بڑا لگاؤ تھا۔ صاحب اقتدار ہونے سے قبل وہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد اس نے سب سے پہلا حکم یہ دیا تھا کہ ۵ من سونا اور دس من چاندی نظام الدین اولیاء کی روح کے ایصال ثواب کے لیے شیخ برہان غریبؒ کے ذریعہ فقراء و مساکین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ وہ فارسی بخوبی جانتا تھا۔ اس نے "برستان سعدی" کو شہزادوں کے نصاب میں شامل کرایا۔ اس نے فوجی اور سیاسی حکمت عملی کے تحت ایران اور وسط ایشیا کے افراد کو زیادہ سے زیادہ فوج اور سرکاری ملازمت میں جگہ دی مثلاً اسمٰعیل فتح کو میرالامراء بنایا۔ ملک سیف الدین غوری کو وزیراعظم بنایا۔ حسام الدین، سکندر خاں اور رضی الدین جگجوت معتمد بنے، سید احمد غزنوی مفتی تھے۔ شیخ برہان الدین غریبؒ اپنے سات سو مریدوں کے ساتھ دولت آباد منتقل ہوئے تھے۔ بہمن شاہ نے شیخ برہان الدین غریبؒ کے مرید اور خلیفہ شیخ زین الدین کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، جو شیراز سے دکن آئے تھے۔ بہمن شاہ شیخ سراج الدین جنیدی کا بھی معتقد تھا۔ شاہ حسن بہمن کو شیخ جنیدی ہی نے سلطان قطب الدین کی مسند میں تخت نشین کیا تھا۔ شیخ عین الدین گنج العلم بھی اس دور میں دولت آباد میں مقیم تھے۔ وہ شیخ جنیدی کے برادر نسبتی اور پیر بھائی بھی تھے۔ وہ نباً حضرت جنید بغدادیؒ کی اولاد سے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد افغانستان میں غرشور سے آئے تھے۔ مشہور شاعر و مورخ عصامی نے ایک مبسوط تاریخ نظم میں "فتوح السلاطین" شاہنامہ فردوسی کے طرز پر لکھی جو تاریخ محمود غزنوی سے شروع ہو کر بہمن شاہ پر ختم ہوتی ہے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ محمود غزنوی اور بہمن شاہ ہم نسب تھے۔

محمد شاہ ثانی

محمد شاہ ثانی علم دوست بہت مشہور تھا۔ عرب و ایران کے بہت سے شعراء و علماء اس کے دربار میں اس کی فیاضیوں سے بہرہ مند ہوتے رہے۔ وہ عربی و فارسی روانی سے بولتا

تھا۔ وہ خوش نویس تھا اور شاعری سے بھی شغف رکھتا تھا۔ شیخ زین الدین شیرازی کے ہاتھ پر تائب ہوا تھا۔ وہ علم کا بڑا قدر دان تھا اور شیخ حنیدی کی دعائیں پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے عہد میں مولانا احمد بن ابو احمد قزوینی اور مولانا محمد بن ابو محمد مشہور اکابرین میں تھے۔ علامہ فضل اللہ انجو جیسے نامور عالم اسی کے عہد میں شیراز سے دکن آئے تھے جو سعد الدین تفتازانی کے شاگرد تھے محمد شاہ ثانی ہی کے زمانہ میں علامہ میر فضل انجو اور مولانا محمد بن ابو محمد مشہدی کے ذریعہ حافظ شیرازی کو دکن آنے کی دعوت دی گئی۔ مصارفِ راہ کے کفیل خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمود گاز رونی ہوئے۔ لیکن حافظ نے سمندر کے سفر سے خائف ہو کر دکن آنے کا ارادہ ترک کر دیا اور محمد شاہ اور فضل اللہ انجو کی دعوت اور عطیات کے شکریہ میں ایک غزل ارسال کی جس کا مطلع ہے ۔

رسے بامنم بسر برون جہاں کیسر نمی ارزد
بہ ے بیزوش دلق ما کزیں بہتر نمی ارزد

اس غزل کے صلہ پر محمد شاہ نے قاسم مشہدی کے ذریعہ گرانقدر بیش بہا تحائف حافظ کی خدمت میں بھیجے۔ مزید برآں شبلی نعمانی کے بیان کے مطابق سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر شاہ (بنگالہ) نے بھی حافظ کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تھی اور حافظ نے جواب میں اس کو بھی ایک غزل لکھ کر بھیجی تھی جس کا مطلع تھا ۔

ساقی حدیثِ سرو و گل و لالہ می رود
وین بحثِ پا نکانہ غسالہ می رود (شعر العجم)

اس سلسلے میں سید غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی کتاب "خزانۂ عامرہ" میں صفحہ نمبر ۱۸۱ پر لکھا ہے کہ حافظ شیرازی کا ایک بیٹا شاہ نعمان ہندوستان آیا تھا جو برہان پور میں فوت ہوا۔

فیروز شاہ محمد شاہ ثانی کے بعد فیروز شاہ ایک غیر معمولی شخصیت کا حامل تھا۔ محمد شاہ ثانی نے اس کی اچھی تربیت کی تھی۔ یہ علامہ فضل اللہ انجو کا شاگرد تھا۔ وہ دنیا کی کئی زبانوں کا عالم تھا۔ فرشتہ کا بیان ہے کہ فیروز شاہ کے حرم میں عرب، کوہ ثان، جارجیا، ترکی، یوروپ، چین، افغانستان، راجپوتانہ، بنگال، گجرات، تلنگانہ، مہاراشٹر اور دیگر ممالک کی نسلوں سے تعلق رکھنے والی بیویاں تھیں جن سے وہ انہی کی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا۔ اس نے عربی زبان ان بیویوں سے سیکھی تھی۔

جو ساحل مالابار پر مدت سے آباد تھے۔ اور اس زبان میں وہ انجیل بھی پڑھ لیتا تھا۔ فیروز شاہ صاحبِ دیوان شاعر بھی تھا اور عروجی تخلص رکھتا تھا۔ وہ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کا بڑا عقیدتمند تھا۔ جب وہ دکن پہنچے تھے تو فیروز شاہ نے علماء و مشائخ اور لشکر شاہی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا تھا۔

امیر تیمور گورگان کے ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر ملی تو فیروز شاہ نے لطف اللہ سبزواری کو تیمور کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ سفارت میں ان کے ساتھ وزیر مالیات مولانا تقی الدین شیرازی بھی تھے جس میں فیروز شاہ کو کامیابی ہوئی۔ تیمور نے فیروز شاہ کو "فرزند خیر خواہ" کہا بلکہ گجرات، مالوہ اور دکن کی سلطنت بھی عطا کر دی۔ فیروز شاہ بہمنی فارسی کا زبردست عالم اور شاعر تھا۔ اس نے حکیم حسن گیلانی اور سید محمود گاز رونی کو دولت آباد کے ایک درہ کی چوٹی پر رصد گاہ تعمیر کرنے پر متعین کیا تھا جو حکیم حسن گیلانی کی وفات کے سبب مکمل نہ ہو سکی۔

سلطنت بہمنیہ صفحہ ۷، ۱۳، ۱۶، ۱۸، ۲۵۔

محمود گاواں

خواجہ محمود گاواں سلطنتِ بہمنیہ کے مدبرین میں بہت ممتاز ہے۔ وہ علم و فضل کا بڑا مربی تھا۔ بلکہ خود بھی دانشور، عالم، شاعر اور انشا پرداز کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ وہ گیلان کے قریۂ تاذان میں پیدا ہوا تھا اسی لیے عرفِ عام میں "گاواں" مشہور ہوا۔ اس کے اجداد شاہانِ گیلان کے درزراء میں شامل تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنی ذاتی کوششوں سے "رشت" کی بادشاہت حاصل کر لی تھی اور یہ خود مختار حکومت اس کے خاندان میں شاہ طہماسپ صفوی والیٔ ایران کے زمانہ تک قائم رہی۔ محمود گاواں ایک تاجر کی حیثیت میں شاہ محب اللہ نبیرہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کی زیارت کے شوق میں بیدر پہنچا تھا۔ سلطان علاء الدین بہمنی نے اس کی بڑی قدر کی۔ اس نے وطن واپسی کا ارادہ ترک کر کے حکومت کے امور میں شرکت اختیار کر لی تھی۔ پہلے یک ہزاری منصب عطا ہوا۔ پھر تلنگانہ کی بغاوت فرو کرنے پر مامور ہوا۔ جیسے جیسے مراتع ملتے رہے اس نے بہت سارے علاقے فتح کر لیے بلکہ اس نے سندھ میں "کچھ" کے علاقہ نگرکوٹ (موجودہ نگر پارکر) کو فتح کر کے سلطنت بہمن میں شامل کیا۔ جہاں اسے بیش بہا مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیجاپور بھیجا گیا جہاں وہ وزیرِ کل اور صدرِ جہاں بن گیا۔ اپنے تدبر اور فراست سے اس نے جو کام کیے وہ سلطنتِ بہمنیہ کے لیے یادگار ہیں۔ محمود گاواں کے دور میں سلطنت بہمن کے سفارتی تعلقات ایران کے علاوہ مصر، ترکی اور عراق سے بھی ہو گئے تھے۔ سلطان ابو سعید گورگان اور سلطان محمد مراد بک سے محمود گاواں کی راست مراسلت تھی۔ اور تاصد پیام لے کر آتے جاتے رہتے تھے۔ گویا وہ بحیثیت وزیر مملکت ممالک کے سلاطین کو مراسلے بھیجتا تھا۔ وہ اپنے فرائضِ منصبی کے ساتھ ساتھ تجارت کے کام بھی سرانجام دیتا تھا۔ اس کی نیاضی، علم و فضل اور تدبر کی تمام مورخین نے تعریف کی ہے۔ اس کے اوصاف نے اسے اقصائے عالم میں مشہور کر دیا تھا۔ شہرت کی وجہ خاندانی اعزاز اور بہمنی وزارت کا جلیل القدر عہدہ بھی تھا۔ اس نے تحصیلِ علم کے لیے مختلف اسلامی ممالک کا سفر کیا تھا۔ اس لیے اپنے ہم عصر علماء سے ذاتی طور پر نسبت و یگانگت پیدا کر لی تھی۔ اس کے دور میں دکنیوں اور غیر دکنیوں کی کشمکش شدت اختیار کر گئی۔ اسی کشمکش میں وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا اور سلطنت بہمنی

کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے تدبر اور فراست کے سبب سلطنت کو استحکام اور وسعت حاصل ہوئی تھی لیکن وہ خانہ جنگیوں اور درباری سازشوں کی وجہ سے اپنی پوری قابلیت نہ دکھا سکا۔ اور آخر کار قتل کی سازش کا شکار ہو گیا۔ اس کے قتل پر تمکِ معظم کے علمی حلقہ میں صفِ ماتم بچھ گئی تھی۔

"مناظر الانشا و زواجر الانشا" اس کی دو مشہور تصانیف ہیں۔ وہ ہر سال غیر ممالک کے علماء کو تحائف بھیجتا رہتا تھا جن کے صلہ میں ان ممالک کے بادشاہ اسے امرزات سے نوازتے رہتے تھے علماء کے ساتھ محمود گاواں کا سلوک نہایت عقیدتمندانہ تھا۔

جامی نے اپنے مکتوبات میں اعتراف کیا ہے کہ خواجہ نے ہند کو رشکِ ارم بنا دیا ہے۔ محمود گاواں کی شاعری اور ادب کی بھی جامی نے ایک قطعہ میں بڑی تعریف کی ہے۔ جامی نے "فصوص الحکم" شرح خواجہ محمود گاواں کو ہدیۃً بھجوائی بلکہ جلال الدین دوانی نے اپنی تصنیف "شوالکل الجود" محمود گاواں کے نام منسوب کیا۔ (مؤلف)

ملا عبدالکریم ہمدانی نے محمود گاواں کی سوانح لکھی جس کا خلاصہ محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ نے اپنی تاریخ کے آخر میں درج کیا ہے۔ نامور شاعر سامی محمود گاواں کا مصاحب خاص تھا۔ ملا نظیری نیشاپوری کو محمود گاواں نے ہی ملک الشعراء کا خطاب دلوایا تھا۔ عبدالعزیز بن محمود طوسی کو محمود گاواں نے اپنے داماد کا تالیق مقرر کیا تھا۔

اس نے اپنے صرفِ خاص سے بیدر میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کرایا تھا اور درسِ تدریس کے لیے غیر ممالک سے علماء کو دکن بلایا تھا جن میں جلال الدین دوانی، ابوبکر طہرانی، شیخ صدرالدین رواسی شامل تھے۔ محمود گاواں نے مولانا عبدالرحمٰن جامی کو کئی مرتبہ دکن آنے کی دعوت دی تھی۔ اس مدرسہ کے کتب خانے میں ۳۵ ہزار کتابیں تھیں جن سے طلباء مستفیض ہوتے تھے۔ محمود گاواں کا یہ مدرسہ کئی حیثیتوں سے مشہور ہے۔ یہ ۱۴۸۲ء میں مکمل ہوا تھا۔ اس کے تعمیر سمرقند کے قدیم مدارس اور اصفہان کی مساجد کے طرز پر تھی۔ اس کی دیواروں کی کاشی کاری اس کے حسن کو مزید دوبالا کرتی ہے۔ پیشانی پر سرمہ قرآنی آیات نہایت اعلیٰ "خطِ ثلث" میں سفید زمین پر نیلے حروف میں مرقوم ہیں کاتب نے اپنا نام "کنبۃ العبد علی الصوفی" لکھا ہے جیسے محمود گاواں نے خاص طور پر شیراز سے مدعو کیا تھا۔

سلطنت بہمنیہ صفحہ ۱۵، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۸

باب ۲۷

شجرۂ خانوادہ امیر تیمور گورگان

۱- حضرت نوحؑ
۲- یافث
۳- ترک
۴- الیہ خان
۵- یاقوی خان
۶- دیب خان
۷- کبرک خان
۸- الپہ خان
۹- منغ خان
۱۰- قرچ خان
۱۱- آغوز خان
۱۲- کن خان
۱۳- آی خان
۱۴- ایلدز خان
۱۵- سنگلے خان
۱۶- تنکر خان
۱۷- ایلی خان
۱۸- قیان خان
۱۹- تیمور باش
۲۰- سنگلے خواجہ
۲۱- یلدز
۲۲- جونا بہادر
۲۳- التقوانیت
۲۴- موز بحر تا آن
۲۵- بوقا آن
۲۶- دومنغ خان
۲۷- قاید خان
۲۸- یانسغر خان
۲۹- توہنہ خان
۳۰- ایرچی لاس تاچوئی بہادر
۳۱- سرچو ستجن
۳۲- قراخار توبان
۳۳- ایجل توبان
۳۴- کچکر بہادر
۳۵- امیر برکل
۳۶- امیر طراغائی
۳۷- امیر تیمور گورگان
۳۸- میراں شاہ
۳۹- سلطان ابوسعید
۴۰- عمر شیخ مرزا
۴۱- ظہیر الدین بابر
۴۲- جلال الدین اکبر
۴۳- نور الدین جہانگیر
۴۴- شہاب الدین شاہجہان
۴۵- اورنگ زیب محی الدین
۴۶- بہادر شاہ
۴۷- شاہ جہاں ثانی
۴۸- نصیر الدین ہمایون
۴۹- محمد شاہ روشن اختر (رنگیلا)
۵۰- احمد شاہ
۵۱- شاہ عالم
۵۲- اکبر شاہ
۵۳- بہادر شاہ ظفر
آخری مغل بادشاہ دہلی

آخری مغل بادشاہ

بہادر شاہ ظفر

(شجرۂ نسب ص۵۵۷)

شاہ عالم کی وفات کے بعد ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۸۰۶ء میں اکبر شاہ ثانی (متوفی ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء) مسند نشین ہوا۔ اکبر شاہ کے گیارہ فرزند تھے۔ ابوظفر، مرزا جہانگیر، مرزا بابر، مرزا سلیم، مرزا بلند اختر، مرزا جہاں خسرو، مرزا قباد، مرزا شاہ جہاں، مرزا کاؤس شاہ، مرزا نجابت شاہ اور مرزا نظام شاہ۔ ابوظفر خلفِ اکبر راجپوت بہارانی لال بائی کے بطن سے ۲۸ شعبان ۱۱۸۱ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن شریف قاری حافظ محمد خلیل سے پڑھا۔ ظفر کی عمر ابھی بارہ تیرہ برس کی ہوئی تھی کہ غلام قادر روہیلہ نے لال قلعہ پر قبضہ کر کے دفینے نکلوانے کے لیے بادشاہ شاہ عالم کو شاہی افراد کے ساتھ ظلم و ستم کا شکار بنایا۔ شہزادہ بیدار بخت بن احمد شاہ بن محمد شاہ کو بیدار شاہ کے لقب سے بادشاہ بنا دیا اور انہیں سے شاہ عالم کو تنگ، ذلیل اور رسوا کر دیا مگر نادر شاہ، احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں نے چھوڑا کیا تھا۔ جو غلام قادر روہیلہ کے ہاتھ لگتا۔ آخر اس نے شاہ عالم کو اندھا کر کے بائیس شہزادوں کے ہمراہ قلعہ سے نکال کر میرٹھ جلاوطن کر دیا۔ ان جلاوطنوں میں ظفر بھی تھے۔ یہ قافلہ پھر دلی لوٹا جب سندھیا نے شاہ عالم کو دوبارہ تخت نشیں کیا اور اس وقت سے ظفر کے والد شہنشاہ ہند ہوئے۔ شاہ عالم اپنی لاڈلی بیگم سے مرعوب تھے اور ملکہ اپنے بیٹے مرزا جہاں گیر کو ولی عہد بنانے کی فکر میں تھی۔ مگر قدرت نے تخت شاہی کا حقدار ظفر کو بنا دیا تھا۔ جب شاہ عالم میرٹھ سے دلی لوٹ کر تخت پر بیٹھے تو ظفر ولی عہد بنائے گئے۔ شاہ عالم کی وفات ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ شاہ عالم ۱۸ نومبر ۱۸۰۶ء سے ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء تک تاجدارِ ہند رہے۔ ظفر ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۸۳۷ء کو تخت نشین ہوئے۔ شاہی جامع مسجد کے امام میر احمد علی نے رسم تاج پوشی کا افتتاح کیا۔

عطا نامہ الجیب بھلواری شریف ستمبر ۱۹۲۸ء صـ ۲۶

حلیہ: میانہ قد، نحیف جسم، لمبا چہرہ، بڑی بڑی روشن آنکھیں، آنکھوں کے نیچے ابھری ہوئی، لمبی گردن، پتلی ستواں اونچی ناک، بڑا دہانہ، گہری سانولی رنگت سر منڈا ہوا، چھدری داڑھی کلوں پر بہت کم ٹھوڑی پر زیادہ، لمبیں کتری ہوئیں بال سفید ہو گئے تھے۔ چہرے پر جھریاں آواز میں کرارہ پن۔

جب بہادر شاہ ظفر تخت نشیں ہوئے تو شاہی خزانہ کو ایک لاکھ روپیہ ماہوار ملتا تھا اسکے علاوہ قدرے پرگنات، محلات، بھتہ بازاری، کرایہ دوکان، آمدنی، بافات، طیولی (ڈولی) وغیرہ خالصہ وغیرہ کی آمدنی تھی۔ کل سوا لاکھ ماہوار سمجھ لیجئے۔ بڑے شہزادے دلاور بخت کو ولی عہد بنایا گیا۔ بہادر شاہ ظفر نے ایک نئی شادی زینت محل سے کی تھی جن سے شہزادہ جواں بخت تولد ہوا تھا جس کی ولی عہدی کے لیے زینت محل نے گل کھلائے۔ ابھی ولی عہدی کا فتنہ پروان ہی چڑھ رہا تھا کہ ولی عہد دلاور بخت کا ۱۸۴۹ء میں انتقال ہو گیا۔ ان کے مرنے کے بعد غلام فخرالدین (شہزادہ فخرو) ولی عہد ہونے کا حقدار تھا۔ اپنے حق کی خاطر انہوں نے انگریزوں کی ان شرائط کو کہ نئے ولی عہد کو بادشاہ کے بجائے صرف شہزادہ کہا جائے گا اور اُسے لال قلعہ کے بجائے قطب شاہ کی حویلی میں رہنا ہوگا اور وظائف کا انتظام صرف بادشاہ کی اولاد کے لیے ہوا کرے گا منظور کر کے ولی عہد بننا پسند کیا۔

مرزا فخرو کی بیوی محمدی بیگم مرزا الٰہی بخش کی بھانجی تھیں اور یہ غالب سے خبر تھے۔ محمدی بیگم کے بطن سے مرزا فرخندہ جمال تھے عمرہ سال تھی کہ غدر کا ہنگامہ برپا ہوا اسے وفادار سیوا تی آسالال قلعہ دہلی سے لے کر نکل گئی اور تین سال تک انگریزوں سے چھپائے رکھا۔ اب تک ان کی نسل جاری ہے۔ مرزا فخرو کی دختر شہزادی ترسلطان بہادر شاہ ظفر کی صد سالہ برسی ۱۹۵۷ء تک حیات تھیں۔ مرزا فخرو نے ۱۸۵۶ء میں وفات پائی۔ مرزا جواں بخت کو بہادر شاہ ظفر کی سلطنت سونپ دی گئی۔ مگر زینت محل، حکیم احسن اللہ، مرزا الٰہی بخش کے انگریزوں سے مل جانے کی وجہ سے امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اس وقت جنرل بخت خاں نے بادشاہ کو اودھ چلنے کی ترغیب دی لیکن بادشاہ راضی نہ ہوا البتہ قلعہ سے منتقل ہو کر وہ قطب صاحب چلے گئے۔ وہاں سے مرزا الٰہی بخش کے کہنے پر ہمایوں کے مقبرہ میں آ گئے۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۵۷ء کو کیپٹن ہڈسن اور انگریز جاسوس تراب علی کی سازش سے بادشاہ کو

قید کر لیا گیا۔ دوسرے دن شاہ کے فرزند مرزا مغل اور مرزا اخر سلطان اور شاہ کے پوتے مرزا ابوبکر کو قتل کر دیا گیا پھر ۱۲ شہزادوں کو پھانسی دی گئی پھر بادشاہ کو ۲۷ جنوری ۱۸۵۸ء میں لال قلعہ کے دیوان خاص میں فوجی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت نے ملک بدری کا حکم سنایا۔ ۷ نومبر ۱۸۵۸ء کو بادشاہ کو ۳۰ دیگر افراد کے ساتھ دلی سے بائیولاں اسٹیمر پر روانہ کیا گیا۔ یہ قافلہ الہ آباد پہنچا پھر بگلی ہوتا ہوا ۳ نومبر ۱۸۵۸ء کو کلکتہ پہنچا۔ جہاں سے ۹ دسمبر ۱۸۵۸ء کو رنگون بھیجا گیا۔ ۷ نومبر ۱۸۶۲ء مطابق ۱۲۷۹ھ کو نواسی سال کی عمر میں بادشاہ جاں بحق ہوا۔ مزار رنگون شہر میں واقع ہے۔

نوٹ:

(۱) شجرہ میرزا خسرو بخت بن میرزا محمد سعید شاہ بن میرزا فرامرز بخت المعروف احمد شاہ بن میرزا بہادر بخت بن میرزا ابوبکر بن بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی۔

(۲) شجرہ مادری میرزا محمد سعید شاہ بن والدہ سعید شاہ بنت ماہ بیگم بنت کاشفہ بیگم بنت سراج الدین ابوالمعظم بہادر شاہ ظفر مغل بادشاہ دہلی۔

(۳) سیرت جہاں بیگم زوجہ خسرو بخت نانہال راجگان جودھپور

(۴) اولاد میرزا خسرو بخت: (۱) میرزا فادر بخت (۲) میرزا ایمن بخت (۳) ثروت جہاں بیگم (دختر)

باب ۲۸ شجرۂ نسب قائم خاں شہید مورثِ اعلیٰ قائم خانیان

۱- حضرت آدمؑ
۲- شیثؑ
۳- انوش
۴- قینان
۵- مہلائل
۶- یارد (دیابر)
۷- حضرت ادریسؑ
۸- متوشلخ
۹- لمک
۱۰- حضرت نوحؑ
۱۱- سام
۱۲- ارم
۱۳- عوص
۱۴- ثمود
۱۵- عاد
۱۶- راجہ عنار (بکرماجیت)
۱۷- جغداد
۱۸- برہاد
۱۹- مینسر
۲۰- سندر
۲۱- کیلاش
۲۲- سمند
۲۳- فین
۲۴- پاسگ
۲۵- راہ
۲۶- راون
۲۷- راجہ دہندار
۲۸- راجہ ملہ کچھ
۲۹- راجہ محمد
۳۰- راجہ موتی
۳۱- راجہ مہرپال
۳۲- راجہ کہلنگ
۳۳- راجہ دہندرلن
۳۴- راجہ کنور دیر
۳۵- راؤ امرا
۳۶- راجہ جیپر
۳۷- راجہ بیرسی
۳۸- راجہ اودے راج
۳۹- راجہ ہراج
۴۰- راجہ کیسو رائے
۴۱- بچے راج
۴۲- پدمسی
۴۳- پرتھوی راج
۴۴- لال چند
۴۵- اجو چند
۴۶- گوپال
۴۷- جیت سی
۴۸- جینی پال
۴۹- ملاپ
۵۰- راون
۵۱- تیہتن پال
۵۲- موٹے رائے
۵۳- کنور سنگھ
نواب قائم یا قوام خاں

نوٹ: یہ شجرہ ناکمل ہے۔ اس میں بہت سے نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں (مؤلف)

(تاریخ قائم خانیان حصہ اول ص۶)

تذکرہ نواب قائم خاں شہید

مختصر احوال (ص۵۶۱)

نواب قائم خاں ریاست دودیرہ کے شہزادہ تھے یہ ریاست حصار فیروزہ اور راجگڑھ کے قریب واقع تھی۔ ان کی والدہ کنولا دیوی ریاست جائل ناگور کی شہزادی تھیں۔ راجہ موٹے رائے جہاں کے چھ فرزندوں میں سے تین مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جن کے نام ہیں

نواب قائم خاں (کنور کرم سنگھ) زین الدین خان اور وزیر الدین خان۔ ایک دن قائم خاں حصار فیروزہ کے علاقہ میں شکار کھیل رہے تھے کہ بادشاہ فیروز شاہ تغلق سے ملاقات ہوئی جو خود بھی سیر و شکار کے لئے اس علاقہ میں آیا ہوا تھا۔ پہلی ملاقات ہی میں شاہ نے کنور سنگھ کی خداداد صلاحیتوں کو پرکھ لیا اور ان کے مرتبہ کے مطابق شاہی امراء میں شامل کر کے اپنا مصاحب خاص بنایا۔ دہلی آنے کے بعد کنور سنگھ اپنی ذہانت اور شجاعت سے عزت و منصب پاتے رہے۔ یہاں انہیں علماء فضلاء کی صحبت نصیب ہوئی اور تینوں بھائیوں نے تعلیماتِ اسلامی سے متاثر ہو کر قبولِ اسلام کیا۔ ۷۵۴ھ میں بادشاہ فیروز شاہ تغلق ٹھٹھہ کی مہم پر روانہ ہوا تو قائم خاں کو دہلی میں اپنا قائم مقام بنایا۔ موقع غنیمت پا کر مغلوں نے دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ قائم خاں نے دلیرانہ مقابلہ کیا۔ گھمسان کا دن پڑا۔ مغلوں کی ایک نہ چلی۔ مغلوں کو شکستِ فاش ہوئی۔ بدحواس ہو کر بھاگے یے انتہا مالِ غنیمت قائم خاں کے ہاتھ آیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر خان جہان خان کا خطاب عطا کیا۔ بادشاہ نے حصار فیروزہ نام کا ایک نیا صوبہ بنایا اور شہر آباد کیا اور قائم خاں کو اس نئے صوبہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ فیروز شاہ تغلق کے بعد سلطان ناصر الدین بادشاہ بنا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد اقتدار کے لیے رسہ کشی شروع ہوئی۔ امرا سلطنت نے قائم خاں کو تخت نشینی کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول نہ کیا۔ اسی دوران سلطان محمود شاہ دہلی کا بادشاہ بنا لیکن در پردہ ملو خان ہی حکومت کرتا رہا۔ قائم خاں کو اپنا مدِ مقابل سمجھ کر ایک لشکر جرار لے کر قائم خاں کے مقابلے پر آیا لیکن شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ قائم خاں نے دہلی سے تعلق توڑ لیا اور خود مختار ہو کر اپنے صوبہ پر حکومت کرتے رہے۔ کچھ عرصے کے بعد امیر تیمور نے تسخیر ہند کا ارادہ کیا اور دہلی پر قبضہ کر لیا۔ امیر نے لاہور اور

سید خضر خاں بادشاہ دہلی اور نواب قائم خاں

ملک مردان صوبہ دار ملتان نے سلطان فیروز شاہ، دہلی کے عہد میں سید جلال الدین جہانیان جہاں گشت[1] کی دعوت کی۔ ملک مردان کے ماتحت ملازم سید خضر خاں آفتابہ ہاتھ میں لے کر حضرت کا ہاتھ دھلانے لگے۔ حضرت بخاری نے فرمایا کہ میں اولاد نبی سے خدمت کیسے لے سکتا ہوں یہ گناہ ہے۔ ملک مردان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شیخ کو ملتان کی صوبہ داری پیش کی گئی لیکن اس کے مرنے کے بعد سلطان فیروز شاہ دہلی نے عقل و فہم و فراست کے سبب سید خضر خاں کو ملتان کا صوبہ دار بنایا۔ جب امیر تیمور لنگ عازم ہند ہوا تو ۱۴۱۳ء میں اپنے نام کا سکہ رائج کیا۔ امیر تیمور کی واپسی کے بعد سید خضر خاں دہلی کا بادشاہ بنا۔ وہ نیک دل بادشاہ تھا اور صدقہ و خیرات بہت کرتا تھا اس میں شان سیادت موجود تھی لیکن اس نے اپنے مشیر سردار قائم خاں جس کی مدد سے وہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا دہلی بلا کر اپنے محل میں دھوکہ سے شہید کر دیا اس لیے کہ وہ نواب قائم خاں کو اپنا حریف اور دہلی کے تخت کا دعویدار سمجھتا تھا۔ اس کا یہ فعل اس کے کردار کے منافی ہے۔ جو اس کی تمام خوبیوں کو زائل کرتا ہے۔ نواب قائم خاں کا اصلی نام کنور سنگھ تھا وہ پرتھوی راج کی نسل کے چوہان راجپوت تھے۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اسلامی نام قوام خاں یا قائم خاں ہوا۔ انہیں کی اولاد قائم خانی کہلاتی ہے۔ منڈیہ کے علاقہ میرپور خاص کے اطراف میں قائم خانیوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ یہ لوگ بڑے مہمان نواز، شریف النفس، جری اور بہادر ہوتے ہیں۔ اس خاندان میں کثرت سے راجپوتانہ میں ماضی قریب میں نوابان گزرے ہیں۔ یہ خاندان دراصل حضرت نوح کے بیٹے سام کی اولاد ہے۔ حضرت سام کی اولاد میں انبیائے کرام مبعوث ہوئے ہیں اس لیے اسلام کو سامی مذہب کہتے ہیں۔

۱۴۲۱ء میں سید خضر خاں مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید مبارک ابوالفتح معزالدین کے نام سے بادشاہ بنا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ ۱۴۴۶ء میں اس کا بیٹا سید علاءالدین

[1] تاریخ حسن ص۴۸

ملتان کی حکومت سید خضر خاں کے حوالہ کیا اور خود سمرقند واپس ہو گیا۔ ۸۴۴ھ میں ملو خاں مارا گیا۔ ۸۱۱ھ میں سلطان محمود شاہ نے نواب قائم خاں پر حملہ کیا تاکہ حصار کو زیر کیا جائے لیکن جنگ میں ایک نہ چلی آخر کار بادشاہ نواب قائم خاں سے صلح کرنے پر مجبور ہوا۔ صلح سے خفا ہو کر سید خضر خاں نے معزالدین اعوان کی سرکردگی میں نواب قائم خاں کو زیر کرنے کے لیے ایک فوج بھیجی۔ لیکن معزالدین اعوان نواب کے ساتھ دو بدو جنگ میں مارا گیا۔ بے شمار مال غنیمت نواب قائم خاں کے ہاتھ لگا۔ خضر خاں نے بھی مجبور ہو کر نواب سے صلح کر لی۔ ۸۱۴ھ میں دہلی کے بادشاہ کا انتقال ہوا۔ اور دولت خاں لودھی بادشاہ بنا۔ خضر خاں دہلی کی بادشاہت کا خواہشمند تھا اس لیے نواب قائم خاں سے عہد و پیمان لیا۔ دونوں لشکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ ناگور میں راٹھوروں سے جنگ ہوئی فتحیاب ہو کر فوج آگے بڑھی اور دہلی کا محاصرہ کر لیا چار ماہ کے محاصرہ کے بعد دولت خاں لودھی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ دہلی پر قبضہ ہوا۔ نواب قائم خاں نے خضر خاں کو دہلی کے تخت پر بٹھا دیا۔ وہ ۱۷ ربیع الاول ۸۱۷ھ کو تخت نشین ہوا۔ خضر خاں نواب قائم خاں کی طاقت اور صلاحیت سے مرعوب تھا اور انہیں اپنا حریف سمجھتا تھا اس لیے اس نے انہیں اپنے محل میں بلا کر دھوکہ سے مروا دیا اور لاش دریائے جمنا میں بہا دی۔ کہتے ہیں کہ نواب قائم خاں کی ننگی تلوار دریا سے باہر نظر آتی تھی جسے وہ آخر وقت تک اپنے ہاتھ میں تھامے اور بلند کیے ہے یہ بات بہر حال اس خانوادہ کی عزت و شجاعت کی علامت ہے۔ یہ واقعہ ۸ جمادی الاول ۸۲۴ھ کو وقوع پذیر ہوا۔

نواب قائم خاں کی سات بیویاں تھیں اور چھ فرزند تولد ہوئے۔ (۱) محمد خان (۲) تاج خان (۳) قطب خان (۴) مون خان (۵) اختیار خان (۶) احمد خان۔ اس خانوادہ میں درج ذیل مشہور نوابگان گزرے۔ (۱) فتح خاں (۲) جلال خاں (۳) دولت خاں (۴) فدن خاں (۵) تاج خاں (۶) الف خاں (۷) سردار خاں (۸) دیندار خاں (۹) رشید خاں (۱۰) نواب سردار خاں ثانی اور (۱۱) نواب کامیاب خاں موجودہ دور میں اس خانوادہ کے چند مشہور قابل ذکر ہستیاں ہیں جن سے راقم کی بالمشافہ ملاقاتیں ہوئیں۔

ڈگری

امام الدین ٹھاکر۔ ڈاکٹر مشتاق علی خاں۔ مقصود علی خاں وائس چیئرمین۔ اللہ داد خاں ایڈووکیٹ

تخت نشیں ہوا۔ جو آرام طلب اور بے عقل تھا۔ وہ تخت شاہی بہلول لودھی کے حوالے کر کے بدایوں چلا گیا۔ اس طرح ۳۹ سال سیدوں نے دہلی پر حکومت کی بعد ازاں سلطنت افغان لودھیوں کے قبضہ میں چلی گئی۔ خضر خاں سادات بارہ سے نسبی تعلق رکھتا تھا۔

باب ۲۹ مشاہیر عالم

شجرۂ بخت نصر

حضرت نوحؑ	سام	ارم	حوس	مہاریب	کوش	مہاریب	بیوداون	بخت نصر

شجرۂ سکندر اعظم

حضرت اسحٰقؑ	عیص	منظیر	الاسفر	روحی	نوفیل	لوط	مدیہ	شریحون	قوبت	یافت	یونان	بطلہ	روحی	بیطر	ہندوی	قطروس	فیلقوس	سکندر اعظم

شجرۂ رستم و سہراب مطابق شجرۂ سندھ[1] شجرۂ رستم مطابق ریاض الانساب

حضرت نوحؑ	سام	ارم	حوس	حمیتی	طران	عام	نریمان	سام	نال	رستم	سہراب

حضرت نوحؑ	سام	ارفخشد	کیومرث	سیامک	ہوشنگ	داریہ میہورس	جمشید	شیداشب	شاشب	نریمان	سام	نال	رستم	سہراب

[1] بمطابق شجرۂ سندھ [2] بمطابق ریاض الانساب۔

باب ۳۰

پٹھان یا فتحان

نسل طالوت حضرت طالوت افغان قوم کے مورثِ اعلیٰ تھے جن کا تعلق قبطی نسل سے تھا۔ جو فرعون کے ڈوبنے کے بعد اور بنی اسرائیل کے غلبہ پانے کے بعد تباہ ہوئی۔

(تاریخ فرشتہ از محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ صفحہ نمبر ۱۷)

بعد ازاں افغان کوہ سلیمان کے آس پاس بند کے شہروں میں آباد ہو گئے۔ بعض روایات کے مطابق یہ قوم خالد بن عبداللہ کی اولاد ہے جو خالد بن ولیدؓ کی اولاد تھے۔ لیکن زیادہ مستند یہ ہے کہ افغان طالوت کی اولاد ہیں جو حضرت یعقوب (اسرائیلؑ) کے بیٹے حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی بنیامین کی اولاد میں تھے۔ طالوت بنی اسرائیل کے ملک کا حکمران تھا۔ وہ جالوت رئیس عمالقہ سے فی سبیل اللہ لڑا تھا اور اس کی فوج کو شکست دی تھی۔ اس لیے کہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل مصر و فلسطین میں قوم عمالقہ کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئی تھی۔ طالوت بھاری لشکر لے کر جالوت پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور کفار کو ہزیمت کی شکست دی۔ چنانچہ جالوت حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں مارا گیا۔ جالوت کے بعد طالوت بنی تیس ان کا بادشاہ ہوا جنگ میں معاونت کے سبب طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤدؑ سے بیاہ دی۔

افغان کی وجہ تسمیہ طالوت کے دو بیٹے تھے (۱) ارسیا (۲) برخیا۔ ارسیا کے بیٹے کا نام افغان تھا۔ جو سلیمانؑ کے لشکر کا سردار مقرر ہوا تھا۔ جبکہ برخیا کا بیٹا آصف حضرت سلیمانؑ کا وزیر تھا۔ طبری کے مطابق ارسیا کو عربی میں عزیزؑ کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عزیرؑ کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب بخت نصر نے ملک شام پر قبضہ کیا تو ارسیا عزیرؑ نے ان شہروں میں نبی تھے۔ ارسیا (عزیرؑ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

اخبار الصنادید جلد اول از مورخ حکیم سحم الغنی خاں رامپوری (متوفی ۱۹۳۲ء) صفحہ ۲۷، ۲۲، ۲۳، ۲۴ مطبوعہ نول کشور (۱۸۹۱ء) نسب نامہ افغانہ از نواب عبدالسلام خاں (صفحہ ۳۸، ۳۹) تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی از خواجہ نعمت اللہ ہروی (صفحہ ۶۸، ۷۵) مرتبہ ڈاکٹر سید امام الدین بہاری صفحہ ۴۰، ۶۸، ایشیاٹک سوسائٹی آف پاکستان، ڈھاکہ ۱۹۶۰ء

مبعوث ہونے کی خبر ان الفاظ میں دی ہے۔ "بعوثی بالسیف صاحب البردہ والقضیب والسیف" چنانچہ قوم افغان اپنے مورثِ اعلیٰ کے نام پر افغان کہلاتی ہے۔

سلیمانی وجہ تسمیہ افغانیوں کے سلیمانی کہلانے کے چار اسباب ہیں۔

(۱) حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ کی خاندانی نسبت

(۲) سکونت اطراف کوہ سلیمانی (درمیان کشمیر و کابل)

واضح ہو کہ کوہ سلیمانی ملک شام میں بھی واقع ہے۔

(۳) فرمانروا کے شیخ محمد سلیمان صاحب کرامت بزرگ کی نسبت سے۔

(۴) شیخ قاسم سلیمانی (مدفون چنار گڑھ) بن شیخ حسن سلیمانی جو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے خلیفہ کی نسبت سے بعض روایات کے مطابق افغان سلیمان بن خالد ولید کی اولاد ہیں۔

(واللہ اعلم بالصواب)

روہیلہ روہیلہ ایک وسیع پہاڑ کا نام ہے جو مشرق اور مغرب میں کشمیر اور مدیائے ایمن کے درمیان واقع ہے۔ مسافت ڈھائی ماہ کی ہے۔ شمال حد کوہ کاشغر اور جنوبی حد بلوچستان ہے۔ انہی علاقوں کے رہنے والوں کو روہیلہ کہتے ہیں۔ کوہ سلیمان قندھار، کابل، پشاور، خیبر، باجوڑ، حسن ابدال اور شہر کوہستان میں واقع ہے۔

پٹھان کی وجہ تسمیہ پٹھان کا مفہوم "لکڑی کا تختہ" ہے جس پر کشتی کی بنیاد ہو۔ اس لفظ کا اطلاق پہلے قیس پر ہوا یعنی پہلے پٹھانی تھا بعد میں "پٹھان" ہوا جس کا مطلب "بہادر" ہے۔ قیس ملک طالوت کی ۳۷ ویں (سینتیسویں) پشت میں پیدا ہوا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق خالد بن ولید نے اسلام لانے کے بعد ایک خط افغان کی اولاد کو شہر غور اپنے سابقہ تعارف کی بنا پر لکھا اور ان کو مسلمان ہونے کی دعوت دی۔ چند لوگ مسلمان ہوئے جن میں قیس بھی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پر مسلمان ہو کر عبدالرشید کے نام سے موسوم ہو کر ملک مطلب ہوئے۔ لیکن شرح صحابہ اور اسماء الرجال کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ لیکن اس قوم کے اکابرین کی روایت سے یہ بات ثابت ہے۔ قیس عبدالرشید ستاسی سال کی عمر میں ۶۶ھ مطابق ۶۸۶ء میں فوت ہوئے جن کا لقب "فتحان" تھا۔ جو بدل کر "پٹھان" بن گیا۔ قیس عبدالرشید عرف فتحان کے تین بیٹے تھے۔ (۱) سرمن (۲) بٹن (۳) غرغشت لہٰذا اصل افغان انہی تین بیٹوں کی اولاد ہیں۔

سخت نصر کے ظلم سے تنگ آکر ان شہروں کے رہنے والے بہت سے لوگوں نے جا بجا شروع کیا چنانچہ ارسیا کی اولاد سے چند لوگ غزنی اور غور پہنچے بعد میں یہ سب کوہستانی علاقہ کوہ سلیمان منتقل ہو گئے۔

(شروانی نامہ صفحہ ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۱۹)

سنہ ۶۳ھ مطابق ۶۶۲ء میں عبدالرحمٰن بن سمرہ اور مہلب بن ابی صفرہ کی سرکردگی میں اور اس کے بعد سنہ ۶۲ھ مطابق ۶۸۱ء میں مسلم بن ابی زیاد کی سرکردگی میں لشکر اسلام غور، غزنی، خراسان سیستان، کابل، قندھار، کوہ سلیمان، پشاور اور ملتان پہنچا تو افغان بائثہ سے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کے عہد میں اس علاقے میں اسلام نے ترقی کی اور ہندوستان کے باشندے بھی مسلمان ہوئے۔ امیر تیمور نے ملک سنجر لودھی، ملک بہاء الدین حلوائی، ملک یوسف شروانی اور ملک حبیب نیازی کو کوہ سلیمان سے بلا کر عنایتیں فرمائیں خلعت اور تلوار سے نوازا اور اپنے لشکر میں شامل کیا۔

سرین کی اولاد سرین سرد طبیعت والے کو کہتے ہیں اصلی نام ابراہیم تھا۔ سرین کے دو بیٹے تھے۔ (۱) شرف الدین جو شرقی کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) دوسرے خیر الدین جو غرشتی کے نام سے مشہور ہوا۔ شیرانی، ترین، میانہ، بریچ اور اوڈ سر کا باپ امیر الدین، شرف الدین کی اولاد میں ہیں۔ لیکن شیرانی سوتیلی ماں کے ظلم سے تنگ آکر اپنے چچا غرغشت کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوا جس سے غرغشتیوں میں شمار ہونے لگا۔ چنانچہ سیدانی، حلوائی، شریانی اور بابر وغیرہ شیرانی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی سکونت ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں کے اطراف میں ہے۔ میانہ کی سکونت ان کے نزدیک ہے۔ اوڈ سر کی سکونت ایک گرم کان کے علاقہ میں ہے۔ اول ترین میں سے ہیں اور احمد شاہ درانی ابدالی میں سے تھے۔ ان کی سکونت قندھار میں ہے۔

کندو مند لودر کاشی خیر الدین کی اولاد میں۔ ابراہیم غوری کند کا بیٹا تھا۔ داؤد خیل ہمند غوری کے بیٹے تھے۔ مند اور یوسف زئی بھی کند کی اولاد ہیں۔ دو جزار مند کی اولاد میں اور خیشگی مند کی اولاد ہیں۔ داؤد خیل اور مند پشاور کے اطراف میں رہتے ہیں۔

بتن کی اولاد بتن کا اصلی نام شیخ ہیبت تھا وہ صالح، بزرگ اور پرہیزگار تھے۔ ان کے تین فرزند تھے۔ (۱) اسمٰعیل (۲) اشیون (۳) کمبیل اور ایک لڑکی متونام کی تھی۔

اسمٰعیل کی قبر کشمیر کے نزد کوہ سلیمان پر زیارت گاہ ہے جہاں مقام خضر ہے۔ متو کی اولاد

شاہ حسین بن سعد الدین الگ مشہور ہوئی ایک صحیح قول کے مطابق متو کا شوہر منحاک کی اولاد تھا۔ اور دوسری روایت کے مطابق وہ امام زین العابدینؒ کی اولاد میں تھا۔

(اخبار الصنادید جلد اول صفحہ ۲۵، ۲۶، تاریخ خروانی صفحہ ۱۹، ۲۴)

متو کی اولاد میں یہ قبیلے مشہور ہوئے:

(۱) غلزئی (۲) لودھی (۳) سروانی (۴) برکی۔ برکی غلزئی میں سے ہیں سنیاری، لوہانی اور سور لودھی کی شاخیں ہیں۔ بادشاہ شیر شاہ سوری اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ غلزئی کی سکونت کابل، قندھار کے درمیان ہے۔ لودھیوں کے رہنے کی جگہ شہر مکند ہے۔ شیروانیوں کی سکونت لوہانی سے متصل ہے۔

غرغشت کی اولاد غرغشت کا اصلی نام اسمٰعیل تھا جو کھیل کود کے سبب غرغشت مشہور ہوا۔

(شروانی نامہ صفحہ ۱۹، ۲۳)

ان کی اولاد میں درج ذیل قبائل مشہور ہیں۔ (۱) کاکر (۲) ناغر (۳) بالی (۴) بنی

افغان کے دخیل امیر الدین کو شکار کے دوران ایک سید زادہ ملا جس کی پرورش کی۔ جوان ہونے پر اپنی قوم میں شادی کر دی اس کی اولاد کرلانی کہلائی چنانچہ ولازاک، آفریدی، خٹک اور ملک میری وغیرہ کرلانی کی اولاد ہیں۔ اسی وجہ سے کرلانی خود کو سادات کہتے ہیں۔ انہیں دخیلوں میں صواب کے باشندہ صابی ہیں جو اصل میں تاجک ہیں۔ فرمولی کا دادا تبتی تھا۔ جو کاکر قوم کا تھا۔ لیکن فرمولی کے نام سے مشہور ہوا۔ اپنی دخیلوں میں کچھ سید بھی ہیں۔ روایت ہے کہ سید محمد نے تینوں قبائل یعنی کاکر، شیرانی اور کرلانی سے ایک ایک بیٹی بیاہ کر لایا۔ اس طرح کاکر والی سے منواتی، کرلانی والی سے درک زئی اور شیرانی والی سے استرانی پیدا ہوئے۔ (شروانی نامہ صفحہ ۱۹، ۲۱)

بنگش اور کاغزی بنگش دراصل ایک پہاڑ کا نام ہے اس کے اوپر رہنے والے کو بالا بنگش کہتے ہیں اور دامن میں رہنے والے کو پائین بنگش کہتے ہیں۔ دامن کوہ کو کوہاٹ کہتے ہیں۔ کاغزی کی روایت کے مطابق شیخ ہیبت (متن) نے اپنی بیٹی بہی کا نکاح شاہ حسین غوری سے کیا۔ "بہی" "مروہ" کے نام سے بھی مشہور تھی۔ شیخ حسین کے بیٹے سروانی کاغ کی بیٹی کا متبنیٰ تھا اس لیے اس کی اولاد کاغزی کہلائی۔ حافظ رحمت خان نے سروانی کو سرو کا بیٹا کہا ہے۔ شاہ حسین کی اولاد کو متینہ کہتے ہیں۔

شجرۂ نسب شاہ حسین

شاہ حسین بن معزالدین محمود بن جمال الدین حسن بن سلطان بہرام داد سلطان شہاب الدین غوریؒ سلطان بہرام ننھاک کی اولاد میں تھا جو فریدوں کے زمانہ میں غور چلے گئے تھے۔

پروفیسر عبدالرؤف کا تبصرہ سرحد کے اکثر دانشور پٹھانوں کو سامی النسل یا بنی اسرائیل سمجھتے ہیں لیکن بعض لوگ محض سیاسی وابستگی کی بنا پر انہیں آریہ کہتے ہیں اس لیے کہ پشتو زبان آریائی زبانوں میں سے ایک ہے حالانکہ پٹھانوں کی تہذیب و تمدن، شکل و شباہت، تاریخ و ثقافت بنی اسرائیل سے زیادہ مشابہ ہے فارلانگ اپنی کتاب سائنس آف ریلیجن میں رقم طراز ہے کہ یہودیوں کا کہنا ہے کہ وہ ۷۳۰ ق م میں بلخ اور ہرات کے علاقوں میں سکونت پذیر تھے۔ بعد میں بعض وجوہ کی بنا پر انہوں نے یہاں سے نقل مکانی کی لیکن ڈھائی قبیلے پھر بھی رہ گئے دراصل یہی پٹھانوں کے آباواجداد تھے۔ تاریخ فرشتہ انہیں مصری قبطی النسل بتاتی ہے جو حضرت موسیٰؑ پر ایمان نہ لانے کے سبب صحرا سے نکل کر کرمان اور کوہ سلیمان میں آکر آباد ہو گئے اور سلیمان یا افغان کہلائے۔ تاریخی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ پر محمد بن قاسم کے حملہ کے وقت پٹھان مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ ۶۸۲ء میں کوہستانی علاقوں سے نکل کر کرمان اور پشاور کو تاراج کرتے ہوئے لاہور پہنچے

واضح ہو کہ ہندوستان میں شمالی دروں کے راستے سے مسلمانوں کی آمد و رفت حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ مسلم افواج نے امیر معاویہؓ کے زمانے میں خشکی کے راستے سے آکر صوبہ سرحد کا علاقہ محمد بن قاسم کے حملہ سے بہت پہلے فتح کیا تھا۔

خود پٹھانوں کی اکثریت اپنے آپ کو قیس عبدالرشید کی اولاد بتاتے ہیں جن کا نسبی سلسلہ افغان بن ارمیا سے چونتیسویں (۳۴) پشت میں ملتا ہے۔

خوشحال خٹک نے مغلیہ عہد میں اپنی اسیری کے دوران ایک کتاب "دستار نامہ" تصنیف کی تھی جس میں وہ رقم طراز ہیں کہ میں نے اس سلسلے میں بہت تحقیق و جستجو کی ہے۔ بہت سی تاریخی کتابیں اور نسب نامے دیکھے ہیں بعض میں پٹھانوں کو یافث کی اولاد کہا گیا ہے۔ بعض نے انہیں قبطی لکھا ہے۔ اور بعض نے انہیں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہود کی نسل سے بتایا ہے بلکہ بعضوں نے

قوانیس کرد بھی لکھا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ پٹھان من جملہ حضرت ابراہیمؑ کے بھائی کی اولاد ہیں اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں"۔

نوٹ: شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پٹھان حضرت ابراہیمؑ کے پرپوتے حضرت یوسفؑ کے بھائی بن یامین کی اولاد ہیں۔ جو خود بھی حضرت ابراہیمؑ کے پرپوتے تھے اس لیے لفظ "حضرت ابراہیمؑ" کی جگہ پر "حضرت یوسفؑ" لکھا جانا چاہیے تاکہ غلطی کا ازالہ ہو سکے۔

(مؤلف)

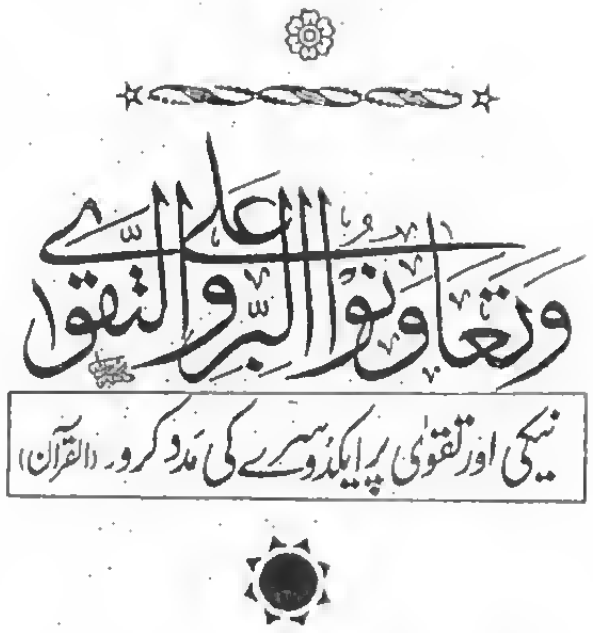

شجرۂ افغانی پٹھان

حضرت ابراہیمؑ پشت نمبر ۲۰، شجرۂ نسب (صفحہ ۴۱)

(۲۱) حضرت اسحٰقؑ

(۲۲) حضرت یعقوبؑ (اسرائیل)

حضرت یوسفؑ | یہودا | (۲۳) بن یامین

(۲۴) انیس

(۲۵) امینج

(۲۶) بخوزت

(۲۷) صادر

(۲۸) افیل

(۲۹) قیس

(۳۰) طالوت

(۳۱) ارمیا (عزیزؑ) | برخیا | دختر زوجہ حضرت داؤدؑ

(۳۲) افغان | آصف

سالار لشکر سلیمانؑ | وزیر حضرت سلیمانؑ

(مورثِ اعلیٰ پٹھان)

(۶۶) چونتیسویں پشت میں قیس عبدالرشید پیدا ہوئے (متوفی ۱۲۱ھ / ۴۱ھ)

(۶۷) سربن (صفحہ ۵۷۴) | غرغشت (صفحہ ۵۷۶) | بتن (صفحہ ۵۷۵)

(دیکھئے انساب صفحہ ۵۰، ۵۳)

اولادِ سربن

شرف الدین (شرقی) — خیرالدین (غرشی)

شیدائی | تربن (ابدال، احمد شاہ درانی) | میانہ | برایچ (وڈایچ) | ایرالدین (اوڈر) — کندزرمند — کاشی

یوسفزئی | مند (خیشگی در ہرات) | ابراہیم غوری

داؤدخیل | جمند

سیدائی | علمائی | شریانی | بابر

اولاد کرلانی (سیدزادہ)

ولازاک | آفریدی | خٹک | ملک

اولاد سید محمد اولاد امام جعفر صادقؒ

منواتی از زوجہ کاکر | از زوجہ شیرانی | (از زوجہ کرلانی)

استرانی | درک زئی

اولاد بطن (شیخ ہیبت)

- اسمٰعیل
  - (مدفون در کشمیر نزد کوہ سلیمان)
- اشیون
- ہبی (سرو)
  - زوجہ شاہ حسین غوری
  - بن معزالدین محمود
  - بن جمالی الدین حسن
  - بن بہرام
  - شروانی
  - کاغزائی
- کنبل
- شون زوجہ اولاد ضحاک یا اولاد امام زین العابدینؑ
  - غلزئی
    - بہلی
  - لودھی
    - نیازی
      - (شیر شاہ سوری اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے)
    - لوہانی
      - نادرۃ العظم محمد علی جناحؒ لوہانی تھے
      - (تاریخ ملتان صفحہ ۔)
    - سور
  - شروانی

اولاد عزغشت

- کاکر
  - متی
  - فرولی
- نافر
- بالی
- بنی

(شجرۂ ضحاک)

- حضرت نوحؑ
- سام
- ارم
- عابر
- مرداس
- ضحاک
  - بہرام
    - پسر
    - سلطان شہاب الدین غوری
    - (بہرام فریدون کے عہد میں غوریں سکونت اختیار کی تھی)
  - جمال الدین حسن
    - معزالدین محمود
    - شاہ حسین غوری
    - زوج
    - ہبی (سرو) بنت بطن (شیخ ہیبت)

اقتباس از تاریخ افغاناں[1]

شیر محمد خان گنڈاپور مصنف تاریخ افغاناں نے اپنی کتاب میں نو ایسے پٹھان قبیلوں کے نام گنوائے ہیں جو صحیح النسب سید ہیں مگر پٹھانوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں:۔

(۱) بنیار (۲) مشوانی (۳) متوریانی (۴) سینی (۵) اورگ (۶) خوندی (۷) سیدزئی، (۸) عرشین (۹) کوٹی۔

بنوں شہر کی بستی شیخاں کے شیخ صحیح النسب سید ہیں جو شیخ کہلاتے ہیں۔

مصنف ریاض الانساب گلستان دہم میں رقم طراز ہیں:۔

"سادات افغاناں لازک، خوندی، داؤدی منتہی می شوند باابراہیم بن امام موسیٰ کاظمؑ"

---

[1] تاریخ افغانستان ص۲۷۷،
(تذکرہ سادات دوست محمد خیل از مولانا محمد عیسیٰ کاکی ص۱۶)
(تذکرہ سادات سودست محمد خیل ص۱۶/۱۷)

اقتباس از تاریخ افغانستان[1]

اگر آج کل افغانستان کے کوہساروں اور مشرقی خراسان کی طرف نظر دوڑائی جائے تو ان قبائل کے درمیان ایک عظیم قوم پشتون / پختون ملتی ہے جن کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے متجاوز ہے۔ افغان کی چونتیسویں پشت میں قیس تولد ہوئے جن کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا گیا جو ۴۲ھ میں فوت ہوئے تھے۔ ان کے تین فرزند تھے:۔

(۱) غرغشت (۲) بیتنیؒ (۳) سرہ بن

یہ لوگ کوہ سلیمان کے اطراف میں سکونت رکھتے تھے۔ قیس عبدالرشید ہر وقت اپنی اولاد کے لیے طلب خیر کرتے تھے اور دعا و مناجات میں مصروف رہتے تھے آخر کار اللہ نے ان کی اولاد کو نوازا۔ ان کا بڑا بیٹا غرغشت اقبال بلند ہوا۔ اس نے مردانگی میں نام پیدا کیا۔ وہ صاحب زبان تھا اور بیان پر قدرت رکھتا تھا۔ وہ علم و یقین سے مالا مال تھا۔ آج ان کی اولاد میں اکثر علماء و فضلاء گزرے ہیں جو روحانیت پر فائز تھے۔ جو خاص طور پر "کاکڑ" کہلاتے ہیں۔ جن کا مسکن وادیٔ ژوب و پشین ہے جن میں بڑے بڑے دانشمند اور صاحب دلاں گزرے ہیں۔

دوسرا فرزند بیتنیؒ بڑا شہزور اور شجاع تھا۔ ان کی اولاد غلجی یا خلجی کہلاتی ہے جن کا منصب سپہ گری ہے۔ ان میں بڑے بڑے جنگجو سپہ سالار اور حکمران گزرے ہیں۔

تیسرا فرزند سرو بن یعنی سارہ کا بیٹا تھا۔ واضح ہو کہ سارہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی بیٹی تھیں اور قیس عبدالرشید کی زوجہ اس لیے تیسرے بیٹے ماں کے نام پر سرہ بن کہلائے۔ سرو بن کی اولاد میں حکمران گزرے ہیں مثلاً قبائل ابدالی (ہوتک)، اورڑانی وغیرہ جو زمانہ قدیم سے لیکر اسلام افغانستان کے حکمران رہے ہیں۔ گویا عبدالرشید کی اولاد تین طبقوں میں منقسم ہو گئی:۔

(۱) غرغشت (غلجائی) (۲) بیتنیؒ (جنگجو) (۳) سرو بن (حکمران)

---

[1] تاریخ افغانستان ص۵۹۲/۵۹۵،

قدیم افغانستان

بطلیموس نے جغرافیہ کے نقشے میں افغانستان کو ایرانی صوبہ خراسان کے ساتھ ملا کر "آریانہ" کا نام دیا تھا جس کے سبب لوگ افغانوں کو بھی آریائی سمجھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ یہودیوں کا خیال یہ ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کی بھی حضرت ابراہیمؑ سے نسلی نسبت برداشت ہی نہیں کر سکتے وہ تو صرف ان لوگوں کو اولاد ابراہیمؑ سمجھتے ہیں جو حضرت عزیر اور نحمیاہ ساتی کے زمانے میں بیت المقدس واپس آئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ قحطان کی اولاد قبائل عرب کو بھی حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بہرحال اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ افغانی حضرت یعقوبؑ کے چھوٹے بیٹے بن یامین کی اولاد میں سے ہیں جن کا قبیلہ فلسطین سے بنی اسرائیل کی تیسری جلاوطنی کے وقت ان سے چھوٹ کر کہیں لاپتہ ہو گیا تھا اور شاید مشرق کی طرف چلا گیا تھا۔ اس روایت کی تائید بنی اسرائیل کے افسانوں سے بھی ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ "ہمارا ایک قبیلہ ملت کے دھندلکے میں راستہ بھول کر مشرق کو چلا گیا تھا جو پھر کبھی نہ مل سکا۔"

افغان اپنے سلسلۂ کرکر کو سلیمان کہتے ہیں اور سرچوٹی کو "تخت گاہ سلیمان" کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسی لیے بعض لوگ اپنے آپ کو سلیمانی بھی کہتے ہیں۔ ۵۴۰ قبل مسیح میں بلخ پر ایرانی بادشاہ کیخسرو نے قبضہ کر لیا اور یہیں سے اس نے وادیٔ کابل اور پھر ہند کی طرف ناتمام یلغار کی۔ ۳۲۶ قبل مسیح میں سکندر اعظم ہرات، قندھار، غزنی اور کابل ہوتا ہوا ہندوستان میں داخل ہوا تھا۔ اس کی وفات کے بعد مفتوحہ علاقے اس کے سرداروں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ پاکستان کے شمال مغربی حصے کے ساتھ افغانستان کے بڑے علاقے پر تقریباً دو سو سال تک یونانیوں کی حکومت قائم رہی۔ پہلی صدی قبل مسیح میں یہاں یوچی کے کشان قبیلہ کا قبضہ رہا جس میں کنشک بڑا نامور حکمران گذرا ہے۔ اس کے بعد سفید ہون کا دور چوتھی صدی کے اواخر میں آیا جنہیں ایران کے ساسانی بادشاہوں نے ختم کیا۔ وادیٔ کابل میں پانچویں صدی عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک مقامی سرداروں کی آزاد حکومتیں رہیں۔ بعد ازاں افغانستان کے باقی

(اقتباس از تاریخ الافغان از سید جمال الدین افغانی رحمہ)

علاقوں پر ساسانیوں کے ماتحت سردار اور شہزادے حکمرانی کرتے رہے۔

افغانیوں اور عرب یہودیوں کے مابین زمانہ قدیم سے خط و کتابت ہوا کرتی تھی۔ جب عرب کے یہودی اسلام میں داخل ہوئے تو انہیں بھی مسلمان ہونے کی دعوت دی چنانچہ انہوں نے اپنے سردار قیس کر ایک جماعت کے ساتھ عرب بھیجا جن کا نسب سینتالیسویں پشت میں بنو اسرائیل سے اور چھپن واسطوں سے حضرت ابراہیمؑ سے ملتا تھا۔ یہ جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا اور امیر کا لقب عطا فرمایا اس لیے کہ ان کا نسبی تعلق سلاطین بنی اسرائیل کی نسل سے تھا۔ افغانیوں کی یہ جماعت فتح مکہ کی مہم میں بھی شریک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور ان کے ساتھ اہل مدینہ کی ایک جماعت خراسان اور غور تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا۔ حضرت قیس عبدالرشیدؓ افغانستان آ کر تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ ان کی کوششوں سے سارے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت قیس عبدالرشیدؓ ۸۰ سال کی عمر میں ۴۳ھ میں انتقال کر گئے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت قیس عبدالرشیدؓ شاول کی اولاد میں سے تھے۔ بہرحال اصطلاحی طور افغان کو متعدد مختلف لفظوں میں لکھا گیا ہے مثلاً افغنہ جمع افغنون، اغوانہ، الاغوان وغیرہ۔

(تاریخ الافغان از سید جمال الدین افغانی مترجم مولانا عبدالمقتدر ص ۱۲، ۲۵، ۶۱، ۶۷، ۷۱، ۷۷، ۸۱، ۸۷، ۹۱، ۱۰۰)

نوٹ: ۱ حضرت ابراہیمؑ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ۷۰ پشتیں گزری ہیں۔ چونکہ حضرت قیس عبدالرشیدؓ حضورؐ کے ہمعصر تھے اس لیے ان تک بھی ۷۰ واسطے ہونے چاہئیں لیکن صرف ۵۵ واسطوں کا شمار ہوتا ہے اور بقیہ واسطے تحقیق طلب ہیں۔ (مؤلف)

۲ حضرت قیس عبدالرشیدؓ کی جماعت فتح مکہ کی مہم میں شریک تھی اس لیے وہ بھی ناتمان کہ میں شامل تھے۔ لہٰذا ان میں لفظ ناتمان سے نہان ہو گیا اور پشتو تلفظ کے سبب بعد میں "پٹھان" کہا جانے لگا یعنی حرف "پ" سے بدلا گیا اور "ت" "ٹھ" سے بدل گیا۔ (مؤلف)

امیر کرور سوری پہلوان

تاریخ سوری میں درج ہے کہ امیر کرور ولد امیر فولاد مندیش اوغز کا امیر تھا جسے جہان پہلوان کہتے تھے۔ اس نے قلعہ غور و قصدار کو فتح کیا تھا۔ وہ ایسا زبردست پہلوان تھا کہ بیک وقت سو دلاور جنگجو سے جنگ کر سکتا تھا۔ وہ موسم سرما زمینداور میں گزارتا تھا جہاں مینڈیش کی طرح اس کا قصر تھا۔ جہاں سیوشکلر اور میش وعشرت کے مواقع میسر تھے۔ وہ بنوامیہ کے خلاف جنگ میں ابوالعباس سفاح اور ابومسلم خراسانی کا معاون و مددگار رہا تھا۔ عباسیوں کی دعوت کے موقع پر امیر کرور نے فخریہ اپنے رزمیہ اشعار پڑھے۔ جو محمد بن علی لستی نے تاریخ سوری میں لکھا ہے۔ امیر کرور ۱۵۴ھ میں پوشنگ (ہرات) کی جنگ میں کام آیا۔

امیر کرور کے رزمیہ اشعار ہاں خشیر من ہرات وجرم راز اگرفتہ
درغرج و بامیان و تخارنام سرا برائے دردمان دردھا ذکر می کنند
در روم روشناسم پہلوان تری از من نیست
تیر بانے من بر مروی بارد دشمن از من می ہراسد
بر سواحل ہر یوا لرزد میروم و پیادگان از پیشم می گریزد
دلاوران از من می لرزند پہلوان تری از من نیست
زدنج رابہ سر خودن شمشیر فتح کردم، دودمان سور را بہ سرداری و باداری رسانیدم
کاکازادگان خود را بلند بردم پہلوان تری از من نیست
ہر مردم خود مہربانی و رواداری دارم، با اطمینان ایشان را می پروراتم
دہ ہزار قشون و نماد ہم پہلوان تری از من نیست
حکم من بدوں درنگ برکہسار بلند رواست
گیتی اگر آں من است ستایندگان بر ستایند نام مرا می برند
روز ہا، شہا، ماہ ہا، سالہا پہلوان تری از من نیست

(قدیم تاریخ افغانستان ص ۱۲۴، ۱۲۵)

شیر شاہ سوری

شیر شاہ کا اصل نام فرید خان تھا وہ حسن سور کا بیٹا تھا۔ بچپن میں اس نے جونپور کے علماء سے تعلیم حاصل کی اور گلستان، بوستان، سکندر نامہ، کافیہ، عربی و حراشی اور دیگر علمی کتابوں کے اسباق یہیں ختم کئے۔ نظم و نثر اور تاریخ میں وہ کافی دسترس رکھتا تھا۔ بڑے ہونے پر باپ نے جاگیر کا انتظام سونپا جس کو اس نے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا لیکن جب حسن سور نے جاگیر کا انتظام اپنے نرینہ اولاد سلیمان اور احمد کو دے دیا تو فرید خان حاکم بہار سلطان محمد کی ملازمت اختیار کی۔ ملازمت کے دوران اس نے تنہا سے ایک شیر کو ہلاک کیا۔ جس پر سلطان محمد نے اسے شیر خان کا خطاب دیا۔

تزک بابری کے مطابق ایک دفعہ شیر خان بابر کی شاہی دعوت میں شریک تھا اس موقع پر بابر نے شیر خان کے طمطراق اور اس کی بڑھتی ہوئی خود اعتمادی کو دیکھ کر اسے اپنی حکومت کے لیے خطرہ سمجھا اور وزیر کو حکم دیا کہ شیر خان کو گرفتار کر لیا جائے لیکن شیر خان نے گرفتاری کے خطرے کو بھانپ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا۔

آخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ ہمایوں کو شکست دے کر شیر شاہ سوری کے نام سے دہلی کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ ایک سپاہی سے شہنشاہ بنا اور پانچ سال تک بلا شرکت غیرے ہندوستان کے طول و عرض پر حکومت کرتا رہا۔ وہ رواداری، سخاوت اور بہادری میں بہت مشہور تھا۔ اس نے اپنے دور حکومت میں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بڑا کام کیا۔ اسی نے ۱۵۳۲ء میں ہیبت خاں نیازی کو پنجاب کا گورنر بنایا تھا۔

کارہائے نمایاں شیر شاہ سوری نے بنگال سے پشاور تک ایک جرنیلی سڑک بنوائی جو آج گرینڈ ٹرنک روڈ کہلاتی ہے۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، شاہ رکن عالمؒ اور شاہ یوسف گردیزیؒ کے مزارات پر بڑی خوبصورت مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اس کے بیٹے اسلام شاہ نے شاہ یوسف گردیزیؒ کے مزار کا دروازہ بنوایا۔

شیر شاہ کے معمولات شیر شاہ کا معمول تھا کہ وہ ہر روز پچھلی رات کو بیدار ہوتا۔ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر

امورِ سلطنت میں مصروف ہو جاتا حتیٰ کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ فجر کی نماز وہ بالعموم اپنے امرائے دربار کی معیت میں باجماعت ادا کرتا پھر مختلف شعبوں کے افسران سے دن بھر کے تمام واقعات سے آگاہی حاصل کرتا۔ چار گھنٹے تک وہ مختلف علاقوں سے آئی ہوئی رپورٹیں سنتا پھر اپنے احکامات جاری کرتا۔ خود جا کر فوج کا معائنہ کرتا۔ بھرتی کی خود نگرانی کرتا۔ کھانا کھانے کے بعد دربار منعقد کر کے امورِ سلطنت سرانجام دیتا۔ ظہر کی نماز ادا کر کے تھوڑی دیر آرام کرتا۔ امورِ سلطنت کے سلسلے میں اہم کام نہ ہوتا تو وہ شام تک تلاوتِ قرآن پاک میں مصروف رہتا۔

کارہائے فلاح و بہبود اس نے نادار اور بے سہارا لوگوں کے لیے خیراتی اور امدادی ادارے قائم کر رکھے تھے۔ پانچ سو اشرفی روزانہ کے خرچ سے شاہی لنگر چلتا۔ جس سے ہزارہا مستحقین، لاچار معذور اور مسافروں کو کھانا میسر آتا تھا۔ اس نے علماء، طلباء اور ائمہ مساجد کے لیے وظائف مقرر کیے تھے۔ انصاف اس کا سب سے بڑا فریضہ تھا۔

وہ موقع شناسی، دور اندیشی، معاملہ فہمی اور ذہانت میں علاء الدین خلجی، بابر اور نپولین کا ہمسر تھا۔

(تذکرۃ القریش والافغان از رحیم علی خاں ص۱۷، لقمان ذریشان از عبدالرحمٰن خاں ص۱۴۶، ۱۵۰، ۱۵۱)

اقتباس از تذکرۃ القریش والافغان[1]

حضرت نوحؑ کے تین بیٹے زندہ بچے تھے (۱) حام (۲) سام (۳) یافث، حام کے چھ بیٹے تھے ہندار، سندھ وغیرہ۔

سندھ نے ملتان اور ٹھٹھہ اپنے بیٹوں کے نام پر آباد کیا۔ تیسرا بیٹا حبش اور چوتھا افرنج تھا۔ پانچویں بیٹے کا نام ہرمز تھا اور چھٹا بیٹا لویہ تھا۔

سام کے ۹۹ فرزند تھے:

ارشد، ارفخشد، کے، نود، لود، ارم، قبط، مادار اور قحطان وغیرہ۔

حضرت ہودؑ حضرت صالحؑ اور حضرت ابراہیمؑ ارفخشد کی اولاد میں سے تھے۔ دوسرا بیٹا کیومرث تھا جو شاہانِ عجم کے جدِ امجد تھے۔ کیومرث کے چھ فرزند تھے:

سیامک، فارس، عراق، طور، دقیان اور شام وغیرہ۔

یافث شمال اور مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام ارشد تھا۔ تمام مغل، ازبک، چغتائی، ایرانی اور روی ارشد ہی کی اولاد ہیں۔ یافث کے دوسرے بیٹے کا نام چین تھا جو چینی قوم کا مورثِ اعلیٰ تھا۔ یافث کے تیسرے بیٹے کا نام ادریس تھا جس کی نسل سے تاجیک، غور اور الغلاب ہیں۔

قیس بن عبدالرشید سے سارہ بنت خالد بن ولیدؓ کا نکاح ہوا جن سے تین بیٹے تولد ہوئے (ص۸) فرشتہ کے بیان کے مطابق:

یہ لوگ اوّل پٹنہ میں آباد ہوئے اسی سبب سے اہلِ ہندان کو پٹھان کہنے لگے (ص۱۰) شہنشہ بن مدیق حضرت عیسیٰؑ کے دور میں مسلمان ہوئے ان کی اولاد شہنشی کہلائی جو بلد میں لودھی، سوری پٹھان کہلائے۔ یوسف زئی، ترنگ زئی، خیل زئی اور حسن زئی پٹھانوں کی شاخیں ہیں:

(صفحہ ۲۳)

[1] تذکرۃ القریش والافغان ص۴، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۳، ۱۲۲، ۷۹

القریشی والافغان

قریشی مسلمان سلطان پور، پرتاب گڑھ اور الہ آباد کے اطراف میں کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ یہ لوگ نسلاً و رسماً قریشی النسب منسوب ہیں۔ ان میں شجاعت، بہادری، دلیری، فیاضی اور مہمان نوازی پائی جاتی ہے بلکہ ان کے چہروں کی وجاہت بتاتی ہے کہ یہ لوگ ہندوستان کے نومسلم باشندے نہیں بلکہ ان کے آباؤ اجداد عرب سے آئے تھے۔ مسلمانوں کے ہندوستان وارد ہونے کا واقعہ لکھتے ہوئے فرشتہ رقمطراز ہے کہ عرب و عجم کے کچھ لوگ بابا آدم کی قدم گاہ کی زیارت کے لیے کشتی میں سوار ہو کر سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے اتفاق سے کشتی طوفان میں پھنس کر مالابار پہنچ گئی اور یہ لوگ شہر کالی کٹ پہنچ گئے۔ وہاں کا راجہ سامری ان کے مذہب اسلام سے واقف ہوا اور باتوں باتوں میں جب شق القمر کا واقعہ سنایا گیا تو راجہ نے اس تاریخ کا روزنامچہ نکلوایا جس سے شق القمر کی تصدیق ہوتی تھی یہ دیکھ کر راجہ سامری مسلمان ہو گیا۔

سلطان پور اور الہ آباد میں یہ افغان شہاب الدین محمد غوری کی فوج کے ساتھ آئے اور مفتوحہ علاقوں میں آباد ہو گئے۔ الہ آباد میں مشہور ہے کہ چوراسی سوار شاہجہانپور سے آئے تھے اور چوراسی گاؤں کی بنیاد پڑی تھی۔ سلطان پور سے یہ لوگ تلاش معاش میں آئے تھے جو پرتاب گڑھ میں آباد ہو گئے جن کے تعلقات سلطان پور سے اب بھی باقی ہیں۔ پرتاب گڑھ کی جنوبی سرحد پر جو قریشی قبائل آباد ہیں وہ الہ آباد کی طرف سے آئے تھے اور ان کے تعلقات آج بھی الہ آباد سے ہیں۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں افغان و قریش پرتاب گڑھ میں آ چکے تھے جو شاہی فوج میں ملازمت کرتے تھے۔ یہاں ان کی چھوٹی چھوٹی جاگیریں اور ریاستیں قائم تھیں۔ سندھی، ہراتی، اعوانی، لنگاہ، ترک اور جنگ جوہ (جنجوعہ) وغیرہ کا تعلق انہیں افغان اور قریشیوں سے ہے۔

ملا مراد مؤلف سوانح خالد بن ولیدؓ نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ دراصل افغان پٹھان حضرت خالد بن ولیدؓ کی دختر حضرت سارہؓ کی اولاد ہیں اسی نسبت سے ان علاقوں کے پٹھانوں نے اپنے آپ کو قریشی کہلوانا پسند کیا اس لیے کہ ان کے نانا حضرت خالد بن ولیدؓ قریشی النسب تھے۔

انہیں قریشی خاندان میں حسن خاں ایک نامور شجاع اور بہادر انسان گزرے ہیں۔ یہاں کے قریشی حضرات نے سید احمد شہید بریلویؒ کی تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

مسٹر ہنٹر انگریز نے تعصب کی بنا پر اپنی کتاب "دی انڈین مسلمان" میں قریشیوں کو شیڈول کاسٹ کہا ہے جو بالکل غلط ہے۔

ان قریشیوں کی ترکی النسل افغانوں سے قرابت داری کی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں قدیم الاسلام تھے اور شجاعت و بہادری میں جواب نہیں رکھتے تھے۔ ان قریشیوں کی قرابت داری جن پٹھانوں سے ہوئی وہ شنسبی نسل کے تھے جن کا سلسلۂ نسب خور کے رئیس شنسب بن حریق سے ملتا ہے جنہوں نے حضرت علیؓ کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا انہیں میں لودھی اور سوری پٹھان بھی شامل ہیں بلکہ انہیں میں اعوان، یسان، لنگاہ بھی ہیں لیکن مجموعی طور پر ان سب کو قریشی کہا جاتا ہے۔ یہ اپنے ناموں کے ساتھ "خان" بھی لکھتے ہیں جو ترکی زبان کا لفظ ہے اور جس کا مفہوم "سردار" ہے۔ مشہور ہے کہ سلطان پور، پرتاب گڑھ اور الہ آباد کے اہل قریشی پٹھانوں سے تعلق کی بنا پر سہی مغلوں کے زیر عتاب رہے۔

(تذکرۂ قریشی و افغان از رحیم علی خاں صفحہ ۱۲، ۱۷، ۲۲، ۲۵، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۱۰۱، ۱۱۲)

روہیل کھنڈ اور روہیلہ افغان

(شجرۂ نسب ص۵۹)

روہیلکھنڈ یوپی کے بریلی بھیت، مراد آباد، سنبھل، رام پور، بدایوں، نجیب آباد اور شاہ جہانپور پر مشتمل ہے۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں روہیلہ افغانوں نے اس علاقہ کو فتح کیا جب سے یہ روہیلکھنڈ کہا جانے لگا۔

مستند تاریخی روایتوں کے مطابق اس قبیلہ کے کچھ لوگ محمود غزنوی کے ہمراہ برصغیر میں وارد ہوئے واپس میں افغانی علاقہ "روہ" کی سکونت کے لیے پسند کیا اور مستقل آباد ہو گئے اسی لیے یہ روہیلہ افغان کہلائے۔ ساتویں صدی عیسوی کے نصف اوّل میں اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ قیس اپنا قدیم مذہب "اسرائیلیت" کو ترک کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے اور قیس عبدالرشید کہلائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق دیدار میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ۶۳۲ء میں وصال ہو چکا تھا۔ قیس عبدالرشید چند سال مدینہ منورہ میں مقیم رہے جہاں ان کی شادی حضرت خالد بن ولیدؓ کی صاحبزادی حضرت سارہ سے ہوئی۔ قیس عبدالرشید اپنے وطن افغانستان واپس آگئے جہاں ۴۱ھ مطابق ۶۶۱ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت سارہ کے بطن سے ان کے ہاں تین فرزند تولد ہوئے۔

(۱) سترہ بن (۲) خود خوشت (۳) اُدیتین

روہیلکھنڈ کے آخری تاجدار حکمران حافظ رحمت خاں سترہ بن کی اولاد میں تھے۔

شجرۂ نسب "حافظ رحمت خاں بن شاہ عالم خاں بن محمود خاں بن شہاب الدین خاں بن دولت خاں بن بدل خاں بن داؤد خاں بن ہیڑا ئچ خاں بن شرف الدین بہرجنون بن سترہ بن بن قیس عبدالرشید"

سلطان محمود غزنوی اس قبیلہ کی شجاعت کے باعث "پتان" لقب دیا جس کا مفہوم ہے "جہاز کا پشتیبان" جو بعد میں "پٹھان" بن گیا۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی از فقیر مانا میاں چشتی قادری بیلی بھیتی ص۱۶۲، ص۱۶۳)

حافظ رحمت خان

(شجرۂ نسب ص۵۹)

حافظ رحمت خاں اپنے آبائی قصبہ "تر شہامت پور" میں ۱۷۰۸ء میں تولد ہوئے۔ والد ماجد کی نگرانی میں قرآن پاک حفظ کیا اور دیگر علم دین کی تکمیل کی۔ بعد ازاں سپہ گری کی تربیت پائی۔ پٹھانی گھوڑوں کی تجارت کے سبب تاجر کہلائے۔ آپ کے پردادا شہاب الدین (کرتا بابا) عالی مرتبت اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے جن کا اصل گاؤں قندھار میں "شوراوک" تھا گریسف زئی قبیلہ سے رشتہ داری کے سبب ضلع اٹک کے مقام لنگر کوٹ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ہزارہ میں آپ کے معتقدین کا سلسلہ وسیع تھا اس لیے ان کا مزار ہزارہ میں مرجع خلائق ہے۔ حافظ رحمت خاں کے والد مولانا شاہ عالم خاں کا مزار بدایوں اور آنولہ کے وسط میں واقع ہے۔ نواب علی محمد خاں نے اپنے مشیروں کے مشورہ سے حافظ رحمت خاں کو افغانوں کی سرپرستی کے لیے خط لکھا۔ مسلسل تقاضوں کے بعد حافظ رحمت خاں اپنے تین دوستوں (۱) شیخ کبیر (۲) گل شیر خاں اور (۳) عاقت خاں کے ساتھ ہندوارد ہوئے۔ آگے چل کر ان تینوں نے پیلی بھیت کو اپنا مستقر بنایا۔ حافظ رحمت خاں کے حسن اخلاق اور حسن تدبر سے افغانی متحد ہو گئے اور بہت جلد یعنی ۱۷۳۵ء میں روہیلکھنڈ کی حکومت قائم ہو گئی جسے محمد شاہ بادشاہ دہلی نے بھی ان کی حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے ۱۷۴۲ء میں نواب علی محمد خاں کو اس علاقہ کا حاکم اعلیٰ مقرر کر دیا۔ ۱۷۴۳ء میں حافظ رحمت خاں نے کمایوں اور الوڑہ کو فتح کیا۔ بادشاہ دہلی نے انہیں شاہی خلعت کے ساتھ حافظ الملک کے خطاب سے نوازا۔ ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۴۹ء میں نواب علی محمد خاں نے حافظ الملک کی قابلیت دیکھ کر حکومت حافظ رحمت خاں کے سپرد کر دی۔ آپ برسر اقتدار آ کر شاہ دہلی سے تعلقات کو مستحکم کیا اور بریلی کو اپنا مرکز بنایا۔ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کا معرکہ پیش آیا۔ حافظ رحمت خاں نے ۵ لاکھ مرہٹہ فوج کے خلاف شاہ دہلی کی مدد کی اور مرہٹوں کو شکست فاش دی۔ ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء میں اودھ

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی ص۱۷)

کا حکمراں شجاع الدولہ انگریزوں سے ساز باز کر کے ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر شاہجہان پور میں داخل ہوا۔ کرنل چیپین نے اپنی فوج کا رخ پیلی بھیت کی طرف کیا۔ عین حالتِ جنگ میں حافظ رحمت خان کے ایک فوجی سردار احمد خان نے غداری کی اور دشمن سے مل گیا جس سے جیتی ہوئی بازی ہار میں تبدیل ہوگیا۔ توپ کا ایک گولہ حافظ الملک کے سینہ میں لگا اور وہ گھوڑے سے گر تے ہی شہید ہو گئے۔

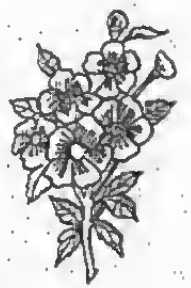

خاندانِ روہیلہ

اولاد دوڑا پنج خاں بن شرف الدین شرفوین سرن بن قیس عبدالرشیدؒ

سعید اللہ خاں شجاعت جنگ (منصب شش ہزاری قندھار سے دہلی آئے)
- سعادت یار خاں
- محمد اعظم خاں
- حافظ محمد کاظم علی خاں
- مولانا رضا علی خاں
- مولانا نقی علی خاں
- اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلویؒ

داؤد خاں
- بدل خاں
- دولت خاں
- شہاب الدین خاں
- محمود خاں
- شاہ عالم خاں
- حافظ رحمت خاں روہیلہؒ (شہید بریلی، روہیلکھنڈ)

نوٹ: تحقیق کی رو سے شجرہ میں ۲۲، ۲۳ سمار کم درج ہوتے ہیں۔
(سوانح اعلیٰحضرت از فقیر مانا میاں پیلی بھیت ص ۱۴، ۱۷، ۱۲۴، ۱۲۷)

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسباً پٹھان مسلکاً حنفی مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا محمد نقی خاں (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء) اور جد امجد کا نام مولانا محمد رضا خاں (متوفی ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء) تھا۔

مولانا محمد رضا خاںؒ (جد امجد) ولادت ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۰۹ء میں ہوئی ۲۳ برس کی عمر میں منقولات اور معقولات سے فارغ ہوئے۔ بڑے عابد و زاہد اور عشق تھے۔ وعظ میں بلا کی تاثیر تھی، خلوت پسند تھے، اتباع سنت میں بے نظیر تھے، اپنے عہد کے شمار عالم دین میں شمار ہوتا تھا۔

مولانا محمد نقیؒ (والد ماجد) آپ کی ولادت یکم رجب ۱۲۲۶ھ مطابق ۱۸۱۴ء میں ہوئی اپنے والد سے اکتساب علم کیا۔ ۵ جمادی الاول ۱۲۹۱ھ میں مارہرہ، یوپی کے شاہ آل رسول احمدی (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۳۰ء) سے بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ مولانا احمد رضا خاں بھی اسی وقت ان سے بیعت ہوئے۔ ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۱ء میں مکہ مکرمہ میں سید احمد زین بن دحلان مکی سے مکرر سند اجازت حدیث حاصل کیا۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں ۵۱ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ان کی کل تصنیفات میں ۲۵ رکتا میں قابل ذکر ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ ولادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی محمد نام رکھا گیا۔ لیکن جد امجد نے "احمد" تجویز کیا۔ یہی مشہور ہوا۔ تاریخی نام "المختار" ۱۲۷۲ھ رکھا گیا مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے درج ذیل علماء سے اکتساب علم کیا۔

(۱) مولانا شاہ آل رسول مارہروی (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء)
(۲) مولانا محمد نقی خاں (والد) متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء
(۳) سید احمد زین بن دحلان مکی (متوفی ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ء)

حیات رضا خان بریلوی صفحہ ۸۴ تا ۲۴۰

(۴) شیخ سراج عبدالرحمٰن مکی (متوفی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء)
(۵) شیخ حسین بن صالح (متوفی ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء)
(۶) شاہ ابوالحسین احمد النوری (متوفی ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۶ء)
(۷) مرزا غلام قادر بیگ (متوفی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء)
(۸) مولانا عبدالعلی رامپوری (متوفی ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ء)

مولانا بریلوی کا سلسلہ اسناد درج ذیل علماء سے ملتا ہے۔

۱- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء)
۲- مولانا عبدالعلی لکھنوی (متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء)
۳- شیخ عابد سندھی ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں مولانا بریلوی حج بیت اللہ کے لیے سفر پر گئے۔ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں دوسری بار حاضری دی۔ مولانا نے ۵۵ علوم و فنون کی تحصیل کی مثلاً

(۱) علم قرآن	(۲) علم حدیث	(۳) اصول حدیث	(۴) فقہ حنفی
(۵) کتب فقہ	(۶) اصول فقہ	(۷) جدل محدب	(۸) علم تفسیر
(۹) علم العقائد والکلام	(۱۰) علم نحو	(۱۱) علم صرف	(۱۲) علم معانی
(۱۳) علم بیان	(۱۴) علم بدیع	(۱۵) علم منطق	(۱۶) علم مناظرہ
(۱۷) علم فلسفہ	(۱۸) علم تکسیر	(۱۹) علم ہیئت	(۲۰) علم حساب
(۲۱) علم ہندسہ	(۲۲) قرأت	(۲۳) تجوید	(۲۴) تصوف
(۲۵) سلوک	(۲۶) اخلاق	(۲۷) اسماء الرجال	(۲۸) سیر
(۲۹) قواعد سبع	(۳۰) لغت	(۳۱) ادب مع جملہ فنون	(۳۲) ارثماطیقی
(۳۳) جبر و مقابلہ	(۳۴) حساب سینی	(۳۵) لوغارثمات	(۳۶) علم التوقیت
(۳۷) مناظر و مرایا	(۳۸) علم الاکر	(۳۹) زیجات	(۴۰) مثلث کروی
(۴۱) مثلث مسطح	(۴۲) ہیئت جدیدہ	(۴۳) مربعات	(۴۴) جفر

(۴۵) زائرچہ (۴۶) نظم عربی (۴۷) نظم فارسی (۴۸) نظم ہندی
(۴۹) نثر عربی (۵۰) نثر ہندی (۵۱) نثر فارسی (۵۲) خطِ نسخ
(۵۳) خطِ نستعلیق (۵۴) تلاوت مع تجوید (۵۵) علم الفرائض۔

مولانا احمد رضا بریلوی نے تیرہ سال ۱۰ مہینے چار دن کی عمر میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ سنہ ۱۸۶۹ء کو اپنے والد کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ مولانا نے اپنے فتووں، رسالوں اور تقریروں کے ذریعہ دعوت اور احیائے اسلام کے لیے جدوجہد کی۔ مولانا بریلوی ماہر فقیہہ، مفتی اور مبلغ ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اردو، عربی، فارسی اور ہندی زبانوں میں اشعار کہے ہیں۔ اِس کے علاوہ مولانا ایک عظیم مدبر بھی تھے۔ مولانا شاہ جیفر پھلواروی بہاری تحریکِ خلافت میں مولانا کے حریف تھے۔

وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ سنہ ۱۹۲۱ء کو بروز جمعہ مولانا کا وصال ہوا۔

صاحبزادگان (۱) مولانا حامد رضا خاں (متوفی ۱۳۱۶ھ ۱۹۳۸ء) (۲) مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں۔

صاحبزادیاں (۱) مصطفائی بیگم (۲) کنیز حسن (۳) کنیز حسین (۴) کنیز حسین (۵) مرتضائی بیگم۔

خلفاء حرمین شریفین میں مولانا کے خلفاء کی تعداد ۳۰ ہے۔

مشہور خلفاء پاک و ہند (۱) مولانا محمد ظفر الدین بہاری (۲) مولانا سید محمد دیدار علی الوری والد ابوالبرکات (۳) صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اشرفی قادری (۴) مولانا احمد اشرف اشرفی کچھوچھوی (۵) پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف بہاری (۶) مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (والد مولانا شاہ احمد نورانی) (۷) مولانا محمد عمر الدین ہزاروی (۸) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی۔ مولانا کے کل خلفاء کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔

مولانا کے حلقۂ احباب کے ممتاز علماء و صوفیاء (۱) صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی (۲) شاہ وصی احمد سورتی (۳) شاہ علی حسین کچھوچھوی (۴) شاہ عبداللہ الہ آبادی (۵) مولانا رحیم بخش بہاری (۶) شاہ عبدالغنی سہسرامی۔

مولانا کے صاحبزادہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں کے تلمیذ رشید مولانا محمد مفتی اعجاز ولی خاں نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۱۰۰۰ لکھی ہیں۔

باب ۲۱

تبع تابعین و دیگر صوفیاء کرام

حاجی ترابیؒ

آپ کا نام شیخ ابو تراب تھا لیکن آپ حاجی ترابی کے لقب سے مشہور تھے۔ شیخ ابو تراب بنی عباس کی حکومت کی جانب سے سندھ کے بعض حصوں پر حاکم مقرر ہوئے۔ شیخ ابو تراب کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ نے شہید ہو کر وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک موضع "گجو" اور موضع "کوری" کے درمیان ٹھٹھہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار مبارک کے گنبد پر جو کتبہ نصب ہے اس میں سن تعمیر ۷۷۱ھ درج ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن ہاشمی قریشیؒ

حضرت عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی النسل تھے۔ تیسری پشت میں نسب حضورؐ سے ملتا ہے۔ یہ وہ واحد تابعی ہیں جنہوں نے دریائے سندھ عبور کر کے جنگ کے مضافات میں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں ۳۷ھ میں تولد ہوئے۔ حجاج بن یوسف سے انتہائی پامردی کے ساتھ لڑتے رہے پھر کرمان اور ہرات ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہوئے اور دریائے سندھ عبور کر کے قصبہ پیر عبدالرحمٰن کا علاقہ ہندو راجہ کو شکست دے کر قبضہ کیا۔ آپ کا انتقال ۱۰۴ھ میں ہوا۔ قصبہ پیر عبدالرحمٰن موضع جنگ میں مزار مرجع خلائق ہے[1]

شیخ ابو حفص ربیع صبیح سعدی بصریؒ

آپ تابعی اور محدث تھے۔ وطن بصرہ تھا۔ سندھ میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ مجاہدین اسلام کے ساتھ سندھ میں داخل ہوئے تھے۔ بصرہ کے اولین مصنفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نہایت عابد و زاہد اور قائم اللیل بزرگ تھے۔ حضرت سفیان ثوری، حضرت امام شافعی اور امام محمد کے استاد

[1] تذکرہ اولیائے سندھ ص ۱۰۸ اور ۱۰۹، مخدوم جہانیاں جہاں گشت ص ۲۳،
[2] تحفۃ الکرام جلد سوم ص ۲۵۳،

حضرت وکیعؒ آپ کے شاگرد خاص تھے۔ ۱۶۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک موضع ٹھٹھہ کے قصبہ گجو سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔

شیخ کبیر ابو علی سندھیؒ

سندھ کے اہل مرتبت میں بلند پایہ بزرگ تھے جن سے بایزید بسطامیؒ نے بھی فیض حاصل کیا۔ آپ کا شمار عالم اسلام کے اکابر صوفیا اور علماء میں ہوتا ہے۔

شیخ احمد بن عبداللہ دیبلی سندھیؒ

ابو العباس شیخ احمد بن عبداللہ بن سعید دیبلی جلیل القدر سندھی عالم و عارف تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جہاں علم کے لیے مکہ مکرمہ، بغداد، بصرہ، دمشق، نیشاپور کا سفر اختیار کیا، مختلف فقہا اور محدثین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ بلند پایہ محدثین آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کے مزاج پر فقر اس قدر غالب تھا کہ صوف کا لباس پہنتے۔ عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے۔ جوتی میسر نہ ہوتی تو ننگے پیر ہی چلتے۔ ۲۴۳ھ میں نیشاپور میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ حیرہ کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

شیخ بایزید بسطامیؒ

آپ کے والد کا نام محمد سلیمان تھا۔ آپ ۱۶۱ھ یا ۱۸۸ھ میں بسطام میں تولد ہوئے۔ آپ کا نام شیخ محمد طیفور ہے۔ تعلیم و تربیت بسطام میں ہوئی۔ آپ نے تیس سال شام میں گذارے۔ آپ نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے سلاسل اویسیہ میں فیض پایا۔ تیس سال عبادت و ریاضت اور مجاہدات میں گزارے۔ حج کیا اور روضۂ رسول پر حاضری دی۔ آپ ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ کو واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار بسطام میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت سرمد شہید

آپ ایک مجذوب تھے۔ شاہجہاں بادشاہ کا بڑا بیٹا شہزادہ دارا شکوہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔ آپ فارسی زبان کے بڑے شاعر تھے۔ چنانچہ آپ کی رباعیات بہت مشہور ہیں۔ آپ نے ۱۰۷۱ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار پرانا دہلی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

[1] آبشار اولیا ص ۱۴۷،

آپ پر یہ الزام تھا کہ آپ برہنہ رہتے تھے اور پورا کلمہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ لَا اِلٰہَ کہتے تھے مگر اِلَّا اللّٰہُ نہیں کہتے تھے۔ دھیر برہمنگی کو تو قتل کا موجب قرار نہیں دیا گیا لیکن پورا کلمہ نہ پڑھنے پر آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ جب جلاد چمکیلی تلوار لے کر آیا تو آپ مسکرائے اور جب تلوار نے سر جدا کیا تو پورے کلمہ کی آواز سنائی دی۔

(علم خانۂ تصوف ص ۲۴۴، از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب)

امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ

سمرقند سے ۲۰ کلومیٹر دور کشانک محمد بن اسمٰعیل بخاری واقع ہے۔ ازبک لوگوں کشانک کہلاتے ہیں یہاں امام بخاری نے رحلت فرمائی تھی۔ یہاں ان کا روضہ ہے اور ایک بڑی مسجد ہے۔ وسط ایشیا کے زائرین زیارت کو آتے ہیں۔ یہ روضہ کئی عمارتوں پر مشتمل ہے جو اینٹوں سے بنی ہوئی ایک قومی الجثہ دیوار کے عقب میں ایستادہ ہیں چنار کے چھ سایہ دار درخت نے اس کشادہ ایوان پر سایہ کر رکھا ہے جہاں معتقدین آرام کرتے ہیں۔ مقبرہ نیچے سے اوپر تک سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ امام محمد بخاری کے والد ابوالحسن اسمٰعیل بخارا کے ایک ممتاز مدرس تھے۔ امام بخاری جب سولہ سال کے ہوئے تو انہوں نے حدیث پر وہ تمام کتابیں پڑھ لیں جو بخارا کے مصنفوں نے لکھی تھیں لیکن ان کو صرف ان کتابوں سے تسلی نہیں ہوئی انہوں نے دیگر اسلامی ثقافت کے اہم مراکز کا سفر کیا۔ بغداد، بصرہ، کوفہ، دمشق، قاہرہ، مکہ اور مدینہ تشریف لے گئے۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ انہوں نے ایک ہزار محدثوں سے حدیث کا درس لیا۔ ان کی عقل و دانش اور علم کا چرچا عالم اسلام میں پھیل گیا۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سب سے اہم اور قابل قدر صحیح بخاری ہے۔ اس کتاب کو تمام اسلامی تعلیمی اداروں میں حدیث کی اہم نصابی کتب قرار دیا گیا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ بخارا میں رہتے تھے اور حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔ بعد میں مقامی لوگوں کے اختلافات کی بنا پر امام بخاری سمرقند چلے گئے لیکن راستہ میں وہ بیمار ہو گئے۔ ۳۰ رمضان ۲۵۶ھ کو انہوں نے ہرتنگ کے گاؤں میں وفات پائی۔ سوویت ازبکستان کے مسلمان اس عظیم اسلامی مفکر کے مقبرے کی بڑی محنت کے ساتھ دیکھ بھال کرتے ہیں۔ ہرتنگ کا نام بدل کر اسمٰعیل بخاری رکھا گیا۔ اس روضہ کی مسجد میں ہمیشہ لوگوں کا انبوہ کثیر نظر آتا ہے۔ اس محدث کی کتابیں مذہبی بورڈ کے زیر حفاظت ہیں۔ یہ کتابیں بخارا کے مدرسہ میر عرب میں نصابی کتابوں کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں جہاں اسلام کے مستقبل کے علماء کو تربیت دی جاتی ہے۔

سلہ ماہنامہ الحبیب بھلوال شریف اگست ۱۹۶۸ء ص ۴۳

باب ۳۲ چند اکابر صوفیاء و علماء

حسین بن منصور حلاجؒ

حسین بن منصور حلاجؒ مجوسی تھے۔ ایران کے شہر بیضا میں تولد ہوئے۔ واسط میں نشوونما پائی۔ بغداد آئے صوفیاء کی جماعت میں داخل ہوئے۔ شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی ابوالحسن نوری اور شیخ عمرو بن عثمان مکی کی صحبت سے فیض پایا۔ ابن خفیف شیرازی نے آپ کو عالم ربانی کہا ہے۔ سہیل بن عبداللہ تستری سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں تستر سے نکلے بصرہ گئے پھر بغداد آئے۔ گدڑی اوڑھے رہتے تھے۔ اُم حسین بنت ابی یعقوب سے عقد کیا اس کے بعد ہندوستان آئے۔ بعد ازاں مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ ایک سال تک مکہ کے صحن میں عبادت کرتے رہے۔ شام کے وقت کوزہ میں تھوڑا پانی اور ایک روٹی لائی جاتی۔ روٹی کے چار لقمے کئی روز توڑ کر کھاتے صرف دو گھونٹ پانی پیتے باقی روز کوزہ پر رکھ دیتے۔ سال بھر یہی معمول رہا۔ منصور بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ابوبکر شبلیؒ کہتے سنا کہ میں اور حسین بن منصور حلاج ایک ہی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے راز ظاہر کر دیا اور میں چھپائے رکھا۔ سولی پر چڑھنے کے بعد شبلی حلاج کی لاش پر گئے اور فرمایا "میں نے تجھے مشہور کرنے سے روکا تھا" حلاج پر نبوت اور خدائی کا دعویٰ غلط عائد کیا گیا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے قاضی کے پاس پیش کیا تو اس نے قتل کا فتویٰ لکھ دیا۔ راتوں رات حسین بن منصور حلاج کو بغداد کے پل پر پہنچا دیا گیا اور قتل کا سامان کیا گیا۔ بروز شنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۳۰۹ھ کو پل کے قریب وسیع میدان میں لائے گئے۔ جلاد ان کی پیٹھ ننگی کر کے کوڑے لگانے لگا جب ہزار کوڑے پڑے تو وحشیانہ طور پر ان کا ہاتھ کاٹا گیا پھر ایک پاؤں اس کے بعد دوسرا ہاتھ پھر دوسرا پاؤں اس کے بعد ان کا سر تن سے جدا کیا گیا اور دھڑ آگ کے شعلوں کی نذر کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ منصور حلاج کا قتل خلیفہ وقت سے سیاسی اختلاف کی بنا پر ہوا تھا۔

(نفحات الانس قلمی نسخہ ص ۶۷)

لہ ماہنامہ ندیم فروری ۱۹۳۹ء ص ۳۱ از سیاست علی ندوی۔

حضرت شمس تبریزؒ

نام شمس الدین علی بن ملک داد تبریزی تھا۔ چالیس دن تک کھانا نہیں کھاتے تھے کچھ دیا جاتا تو منع فرما دیتے آپ شیخ ابوبکر تبریزیؒ کے مرید تھے بعض کہتے ہیں کہ بابا کمال جندیؒ کے مرید تھے۔ بعضوں نے شیخ رکن الدین سجاسیؒ کا مرید کہا ہے۔ (مناقب الاصفیاء ص ۱۳۰)

آپ نے حضرت نجم الدین کبریٰؒ سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ پر ہمہ وقت جذب طاری رہتا تھا آخر میں آپ حضرت جلال الدین رومیؒ کے دست حق پر بیعت کی تھی۔ اور خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ حضرت شمس تبریزؒ کو مولانا جلال الدین رومیؒ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ وہ مرشد کی فرقت میں تڑپتے رہتے تھے۔ آپ کے بے شمار اشعار آپ کے دل کی غمازی کرتے تھے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ نے حضرت شمس تبریز سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا تھا

؎ نعرۂ مستانہ خوشی می آیدم　　تا ابد جاناں چنیں می بایدم

ایک دن دشمن نے شمس تبریزؒ کا کام تمام کر دیا اور آپ قتل ہو گئے۔ سن وفات ۶۴۵ھ ہے۔ شیخ شمس الدین تبریزؒ مولانا بہاء الدین کے پہلو میں مدفون ہیں۔

لہ نفحات الانس مناقب الاصفیاء ص ۱۳۰۔

نمونۂ کلام شمس تبریزؒ

نعت شریف

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

نازنین حضرت حق صدر بدر کائنات
نور چشم انبیاء چشم و چراغ ما توئی

در شب معراج بودی جبرئیل اندر رکاب
پانہادہ بر سر ہر گنبد خضرا توئی

یارسول اللہ تو دانی اُمتانت عاجزاند
عاجزاں را رہنما و پیشوا نے ما توئی

شمس تبریزی چہ داند نعت و تعریفاں
مصطفےٰ و مجتبےٰ و سید والا توئی

حضرت امیر خسروؒ خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

آپ نسلاً ترک نژاد تھے۔ آپ کی ولادت ۶۵۳ھ میں پٹیالی میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی امیر سیف الدین تھا۔ ان کا انتقال اس وقت ہوا جب امیر خسروؒ کی عمر شریف صرف ۷ سال تھی۔ حضرت مولانا سعد الدین وطواط آپ کے استاد گرامی تھے۔ معز الدین کیقباد کے عہد میں سلطان جہاں الدین عارض تھا اس نے آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ایک معقول مشاہرہ مقرر کر دیا تاکہ آپ کا گذر بسر ہو سکے۔ جب جہاں الدین تخت نشیں ہوئے تو انہوں نے آپ کو امیر کے لقب سے نوازا۔ امیر خسروؒ کی تصانیف سے اس عہد کے تاریخی حقائق پر روشنی پڑتی ہے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کی وفات ۶۸۶ھ میں ہوئی اس کے بعد کیقباد کو جو بغرا خاں کا بیٹا تھا تخت نشیں ہوا۔ کیقباد دلی کا شہنشاہ بن کر عیش و عشرت میں معروف ہو گیا۔ بغرا خاں اپنے فرزند کیقباد کی تخت نشینی سے ناخوش تھا اس لیے وہ فوج لے کر صوبہ بنگال سے دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ باپ بیٹے کی فوجوں کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی لیکن معاملہ جلد طے پر منتج ہوا۔ امیر خسرو نے اسی موقع پر یہ قصیدہ کہا

ز ہے عہد خوش چوں دو سلطاں یکے شد — ز ہے ملک خوش چوں دو سلطاں یکے شد
پسر پادشاہے پدر نیز سلطاں — کزیں ملک بیں چوں دو سلطاں یکے شد

حضرت امیر خسروؒ بلند پایہ شاعر ہونے کے علاوہ بڑے صوفی بھی تھے اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ امیر خسروؒ کی مثنویوں میں قرآن السعدین بہت مشہور ہے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے وصال کے چھ ماہ بعد ماہ ذیقعدہ ۷۲۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کی وصیت تھی کہ میرے محبوب کو میرے پہلو میں دفن کیا جائے لیکن اس خیال سے کہ زائرین دھوکہ نہ کھا جائیں آپ کو حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے پائنتانہ میں دفن کیا گیا۔ اس طرح حضرت امیر خسروؒ وفات کے بعد اپنے پیر و مرشد حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے قریب ہی آسودۂ خاک ہیں جہاں پیر و مرید دونوں کے مزارات مرجع خلائق ہیں حضرت نظام الدین اولیاء کا مزار دہلی کے نواح بستی نظام الدین اولیاء میں واقع ہے جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے۔

لہ ماہنامہ رسالہ الحبیب بھلواری شریف جنوری ۱۹۶۸ء

خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتیؒ بلوچی

خواجہ کبیر یحییٰ غرغشتیؒ کی ولادت ۷۰۷ھ مطابق ۱۳۰۷ء میں ہوئی۔ ان کا وصال ۸۳۲ھ مطابق ۱۴۳۱ء میں ہوا۔

صوبہ بلوچستان کی سرزمین بھی اللہ کے نیک بندوں کا مسکن رہی ہے۔ ان برگزیدہ لوگوں میں حضرت خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتیؒ بہت مشہور ہیں۔ بلوچستان میں کوہ سلیمان کے مضافات میں ایک جگہ شیر علی کے نام سے مشہور ہے۔ خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتیؒ کی ولادت اسی موضع شیر علی میں ہوئی۔ اس زمانہ میں بلوچستان میں خلجی خاندان حکمران تھا۔ یہ روایت ہے کہ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ مرد کامل کی تلاش میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاریؒ سے بیعت ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ جب مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیان جہاں گشتؒ ایران و سیستان کے سفر سے واپس بلوچستان پہنچے تو وہاں ۷۴۹ھ مطابق ۱۳۴۹ء میں خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتیؒ بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے جہانیان جہاں گشت بخاریؒ سے اجازت و خلافت بھی حاصل کی۔ آپ مسلسل ۱۲ برس اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ افغانستان، ایران، روس اور عرب کے مختلف شہروں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد کم از کم ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔

****

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ صلی اللہ علیہ وسلم

(الاحزاب)

تمہارے لیے رسول خدا کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے،

خواجہ باقی باللہ دہلویؒ

سمرقند کے ایک اہل فضل عالم باعمل قاضی عبدالسلام تغلبی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کے والد ماجد سمرقند سے کابل آئے۔ ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء میں خواجہ باقی باللہ تولد ہوئے۔ نام سید ذبی الدین رکھا گیا۔ نجیب الطرفین سید تھے۔ آپ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے مرشد اعلیٰ تھے۔ خواجہ کابل سے لاہور پہنچے۔ ایک بزرگ کے حکم پر کابل واپس گئے اور والدہ سے ملاقات کی اور خواجہ امکنگیؒ سے بیعت ہوئے۔ ہندپت کر نقشبندیہ سلسلہ قائم کیا۔ اور امام ربانی نے اس سلسلہ کو ترقی دی۔ خواجہ باقی باللہ خلق محمدی کا آئینہ تھے۔ آپ ۱۰۰۱ھ میں لاہور وارد ہوئے تھے اور دو یا تین سال مسند مشیخت پر فائز رہے لیکن اس قلیل مدت میں ایک عظیم انقلاب کی راہ ہموار کر گئے۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۳ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر آپ کا وصال ہوا۔ آپ کو ٹلہ فیروز شاہ دہلی میں مدفون ہیں۔

حضرت علی ترمذی (پیر بابا)، (شجرہ نسب ص۲۷)

آپ کی ولادت ۹۰۸ھ مطابق ۱۵۰۲ء میں ہوئی اور وصال ۹۹۱ھ مطابق ۱۵۸۳ء میں ہوا۔ آپ کی ولادت قندس میں ہوئی تھی بعد میں ترمذ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ پہلے آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی پھر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پانی پت کے مشہور بزرگ شرف الدین بوعلی قلندر کے مزار پر انوار پر روحانی استفادہ کیا۔ بعد میں آپ اجمیر شریف تشریف لائے اور حضرت سالار رومی سے بیعت ہوئے پھر پشاور تشریف لائے آپ نے بونیر میں مستقل قیام فرمایا اور کوہستانی علاقہ کو اپنی خانقاہ کے قیام کے لیے منتخب کیا۔ آپ کے مریدوں میں اخوند درویزہ (متوفی ۱۰۴۰ھ) جیسے متبحر عالم بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے اخلاق کریمانہ سے لوگوں کے دلوں کو جیتا اور اسلام کو پھیلایا نیز غلط قسم کے صوفیوں کے اثرات زائل کئے۔ آپ کا مزار بونیر میں مرجع خلائق ہے۔

لہ سیارہ ڈائجسٹ حصہ دوم ص۲۲۴،

شیخ عبداللہ شطاریؒ صدیقی

آپ کا سلسلۂ نسب پانچ واسطوں سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ سلاسل طریقت حقیقیہ، بسطامیہ کو ہند میں پھیلانے کی کوشش کی۔ مانڈو، بنگال، میں آپ نے سکونت اختیار کی۔ آپ کو وجد، اسحار، اذکار، اوراد و اشغال میں دسترس حاصل تھی۔ آپ کی ایک مشہور تصنیف ایک رسالہ "لطائف غیبیہ" ہے جس میں آپ نے اسرار توحید و حقائق الٰہی کو شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے۔ آپ نے ۸۹۰ھ میں وفات پائی۔ مانڈو کو آپ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ ایران سے عازم ہند ہوئے۔ آپ سات واسطوں سے بایزید بسطامیؒ کے مرید تھے۔ آپ نے کچھ دن جونپور میں قیام کیا پھر مالوہ آ گئے۔

شاہ بلاولؒ [۲]

آپ کے والد کا نام سید حسان ہے۔ آپ کی ولادت ۹۷۶ھ میں شیخوپورہ (پنجاب) میں ہوئی۔ آپ کا نام سید بلاولؒ ہے۔ آپ شیخ شمس الدین کے مرید تھے۔ آپ نے خرقۂ خلافت و اجازت انہیں سے حاصل کی۔ آپ کئی سال تک ایک حجرہ میں تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہے۔ آپ ۱۵ مہینہ روزہ رکھتے تھے اور رات کو جاگنا آپ کا معمول تھا۔ آپ نے ۲۸ شعبان ۱۰۰۱ھ کو دار آخرت کو رخ کیا۔ آپ کا مزار لاہور کے قریب ایک گاؤں میں مرجع خلائق ہے۔

شاہ ابوالبرکاتؒ [۳]

شاہ ابوالبرکات شاہ عبدالقادر کے بیٹے اور حضرت موسیٰ منیریؒ کے پوتے تھے آپ حضرت شاہ رکن الدین عشق کے مرید تھے اور انہیں سے آپ نے خرقۂ خلافت پایا۔ اپنے پیر و مرشد کی وفات کے بعد آپ عظیم آباد (پٹنہ) چلے آئے اور وہاں رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے بعد ازاں پٹنہ سے سکونت ترک کر کے آپ گوالیار تشریف لے گئے کچھ دن گوالیار میں قیام فرمایا۔ گوالیار سے سکونت ترک

[۱] آثار الابرار از ڈاکٹر عبدالحسن شاہد ص ۲۴۴، [۲] آثار ابرار ص ۲۹۶،

[۳] آثار ابرار ص ۲۲۵ تا ۲۲۶،

کر کے الہ آباد پہنچے۔ آپ کا الہ آباد ہی میں انتقال ہوا اور وہیں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ انتقال کے کچھ عرصہ بعد آپ کی نعش الہ آباد سے پٹنہ (عظیم آباد) لے جائی گئی اور وہاں آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ رکن الدین عشق کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سلطان سخی سرورؒ [۴]

آپ کا نام سید احمد ہے اور سلطان سخی سرور لقب، کرسی کوٹ (ملتان) میں تولد ہوئے۔ لاہور میں تعلیم پائی۔ محمد اسحٰق لاہوری آپ کے استاد تھے۔ غوث پاکؒ اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ ملتان کے حاکم کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ ملحدوں نے آپ کو مع اہل و عیال قتل کر دیا۔ آپ نے ۱۱۸۱ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ مزار شاہ کوٹ میں مرجع خلائق ہے۔

[۴] آثار ابرار ص ۱۴۸۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ

علامہ عبدالحکیم ۹۸۸ھ میں سیالکوٹ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شمس الدین تھا۔ مولانا سیالکوٹی نے مولانا کمال الدین کشمیری (متوفی ۱۰۱۷ھ) سے اکتساب علم کیا جن کے درس میں تین عظیم علمی شخصیتیں جمع تھیں مثلاً نواب سعداللہ خاں، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی۔ جہانگیر نے تصرف کے لیے معقول جاگیر عنایت کی تھی اور شاہجہان نے آپ کو مدرسہ اکبر آباد میں مدرس اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے ان کو "ملک العلماء" کے خطاب سے بھی نوازا تھا۔ انہیں کے مشورہ سے شاہجہان نے غیر شرعی رسوم کو ترک کیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق ۱۰۲۳ھ میں آپ مجدد الف ثانی سے بیعت ہوئے تھے۔ علامہ سیالکوٹی ۱۰۶۷ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کا مزار سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا تھا جسے سکھ گردی کے زمانہ میں نقصان پہنچا تھا۔ علامہ سیالکوٹی کے نامور فرزند کا اسم گرامی عبداللہؒ "الحبیب" تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر ان کے علم و فضل کا بڑا قدردان تھا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے علامہ سیالکوٹی کو "آفتاب پنجاب" کے خطاب سے نوازا تھا۔ علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے متعلق رقم طراز ہیں:

"علامۂ زمان افتخار زمانیان است، الحق در جمیع فنون درسی مثل او از زمین ہند برنہ خاست"

عراق، شام اور ترکی کی متعدد درسگاہوں میں علامہ سیالکوٹی کی تصنیفات داخل نصاب تھیں۔ حضرت غوث پاک کی تصنیف "غنیۃ الطالبین" کا فارسی ترجمہ سب سے پہلے علامہ سیالکوٹی نے کیا۔ ۱۰۵۲ھ میں علامہ سیالکوٹی نے ایک عظیم الشان مدرسہ اور مسجد بھی تعمیر کی تھی۔

تصنیفات تعبیر قرآن، اصول فقہ، کلام، منطق، نحو اور معانی کے مضامین پر علامہ سیالکوٹی نے کم و بیش ۲۲ کتابیں تصنیف کی تھیں۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی ص ۱۳۸، ۱۴۳)

اسمائے گرامی	اسمائے گرامی	اسمائے گرامی
انور شاہ کشمیری	انور شاہ کشمیری	انور شاہ کشمیری
معظم خاں	شیخ معظم	معظم شاہ
عبدالکبیر	شاہ عبدالکبیر	عبدالکبیر
عبدالخالق	شاہ عبدالخالق	عبدالخالق
پیر اکبر	شاہ محمد اکبر	پیر اکبر
پیر حیدر	شاہ محمد عارف	پیر حیدر
عارف باللہ	شاہ حیدر	عارف باللہ
بابا علی	شاہ علی	بابا علی
شیخ عبداللہ	شیخ عبداللہ	شیخ عبداللہ
شیخ مسعود سروری	شیخ مسعودی سروری	شیخ مسعودی سروری
شاہ جنید	یکے	شاہ جنید
میمن قاسم شاہ	از اولاد سرمد	میمن شاہ قاسم
ہرمان شاہ	کرمانیؒ	عبدالرشید
ہرمز		عبدالرحمٰن
نوشیرواں عادل		تقی اللہ
		عبدالسلام
		مجیدالدین
		عبدالرب
		عبدالوہاب
		نبی اللہ
		نجم الانصاری
		حارث
		رومی

انور شاہ کاشمیری

انور شاہ کشمیری کی ولادت وادیٔ لولاب میں موضع دوران تحصیل و تھانہ ڈنگہ ضلع بارہ مولا کشمیر میں ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۵ء مطابق ۱۲۹۲ھ کو ہوئی۔ بابا شیخ مسعود سروری انور شاہ کشمیری کے مورث اعلیٰ تھے۔ سات سال کی عمر میں فارسی کی بہت سی کتابیں پڑھ ڈالیں مولانا غلام محمد رسوخی پورہ سے عربی پڑھی۔ صرف دو سالوں میں صرف و نحو سے فارغ ہو گئے۔ ۱۳۰۵ھ میں اپنا وطن چھوڑا۔ ضلع ہزارہ سرحد میں مزید تعلیم حاصل کی۔ وہاں دیوبند کی شہرت سنی تو دیوبند پہنچ کر علم کی پیاس بجھائی اور اپنے وقت کے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صحیح جانشین بنے۔ ۲ صفر ۱۳۵۲ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ ۱۳۳۶ھ کے اواخر میں آپ کی شادی سادات گنگوہ میں ہوئی تھی جن سے تین فرزند اور دو دختر تولد ہوئیں۔

دو فرزندوں کے نام یہ ہیں:-

(۱) تعیر شاہ کشمیری

(۲) انظر شاہ کشمیری

سلہ عرب النسل مسلمان ص ۲۴۷

باب ۳۳

مشاہیر و صوفیاء بنگال و بہار

شیخ جلال سلہٹیؒ [1]

شیخ جلال کے والد محترم کا اسم گرامی شیخ محمد ابراہیم تھا۔ آپ کی والدہ سادات بخاری سے تعلق رکھتی تھیں اور مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری مدفون اوچ شریف کی صاحبزادی تھیں۔ اسی سلسلے سے سید احمد کبیر سہروردیؒ شیخ جلال کے ماموں تھے۔ سید احمد کبیر سہروردیؒ اپنے والد سے بیعت تھے۔ شیخ سید جلال الدین حیدر سرخ بخاریؒ کے چار فرزند تھے (۱) سید علی (۲) سید جعفر (۳) سید محمد خوش (۴) سید احمد کبیر سہروردیؒ۔ شیخ جلال سلہٹی مجرد کہلاتے تھے وہ ترکستان کے قصبہ کونیہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی وفات ۲۰ ذی قعدہ ۷۱۳ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۳۱۴ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار سلہٹ میں مرجع خلائق ہے۔

مولانا شرف الدین توامہؒ [2]

مولانا شرف الدین توامہؒ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے خسر و مرشد تھے۔ مولانا شرف الدین توامہؒ ۶۵۸ھ مطابق ۱۲۶۰ء میں دہلی میں قیام پذیر تھے۔ ابو توامہؒ کی وفات ۷۰۰ھ مطابق ۱۳۰۰ء میں ہوئی آپ سنار گاؤں بنگال میں مدفون ہیں۔ آپ کی دختر نیک اختر بی بی بہو بادام سے حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کا عقد ہوا تھا۔ جن کی صاحبزادی کا نام بی بی بارکہ تھا جن کا عقد مخدوم سید وحید الدین رضوی شہیدی چلہ کشؒ سے ہوا جن سے ان کی نسل جاری ہوئی۔

حضرت شاہ علی بغدادیؒ [3]

حضرت شاہ علی بغدادیؒ کا شمار بنگال کے قدیم صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ وہ بغداد کے شہزادہ تھے۔ ۴۰ اولیاء کے ساتھ بنگال وارد ہوئے۔ شاہ جلال سلہٹیؒ بھی آپ کے ساتھیوں میں تھے۔ ۶۸۵ھ مطابق ۱۲۷۶ء میں چلہ کھینچ کر دروازہ بند کر لیا۔ ۴۰ دنوں کے بعد دروازہ کھلا تو وصال ہو چکا تھا۔ آپ کا مزار نواح ڈھاکہ میرپور میں مرجع خلائق ہے۔ مزار کی تعمیر ۸۸۵ھ میں ہوئی۔

---

[1] تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۴۶ [2] تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۴۵

[3] تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۲۱

شیخ علاء الدین علاء الحق بن اسعد لاہوریؒ [1]

صحیح النسب ہاشمی تھے۔ سلسلۂ نسب خالدین ولید سے ملتا ہے۔

الحی سراج کے خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات ۷۸۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار پنڈوہ (بنگال) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے (۱) شیخ نور قطب عالم (۲) شیخ انور۔ خلفاء میں اشرف جہانگیر مشہور ہوئے۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے نانا کا نام خواجہ احمد یسوی تھا۔ آپ کی وفات ۵۶۲ھ میں ہوئی۔

---

[1] تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۶۵

مخدوم شیخ جلال الدین تبریزیؒ

مخدوم شیخ جلال الدین تبریزیؒ ایرانی النسل تھے۔ لقب ابوالقاسم تھا۔ شیخ ابوسعید تبریزی سے بیعت کی۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی بیعت ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شیخ جلال نے اپنے پیر و مرشد کی بڑی خدمت کی۔ مرشد کے حسب ہدایت شیخ زکریا ملتانی اور جلال الدین تبریزی ہندوستان روانہ ہوئے۔ شیخ بہاء الدین زکریاؒ ملتان آ گئے اور جلال تبریزی دہلی آ کر حضرت بختیار کاکیؒ سے ملے۔ دہلی میں شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بدایوں چلے آئے۔ کچھ دنوں کے بعد عازم بنگال ہوئے۔ پنڈوہ میں رشد و ہدایت کا بازار گرم کیا۔ ۶۴۲ھ مطابق ۱۲۴۴ء میں وفات پائی۔ بعض نے سن وفات ۶۲۲ھ/۱۲۲۵ء لکھا ہے۔

حسین احمد منعمیؒ ابوالعلائی نے شیخ جلال تبریزی کے مزار پر حاضری دی تھی وہ آنکھوں دیکھا حال اس طرح بتاتے ہیں کہ وہ پہلے تانڈا پور جا کر پنڈوہ میں شہباز بھاگلپوری کے مزار پر حاضر ہوئے۔ ان کے بارے میں ایک کہاوت بہت مشہور ہے۔ ؎

چڑھے گھوڑا اڑائے باز ۔ پھر شہباز کا شہباز

کیٹہار سے اودینہ پہنچے۔ اودینہ سے بیل گاڑی پر پنڈوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پنڈوہ مالدہ کے شمال مشرق میں ۷ میل کے فاصلہ پر ایک ویران شہر گور (لکھنوتی) سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حاجی الیاس شمس الدین شاہ نے ۱۳۵۳ء میں گور کے بجائے پنڈوہ کو پایۂ تخت بنایا۔ ۱۴۵۲ء میں گور پھر بنگال کا دارالحکومت بنا۔ اس وقت وہاں صرف مسجد اودینہ باقی رہ گئی ہے۔ سکندر شاہ نے ۱۳۶۹ء میں اس کی بنیاد رکھی تھی۔ گور کی طرح آج پنڈوہ بھی ویران ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لکھنوتی شہر ۱۴ کوس میں آباد تھا۔ ۱۱۹۸ء میں قطب الدین ایبک کے ایک جنرل بختیار خلجی نے اسے فتح کیا اور لکھنوتی کو صدر مقام بنایا۔ یہ ۲۰۰ برس تک بنگال کا صدر مقام رہا۔ مخدوم جلال

۱؎ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۱۳ ۲؎ تذکرہ جلال الدین تبریزی از حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی صفحہ ۲ تا ۳۴۔

تبریزی کا چلہ بائیس ہزاری درگاہ کہلاتا ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ بیگھہ زمین وقف تھی۔ آپ کا مزار گرگابائی آسام اور بہار کی سرحد کے نزدیک داس نوبڑا کی پہاڑی پر واقع ہے جس کو کوچک یا ادچک بھی کہتے ہیں۔ ایک غار کے اندر مزار ہے۔ قبر کا نشان موجود ہے۔ چاروں طرف پتھر سے نشان ڈالا گیا ہے اب وہاں ایک سادھو رہتا ہے۔ وہاں پانچ قبریں بنی ہوئی ہیں۔ ان کے مرید حاجی ابراہیم کا مزار پہاڑ کے اوپر ہے جس کا نام "سیجو باری" ہے یہ مقام گرگابائی سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مزار پختہ ہے۔ دور دور سے لوگ زیارت کو آتے ہیں۔ سید محمود متولی درگاہ کا شجرہ یہ ہے سید محمود بن سید یونس بن سراج بن کریم احمد بن کفیل بن سید علاء الدین اول درگاہ بائیس ہزاری۔

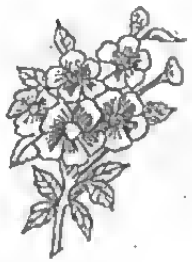

ملک یونس بار ایٹ لاء

صوبہ بہار کو ملک یونس[1] بیرسٹر کی جامع و ہمہ گیر شخصیت پر ہمیشہ ناز رہے گا۔ وہ ایک بڑے قانون داں ہی نہیں بلکہ ممتاز سیاسی لیڈر اور صحافی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۴ء میں موضع سلیم پور پہلاواں میں ہوئی جو شہر پٹنہ سے جنوب مغرب کی طرف ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد علی حسن مختار تھے اور بھائی ملک یوسف بیرسٹر تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ میں ہوئی۔ پٹنہ کالیجیٹ اسکول سے میٹرک پاس کیا۔ سرزا پور یوپی کے ملک عبدالجبار کی دختر سے ۱۹۰۲ء میں عقد ہوا۔ ۱۹۰۳ء میں قانون کی اعلیٰ ڈگری کے لیے عازم لندن ہوئے۔

بیرسٹری کی تعلیم مکمل کر کے ۱۹۰۶ء میں ہندوستان واپس آئے۔ کلکتہ ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ بعدازاں پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کر کے اتنی شہرت حاصل کرلی کہ ہندوستان کے صف اوّل کے قانون داں شمار ہونے لگے۔ جب آسودگی حاصل ہوئی تو سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کیا۔ صوبہ بہار کی بنگال سے علیحدگی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا جس کے سرخیل سر علی امام تھے۔

بہار ینگ مین ایسوسی ایشن کے بارہ سال تک سکریٹری رہے۔ آپ بہار اسٹوڈنٹ یونین کے صدر بھی منتخب ہوئے۔ صوبہ بہار کی علیحدگی سے بنگال مسلم اکثریتی صوبہ بن کر ابھرا جو آخر کار آزاد بنگلہ دیش پر منتج ہوا۔ بلاشبہ بنگالی مسلمانوں کو یہ رتبہ سر علی امام اور بیرسٹر یونس ملک کی کاوشوں کی مرہون منت ہے۔ آپ تین بار پٹنہ میونسپلٹی کے کونسلر منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۶ء میں کانگریس کے سالانہ جلسہ لاہور میں بہار کی نمائندگی کی۔ بعدازاں کانگریس سے گاندھی کے عدم تعاون کی تحریک سے اختلاف کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کی۔ ۱۹۱۷ء میں اپریل کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ کئی بار بہار وزلیسہ کونسل کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں انہوں نے انڈیپنڈنٹ پارٹی بنائی اور ۴۰ نشستیں حاصل کیں۔ اس طرح آپ صوبہ بہار کے پہلے وزیراعظم مقرر ہوئے۔ واضح رہے کہ اس زمانہ میں صوبائی وزیراعلیٰ کو وزیراعظم

[1] مجلۃ الملک ۱۹۹۰ء صفحہ ۳۹ تا ۵۱ وزیراعلیٰ ملک عبدالحسن بدء الخود سوسائٹی، کراچی

ہی کہتے تھے۔ آپ نے اپنے عہدِ حکومت میں چند نمایاں کارنامے انجام دیے مثلاً (۱) صوبہ بہار میں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا جو آج تک قائم ہے جبکہ یوپی میں اردو سرکاری زبان نہیں ہے (۲) آپ نے مسلمانوں کے لیے ایک مرکزی امارت شرعیہ کا سرکاری ادارہ قائم کیا کہ مسلمانوں کے شرعی مسائل مثلاً نکاح طلاق اور وراثت کے متعلق فیصلے کیے جائیں جس کا مرکز آج بھی پھلواری شریف میں ہے جن کے فیصلوں کو حکومت تسلیم کرتی ہے۔ (۳) کاشتکاروں کو حق ملکیت عطا کیا گیا (۴) پٹنہ ہائی کورٹ اور بہار کونسل کی خوبصورت عمارت بنوائی۔ آپ نے پٹنہ ٹائمس کے نام سے اپنا اخبار بھی نکالا جو بہاری مسلمانوں کا انگریزی زبان میں واحد اخبار تھا۔ ۱۹۳۳ء میں حج کی سعادت حاصل کی اور بیرونِ ممالک کا دورہ کیا۔ آپ نے بہار میں پرائیویٹ ریلوے کا نظام چلایا جو ہند میں پہلی مثال تھی لیکن حکومت نے اس پر قبضہ کرلیا۔ عقدہ حل ہی رہا تھا کہ ملک یونس ۱۹۵۲ء میں ۱۲ مئی کو لندن راہی ملک عدم ہوئے وہ بروک روڈ قبرستان لندن میں مدفون ہیں۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بلاشبہ ہم نے اُتارا اس (قرآن) کو شبِ قدر میں (القرآن)

حسین شہید سہروردیؒ

حسین شہید سہروردی ۸ ستمبر ۱۸۹۲ء کو بنگال کے قصبہ میمنا پور میں پیدا ہوئے۔ حسین شہید کے پردادا کابل میں تھے اور ان کے دادا برصغیر کے نامور ترین افراد میں تھے۔ ان کے نانا عبید اللہ العبدی عربی، فارسی کے زبردست عالم تھے۔ بہار العلوم ان کا لقب تھا۔ حسین شہید سہروردی کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سر زاہد حسین سہروردی تھا جو اپنے زمانے کے مایۂ ناز بیرسٹر تھے۔ وہ کلکتہ یونی ورسٹی میں ایک لیکچرار کے ڈین بھی رہے۔ اور کلکتہ ہائی کورٹ کے جج بھی رہے۔ حسین شہید سہروردی کی والدہ محترمہ بیگم فخرالنساء بانو سہروردی اردو اور فارسی زبانوں کی زبردست عالمہ تھیں۔ وہ پہلی مسلمان خاتون تھیں جنہوں نے سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کیا تھا۔ کلکتہ یونی ورسٹی میں ایم اے فارسی کی ممتحنہ مقرر کی گئیں۔

تصنیفات

(۱) آئینۂ عبرت
(۲) کوکب دری

ان کی دونوں تصنیفات کی بڑی شہرت ہوئی اور برصغیر ہند میں دور دور تک دھوم مچ گئی اور ان کی دونوں کتابیں عوام میں بہت مقبول ہوئیں۔

حسین شہید سہروردی کے ماموں عبداللہ المامون سہروردی بنگال کے زبردست سیاستدان تھے۔ اس لیے یہ بھی سیاست میں ابھرے اور نام پیدا کیا۔

---

۱ ماہنامہ رسالہ "الامیر" کراچی دسمبر ۱۹۸۹ء

خان بہادر حاجی چوہدری محمد بخش ایم ایل سی رئیس کیٹھار پوریہ، بہار

آپ ان خوش قسمت لوگوں میں ہیں جنہیں قدرت نے دولت، عزت اور شہرت کے ساتھ ساتھ مذہبی لگاؤ، قومی حمیت، دین و دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور کیا ہے۔ آپ حکومت کے وفادار رہنے کے ساتھ ساتھ ملک و قوم کے بھی خواہ تھے۔ حکومت نے ان کو خان بہادر کا خطاب دیا تھا۔ آپ نے حج کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔ آپ نے اپنے صاحبزادوں کی تربیت اس طرح کی کہ وہ ان کے سچے جانشین ثابت ہو سکیں۔ آپ کے منجھلے صاحبزادے مسٹر جمیل الرحمٰن انگلینڈ سے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر کے وطن واپس آئے تو وہ اپنے والد کی تمام خصوصیات سے متصف تھے۔ آپ کا اخلاق کریمانہ تھا۔ جو ایک بار مل لیتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ نے سینکڑوں یتیموں، بیواؤں اور نادار طلبہ کی اعانت کی اور بیسیوں تعلیم گاہیں قائم کیں۔ اس کے باوجود لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کی آمدنی کا کاروبار اور اسٹیٹ آپ کے ہاتھ میں رہا۔ آپ ہر غریب اور امیر کے ساتھ اسی انکساری و بے نفسی سے ملتے تھے جو آپ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ کاروباری مشغولیتوں کے ساتھ ساتھ تلاوت اور اوراد و وظائف آپ کے معمولات میں داخل ہوتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی اصلاح کی اور شادی بیاہ کے رسم و رواج کے اخراجات کو کم کرنے کی تلقین کی اور اپنی دختر کا نکاح بھی بڑی سادگی سے کیا۔ آپ نے جہیز میں صرف ایک جلد قرآن، ایک جائے نماز اور چند پرائیوری نوٹ اور چند کلمات و نصائح لکھ کر اپنی لختِ جگر کے حوالہ کیا جس سے ان کی روشن خیالی کا اندازہ ہوتا ہے۔

(ماہنامہ رسالہ ندیم گیا، بہار جون ۱۹۳۷ء صفحہ ۷ تا ۹)

باب ۲۴ چند علماء اہلِ سنت

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ

پیر سید جماعت علی شاہ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید کریم شاہ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب میں ہوئی۔ آپ نجیب الطرفین سید اور سادات شیراز کے حضرت سید محمد ماسوں (قطب شیرازی) کی اولاد میں تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے حافظ شہاب الدین کشمیری سے قرآن حفظ کیا اور مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے کسبِ علم کیا۔ کانپور میں مولانا سید محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلماء سے بھی استفادہ کیا۔ مولانا احمد حسن کانپوری سے بھی درس لیا۔ مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی سے بھی فیضیاب ہوئے۔ حدیث کی سند مولانا عبدالحق مہاجر مکیؒ اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے حاصل کی۔ سلاسلِ نقشبندیہ میں خواجہ غیر محمد بابا جی (چورہ شریف) کے مرید ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ آپ نے ہند میں نجدی تحریک کے خلاف تبلیغی مراکز قائم کیے۔ مسجد شہید گنج کی تحریک میں آپ کو امیرِ ملت کا خطاب ملا۔ برصغیر میں آپ کے لاکھوں مریدان ہیں۔ آپ نے تحریکِ پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۱۲ء میں سلطان عبدالحمید ترکی کی اپیل پر حجاز ریلوے فنڈ میں چھ لاکھ روپے جمع کروائے۔ علیگڑھ کالج فنڈ میں بھی آپ نے لاکھوں روپے دلوائے۔ علامہ اقبال آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ایک دفعہ انجمن حمایت الاسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی صدارت کر رہے تھے کہ علامہ اقبال مولانا کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا اقبال جس کے قدموں میں ہوا اسے اوپر کیا چاہیئے۔ آپ کو کم از کم ۵۰ بار حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے لاہور میں ۱۹۱۰ء میں انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد رکھی۔ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں آپ بہ حیثیت سرپرست شریک ہوئے۔ اہلِ عرب آپ کو "ابوالعرب" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۲ اگست ۱۹۳۷ء میں ہوا۔ آپ کا مزار علی پور سیداں میں مرجع خلائق ہے ہر سال عرس پر ہزاروں عقیدتمند شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

تصنیفات (۱) فرد حق شیخ (۲) یارانِ طریقت (۳) اطاعتِ مرشد (۴) مرید صادق۔ اسکے علاوہ فضیلتِ تہجد پر ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ ایک رسالہ فضائل مدینہ طیبہ پر لکھا۔ آپ شاعری بھی فرماتے تھے۔

۱؎ تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت صفحہ ۱۲۰

مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوریؒ

مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری برصغیر ہند کے ممتاز محدث تھے۔ مسلکِ اہلِ سنت کے فروغ کے لیے آپ نے پنجاب میں بڑا کام کیا۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید نجف علی تھا۔ مولانا سید دیدار علی محلہ نواب پورہ ریاست الور میں ۱۲۷۶ھ میں تولد ہوئے۔

آپ کے اجداد مشہد سے اودھ کے خطہ جگراؤں آئے پھر الور منتقل ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولانا سید نثار علی الوری سے حاصل کی پھر دہلی پہنچے۔ شاہ کرامت اللہ دہلوی سے درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ اصولِ فقہ و معقولات کی تعلیم مولانا سید ارشاد حسین رامپوری سے حاصل کی آخر میں مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی خدمت میں پہنچے جہاں مولانا وصی احمد محدث سورتی اور پیر سید علی شاہ گولڑوی تلامذہ میں شامل تھے۔ مولانا احمد محدث سورتی اور مولانا دیدار علی شاہ کو حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ پنجاب میں سنیت کی نشاۃ الثانیہ کا سہرا سید دیدار علی محدث الوری کے سر بندھتا ہے۔ آپ نے ۱۳۴۲ھ میں دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد ڈالی اور تادم آخر اسی مدرسہ میں علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کے صاحبزادہ علامہ ابوالحسنات لاہوری اور مولانا ابوالبرکات نے ۲۲ رجب ۱۳۷۵ھ کو آپ کے وصال کے بعد علمی خدمت کا بیڑہ اٹھایا اور آج بھی یہ دارالعلوم علامہ سید محمود احمد رضوی کی سرپرستی میں مسلکِ اہلِ سنت کے فروغ میں شب و روز مصروف ہے۔

اعلیٰحضرت پیر سیّد مہر علی شاہؒ (گولڑا شریف)

پیر صاحب کی ولادت یکم رمضان ۱۲۷۵ھ کو ہوئی۔

آپ کا شجرۂ نسب ۲۵ واسطوں سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک اور ۳۶ واسطوں سے شیخ عبدالقادر جیلانی کے ذریعہ امام حسنؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ علم و تقویٰ کی بنا پر برصغیر ہند میں مجدد ولی سمجھے جاتے ہیں۔ علوم قرآن اور اوصافِ طریقت میں مشہور ہیں۔ ۱۲۹۵ھ میں جب محدث سورتی سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث سے سند لینے پہنچے تو پیر سیّد مہر علی شاہ بھی ان کے درسِ حدیث میں شامل تھے۔ دونوں اصحاب علم و فضل نے مسلک اہلِ سُنت کی ترویج و اشاعت اور تحفظ ختمِ نبوت کے لیے کوشاں رہے۔ آپنے ۸۱ سال کی عمر میں ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے وفات پائی۔

تصانیف

(۱) تحقیق الحق فی کلمۃ الحق
(۲) شمس الہدایہ فی اثباتِ حیاتِ المسیح
(۳) سیف چشتیائی
(۴) اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اُھِلَّ بہٖ لغیر اللہ
(۵) الفتوحاتِ الصمدیہ
(۶) تصفیہ مابین سُنی و شیعہ

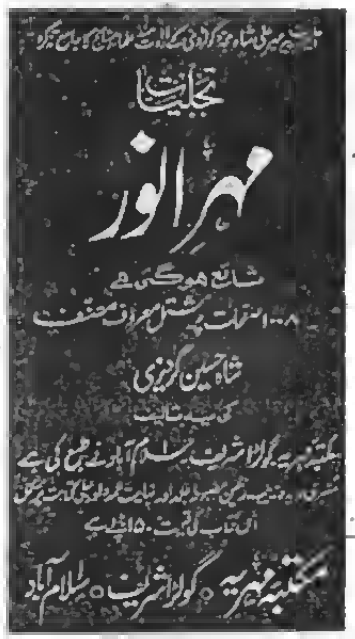

۱؎ محدث سورتی صفحہ ۲۶۲
۲؎ محدث سورتی صفحہ ۲۶۱

پروفیسر سلیمان اشرف بہاریؒ

پروفیسر مولانا سلیمان اشرف بہاری محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل تھے۔ علوم دینی و دنیوی پر گہری نگاہ کے سبب علی گڈھ مسلم یونی ورسٹی سے بحیثیت پروفیسر وابستہ رہے۔ مولانا سید سلیمان اشرف ۱۸۷۸ء میں موضع میر داد ضلع گیا صوبہ بہار میں تولد ہوئے۔ وہ بہار کے ممتاز سید گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سید محمد عبداللہ سے حاصل کی جو جامع صفات بزرگ تھے۔ مولانا محمد احسن انتھانوی سے بھی درس لیا۔

مولانا ہدایت اللہ جونپوری سے منطق اور فلسفہ کا درس لیا۔ بعد ازاں پہلی بیعت اکبر محدث سورتی سے کسب علم کیا۔ ان کے پاس ایک سال قیام کیا۔ اسی دوران برجھوات کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کی خدمت میں بریلی جاتے رہے۔ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔ مولانا کو اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عشق تھا۔ اپنے استاد کے مدرسہ سے جونپور میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۰۰ء میں علیگڈھ کالج کے شعبۂ دینیات سے بحیثیت استاد وابستہ رہے علی گڈھ یونی ورسٹی میں بعد نمازِ عصر درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا جس میں متعلمین اور اساتذہ سب شریک ہوئے۔ مولانا کی علی گڈھ یونی ورسٹی سے وابستگی اس وقت گویا کرامات تھی۔ مولانا نے اس دور کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا۔ ۱۹۲۰ء میں بریلی کے مقام پر ابوالکلام آزاد سے ترک موالات اور ذبیحہ گاؤ پر پابندی کے متعلق مناظرہ میں مولانا کو فاریابی شکست سے ہمکنار کیا۔ مولانا کثیر التصانیف عالم دین تھے۔ مشہور کتابیں یہ ہیں۔ المبین، النور، امیر خسرو کی مثنوی ہشت بہشت پر طویل مقدمہ آپ کے تلامذہ میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری، پروفیسر رشید احمد صدیقی وغیرہ مشہور ہیں۔ مولانا کا وصال ۲۵ اپریل ۱۹۳۱ء کو ہوا۔ آپ علی گڈھ میں مدفون ہوئے۔

مولانا ظفر الدین بہاریؒ مولانا ظفر الدین بہاری ولد عبدالرزاق ۱۴ محرم ۱۳۰۱ھ کو موضع میجرہ عظیم آباد بہار میں تولد ہوئے۔ ۱۳۲۰ھ میں مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں داخلہ لیا اور محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل ہوئے۔ ۱۳۲۱ھ میں مولانا شاہ احمد حسن سے منطق پڑھی۔ مولانا عبیداللہ الہ آبادی اور مولانا عبدالرزاق۔

۱؎ محدث سورتی صفحہ ۲۷۰ ۲؎ محدث سورتی صفحہ ۲۷۵

کانپوری سے کسب علم کیا۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی سے بھی اکتساب فیض کیا۔ آپ کو فاضل بریلوی سے ارادت و خلافت حاصل تھی۔ مولانا مایۂ ناز مدرس اور مصنف تھے ۷۹ سال کی عمر میں ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو وفات پائی۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ جبکہ اردو کے ممتاز ادیب محقق اور علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے سابق صدر عربی مختار الدین آرزو آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔

تصانیف : (۱) جامع الرضوی شرح صحیح بخاری چھ جلد

(۲) حیاتِ اعلیٰ حضرت ۴ جلد

(۳) ترجمہ حسان الہند

(۴) اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا مجموعہ

(۵) تنویر الراج فی ذکر المعراج وغیرہ

مولانا کی کل تصنیفات کی تعداد پندرہ ہے۔

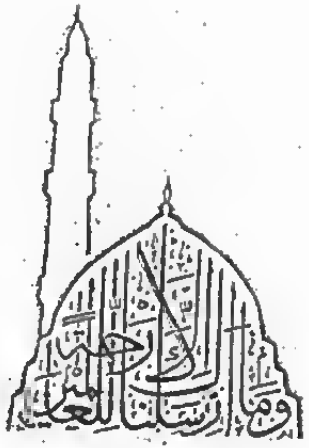

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ

آپ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں مرادآباد میں تولد ہوئے۔ آپ کے مورث اعلیٰ عہد عالمگیری میں مشہد سے ہند وارد ہوئے تھے۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد آپ نے علم دین کی تمام مروجہ کتابیں پڑھیں اور دورۂ حدیث کی تکمیل مولانا محمد گل سے کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے تبلیغ دین کا کام شروع کیا۔ مناظرہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ نے آریہ سماج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ قائم کیا بلکہ ہندوستان میں مدارس کا جال پھیلا دیا۔ آپ نے "السواد الاعظم" ماہنامہ بھی جاری کیا اور متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں تفسیر قرآن خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آپ نے سب سے پہلے ۱۹۲۰ء میں ہندوستان میں دو قومی نظریہ پیش کیا جس کے پیش نظر ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال نے صدارتی خطبہ میں اس کا برملا اظہار کیا۔ ۱۹۳۸ء میں پٹنہ کے اجلاس میں تاج العلماء نے بھی اس حقیقت کا واشگاف الفاظ میں ذکر کیا۔ تقسیم ہند کا یہ تصور مولانا نے ۱۹۲۱ء میں اپنے مقالہ میں دوبارہ پیش کیا آخر کار ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے لاہور کے سالانہ اجلاس میں قرارداد پاکستان منظور کرلی۔ آپ نے ۱۹۲۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کی۔ جس میں برصغیر کے تمام جید علماء نے شرکت کی۔ آپ کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل علماء مشہور و معروف ہیں۔ (۱) مفتی احمد یار خاں (۲) پیر کرم شاہ الازہری (۳) مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری (۴) مفتی محمد عمر نعیمی (۵) سید احمد ابو البرکات (۶) مولانا یونس نعیمی (۷) مولانا حبیب اللہ محدث (۸) مفتی محمد حسین نعیمی (۹) علامہ شاہ احمد نورانی۔

آپ کے تلامذہ نے پاکستان میں بھی مدارس کا جال بچھا دیا جن میں جامعہ نعیمیہ لاہور اور دار العلوم نعیمیہ کراچی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ ۱۳۶۷ھ میں اس دور کے عظیم ترین فاضل نے وفات پائی۔

(مقالاتِ سیدی از مولانا غلام رسول سعیدی ص ۶۶۹)

علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفیؒ

مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی بن سید دیدار علی شاہ بن سید نجف علی ۱۹۱۰ء میں الور میں تولد ہوئے۔ آپ کا نسبی تعلق سادات رضوی سے ہے۔ آپ کے آبا و اجداد مشہد سے ہند تشریف لائے۔ آپ کے استادوں میں علامہ ظہور اللہ ملتانی بھی ہیں۔ دیگر اسلامی علوم و فنون کی تعلیم آپ نے علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی سے حاصل کی۔ ۱۹۱۸ء میں آپ نے مدرسہ مرادآباد سے سند حاصل کی۔ ۱۹۱۹ء میں حضرت اعلیٰ مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے آپ کو خلافت و اجازت ملی۔ ۱۹۳۵ء میں والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ نے دارالعلوم حزب الاحناف کا انتظام سنبھالا۔

تصنیفات | مناظرہ ثلوث۔ فتح المبین۔ منیار التبادین۔ دروس المتعلمین۔ مناظرہ ترن تارن۔ واہیوں کی کہانی۔ آپ کا وصال ۲۰ شوال ۱۳۹۲ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۷۲ء کو ہوا۔

تذکرہ علامہ سید احمد کاظمیؒ | آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا۔ آپ امروہہ (مرادآباد) میں ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں تولد ہوئے۔ آپ کا نسب حضرت امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے۔ اس لئے آپ سادات اہل بیت میں سے ہیں۔ آپ نے مدرسہ بحر العلوم شاہجہانپور میں تعلیم حاصل کی اور اپنے بڑے بھائی سید محمد خلیل کاظمی سے بھی درس لیا۔ دستار بندی کے وقت حضرت شاہ حسین اشرفی کچھوچھوی، صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی مرجود تھے۔ شاہ اشرف حسین اشرفی نے آپ کے سر پر دستار باندھی۔ آپ قیام پاکستان کے بعد ملتان میں مستقل قیام پذیر ہوئے اور درس قرآن دیا۔ آپ پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا تھا جس میں آپ شدید مجروح ہو گئے تھے۔ آپ نے ملتان شہر میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں ایک عظیم الشان مدرسہ میں تبدیل ہو گیا۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی کے دست حق پر بیعت کی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۰ سے زیادہ ہیں۔

۱؎ تعارف اہل سنت صفحہ ۲۱ ۲؎ تعارف اہل سنت صفحہ ۲۶

مولانا مفتی سید محمد افضل حسینؒ آرہ، بہار

علامہ مفتی سید محمد افضل کا نسب نامہ

"سید محمد افضل حسین بن میر سید علی حسن بن امیر سید جعفر علی بن میر سید خیرات علی بن میر سید منصور علی"

سید محمد افضل حسین ہندوستان کے مرضع نوا ضلع آرہ صوبہ بہار میں ۱۴ رمضان ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۱۸ء کو تولد ہوئے۔ آپ حسینی سادات کے چشم و چراغ ہیں۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل

آپ نے درس نظامی مدرسہ فیض الانوار آرہ صوبہ بہار، شمس العلوم بدایون، اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں لیا۔

اساتذۂ اکرام

مولانا محمد اسمٰعیل کردی، مولانا محمد ابراہیم آروی، مفتی محمد ابراہیم جونپوری، مولانا مفتی ابرار حسین صدیقی فتحپوری، مولانا احسان علی مظفر پوری، شیخ المحدثین علامہ مولانا مفتی نور الحسین رامپوری اور شمس العلماء علامہ ظہور حسین رامپوری رضی اللہ عنہم۔

شعبان ۱۳۵۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۰ء میں جامعہ منظر اسلام بریلی سے سند فضیلت حاصل کی ۱۹۴۲ء میں الہ آباد بورڈ سے مولوی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔

تدریس

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں منصب افتاء پر فائز رہے۔ شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی رہے۔ بعد ازاں جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد سے شیخ الحدیث اور مفتی کی حیثیت سے منسلک رہے۔

بیعت و خلافت

۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کے دست پر سلاسل قادریہ میں بیعت ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں جمیع سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت ملی۔

۱۹۶۲ء میں سید صاحب نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ آپ ۲۳ کتابوں کے مصنف ہیں۔

۱؎ تعارف علمائے اہل سنت صفحہ ۵۵

چند مشہور تلامذہ

نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا ریحان رضا خان بریلی، نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا اختر رضا خان بریلی
مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم خوشتر (برطانیہ) مولانا مفتی محمد حسین سابق ایم پی اے، سکھر (سندھ) مولانا
جلال الدین نوری (بغداد شریف) مولانا محمود احمد رضوی مدرس دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

اولاد

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ سید شکیل رضا، سید تحمیل رضا اور سید محمد احمد اور دو صاحبزادیاں۔

حضرت سید شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی پیشین گوئیاں

سید نعمت اللہ مشہد ایرانی اور درویش تھے۔ وہ ہرات کے رہنے والے تھے۔ ان کے آبا و اجداد سلطان محمد غوری کے دور میں ہندوستان وارد ہوئے اور ہانسی میں سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے دادا سید شرف نے مغل بادشاہ ہمایوں کے عہد میں منصب قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے والد سید عطاء اللہ ان کے عہد طفلی ہی میں قضا کر گئے اس لیے ان کے دوست راجو خاں نے شاہ صاحب کی پرورش کی۔ تیرہ برس کی عمر میں تمام فنون سپہ گری میں طاق ہو گئے۔ شاہ نعمت اللہ عہد شاہجہانی میں دنات پا گئے۔ خان خاناں شاہجہاں لودی اور مہابت خان کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔

ایک زمانہ تھا کہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے کشف و کرامات کا بڑا شہرہ تھا۔ احمد شاہ بہمنی نے شہرت سن کر ان کی خدمت میں ان کے مرید شیخ حبیب اللہ جنیدی کو میر شمس الدین قمی کے ہمراہ وکیل بنا کر روانہ کیا اور ان کے ذریعے سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شاہ صاحب نے اپنے مرید ملا قطب الدین کرمانی کو اپنے مکتوب کے ساتھ احمد شاہ کے پاس بھیجا جس میں احمد شاہ کو "اعظم السلطان شہاب الدین احمد شاہ ولی" مخاطب کیا۔ اس وقت سے احمد شاہ نے اپنے نام کے ساتھ ولی کا اضافہ کیا پھر خواجہ جمال الدین سنانی اور مولانا سیف اللہ حسن آبادی کو شاہ صاحب کے پاس بھیج کر درخواست کی کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو دکن روانہ فرمائیں اور عوام کو روحانی فیض بخشیں لیکن شاہ صاحب نے اپنے اکلوتے فرزند شاہ خلیل اللہ کی جدائی گوارا نہ کی بلکہ اپنے پوتے شاہ نور اللہ کو روانہ کر دیا۔ چنانچہ جب وہ احمد آباد بیدر کے قریب پہنچے تو احمد شاہ نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور جس جگہ ملاقات ہوئی تھی وہاں مسجد تعمیر کر کے اس جگہ کا نام نعمت آباد رکھا جو اب بھی قائم ہے۔ شاہ نور اللہ کو "ملک المشائخ" کا خطاب دے کر اپنی لڑکی ان سے بیاہ دی اور انہیں حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ اور ان کی اولاد پر فوقیت دی۔ جب شاہ نعمت اللہ کا وصال ہو گیا تو ان کے بیٹے شاہ خلیل اللہ بھی اپنے دو فرزندوں شاہ حبیب اللہ اور شاہ محب اللہ کے ساتھ بیدر پہنچے۔ شاہ حبیب اور شاہ محب بھی احمد شاہ

(دکن اور ایران سلطنت بہمنیہ ص ۱۲۷، ۱۲۸ از ڈاکٹر معین الدین عقیل)

ولی اور اس کے بیٹے شہزادہ علاءالدین بہمنی کی لڑکیوں سے بیاہے گئے۔ شاہ خلیل کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ وہ اپنے وطن واپس چلے گئے دوسری یہ کہ وہ دکن ہی میں فوت ہو گئے۔ آخری روایت درست ہے ان کا انتقال ۱۳۶۶ء میں ہوا ان کے مقبرہ پر مغیث شیرازی نے خطاطی کی تھی اس کے قریب ہی "تخت کرمانی" ایک دلکش عمارت تعمیر ہوئی۔ علاءالدین بہمنی کے دور میں جب شاہ حبیب کا انتقال ہوا تو ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سجادہ ہوئے جنہیں سلطان علاءالدین بہمنی کے بیٹے سلطان ہمایوں نے مخالفت کی بنا پر قید میں ڈال دیا لیکن وہ قید سے فرار ہو گئے۔ اور آخر کار قتل ہوئے۔ احمد شاہ ولی نے زر کثیر صرف کر کے شاہ نعمت اللہ ولی کا شاندار مقبرہ تیار کرایا تھا۔

شاہ نعمت اللہ نے پیشین گوئی کے طور پر فارسی میں دو ہزار اشعار لکھے جو حرف بحرف پورے ہوئے۔ عہدِ برطانیہ کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ نصاریٰ کی حکومت سو برس سے تجاوز نہ کرے گی، جس سے گھبرا کر لارڈ کرزن نے ان کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی لگا دی تھی جنگِ عظیم کے آغاز پر پھر اس کی اشاعت ممنوع ہوئی لیکن اس کے باوجود شاہ صاحب کے الہامی اشعار مسلمانوں کے دلوں میں محفوظ رہے۔ ذیل میں ان کے چند اشعار ترجمہ کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) پارینہ قصہ شویم از تازہ ہند گویم انتاد قرن دویم انتاد از زمانہ

پرانے قصے کو چھوڑ کر ہندوستان کے پیش آنے والے واقعات بیان کرتا ہوں۔

(۲) صاحب قرآن ثانی نیز آل گورگانی شاہی کند ما شاہی چوں ظالمانہ

صاحب قرآن ثانی اور شاہانِ گورگانی کی بادشاہت ظالمانہ ہو گی۔

(۳) عیش و نشاط اکثر گردد جگہ بمناظر گم می کند یکسر آں طرز ترکیانہ

وہ عیش و نشاط کی محفل برپا کریں گے اور ترکیانہ طرز عمل چھوڑ دیں گے

(۴) رفتہ حکومت از ایشاں آید بغیر ہماں اغیار سکہ رانند از مشرب حاکمانہ

ان سے حکومت چلی جائے گی اور انگریزوں کے ہاتھوں میں آ جائے گی۔

(۵) بعد آں شود چو جنگے با در میان جاپاں جاپان فتح یابد بر مکب روسیانہ

اس کے بعد روس و جاپان کے درمیان جنگ ہو گی جس میں جاپان فتحیاب ہو گا۔

(۶) سر حد جدا نمایند از جنگ باز آیند صلح کنند اما صلح منافقانہ

دونوں لڑائی ختم کر کے منافقانہ صلح کر لیں گے۔

نوٹ:۔ کوریا پر تسلط قائم کرنے کے لیے جاپان نے روس کے خلاف اعلان جنگ کیا اور روسیوں کو ساحل مکان سے دور بھگا دیا ۱۹۰۵ء میں روسی بحری بیڑے کو گرفتار کر لیا گیا مجبوراً روس نے ۱۹۰۵ء میں جاپان سے صلح کر کے اپنی سرحدیں جدا کر لیں۔

(۷) طاعون و قحط بکبا گردد بہ ہند پیدا پس مردماں بمیرد ہر جا ازاں بہانہ

ہندمیں طاعون پھوٹ پڑے گا اور قحط سے مسلمان اکثر اجل بن جائیں گے۔

(۸) یک زلزلہ کہ آید چو زلزلہ قیامت جاپان تباہ گردد یک نصف تا ثمانہ

ایک قیامت کا زلزلہ آئے گا جس سے جاپان کا چھٹا حصہ تباہ ہو جائے گا۔

نوٹ: ۱۹۲۳ء میں جاپان کے دو شہروں ٹوکیو اور یوکوہاما میں قیامت خیز زلزلہ آیا تھا۔

(۹) تا چار سال جنگ افتد بہ غربی فاتح الف بگردد جیم فاسقانہ

اس کے بعد یورپ میں چار سال تک جنگ عظیم ہو گی جس میں انگلستان و جرمنی پر غلبہ پائے گا۔

(۱۰) جنگ عظیم باشد قتل عظیم ماند یک صد سی یک لک باشد شمار جانہ

اس جنگ عظیم میں قتل عظیم ہو گا اور ایک کروڑ ۳۱ لاکھ جانیں تلف ہوں گی۔

نوٹ: پہلی جنگ عظیم ۱۴۔ اگست ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی اور ۱۱۔ نومبر ۱۹۱۸ء کو ۱۱ بج کر ۱ منٹ پر یعنی چار سال بعد بند ہوئی۔ برطانیہ کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق اس جنگ میں ایک کروڑ ۳۱ لاکھ سے زیادہ جانی نقصان ہوا۔

(۱۱) اظہار صلح باشد چو صلح پیش بندی بالمستقل نہ باشد ایں صلح در میانہ

بظاہر صلح ہو گی مگر یہ صلح پائدار نہ ہو گی بلکہ دوسری جنگ عظیم ہو گی (جو ہو گئی)

(۱۲) ظاہر خموش لیکن پنہاں کنند ساماں جیم الف مکرر دود مبارزانہ

دونوں بظاہر خاموش ہوں گے مگر در پردہ دوسری جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے اور انگلستان اور جرمنی کے درمیان لڑائیاں ہوں گی۔

(۱۳) وقتیکہ جنگ جاپان باچین افتاد باشد نصرانیاں بہ پیکار آیند باہمانہ

جب چین جاپان سے لڑ رہا ہوگا اس وقت نصرانی بھی آپس میں برسرپیکار ہو جائیں گے۔

(۱۴) پس سال بست و یکم آغاز جنگ دویم مہلک ترین اوّل باشد بہ جا رجانہ

پہلی جنگ عظیم کے اکیس سال بعد دوسری جنگ عظیم شروع ہوگی جو پہلی سے زیادہ مہلک ہوگی۔

نوٹ: دوسری جنگ عظیم ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو شروع ہوئی اور ۹ مئی ۱۹۴۵ء کو ختم ہوئی۔

(۱۵) امداد ہندیاں ہم از ہند دادہ باشد ولے علم ازایں کہ باشد آں حمایتانہ

ہندی جنگ میں انگلستان کی مدد کرے گا مگر اس بات سے دنیا کو علم ہوگا کہ اس کی یہ مدد بے سود ہوگی۔

(۱۶) اکتاب برق پیدا اسلاح حشر بپا سازندہ اہل حرفہ مشہور آں زمانہ

اس زمانہ کے مشہور اہل حرفہ حشر برپا کرنے والے اسلحے اور آلات برق پیدا ایجاد کریں گے۔

(۱۷) باشی اگر بہ مشرق شنوی کلام مغرب آید سرود فیلی بر طرز عرشیانہ

اگر تم مشرق میں ہوگے تو ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ذریعے مغرب کے فیلی نغمے و سرود سنو گے۔

(۱۸) دو الف و دس ہم چین مانند شہد شیریں ہر الف و جیم اولیٰ ہم الف ثانیانہ

امریکہ و انگلستان اور روس و چین باہم شیر و شکر ہوں گے۔ اٹلی اور جرمنی۔

(۱۹) با بری تیغ مانند کرہ غضب درانند تا آنکہ فتح یابد باز کینہ وہیانہ

جاپان پر مل کر بھی کی تلوار چلائیں گے یہاں تک کہ دھوکے سے فتح پائیں گے۔

(۲۰) ایں حزوہ تا بہ شش سال ماند بہر پیدا پس مردماں بہ بیند از جاز ایں بہانہ

یہ جنگ پورے چھ سال تک روئے زمین پر لڑی جائے گی اور انسانوں کے لیے رسوا کا بانہ بن جائیگی۔

(۲۱) نصرانیاں کہ باشند ہندوستان سپارند تخم بدی بہ کار انداز خبث جاودانہ

نصرانی ہندوستان چھوڑ جائیں گے لیکن بدی کے بیج بو جائیں گے۔

(۲۲) تقسیم ہند ہر دو دو حصص ہر پیدا آشوب و رنج پیدا از مکر و از بہانہ

ہند کی تقسیم دو حصوں میں ہو جائے گی اور ہر دو حصے مزید دو حصوں میں بٹ جائیں گے اور مختلف بہانوں سے ان کے درمیان شکر رنجی پیدا ہوگی۔

(۲۳) بے تاج بادشاہاں شاہی کنند ناداں اجرا کنند فرماں فی الجملہ ہمہ سالہ

بے تاج بادشاہ حکمرانی کریں گے اور مہمل احکام جاری کریں گے۔

(۲۴) از رشوت و تساہل دانستہ از تغافل تاویل یاب باشد از احکام خرد و

رشوت، تساہل اور دانستہ تغافل سے شاہی احکام معرض تاخیر میں پڑ جائیں گے۔

(۲۵) عالم ز علم نالاں دانا ز فہم گریاں ناداں بر تن عریاں معروف و الہانہ

عالم علم سے بیزار ہو جائیں گے اور دانا اپنی عقل کا ماتم کریں گے۔ نادان عریاں تن میں مصروف رقص ہوں گے۔

(۲۶) از امت محمد سرزند شرور بے حد افعال مجرمانہ اعمال عاصیانہ

امت مسلمہ سے اعمال قبیحہ سرزد ہوں گے۔

(۲۷) شفقت بہ مردہری تعلیم در دلیری تبدیل گشتہ باشد از فتنہ زمانہ

شفقت مردہری اور تعلیم زمانہ کے فتنہ کے سبب بے لوثی میں بدل جائے گی۔

(۲۸) عفت رود سراسر حرمت رود سراسر عصمت رود برابر از جبر مخویانہ

عصمت و حرمت رخصت ہو جائے گی۔

(۲۹) بے مہرگی سراید بے پروگی در آید عفت فروش باطن معصوم ظاہرانہ

بے پروگی اور بے رہنگی کا دور دورہ ہوگا۔ ظاہر میں معصوم ہوں گے باطن میں عفت فروش ہوں گے۔

(۳۰) دختر فروش باشند عصمت فروش باشند مردان سفلہ طینت با وضع زاہدانہ

سفلہ طینت مرد زاہدانہ لباس میں عصمت فروش ہوں گے۔

(۳۱) شوق نماز روزہ حج و زکوٰۃ و فطرہ کم گردد و برآید یکبار خاطرانہ

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور فطرہ کا شوق بالکل کم ہو جائے گا بلکہ یا رخاطر ہوگا۔

(۳۲) خون جگر نوشیم با تو گرم للہ دگر گردان ایں طرز راہبانہ

خون جگر پی کر اور رنجیدہ ہو کر تم سے کہتا ہوں کہ عیسائی طرز بالکل چھوڑ دو۔

(۳۳) قہر عظیم آید بہر سزا کہ شاید اجراز خدا بسیار دیک حکم قاطعانہ

سزا کے واسطے ایک قہر عظیم آئے گا اور خدا کی طرف سے حکم قاطعانہ صادر ہوگا۔

(۴۴) مسلم شوند کشتہ افغاں شود حیران از دست نیزہ بندان یک قوم ہندوانہ
ہندوؤں کی ایک نیزہ بند قوم کے ہاتھوں مسلم مارے جائیں گے۔

(۴۵) ارزاں شود برابر جاداد و جان مسلم خوں می شود دمادم چوں بحر بیکرانہ
مسلمانوں کی جان و مال ارزاں ہوگا اور ان کا خون ندی کی طرح بہے گا۔

(۴۶) برعکس ایں برآید در شہر مسلماناں قبضہ کنند مسلم بر ملک فاصبانہ
اس کے برعکس مسلمانوں کے شہر پر بھی ہندوؤں کا قبضہ ہو جائے گا۔

(۴۷) از قلب پنج آبی خارج شوند ناری قبضہ کنند ہندو بر شہر جابرانہ
پنجاب سے ناری خارج ہو جائیں گے اور ان کی جائداد پر مسلمان قابض ہوں گے۔

(۴۸) شہر عظیم باشد اعظم ترین مقتل صد کربلا چو کربی باشد نجا بہ خانہ
سب سے بڑا اسلامی شہر مقتل بنے گا اور ہر گھر میں کربلا بپا ہوگا۔

(۴۹) رہبر ز مسلماناں در پردہ یار انساں امداد دادہ باشد از عہد خاجرانہ
مسلمانوں کے رہبر در پردہ دشمنوں کے دوست ہوں گے اور چھپ کر کافروں کی مدد کریں گے۔

(۵۰) ایں قصہ بین الیدین ازش دون شرطین سازد ہنود بدرا مستوب فی زمانہ
یہ قصہ دو عیدوں کے درمیان ہوگا اور ساری دنیا ہندوؤں کی مذمت کرے گی۔

(۵۱) ماہ محرم آید یا تیغ یا مسلماں ساز ند مسلم آں دم اقدام جارحانہ
محرم میں مسلمانوں کے پاس طاقت آجائے گی اور مسلمان جارحانہ اقدام کریں گے۔

(۵۲) بعد آں شود چو شورش در ملک ہند پیدا عثماں نمایدا علم یک عزم فاتحانہ
اس کے بعد ہندوستان میں شورش برپا ہوگی اس وقت عثمان جہاد کا اعلان کرے گا۔

(۵۳) نیز ہم حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ گیرد نصرت اللہ شمشیر از میانہ
اللہ کی طرف سے حبیب اللہ صاحب قرآن اپنی تلوار نیام سے نکال کر بلند کرے گا۔

(۵۴) از نارایان سرحد لرزد زیں بر خود ہر حصار مقصد آئندہ والہانہ
سرحد کے بہادر غازیوں کے خوف سے سر قلم لرزے گی جو اپنے عزائم میں پکے ہوں گے۔

(۵۵) غلبہ کنند ہمچو مور و ملخ شبا شب سقا کہ قوم افغاں باشند فاتحانہ
یہ چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح رقبوں رات غلبہ کریں گے اور حق تو یہ ہے کہ افغان قوم فتحیاب ہوگی۔

(۵۶) یکجا شوند افغاں ہم دکنیاں و ایراں فتح کنند اینہاں کل ہند غازیانہ
افغانی، دکنی اور ایرانی مل کر تو ہم ہندوستان کو فتح کر لیں گے۔

(۵۷) کشتہ شدند جملہ بخواہ دین والیاں خالق نماید اکرم از لطف خاقانہ
دشمنان دین مارے جائیں گے اور دین اسلام کا غلبہ ہوگا۔

(۵۸) از گل شش جہت فے بقال کینہ پرور مسلم شود بنا طرا ز لطف آں یگانہ
گاندھی کینہ پرور نیا مسلمان ہو جائے گا جس کا نام گ سے شروع ہوگا اور چھ حرفوں پر مشتمل ہوگا۔

(۵۹) خوش می شود مسلماں از لطف و فضل یزداں کل ہند پاک باشد از رسم ہندوانہ
خدا کے فضل سے مسلمان قوم خوش ہو جائے گی اور ہندوستان ہندو رسم و رواج سے پاک ہو جائے گا۔

(۶۰) چوں ہند ہم بہ مغرب قسمت خراب گردد تجدید اب گردد جنگ سہ تو بانہ
ہند کی طرح یورپ کی قسمت خراب ہوگی اور تیسری عالمی جنگ چھڑ جائے گی۔

(۶۱) آں دو الف کہ گفتم ایک الف گردد ماحل سازد باید بر الف مقرنانہ
اس بے لگام گھوڑے کی طرح ہوگا اور روس انگلستان پر حملہ کر دے گا۔

(۶۲) ہیم شکست خوردہ با ابر آید آلات نار آرد مہلک جہانہ
جرمنی روس کے ساتھ مل کر آتشیں اسلحہ تیار کرے گا۔

(۶۳) کا ہد الف جہاں گر نقطہ رو نماید الا کہ نام و یادش باشد مرد فانہ
انگلستان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

(۶۴) تعزیر غیب یابد مجرم خطاب گردد ویگر نہ سر فراز شد بر طرز راہبانہ
اسے غیب سے سزا ملے گی وہ مجرم قرار پائے گا بلکہ سر نہ اٹھا سکے گا۔

(۶۵) دنیا خراب کردہ باشد بے ایماناں گیرند منزل آخر فی النار روز خانہ
بے ایمان ساری دنیا کو تباہ کریں گے اور خود بھی جہنم کے نذر ہو جائیں گے۔

نوٹ: انہی اشعار کی بنیاد پر لارڈ کرزن نے ان کی طباعت ممنوع قرار دی تھی۔

باب ۳۵

منظوم شجرے

شجرہ زیدی الواسطی از حضرت علیؓ تا سید ابوالفرح واسطی

علامہ سید اجلیل بگرامی کا منظوم شجرہ جو ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔

ہائیم نخل سبز ریاض پیمبری — دارد بہار سایہ گستری
نخلیکہ اصل ثابت او شد انبیاست — فرش گذشت از سر ایوان چرخ چنبری
آن شاخ نہال کہ بتول است دخترش — زینت فزائے حجلۂ پاکیزہ گوہری
آن دخترے کہ بود بعلی او علی رحم — ہمراز و ہمدم رسول ساقی مہبائے کوثری
فرزند دوست خاص آل عباحسین رح — فرمود در محیط شہادت شناوری
سجاد آں کہ آدم آل حسین بود — از رنج نصیب دشمن او کرد ابتری
زید شہید مصحف اسرار اہل بیت — پیداست از مناقب او شان حیدری
عیسیٰ کہ شد بروتم الاشبال مشہر — کردے ز نکاہ شیر ز روئے دلاوری
سید محمد آنکہ جہاں راز خلق او — چیدہ ز دماغ نسیم معطری
سید علی کہ بود عالم پناہ او — کیوان شمردہ است بعنوان تنبری
سید حسین شمسۂ ایوان مکرمت — روح القدس کند بسد دانش کبوتری
سید علی عراقی کز فیض مقدمش — خاک عراق یافتہ از عرش برتری
سید حسن کہ افسر اوج سیادت است — کسب سعادت از فلکش کرد مشتری
سید علی کہ دشمن خورشید بخت را — سازد کباب آتش خورشید محشری
شادابی بہار گلستان خلق زید — میکرد در تحفظ دلہا صنوبری
سید عمر کہ سرور عالی مقام بود — در بزم ہمیشہ ملک گرم مجمری
زید سوم کہ خسرو اقلیم فقر بود — کردے ز روئے آئینۂ دل سکندری
یحییٰ کہ در ریاض صفات کمال او — یک شہر چشم حیراں کرد مہری
سید حسین منتخب دودۂ شرف — بالید چراغ انجمن افروز مہتری
داؤد آں کہ دشمن فولاد جسم را! — چوں موم نرم ساخت ادہم دلاوری
والا گہر ابوالفرج واسطی کہ شست — از آب ذوالفقار بے نقش کافری

شجرہ زیدی واسطی از حضرت علیؓ تا سید ابوالفرح واسطی

نسب نامۂ منظوم بطور قصیدہ از سید سرفراز علی خاں شاکر

ہیں ہول نہاں سبز ریاض پیمبری — میری بہار ہے ثمر سایہ گستری
وہ نخل جس کی اصل ہیں بحر و کبریا — شاخیں بلند جس کی ہیں تا چرخ چنبری
دختر ہیں ان کی فاطمہ زہرا زمیں زمیں — رونق فزائے حجلۂ پاکیزہ گوہری
شوہر ہیں ان کے حیدر صفدر جنود شکن — نفس رسول ساقی مہبائے کوثری
فرزند ان کے خاص آل عباحسین رح — دریائے خوں میں کی ہے جنہوں نے شناوری
سجاد وہ کہ آدم آل حسین تھے — تھی جن کے دشمنوں کے مقدر میں ابتری
زید الشہید مصحف اسرار اہل بیت — جن شان میں صاف عیاں شان حیدری
عیسیٰ شہیر و توم الاشبال دہر میں — شیروں کو مارتے تھے زہ روئے دلاوری
سید محمد اپنے فضائل میں ایک تھے — تھا جن کے خون پاک میں خون پیمبری
سید علی جو حاتم دوراں سخا میں تھے — کرتے تھے جن کے در پہ سدا شاہ تنبری
سید حسین شمسۂ ایوان مکرمت — مرتبہ جن کے کرتے ہیں قدسی مجاوری
سید علی عراقی جو شہرہ عام تھے — ہوتے تھے جن کے ہاتھ سے کام فغفوری
سید حسن جو ادج سیادت کے مہر تھے — کرتے تھے جن سے ضیا ماہ و مشتری
سید علی کہ دشمن خورشید بخت کو — کھلاتے تھے غضا میں اپنی بہادری
شادابی بہار گلستان خلق زید — دیتے تھے روز شاہ و گدا در پہ چاکری
سید عمر کہ سرور عالی مقام تھے — ذات مقدس ان کی گواہی تھی بری
زید سوم جو شاہ تھے اقلیم فقر کے — کرتے تھے جن کے در پہ ملک کے چاکری
عالی جناب سید یحییٰ وہ ذی شکم — کس کا جگر کہ ان سے کرے لاف ہمسری
سید حسین منتخب روزگار تھے — جو توڑ دیں ارادوں سے سد سکندری
داؤد وہ کہ دشمن فولاد جسم بھی — ہوتا تھا موم دیکھ کے ان کی دلاوری
سید ابوالفرح کہ جو ہندوستان میں آئے — کھنچے ہوئے علی کی طرح تیغ حیدری

منظوم شجرہ طریقت اشرفیہ[1]

بذاتِ وصفات باسمائے خویش — باحمد علی و حسن نیک کیش
بوالمحمد فضیل اذ ہمہ مجمع ماہ — خدیجہ نبیرہ و حماد شاہ
باسحاق و احمد محمد لطیف — بیوسف بجود و دو حاجی شریف
بعثمان، متین، بقطب و فرید — نظام و سراج و علاء و وحید
باشرف برزاق و شاہ حسین — بجعفر بہاجی و محمود زین
براجو باحمد بفتح و مراد — بشاہِ نہاد یک گوہر نژاد
بشاہِ توکل علی پُر راز — بداؤد شاہ بشاہِ نیاز
الٰہی بآں ہادیٔ خافقین — کہ اسمش بود شاہ اشرف حسین
باحمد ابوشاہِ نعیم یک ظن — بشانوح فیضی و شمس الحسن
خدایا بکُن — لطفِ خشم بہشت
بدم یا کہ نیکم — بہ پیرانِ چشت

---

[1] لطائفِ اشرفی صفحہ ۴۰۹
[2] برادر خورد مصنف
ملاحظہ ہو شجرہ صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸

حواشی:

شجرہ طریقت
شمشاد علی
سید مختار علی
ابراحمد شاہ
شاہ اخترحسین

جناب شمشاد علی اسنبھلی صاحب راقم کے استاد ہیں۔ یہ رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول، ڈھاکہ میں زیریں دسویں جماعتوں کو حساب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ بی ایس سی علیگ ہیں اور سلاسلِ اشرفیہ کے مرید ہیں اور بابرکت بزرگ ہیں۔ اس وقت ان کا فیضِ عام جاری ہے۔

منظوم نسبنامہ از سید نجم الحسن نجم (مصنف)

بطرز قصیدہ علامہ سید عبدالجلیل زیدی ابوالعلائی بلگرامی

سید ابوالعباس کہ ہنگامِ کارزار — انجام دیا کرتے تھے کارِ نمایاں
سید علی مسعود تھے دنیا میں بے نظیر — ہر جنگ میں عیاں تھی ایک شانِ حیدری
سید علی دلیر تھے اور "باگڑ" تھا لقب — ہر جہاد میں دکھا گئے ہیں دلاوری
سید محمد خاص کر دھرمسول کی جان تھے — راس آئی تھی جن کو شہادت شہادری
سید صدایہ زید تھے شمشیر آبدار — آتی تھی جن کے نام سے دشمن کو تھرتھری
ابوالفتح ابراہیم تھے دنیا میں نامور — فتح کا نشان تھے گویا مظفری
تھے عزالدین سید سیادت میں نامور — ہندو سے مٹا دیا تھا نقشِ کافری
اسکو میں محوِ خواب ہیں سید بدرالدین زید — مرقد پہ جن کے کرتے ہیں ملانگ مجاوری
سید احمد جائسی اکبر بہار میں — تسخیر کی بہار کی مثلِ مظفری
سانحہ کے سیدوں کے برہان نام تھے — مشہور تھے دیار میں اولادِ حیدری
سید شاہ جلال تھے قدس مآب تھے — رعب و جلال میں تھے وہ شیرِ مندری
سید شہاب الدین تھے مانندِ ذوالفقار — "نو پشت سے تھا پیشہ آبا سپہ گری"
بدر نازدنم میں تھے پلے شاہ کی طرح — جب سے کھلی تھی آنکھ دیکھی تو نگری
سید جلال اسم تھا واقعی جلیل تھے — منیر تھے کہ ماہ تھے کہ مہرِ خاوری
سید کمال شاہ تھے دنیا میں باکمال — ابنِ علیؓ تھے آخر تھے اولادِ حیدری
سید قمر کی ضو سے عالم تھا ضوفشاں — جسکی ضیاء سے کسب کیا ماہ و مشتری
سید نصر کو دین کی نصرت جو مل گئی — جاں کی نہیں فکر تھی بود یں کی برتری
سید فخر تھے منکسر بالکل نیاز تھے — تھی موم سی نرمی میں بھی شانِ برتری
سید امیر سانحہ کے سالارِ قافلہ — تھے اسم با مسمّٰی تقدس مسافری

سپاہیانہ باکپن تھی جاں سپردی
پھلواری کی جنگ کی شہادت شناوری

سید علی کو باپ کے مرنے کا غم نہ تھا
گئی اکبر علی کے ساتھ ہی گھر کی تونگری

سید امان علی اب تو غربت میں جا پڑے
افلاس ڈیرہ ڈالے تھی جو جبہ کتری

سید قدرت علی کو لیکن قدرت پہ ناز تھا
چاہتے تھے اک دن مل جائے سرخروی

نوازش علی تھے علم و حراحت میں نامور
مست بے خان میں مگر کی نہ چاکری

خواجہ علی کے گرچہ بازو میں لنگ تھا
ہر جا رہا مشہور تھی ان کی بہادری

سید رحمن بخش رہا سے قناعت پسند رہے
ہے ان کی نسل آج بھی ایک ہری بھری

بدرالحسن سید کلکتہ پولیس میں تھے
بارعب تھے کہ ڈرتا تھا مینا پشاوری

نجم تو پھر نجم ہے چمکے گا ہر طرف
یہ شاعری نہیں ہے یہ ہے سخن وری

---

۱ موضع اسمٹوالہ آباد کے نزدیک واقع ہے۔
۲ حضرت غالب کی روح سے معذرت کے ساتھ۔
۳ ۱۷۳۱ء میں پھلواری کی جنگ میں میر اکبر علی نے ۳۰۰ سید سپاہیوں کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔
۴ مینا پشاور کلکتہ کا مشہور پٹھان مسلمان تھا۔

منظوم فارسی نسبنامہ محمد جمیل انصاری ایوبی حنفی مجددی سیوانی

مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

نوشتہ نسب نامۂ عہد قدیم — محمد جمیل بن عبد الرحیم
شنو جزا امجد اسید علی — ضیاء عرف جھاؤ میاں چودھری
رفیع و ابو الفتح و ہم غوث داں — رحیم و کریم اللہ شیخ زماں
بہ عبد اللہ ابن عبید اللہ اد — و پسرش عبد حق عبد رحمٰن فنو
پس آں عبد قادر و اکبر فرید — ہم آں ہاشم و خواجہ سعد سعید
بہ میر اشہ نجم دین بلند — بہ عبد المجید ابن شمس ارجمند
عبد الملک ابن خواجہ شرف — وہاب احمد و حامد با شرف
ابو الفضل ہاشم بزرگ است یاں — ہم او ابن شیخ اسمٰعیل داں
پس ایں ہمہ خواجہ عبد اللہ نام — محدث مفسر و صوفی امام
آں عبد اللہ کہ شیخ اسلامی است — ز اولاد ایوب انصاری است
نسب نامہ او شہیر است داں — برو تذکرہ شیخ ذہبی بخواں۔
آں عبد اللہ ابن محمد شنو — علی و محمد و احمد بگو
علی جعفر و شیخ منصور داں — ہست ابن ایوب آخر بخواں

خدایا بآبائے انصاریم
ز رنج و محن تو نگہداریم (از جمیل انصاری مدارس)

---

۱ کلیات نعت از شاہ نعمت اللہ صدیقی صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۲
تذکرۃ النجباء صفحہ ۱۲ و البسطامی رسالتی تذکرۃ النبی

حواشی: ۱۔ شیخ امیر علی متوفی ۱۳۲۳ھ
۲۔ خواجہ عبد اللہ انصاری ایوبی حنبلی ہروی (متوفی ۴۸۱ھ)
مصنف منازل السائرین والکلام

باب ۳۶

"شعراء ترہت"

شعراء لکھمینیہ

بسمل لکھمینیوی[1]

شاہ افضال الرحمٰن نام تھا اور بسمل تخلص۔ شاہ محمد عثمان کے فرزند تھے۔ مولد و مسکن موضع (سلطانپور) لکھمینیہ تھا۔ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پندرہ سال کی عمر میں ضلع اسکول مونگیر سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۲۵ء میں ڈی بی کالج مونگیر سے آئی اے کیا اور ۱۹۲۷ء میں پٹنہ کالج سے بی اے کی ڈگری لی۔ ۱۹۲۸ء میں موصوف ایم اے اور قانون کے طالب علم تھے مگر مکمل نہ کر سکے اسی سال رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوگئے۔ ۱۹۳۰ء میں ہائی اسکول فاربس گنج میں تین سال تک مدرس رہے۔ پروفیسر شاہ کلیم الرحمٰن ان کے عزیز تھے وہ ان کو کلکتہ لے گئے جہاں وہ سیٹی کالجیٹ اسکول میں مدرس ہوگئے۔ ۱۹۳۶ء میں واپس گھر لوٹ آئے۔ دو برس کے بعد آپ جبوئی ہائی اسکول میں مدرس رہے اور چھ سال تک وہاں درس و تدریس میں منہمک رہنے کے بعد مقامی ایس اے ایس ہائی اسکول چھوٹی بلیا میں تاحیات درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء میں آپ کا انتقال ہوا جس وقت بسمل شاعر کی حیثیت سے روشناس ہو رہے تھے اس وقت اختر شیرانی کی شہرت بام عروج پر تھی۔ بسمل ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ بسمل کی اہلیہ رقیہ خاتون موضع امرتھ کی رہنے والی تھیں وہ بھی ایک اچھی شاعرہ تھیں اور متعنی ان کا تخلص تھا۔ نمونے کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

مزا لگتی بتا صیاد تو ہی تجھ کو دل زم تھا — مجھے گلشن میں گل کے سامنے بے بال و پر کرنا
تماشا گاہ عالم میں چلے تو آئے ہو بسمل — تماشا گاہ عالم میں تماشا مختصر کرنا!

بدر لکھمینیوی[2]

عبدالاسلام نام تھا اور بدر تخلص۔ مولوی عبدالنجیب کے صاحبزادے تھے۔ مولد و مسکن موضع لکھمینیہ، بگوسرائے مونگیر تھا۔ سال ولادت ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء ہے۔ ابتدائی تعلیم

[1] بزم شمال صفحہ ۲۳۹ [2] بزم شمال صفحہ ۲۰۱

گھر پر ہوئی ۱۹۲۵ء میں میٹرک کیا۔ ۱۹۲۷ء میں آئی اے کر کے مظفر پور کالج سے فارسی میں بی اے آنرز کیا۔ بعد ازاں تعلیمی اداروں سے منسلک ہوگئے۔ شاعری میں خلیل بگوسرائی سے اصلاح کی اور دنیائے ادب میں نمایاں ہوگئے۔ مشاعروں میں نیم ترنم سے غزلیں سناتے اور داد تحسین حاصل کرتے تھے۔ ۱۲ رمضان ۱۳۷۵ھ/۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو انتقال ہوا۔ بدر نے دو مجموعے "شاہراہ اضطراب" اور "صبح انقلاب" یادگار چھوڑے۔

نمونہ کا ایک شعر

رہے خوف دوزخ نہ کچھ فکر جنت — ارے ڈال بادہ کہ ہم پی بھی جائیں

مضطر لکھمینیوی[1]

محمد سعید اسیم گرامی تھا اور مضطر تخلص۔ والد ماجد کا نام عبدالوحید تھا۔ موضع لکھمینیہ ضلع مونگیر مولد و مسکن تھا۔ ولادت ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ۱۹۱۳ء میں بھاگلپور ضلع اسکول سے میٹریکولیشن ڈویژن سے کیا۔ ۱۹۱۵ء میں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔ ۱۹۱۸ء میں بی این جے کالج بھاگلپور سے آئی اے پاس کیا۔ کچھ دنوں محکمۂ نمک میں سرکاری ملازمت کی۔ ۱۹۲۷ء میں پٹنہ کالج سے قانون کی ڈگری لی اور بگوسرائے، اور بیرونیہ مونگیر اور سہول کی عدالتوں میں وکالت کرتے رہے۔ ۶۳ سال کی عمر پا کر ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء میں انتقال ہوا مضطر نے شاعری کا شوق وراثت میں پایا تھا۔ خلیل بگوسرائی، حافظ مشکی پوری مہدی شیخپوروی اور سید حسن کی صحبتوں نے مضطر کی شعر گوئی کو بام عروج پر پہنچا دیا۔

ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو

اہل دنیا کو کبھی اس طائر مضطر سے پوچھ — دوست کو دوست سے اس دہر میں بدظن دیکھا

ناشاد لکھمینیوی[2]

ضیاء الرحمٰن نام تھا اور ناشاد تخلص۔ حکیم سید محمد اسحاق کے چھوٹے فرزند تھے۔ ان کے بڑے بھائی حکیم رحمانی دانا پور پٹنہ میں ہمدرد دواخانہ کے بڑے حکیم ہیں۔ آپ کا مولد و مسکن لکھمینیہ تھا۔

[1] بزم شمال صفحہ ۲۶۳ [2] بزم شمال صفحہ ۳۴۸

ولادت ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ متوسطہ ہائی اسکول جھوٹی بلیا کے طالب علم تھے۔ ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء میں انتقال کر گئے۔ آپ علیل بیگ سرائی کے حلقہ تلامذہ میں تھے۔ نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

جرم یاس و الم میں جو سکوں نہ سکا
وہ انتہائے سکوں میں سکوں پا نہ سکا

اگر ہے کچھ ذوقِ خیر خواہی نہ کرنا ناشاد لب کشائی
یہی تو ہے رازِ کبریائی بنا کے تجھ کو مٹا رہے ہیں!

سید محمد نجم الحسن نجم مونگیری

(شجرۂ نسب صفحہ ۱۲۱)

نام سید محمد نجم الحسن ہے اور تخلص نجم۔ والد ماجد کا اسم گرامی سید محمد بدر الحسن تھا۔ آپ پدری اور مادری دونوں نسبتوں سے نجیب الطرفین سادات حسینی واسطی جاجیری ہیں نجم مونگیری کی ولادت ۴ فروری ۱۹۳۲ء کو موضع ساخچہ پرگنہ بلیا ضلع مونگیر میں ہوئی۔ جب عمر چار سال کی ہوئی تو ان کی والدہ ماجدہ ہیضہ میں مبتلا ہو کر مختصر علالت میں قضا کر گئیں۔ اس وقت ان کے چھوٹے بھائی سید محمد شمس الحسن حسینی کی عمر صرف ڈیڑھ سال کی تھی۔ والدہ کی وفات کے بعد نانی محترمہ سیدہ سائرہ خاتون نے دونوں خرد سال نواسوں کی پرورش و پرداخت کی ابتدائی تعلیم گھاؤں کے پرائمری اسکول میں ہوئی جہاں ان کے اساتذہ میں مولوی سید وسیم الدین اور نیرہ لال گروجی قابلِ ذکر ہیں۔

بعد ازاں اپنے نانا جان سید عبد الرحمٰن تیگھروی کی زیر کفالت پورنیہ ضلع اسکول میں تعلیم حاصل کی جو اس زمانہ میں صوبہ بہار کے بہترین اسکولوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ نانا جان کے انتقال کے بعد ۱۹۵۱ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ سے میٹریکولیشن ڈویژن میں پاس کیا جہاں ان کے اساتذۂ کرام میں سید مصباح الہدیٰ رضوی سید حنیف الرحمٰن، وصی کسری، مولانا سید احمد ندوی اور شمشاد احمد بی ایس سی لیگ اور سید حسن رضا زیادہ مشہور تھے۔ انہوں نے انٹر ڈھاکہ گورنمنٹ کالج سے کیا جہاں پروفیسر سید اقبال علیم (مشہور شاعر) اور پروفیسر سعید میزان کے اردو کے استاد تھے۔ گریجویشن کا کورس پرائیویٹ طور پر مکمل کیا۔ ۱۹۵۸ء میں سرکاری ملازمت پر بحال ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں متوطن ڈھاکہ کے بعد کراچی منتقل ہوئے۔ ۱۹۷۸ء میں مقابلہ کا محکمہ جاتی امتحان ایس اے ایس پاس کیا۔ اور ۱۹۷۹ء میں ریلوے اکاؤنٹس اکیڈمی

تاریخ حسن صفحہ ۸۰، ۸۱، ۱۰۰ کسی نامہ مولانگر (قلمی نسخہ) صفحہ ۱۲، ۱۹۰، نسبنامہ دیسنہ صفحہ ۸، ۱۹، ۲۰ تحقیق الاقوام صفحہ ۸۳، ۸۴، ۹۰، تاریخ بارہ گیاں صفحہ ۱۲۵، نشانِ منزل صفحہ ۱۱ تا ۱۳

کورسز سے اعلیٰ ٹریننگ حاصل کی۔ وہ ۱۹۸۵ء میں وفاقی حکومت میں آڈٹ آفیسر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آج کل محکمہ آڈٹ، زکوٰۃ و عشر اسلام آباد سے منسلک ہیں۔

انہوں نے چار زبانوں میں شاعری کی ہے اور شاعری میں عندلیب خاندان سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ ان کی ایک کتاب انگریزی نظموں کا مجموعہ "پوئمز آف پاکستان" ۱۹۸۶ء میں زیر طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔ بقیہ تین کتابیں زیر طبع ہیں:

(۱) اشراف عرب (۲) گل و گلستان (۳) اے گلوزری آف انسیسٹری (گلدستۂ انساب)

نمونہ کلام

(محترم سید عباسی بدایونی کے مجموعہ کلام "آہنگ" پر منظوم تبصرہ)

"آہنگ"

آہنگ جلترنگ ہے اردو کی ایک کتاب — روداد زندگی کی ہے منظوم انتساب
ہر شعر ہر غزل کا دل پہ ہوا ہے نقش — ہر ایک غزل مرصع گویا کھلی کتاب
پیغام آشتی ہے اعجاز عہد نو بھی — وادی کی داستاں ہے کہ قصۂ چناب
موتی پرو گئے ہیں روئے گے ہیں اشک — عکس حیات انساں ہے داخل نصاب

افواہ جگا رہی تھی نجم سحر نقیب
شب کو سحر میں دیکھ اوڑھے ہوئے نقاب

(سید نجم الحسن نجم مونگیری)

****

شعراء بارو

عزیز باروی[1] سید عبدالعزیز نام تھا اور عزیز تخلص۔ سید رحمت علی مختار کے خلف اکبر تھے۔ مولد و مسکن محمد پور (بارو) ضلع مونگیر تھا۔ عزیز کے والد سید رحمت علی محکمۂ ہائی کورٹ میں ممتاز محترم مختار تھے۔ راج بیلی کے بھی مقرر کردہ مختار رہے۔ علاقہ میں ان کی بڑی شہرت تھی۔ اچھی خاصی جائداد کے مالک تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربی و فارسی کی طرف متوجہ ہوئے اور سند حاصل کی۔ مزاج میں سادگی بدرجہ اتم تھی۔ سب جج کے عہدہ پر فائز تھے۔ عزیز کو شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی۔ ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

بعد مرنے کے بھی حاجت ہمہ تن باقی ہے
منت مدفن و احسان کفن باقی ہے

حیرت باروی[2] سید زین الدین نام تھا اور حیرت تخلص۔ سید رحمت علی کے فرزند دلبند تھے۔ مولد و مسکن قصبہ بارو (مونگیر) تھا۔ ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء میں بارو میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہوئی پھر عظیم آباد شہر میں اقامت پذیر ہو کر عربی، فارسی اور اردو میں اچھی دستگاہ حاصل کی۔ خصوصاً علم طب میں کمال حاصل کیا۔ وہ اپنے عہد کے طبیب حاذق تھے۔ یہ آفتاب کی کرنوں کی حدت و حرارت سے بعض دوائیں تیار کرتے تھے اس فن میں بڑا نام پیدا کیا۔ اس کے علاوہ فن موسیقی سے بھی رغبت تھی۔

ساغر باروی[3] سید ارشد حسین نام اور ساغر تخلص تھا۔ قصبہ بارو مولد و مسکن تھا۔ پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کرتے تھے۔ تقریباً ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں انتقال فرمایا۔ علمی صلاحیت بڑی اچھی تھی۔ شاعری کا ذوق بڑا اچھا تھا۔ فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ داغ دہلوی کے ہمعصر تھے۔ اکثر داغ دہلوی کے کلام کی تضمین میں اشعار موزوں کرتے تھے۔ اس طرح داغ کے رنگ میں کافی غزلیں جمع ہو گئیں۔

---

[1] بزم شمال صفحہ ۲۷۲ [2] بزم شمال صفحہ ۲۷۳ [3] بزم شمال صفحہ ۲۹۶ تا ۲۹۷
مسلم شعراء بہار صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۱

داغ دہلوی کا شعر ہے

کوئی نام و نشاں پوچھے تو اے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

تضمین ہے

تخلص میرا ساغر ہے لگے ہیں ہونٹ دلبر کے
ہنسیں وہ داغ ہم جو عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

محمود ہاردوی ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۲۷۷

قمر تیگھروی[1]

سید قمر الہدیٰ نام قمر تخلص تھا۔ سید نثار احمد مختار تیگھروی کے صاحبزادے تھے۔ مولد و مسکن تیگھرہ (مونگیر) تھا۔ اردو فارسی اور عربی میں مہارت تھی۔ ہومیو پیتھ ڈاکٹر تھے اور مستی پور میں مطب کرتے تھے۔ ہومیو ہال شفاخانہ کھول رکھا تھا۔ جہاں مریضوں کا اژدہام ہوتا تھا۔ ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء میں انتقال فرمایا۔ جناب قمر کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ ایک مطبوعہ رسالہ "مشکوٰۃ قرآن" دستیاب ہوا ہے۔ علامہ اقبال کی نظم شکوہ جواب شکوہ کے طرز پر نظم کہی تھی۔

نمونے کے دو اشعار ملاحظہ ہوں ؎

ایک بھی بات نہیں باقی ہے ایمان کی اب — کشمکش میں ہے پڑی جان مسلمان کی اب
علم و ایماں ہوئے رخصت دیکھا فکر نہ غور — لاکھ سمجھانے پہ بھی ان کے نہ بدلے کچھ طور

حافظ مشکی پوری[2]

ابو صالح حافظ محمد عبداللہ نام تھا۔ حافظ تخلص۔ آپ کا مولد و مسکن موضع مشکی پور ضلع گھگرہا ہے۔ ان کے اباؤ اجداد قادرہ آباد کے تھے جو نسباً مشائخ متاقی تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ شعر و سخن سے دلچسپی تھی اور غزلیں اچھی کہہ لیتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی ہجرت کی جہاں ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء میں انتقال فرمایا۔ ان کے فرزند کا اسم گرامی حاجی محمد عباس ہے جو شرف آباد کراچی میں قیام فرماتے تھے۔ دوسرے سید احمد پونیہ سٹی (بہار) میں سکونت پذیر ہیں جن کے فرزند سید امان اللہ نشتر ہیں اور دوسرے ڈاکٹر سید مظلوم اللہ حالی ایم اے پی ایچ ڈی صدر شعبۂ اردو فارسی مگدھ یونیورسٹی۔ پٹنہ ہیں۔

حافظ مشکی پوری کے چند اشعار نمونے کے طور پر ملاحظہ ہوں ؎

شوق اللہ رے اظہار خود آرائی کا — آئینہ رکھتے ہیں وہ پیش تماشائی کا
دست بیکار مگر دل ہے بہ یارانِ حافظ — انجمن میں بھی ہمیں لطف ہے تنہائی کا
بنا ڈالا اسی دنیا کو جنت — جو آئے خلد سے سوئے زمیں ہم

---

[1] بزم شمال صفحہ ۲۴۴ [2] بزم شمال صفحہ ۳۵۷، مسلم شعراء بہار جلد اول صفحہ ۲۲۸
ماہنامہ ندیم گیا، بہار نمبر جنوری ۱۹۳۹ء صفحہ ۲۹۸

خلیل بیگوسرائی [1]

محمد خلیل نام خلیل تخلص۔ مولوی محمد اسحٰق مختار کے صاحبزادہ تھے۔ مولد و مسکن موضع سولکھ تریا ضلع مونگیر تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد کے زیر نگرانی گھر پر ہوئی۔ اردو فارسی اور عربی کی تعلیم اکابر اساتذۂ کرام کی سرپرستی میں حاصل کی۔ بیگوسرائے سے میٹرک پاس کیا پھر پٹنہ کالج میں داخل ہوئے۔ بعدازاں مختار کاری کا امتحان پاس کیا اور بیگوسرائے میں والد کے ہمراہ لازم حیات قانون کی پریکٹس کرنے لگے۔

شعر و سخن کا ذوق بچپن ہی سے تھا۔ بچپن ہی سے اساتذہ کا کلام زبانی یاد تھا۔ میر انیس کا کلام تو فوک زبان پر ہوتا تھا۔ باضابطہ شاعری کی۔ شاعری میں مبارک عظیم آبادی سے اصلاح لی جو بیگوسرائے میں رہائش پذیر تھے۔ پھر عشرت لکھنوی کی طرف رجوع ہوئے اور عرصہ تک ان سے اکتساب فیض کیا۔ ریاض خیرآبادی اور جلیل مانکپوری کے بھی شاگرد رہے۔ دھیرے دھیرے کلام میں پختگی آتی گئی۔ ایک مجموعہ 'گلزار خلیل' ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ آپ ۴۸ سال کی عمر میں ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ خلیل صاحب کا کلام عالمگیر (لاہور) میں بھی طبع ہوتا رہا ہے۔

چند نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں ؎

نظر ساحرانہ ادا آذرانہ — کلیمی رعائت خلیلی فسانہ
وجود و عدم دوسری داستانیں — ازل بھی کہانی ابد بھی فسانہ
پھر زبان خلق پر ہو قصۂ دار و رسن — آئے مرزا تیرے سر سے اضطراب میں آ

خیال مظفرپوری [2]

سید ریاض حسن خاں نام تھا اور اردو میں خیال اور فارسی میں دانش تخلص کرتے تھے۔ سید ریاض حسن حکیم سید محمد ہادی حسن خاں نایاب کے فرزند تھے۔ آپ کے دادا کا نام سید امیر حسن خاں تھا۔ دیوان مولا بخش سی آئی ای (نجم الہند) رئیس رسولپور ضلع مظفرپور آپکے پردادا تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں ہوئی۔

---

[1] بزم شمال صفحہ ۳۹۷، رسالہ ندیم گیا ۱۹۳۷ء صفحہ ۶۹ [2] بزم شمال صفحہ ۲۶۵

حسرت نعمانی [1]

سید عبدالعظیم نعمانی نام تھا اور تخلص حسرت۔ مرحوم سید عبدالغفور کے فرزند تھے۔ موضع جودھر حاجی پور ضلع مظفرپور آپ کا وطن تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں ہوئی۔ ۱۹۲۰ء میں حاجی پور اسکول سے میٹریک پاس کیا۔ ۱۹۲۸ء میں پٹنہ یونیورسٹی سے آئی اے کیا۔ ۱۹۳۱ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے اردو میں بی اے آنرز کیا اور ۱۹۳۳ء میں اردو میں ایم اے کیا اور صوبہ بھر میں اول آئے۔ ۱۹۳۵ء میں فارسی میں ایم اے کیا۔ کچھ دنوں تک مدرسۂ عالیہ کلکتہ میں لکچرار رہے۔ پھر کلکتہ ٹیکنیکل کالج میں عرصہ تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ ۱۹۴۷ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کی اور ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں لکچرر ہو گئے۔ آپ کے اکثر مضامین رسائل و جرائد میں چھپتے تھے۔ حیات نے وفا نہ کی اور آپ ڈھاکہ میں ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء میں ۴۲ سال کی عمر میں قضا کر گئے۔ آپ کو شعر و سخن سے گہری دلچسپی تھی۔ ابتدا میں محمد حسین رمز حاجی پوری سے اصلاح لی بعدازاں علامہ وحشت کلکتوی سے مشورۂ سخن لینے لگے اور یہ سلسلہ تادم حیات قائم رہا۔

نمونۂ کلام

اوج پر ہے ستارۂ اقبال — جب سے حسرت نے رہنمائی کی
اے خوگر سجود سراغ آستاں کا دیکھ — یہ جذبۂ نیاز تیرا رائیگاں نہ ہو
دیکھے قفس میں پھر کوئی خواب گلستاں — جب آنکھ کھلی ہی میں کیفیت گلستاں نہ ہو
کس کس ادا سے اس نے بڑھایا نظر کا ذوق — مطلب یہ تھا کہ کوئی ادا رائیگاں نہ ہو

مظہر کاظمی [2]

سید مظہر حسن نام اور مظہر تخلص تھا۔ آپ کے والد کا نام سید ریاض الحسن تھا اور بڑے بھائی کا نام سید ضیاء الحسن تھا۔ آپ کے خاندان کے لوگ غازی پور میں نوہرہ بارہ اور زنگی پور

---

[1] بزم شمال صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۴ و بنگال میں اردو صفحہ ۱۸۰ [2] بزم شمال صفحہ ۲۶۵ و تاریخ خاندان پیر مڑاوتی نسخہ

خود ٹ: حسرت نعمانی کے چھوٹے برادر سید ایوب نعمانی بی کام مولف کے رفیق کار تھے اور مولف کے ان بڑے دیرینہ تعلقات تھے۔ ان کے ایک صاحبزادے ڈاکٹر ہیں۔

وغیرہ میں آباد تھے۔ غازی پور سید سالار مسعود غازی کے نام پر آباد ہوا تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ غازی پور قاضی ٹولہ سے نقل مکانی کر کے گلزار باغ پٹنہ میں آ بسے۔ امام باندی بیگم نے اپنی تعمیر کردہ مسجد کی امامت تفویض کی۔

امام باندی بیگم کی شادی بانی حسن پورہ (سارن) سید شاہ حسن دانشمند کے خاندان کے ایک بزرگ میر ابو تراب کے معزز و محترم خانوادہ میں ہوئی تھی۔ میر ابو تراب مشہور زمانہ بادشاہ گر سادات بارہہ سید حسین علی خاں اور سید عبداللہ خاں کے بھانجے تھے۔

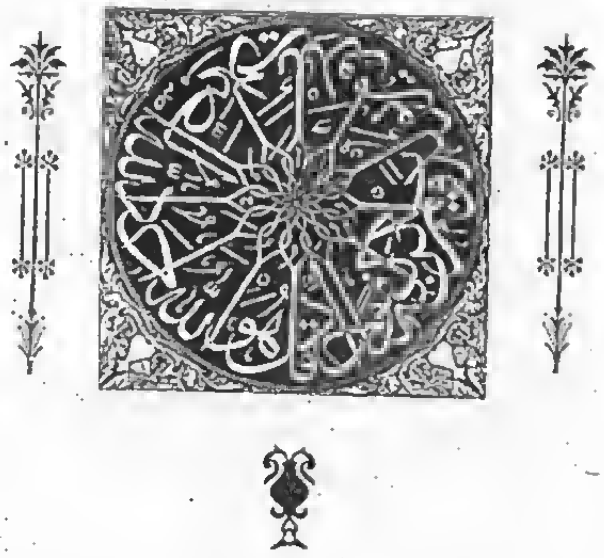

عاجز صدیقی [1] شیخ معین الحق نام اور عاجز تخلص تھا۔ آپ شیخ محمد یٰسین صدیقی کے بڑے فرزند تھے۔ اور ڈاکٹر پروفیسر آغا عمار الدین۔ النور سوسائٹی، کراچی کے دادا حاجی وحید الحق صدیقی کے حقیقی برادر تھے۔ شیخ یٰسین صدیقی کے دادا افتخار الدین حسین خاں تھے جن کے دادا دادو خاں نعیم اللہ خاں رئیس مشتل پور، ہستی پور (دربھنگہ) اس خانوادہ کے مورث اعلیٰ تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ "خان" کا خاندانی خطاب اب متروک ہو چکا ہے۔ موضع مشتل پور (ہستی پور) دربھنگہ آپ کا مولد و مسکن تھا۔ عاجز کی شادی علامہ فضل حق آزاد عظیم آبادی کی دختر سے ہوئی تھی جو لاولد فوت ہوئیں۔ عاجز کا انتقال ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں ہوا۔ عاجز کو شعر و سخن سے خاصی لگن تھا۔

نمونۂ کلام:

جب سلام اس نے سکرا کے لیے — دل بڑھے عرضِ مدعا کے لیے
آسماں نے بھی تاک رکھا ہے — ہم غریبوں ہی کو دغا کے لیے
درد اپنی دوا کرے گا آپ — کون منت کرے شفا کے لیے
خوب جی بھر کے ظلم کر ظالم — وقف ہوں میں تیری جفا کے لیے
اور بھی تو ہیں چاہنے والے — میری تخصیص کیا جفا کے لیے

عاصی چھپروی [2] شاہ محبوب عالم نام تھا اور عاصی تخلص۔ شیخ پیر نظر محمود بن فتح محمد بن عبدالغفور بن مولانا فرید الدین کے فرزند تھے۔ شیخ پیر نظر محمود کی شادی شاہ افضل بن شاہ عبداللہ شہید بن مخدوم حاجی شاہ حکیم حامی مانجھوری کریم چکی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ ماصی دادیہالی نسبت سے امام تاج فقیہ کی اولاد میں اور نانہالی نسبت سے فاروقی ہیں اس لیے کہ اصحاب کریم چک کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقیؓ سے ملتا ہے۔ سلاطین وقت نے قدر شناسی کے طور پر جاگیر میں جو گاؤں عطا کیا تھا۔ اس میں موضع چندن پٹی (ضلع سارن) کا گاؤں بھی تھا۔ دور دراز فاصلہ کے سبب یہ خاندان ہجرت کر کے چندن پٹی میں آ بسا۔ چندن شاہ شہید جنگ بیر اسی گاؤں میں مدفون ہیں۔ عاصی کی ولادت کا سال ۱۱۳۰ھ/۱۷۱۷ء تھا۔ آپ کے ماموں حکیم شاہ نعیم اللہ، سمیع اللہ اور عزت اللہ نے آپ کی تربیت کی۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے۔

---

[1] بزم شمال صفحہ ۲۸۹ و آئینہ ترہت صفحہ ۲۶۴ [2] بزم شمال صفحہ ۴۵

سیّد محمد حسن بخاری بلیاوی

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۴۴)

سید محمد حسن بخاری کے مورثِ اعلیٰ سید شاہ مسیح الدین بخاری کی ولادت ۱۱۱۸ھ میں ہوئی تھی اور وفات ۱۱۹۶ھ میں ہوئی۔ بڑی بلیا ضلع مونگیر میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ وہ اردو و فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ ان کا تخلص حسن بخاری تھا۔ یہ سید علاء الدین عطاری کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے تھے اور سید محمد حسن بخاری ان کی چھٹی پشت میں پیدا ہوئے۔ سید شاہ مسیح الدین بخاری کی فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اور اردو اشعار کا ایک گلدستہ خانقاہ میں اب بھی موجود ہے۔

سید محمد حسن بخاری کو شاعری کا فن وراثت میں عطا ہوا ہے۔ وہ مولف کے ہم سبق رہے ہیں۔ اور ان سے دیرینہ تعلقات رہے ہیں۔

نمونۂ کلام صفحہ ۲۴۴ پر دیکھیں۔

اولاد سید محمد حسن بخاری بلیاوی

۱۔ سید محمد محمود حسن

۲۔ سیدہ پروین حسن

۳۔ سیدہ یاسمین حسن

۴۔ سیدہ نسرین حسن

۵۔ سید محمد مراد حسن

۶۔ سیدہ ثمرین حسن

نوٹ:۔ سید شاہ مسیح الدین حسن بخاری کا نمونۂ کلام، شجرہ و احوال صفحہ ۱۶۹ پر ملاحظہ ہو۔ (مؤلف)

---

۱ بزمِ شمال صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۴

سید محمد حسن بخاری
۱۲/۱ سی۔ ماڈل کالونی
ملیر گرین کالونی نمبر ۲۔ کراچی

فعلِ کافرانہ

(واقعاتِ بنگلہ دیش)

رُلائے گی سب کو میری نوحہ خوانی — ہے جذباتِ مظلوم کی ترجمانی
مٹی نام والوں کی ایک ایک نشانی — مظالم کی ہر سمت تھی حکمرانی
وفا چشمِ غمگین میں آنسو کہاں تھا — دلِ مضطرب پر بھی قابو کہاں تھا
فضا پر تھی چھائی ہوئی سوگواری — میاں شکل سے تھی دلِ بیقراری
لبوں پر تھی مظلوم کی آہ و زاری — شکارِ مظالم ہوئے، سب بہاری
مریضوں کا بوڑھوں کا کیا تذکرہ تھا — ستم گر کے ہاتھوں کوئی کب بچا تھا
نہیں کی کسی نے بھی مشکل کشائی — تماشہ بنی تھی خدا کی خدائی
قیامت سے پہلے قیامت جو آئی — نکرنے لگا قتل بھائی کو بھائی
کہیں پر تو عصمت دری کی گئی تھی — کہیں قتل و غارت گری کی گئی تھی
دمِ نزع زخمی نے پانی جو مانگا — تو پیشاب لوگوں نے اسکو پلایا
کبھی تیزہ خصوصی حصوں پہ مارا — کبھی جسم کو آگ سے بھی جلایا
مصائب سے بچنے کی صورت نہیں تھی — مہاجر کی جانوں کی قیمت نہیں تھی
کہیں جسم بے بس سے خوں بھی نکالا — وہی خون ماں کو بہن کو پلایا!!
کہیں شیر خواروں کو مارا گیا تھا — کہیں زندہ ان کو جلایا گیا تھا
کیا جس نے مومن کو موس سے بدظن — وہ شیطان فطرت تھا انسان کا دشمن
بھیڑ چلا وہ چال سناٹا مارنا — ہاجرہ سے اس نے بھرا جیل خانہ
الجھنے کی شیطاں سے بہت نہیں تھی — مظالم کے سہنے کی قوت نہیں تھی
شکستہ دلوں میں جرأت نہیں تھی — یہاں رہنے کی اب ضرورت نہیں تھی

حقیقت میں تھا ذہن بھی مجرمانہ
ہر اک فعل ظالم کا تھا کافرانہ

باب ۳۹

قدیم افغانستان

افغانستان کا قدیم نام شاہ بہار تھا جو دراصل کابل کے معبد کا نام تھا جس میں گوتم بدھ کا بڑا بت رکھا گیا تھا۔ جب غزنویوں کی حکومت قائم ہوئی تو اس علاقے کا نام غزنی پڑ گیا۔ سنسکرت لفظ "ویہار" سے بہار بنا ہے جس کا فارسی میں مفہوم "معبد یعنی شکدہ" ہے۔ اسی سنسکرت لفظ "ویہار" سے بہا بنا ہے جو ہندوستان کا ایک صوبہ بھی ہے۔ اسی طرح قندھار، نگرہار، نندھار، پڑتاپ، ہدہ، سلام آباد، چپرہار، اگبہار، بنیھار وغیرہ بھی سنسکرت کے الفاظ ہیں۔

صدود العالم میں ۸۲ پر درج ہے کہ:-

بنیھار ایک مقام ہے جہاں کے لوگ بت پرست تھے اور تین بڑے بتوں کی پوجا کرتے تھے اور وہاں کا بادشاہ اپنے حرم میں بے شمار حوریں رکھتا تھا۔

مفاتیح العلوم ص۷۲ پر خوارزمی نے لکھا کہ:-

"البھار بیت اصنام الھند"

تاریخ اسلام میں صوبہ "شاہ بہار" کا نام "بلہارا" ہے (البلدان ص۲۱) یہ نام کوہ ہندوکش کے اطراف میں غزنی میں "شیبار" کے نام سے باقی ہے اور اب وہ "شیبر" ہے مشرقی افغانستان میں "ش" کو "خ" تلفظ کرتے ہیں اس طرح یہ "شاہ بہار" سے "شیبار" اور پھر "شیبر" ہو گیا بعد ازاں "شیبر" سے "شیبر" ہو گیا۔ شمالی کابل کے اسی معبد میں گوتم بدھ کا اسٹوپا تھا جس میں گوتم بدھ کا مجسمہ موجود تھا جہاں آریاؤں کا قدیم قومی نشان سواستیکا جسے فارسی میں "حائہ مدہ شکوہ جلال" کہتے ہیں برہاء پندرہ تاریخ کو شام سے صبح تک چمکتا رہتا تھا۔

اس کے دو نام اور بھی ہیں (۱) فرہ ایزدی (۲) سمبرل باستانی شاہان باختر پشاور کا معبد سورہ کشک اور کشکوں گوتم بدھ اور معابد ھدہ جلال آباد جہاں گوتم بدھ کے جسم کے بڑوں کا ڈھانچہ جسے مجسمہ گوتم بدھ کہتے ہیں موجود ہے۔ نگرہار میں گوتم بدھ کا مقدس دانت محفوظ تھا اور دیہارہ معبد گوتم بدھ یعنی گوتم بدھ کا وہ مندر جہاں اس کا عصا محفوظ رکھا گیا تھا۔

فاھیان وہ بودھ مذہب کا چینی راہب تھا۔ وہ ۳۹۹ء میں جانگان سے روانہ ہوا اور ۱۴ سال کی مسافرت کے بعد ۴۱۴ء میں نانکن سے واپس ہو گیا اور ۸۶ سال کی عمر میں مر گیا۔ فاھیان کاشغر سے دریائے سندھ کے ساحل تک پہنچا اور گندھارا، پشاور، بنوں اور جلال آباد کے معابد کو دیکھا۔ اس نے جلال آباد میں مجسمہ گوتم بدھ بھی دیکھا جہاں گوتم بدھ کی قبر واقع تھی۔

ہوائے سنگ وہ ایک چینی راہب تھا اور بدھ مذہب کا پیروکار تھا۔ وہ تاتاری مکہ "تائے ہو" کی طرف سے ۵۱۶ء یا ۵۱۸ء میں سیاحت کے لیے ختن سے مشرقی افغانستان پہنچا۔ اس وقت شاہان ہیاطلہ میں گولاس یا مہر اگولا حکمران تھا۔ اس کے قلمرو کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ ہندوستان میں ترہت یعنی صوبہ بہار کے شمال ساحل گنگا سے قندھار اور ایران تک پھیلا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ بہر ممالک محروسہ اس کے قلمرو میں شامل تھے جس کا نظم و نسق وہ چلاتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ معبد کیکا لام (شاید مہترلام) نزد لغمان جہاں گوتم بدھ کا عصا (۱۳ پا چہ) اور گوتم بدھ کا عصا (۱۸ فٹ طول) موجود تھا۔ اسی شہر میں گوتم بدھ کا مقدس دانت اور موئے مبارک بھی محفوظ تھا۔

(قدیم تاریخ افغانستان از آقائے عبدالحی حبیبی ص۱۸، ۲۰، ۲۲)

فتوحاتِ اسلامی

محمد بن جریر الطبری کے مطابق حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سیستان ۳۱ھ میں فتح ہوا تھا۔
اسی سال قندھار بھی فتح ہوا تھا۔ ۲۳ھ میں کرمان دروہ بولان تک عربوں نے فتح کر لیا تھا۔

۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ کو عمان اور بحرین کا حکمران مقرر کیا جس نے اپنے سگے بھائی حکم کو بحرین سے کشتی کے ذریعہ ہند کے ساحل پر بھیجا جس نے بندرگاہ تھانہ (درمیان گجرات و کوکن بمبئی) پر قبضہ کر لیا بعد اس کے دوسرے بھائی مغیرہ بن ابی العاصؓ بحری راستے کے ذریعہ دیبل (نزد کراچی) پہنچے۔ حکمؓ نے بروص یعنی بھروچ (گجرات) پر بھی حملہ کیا اس وقت ملک رائے سندوچ بن سیلائچ کے ۲۵ سال حکومت کرتے گزرے تھے جب حضرت مغیرہؓ شہر دیبل کا محاصرہ کیا تو زبردست جنگ ہوئی۔ مغیرہ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو جنگ سے منع فرما دیا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ۲۴ھ میں حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز سیستان میں اور حضرت عبداللہ بن معمر مکران میں اور حضرت جاشع بن مسعود کرمان اور جبال قفص یعنی کوہستان کچھ میں برسرِ پیکار ہوئے۔ حضرت علیؓ کے دور میں حضرت قاعز بن دعیر ۳۸ھ اور حضرت حارث بن مرہ عبدی بھروچ کے راستے کیکانان میں کوہ پایہ کو تاراج کیا۔ اور ۴۱ھ میں ۴۰ کیکانی مردوں کو گرفتار کیا پھر مکران واپس آ گئے۔ ۴۴ھ میں حضرت معاویہؓ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن سوار عبدی ۴۰ ہزار سوار کے ساتھ کیکانان پر حملہ آور ہوئے لیکن وہ جنگ میں شہید ہو گئے اور اس لشکر کو شکست ہوئی بعد ازاں یہ لشکر مکران واپس آ گیا۔ اس ہزیمت کے بعد خلفاء عرب اس علاقہ کی مہم میں احتیاط برتنے لگے۔ اس کے بعد حضرت راشد بن عمرو جدیدی نے کیکان سے مالیت وصول کی اور سیستان کے راستے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ۵۰ ہزار کی فوج نے آپ کو گھیر لیا چنانچہ آپ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سنان بن سلمہ ۶۰ھ میں ایک بودھ راہب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ۶۱ھ میں حضرت ابوالاشوث منذر بن جارود عبدی نے جنگ کی اور

(تاریخ افغانستان ص ۵۲، ۵۵، ۲۱۷، ۲۱۸)

خنذار پر قبضہ کر لیا لیکن طوران میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ان کا بیٹا حضرت حکم بن سند سندھ کے والی بنے لیکن چھ ماہ بعد واپس ہو گئے۔ ان کی جگہ پر ابن جری باہلی عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے سندھ کے والی مقرر ہوئے ۷۹ھ میں سندھ کا ایک راجہ اصل راجہ داہر سے باغی ہو گیا اور راجہ داہر کے خلاف برسرِ پیکار ہو گیا تھا۔

فتح قندھار و بخارا بلاذری فتوح البلدان میں رقم طراز ہے کہ حضرت ربیع بن زیاد حضرت معاویہؓ کے عہد میں زابلستان اور قندھار پر قبضہ کر لیا۔ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہؓ کی وفات کے بعد عرب قبائل کے درمیان اقتدار کے لیے رسہ کشی شروع ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے عہد خلافت (۶۳ھ تا ۷۳ھ) میں سرداران عرب زرنج آئے اور جنگ و جدال کے بعد زرنج واپس لیا۔ عبدالملک بن مروان کے عہد میں عربوں نے صلح کر لی تھی۔

عبیداللہ بن زیاد ۵۴ھ میں ۴۴ ہزار لشکر عرب کے ساتھ آمو ندی کے جنوب میں بخارا پر حملہ آور ہوئے لیکن باقیج خاتون ملکہ بخارا نے ۱۰ لاکھ درہم سالانہ خراج دینے پر رضامند ہو کر صلح کر لی۔ ۵۶ھ میں حضرت سعید بن حضرت عثمانؓ غنیمہ سوم خراسان کے والی مقرر ہوئے۔ انہوں نے دریائے آمو کو پار کیا اور بخارا کو فتح کیا۔ اس جنگ میں حضرت قثم بن حضرت عباسؓ بھی شریک تھے جو بعد میں سمرقند میں شہید ہو کر مدفون ہوئے۔

راجہ رائے سہاسی سیستان کا بادشاہ فیروز سندھ پر حملہ آور ہوا تو اردو کا راجہ رائے سہرس (شری ہرشے) نے اس کا مقابلہ کیا اور اروڑ کی جنگ میں کام آیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رائے سہاسی تخت پر بیٹھا۔ اس کا وزیر رام بدی من تھا۔ اس کے بعد پنڈت چچ بن سیلائچ وزیر بنا جو بعد میں خود مختار راجہ بن گیا۔ اس کے دور میں سندھ کی سرحد ملتان اور کشمیر تک تھی۔ اس نے ۳۰ھ میں ملتان کو سندھ میں شامل کیا تھا۔ وہ ۴۰ سال حکومت کر کے ۶۶ھ / ۶۷۰ء میں اروڑ میں دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی یعنی چچ کا بھائی راجہ چندر ۷ سال تک حکومت کر کے ۷۳ھ میں فوت ہوا۔ وہ بودھ دھرم کا پیرو تھا۔ راجہ داہر اسی چچ کا چھوٹا بیٹا تھا جو راجہ داہر کے نام سے مشہور ہوا۔

(المسالک والممالک بن خرداذبہ ص ۵۶)

(تاریخ افغانستان ص ۱۶۶، ۱۶۹، ۲۲۹)

باب ۳۸

ملتان

ملتان دنیا کا قدیم ترین شہر ہے یہ جتنا قدیم ہے اتنا ہی عظیم ہے۔

ہبوطِ آدم حضرت آدمؑ کا ہبوط بالاتفاق مورخین جزیرہ سراندیپ (لنکا) پر ہوا جہاں پہاڑ کی چوٹی پر قدم گاہ آدم تمام مذاہب کے پیروکاروں کے لیے مقدس ہے جہاں بے شمار زائرین زیارت کے لیے ہر سال جاتے ہیں مادہ جس کی توثیق حضرت علیؑ، امام باقرؑ، امام جعفر صادقؑ کی روایات سے ہوتی ہے چنانچہ ابن الفقیہ الہمدانی متوفی (۲۷۹ھ) نے نقل کیا ہے:

وفی الحدیث ان ادم اُهبط بالهند علی جبل سراندیب واهبطت حواء بجدة وابلیس اللعین بمیسان والحیة باصبهان

نیز حدیث میں ہے کہ آدم ہند میں سراندیپ (لنکا) کے پہاڑ پر اتارے گئے اور حوا جدہ میں اور ابلیس لعین "میسان" میں اور سانپ اصفہان میں:

"میسان" دراصل ملتان کا قدیم نام تھا جس کی تصدیق جہانگیر کے ایک امیر خان جہان لودھی اپنی کتاب "مرآۃ الافاخنہ" صفحہ پر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

یعنی جنت بدر ہونے کے بعد حضرت آدمؑ جزیرہ سراندیپ (لنکا) میں حضرت حوا جدہ میں شیطان ملتان میں، سانپ ایران یعنی اصفہان میں مادر ہندوستان میں اترا اور ملتان کو سب سے پہلے اولاد آدم نے ہی آباد کیا۔

ملتان میں زیادہ تر برہمن آباد ہوتے جن میں اکثریت سفیدوں کی تھی۔ دوسرا طبقہ راگت کی اولاد سے تھا جو بعد میں "گت" یا "جٹ" کہلایا۔ مورخین کے مطابق دس ہزار قبل جب آریائی طوفان سندھ میں وارد ہوئے تو انہوں نے ملتان کو آباد کیا۔

تاج الدین مفتی کی غیر مطبوعہ "تاریخ پنجاب" (مورخہ ۱۸۶۰ء) کے مطابق حضرت نوحؑ کے طوفان کے وقت ملتان آباد تھا۔

رگ وید جلد نمبر ۱، گیت نمبر ۱۳۰ کی رو سے ملتان کے مشرق و مغرب دونوں طرف سمندر تھا۔

اپریل گزیٹیر آف انڈیا جلد ۲۲ صفحہ ۲ کی رو سے پرانے زمانے میں موجودہ راجپوتانہ کا بہت سا علاقہ سمندر تھا جسے بحر راجپوتانہ کہتے تھے۔

بہرحال آج سے تین ہزار قبل سکندر اعظم جب چناب سے گزر رہا تھا اس وقت ملتان ایک تاریخی اور قدیم شہر تھا جسے اس نے فتح کیا۔

ملتان سلطان محمد تغلق، سلطان بہلول لودھی اور سلطان احمد شاہ ابدالی کی جائے ولادت بھی ہے۔

مکران کے مشرقی علاقہ کو عرب سندھ کہتے تھے۔ سندھ ہندوکران کا وہ دریائی حصہ تھا جہاں حضرت نوحؑ کا پڑپوتا پیدا ہوا تھا چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۱) ہند، سندھ، سندھ کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۱) ٹھٹھہ (۲) ملتان۔ لہٰذا ملتان ہی حضرت نوحؑ کا وہ پڑپوتا تھا جس کے نام پر ملتان آج تک آباد ہے۔

آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل آریوں کی آمد کے وقت ملتان ایک آباد شہر تھا۔ جہاں ڈراوڈین قوم آباد تھی جو مشرق کی طرف بھگا دی گئی۔

معمر میں دنیا کی قدیم ترین سلطنت ۴۸۰۰ سال قبل مسیح میں قائم ہوئی جس کا بادشاہ مینیس تھا جس نے ملتان پر قبضہ کیا جسے ایسرس کہا جاتا تھا ساتھ ہیں صدی قبل مسیح میں مصر کے بادشاہ سارس نے ہندوستان پر حملہ کیا اور فتح کا جھنڈا لہراتا ہوا دریائے گنگا تک پہنچ گیا۔ اس نے ملتان میں اپنی فتح کا مینار تعمیر کرایا اور کلدانی علم نجوم رائج کیا۔

جس وقت آریائی ملتان آئے تو اس وقت ملتان ملکہ بابل سامی رامس کے زیر نگیں تھا۔ بعد ازاں ساتویں صدی قبل مسیح کے وسط میں وحشی تاتاری (سفید ہن) سندھ پر قابض ہو گئے جس کا دارالخلافہ ملتان تھا جن کی اولاد آج بھی جٹ کہلاتی ہے۔

شاہان ایران میں سے ہوشنگ، ضحاک اور جمشید بھی ملتان پر قابض رہے بلکہ فریدون بن جمشید نے بھی ملتان پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد ملتان نے فراخ اعظم، دارا نوشیرواں عادل اور خسرو پرویز کا عہد حکومت بھی دیکھا۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کا ملتان کے متعلق ایک مشہور شعر ہے۔ ؎

ملتان ما بہ جنت اعلیٰ برابر است آہستہ پا بنہ کہ ملک سجدہ می کند

پہلی مدی ہجری کے دوسرے عشرے میں خیر القرون کے مجاہدین نے ملتان میں اسلام کا پیغام پہنچایا تھا۔ ملتان میں گردیزی سیدوں کا ایک خاندان آباد ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد کروڑ میں قریشیوں کا ایک خاندان خوارزم سے آکر آباد ہوا تھا جس میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ تولد ہوئے۔ کئی مرتبہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ ملتان میں حضرت زکریا ملتانیؒ کے مہمان رہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے دادا شیخ عمر طاہر ملتان میں تحصیل علم کے لیے آتے اور ابتدائی تعلیم مکمل کر کے بہار تشریف لے گئے جو اس زمانہ میں مشرق کا دارالعلوم دیوبند تھا۔ اسی لیے شاہجہان بادشاہ نے عالمگیر کی تعلیم و تربیت کے لیے صوبہ بہار کے عالم دین ملا مومن کو بلوایا تھا اور حضرت شاہ سلطان محمد نعیمیؒ کو اپنے شہزادہ شجاع کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ ملتان کے سلسلے میں ایک شعر تاریخی حیثیت رکھتا ہے ؎

چہار چیز است تحفۂ ملتان — گرد و گرما، گدا و گورستان

ملتان

خطۂ پاکیزہ ملتان رسند — ہست تصدیر عرب در ملک ہند
سوئے ریگستان و نخلستان نگر — جلوۂ خاک حجاز آید نظر
می کند اعلان ہر نخل بلند — ایں زمیں از فیض شرب بہرہ مند
از خوام اشتر آیم بوے وجد — یاد می آید مرا صحرائے نجد
بیں کہ در ملتانیان حق پرست — روح اوراب حجازی سفراست
اہل ملتان از تکلف بے نیاز — سادہ دل شیریں زباں مہمان نواز
مایۂ ناز است بہر ایں زمیں — نقش پائے ابن قاسم بر جبیں
در صفاف خانۂ ہندوستان — اولیں گہوارۂ اسلامیان
ماندہ است ایں سرزمیں اولیاء — قبلۂ مقصود ارباب صفا
ایں مقدس خاک را اے کردگار — از ہوائے مغربی محفوظ دار

(اسد ملتانی)

فتح ملتان محمد بن ہارون والی مکران تھا۔ حجاج بن یوسف کے حکم پر تانہ دم فوج لے کر محمد بن قاسم کی مدد کو آپہنچا لیکن محمد بن ہارون قتبیلہ یعنی لس بیلہ میں انتقال کر گئے ان کا مزار لسبیلہ میں آج تک موجود ہے۔ یہی محمد بن ہارون سندھ کے غافیقی قبیلہ کے مورث اعلیٰ تھے ۹۵ھ میں محمد بن قاسم نے ملتان فتح کیا تو اسے سونے کے ۴ بت ہاتھ لگے۔ ہر بت کا وزن ۳۳۳ من تھا۔ بلاذری کے مطابق راجہ ڈاہر نے ملتان کے بت خانہ میں سونے کے چالیس بت تھے ہر بت ۳۳۳ من کا تھا جو ۱۳۳۲۰ من سونا کے برابر تھا جس کا وزن ۲۳۹۷۶۰۰ مثقال کے برابر تھا اور اس کی مالیت ۵۹۶۴۰۰ درہم تھی۔

تاریخ افغانستان ص۶۱۷ پر درج ہے کہ :-

عبداللہ بن طاہر پوشنگی نے خلیفہ بغداد کے پاس ۴۰۰ جوان دوشیزہ خراسان سے بھیجیں حالانکہ اس کے پاس چار ہزار جاریہ مدتہا پہلے سے موجود تھیں۔ جعفر برمکی کی ماں کے پاس ۴۰۰ کنیزیں تھیں۔ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس ۲۰۰ جاریہ دوشیزائیں تھیں۔ جن کی قیمت لاکھوں دینار ہوتی تھی۔ خود جعفر برمکی نے ایک کنیز ۴۰ ہزار درہم میں خریدی تھی۔

ایک دلچسپ قصہ

یعقوبی نے اپنی تاریخ الیعقوبی جلد دوم ص۲۸۶ پر ایک دلچسپ قصہ نقل کیا ہے :-

"بعد از آنکہ گردن نیزک و خواہرزادہ او را زدند سر ہائے بریدہ را بہ حجاج بن یوسف فرستادند قتیبہ زن باز ماندۂ نیزک را گرفت و چوں با و نزدیک جست زن نیزک گفت :

"چہ نادان مردے ! آیا گمان بردے کہ من ترا دوست بدارم و حال کہ سر شاہی مرا گرفتے ؟ چوں قتیبہ این سخن را شنیدہ از وے دور جست و گفت : چہ جائیکہ می خواہی بود"

سید شاہ یوسف گردیزیؒ

سید ابوالفضل جمال الدین محمد یوسف گردیزی ۵۲۵ھ میں گردیز میں تولد ہوئے جو غزنی کے قریب واقع ہے۔ آپ کی والدہ عابدہ، زاہدہ اور خدا رسیدہ تھیں۔ آپ نے بچپن ہی میں والد کے زیر سایہ مقامات سلوک طے کیے۔ آپ نے طلب حق کے لیے بلخ، بخارا، سمرقند اور تاشقند کا سفر اختیار کیا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ حجرہ نشیں ہو گئے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ نے اپنے والد کے حکم پر ۵۸۱ھ میں ۴۱ سال کی عمر میں ملتان وارد ہوئے۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ اہل ملتان کو آپ کی کرامت کا اس وقت اندازہ ہوا جب آپ ایک شیر پر سوار ہو کر ہاتھ میں تازیانہ لیے ملتان میں داخل ہوئے جس کی شہادت آپ کے مزار پر کندہ یہ شعر دے رہا ہے۔

؎ دانی سوار شیر کہ در دست مار کرد — مخدوم شاہ یوسف ایں جا قرار کرد

یہ شاہ موج دریا بخاری کا زمانہ تھا۔ آپ ان کے دست راست بن گئے۔ ان کے وصال پر آپ کو بہت رنج پہنچا۔ آپ زیادہ تر وقت عبادت میں گزارتے یا رشد و ہدایت میں۔ جوق در جوق لوگ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوتے۔ یہ سلسلہ ۵۰ سال تک جاری رہا۔ آپ کا مقبرہ ملتان میں بوہڑ دروازہ کے قریب واقع ہے جو فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ مزار کے اردگرد گردیزی خاندان آباد ہے۔

(ملتان ذیلیان از منشی عبدالرحمٰن خاں ص ۱۸۹، ۱۹۰)

باب ۳۹

وادیٔ بالان

بہار صوبہ بہار کے حوالے رامائن اور مہابھارت میں ملتے ہیں۔ چھ سو سال قبل مسیح یہاں جین دھرم کے بانی ورد ھامن جین اور بدھ مت کے بانی گوتم بدھ نے ہندو دھرم کے آسمانہ تقدس، ذات پات اور چھوت چھات کی تفریق کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔

جین مت جین مت کا بانی ورد ھامن جین تھا جسے "مہاویر" یعنی بہادر بھی کہتے تھے۔ یہ سو سال قبل مسیح صوبہ بہار کے علاقہ ویشالی میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ ویشالی کو آج کل مظفر پور کہتے ہیں اور جائے ولادت بنیا بساڑھ کہلاتی ہے جو پٹنہ سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چھ سو سال قبل مسیح یہاں جمہوریہ ویشالی قائم تھا جب کہ شہری ریاست روم میں ۵۱۰ ق م اور ایتھنز میں ۴۱۱ ق م وجود میں آئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے یونان سے ایک صدی قبل بہار میں جمہوریت رائج تھی جسے قدیم ترین کہہ سکتے ہیں۔

گوتم بدھ گوتم بدھ کا زمانہ ۵۶۳ تا ۴۸۳ ق م تھا۔ گوتم بدھ کپل وستو میں پیدا ہوا جو دریائے جھنگ کے سلطنت متھلا کی عملداری میں شامل تھا جو آج کل سلطنت نیپال کی سرحد میں شامل ہے۔ یہ گاؤں صوبہ بہار کے ضلع گیا میں گیا شہر سے چھ میل جنوب میں فلگو ندی کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جو دنیائے بدھ کے مقدس ترین مقامات میں شمار ہوتا ہے۔ اسی مقام پر پیپل کے درخت کے نیچے گوتم بدھ کو عرفان حاصل ہوا تھا۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانی اور مولانا ابوالکلام آزاد کی رائے میں کپل کا معرب کفل ہے اسی لیے گوتم بدھ کو "ذوالکفل" کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے "کپل والے"۔

چانکیہ کوٹلیہ ۳۴۰ ق م قبل مسیح میں برہمن سیاستدان چانکیہ نے "راج نیتی" اور ارتھ شاستر جیسی شہرہ زمانہ کتابیں لکھیں وہ پاٹلی پتر کا رہنے والا تھا وہ "شونگ" کے اعلیٰ ترین خطاب سے نوازا گیا بلکہ اسے وزارت عظمیٰ کا منصب بھی پیش کیا گیا جبکہ اس کے پیش رو وزیر سلوکس کو یونان میں اپنی شہرہ

نوٹ: ارتھ شاستر کا اردو ترجمہ شان الحق حقی نے کیا ہے۔

(وادیٔ بالان ص ۵)

آفاق کتاب "سیاسیات" لکھنے پر ایتھنز سے فرار ہو کر کرویا میں پناہ لینی پڑی۔

مسلم بہار محمد بن بختیار غلجی نے بہار کو ۱۱۹۷ء میں فتح کیا۔ اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط تک اس صوبہ پر مسلمانوں کا اقتدار اعلیٰ قائم رہا۔ جنگ پلاسی ۱۷۵۷ء اور جنگ بکسر ۱۷۶۴ء سے بہار کے مسلمانوں کا زوال شروع ہو گیا۔

بہار میں تقسیم برصغیر کے وقت مسلمانوں کی آبادی نصف کروڑ تھی جو صوبہ کی مجموعی آبادی کا پانچواں حصہ تھی۔

مونگیر بہار کے ضلع مونگیر کا قدیم نام "مدگاگیری" تھا جو نویں صدی کے کتبوں پر کندہ تھا۔ مسلم حکمرانوں کے دور میں یہ شہر جنگی اہمیت کا حامل تھا اور مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ اکثر مہمانی گورنروں کی پناہ گاہ رہا ہے۔ شاہ شجاع نے مونگیر میں ایک محل تعمیر کروایا تھا۔ ۱۷۶۱ء میں نواب میر قاسم نے مونگیر کو اپنا دارالخلافہ بنایا اس وقت بہار و بنگال پر اس کی حکمرانی تھی۔ مونگیر کا قلعہ ۱۵۸۰ء سے پہلے کا تعمیر کردہ تھا۔ مونگیر اسلحہ سازی کے لیے بہت مشہور تھا۔ وہاں سگریٹ سازی کی صنعت بھی عروج پر ہے۔

متھلا (ودیہا) متھلا قدیم ہندوستان کی ایک سلطنت تھا۔ ساتویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح کا دور اس کے عروج کا دور تھا۔ متھلا سلطنت "ودیہا" کا پایہ تخت تھا یہ سلطنت شمال بہار اور جنوبی نیپال پر محیط تھی جسے ازگنگ تا سنگ کہتے ہیں۔ رام کی بیوی سیتا متھلا کے راجہ جنک کی بیٹی تھی جس کی زبان متھلی تھی۔ متھلی زبان میں عظیم رزمیہ نظم رامائن لکھی گئی۔ اپنی شرافت، نزاکت، شیرینی اور غنائیت کے اعتبار سے میتھلی زبان فرانسیسی زبان سے زیادہ مشابہ ہے۔ اس زبان میں تحقیق ادب موجود ہے اس کا قدیم ترین ادیب ودیاپتی ٹھاکر تھا جو پندرھویں صدی میں تہرت (دربھنگہ) میں واقع سوگاؤنا کے راجہ شیواسنگھا کا درباری شاعر تھا۔ اس کی وجہ شہرت اس کے حسین نغمات تھے جن میں رادھا اور کرشن کی لازوال محبت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ صوبہ بہار میں متھلی زبان بولنے والوں کی تعداد تقریباً دو کروڑ ہے جو ہالینڈ اور چیکوسلاواکیہ کی آبادی سے زیادہ ہے۔

ابوالفضل نے آئین اکبری میں دربھنگہ کو "ویرگاہ بن گاہ" لکھا ہے جس کا مطلب ہے مرکز دانش ہند (آئین اکبری جلد دوم ص۶۷) بعض نے "دربان گاہ" بھی لکھا ہے۔

علمائے بہار شیر شاہ سوری کا جانشین اسلام شاہ بادشاہ فتویٰ حاصل کرنے کے لیے بہار کے عالم دین ملا حقانی کو دارالخلافہ دہلی طلب کرتا تھا۔

شہزادگان دہلی کے لیے اساتذہ کا تقرر صوبہ بہار ہی سے ہوتا تھا جن میں عالمگیر کے استاد ملا صہرن اور ملا جیون اورنگ زیب کی بیٹی شہزادی زیب النساء کے استاد ملا ابوالحسن اور شاہ عالم کے استاد مولانا سراج الدین صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ ملا ابوالحسن اور ملا جیون کا تعلق دربھنگہ سے تھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے علمائے بہار کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے:

"بلدۂ بہار کہ مجمع علماء بود" (انفاس العارفین ص۶۳)

حضرت تاج الدینؒ نے قادریہ سلاسل طریقت کو سوڈان میں عام کیا۔ سردار جیم اللہ بیگ درویش عظیم آبادی نے بلاد اسلامیہ مثلاً روم، شام، حجاز، عراق، ماوراء النہر اور خراسان میں مجددیہ سلاسل طریقت کو فروغ دیا۔ (تاریخ سوڈان جلد اول ص۷۵)

مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی تصانیف بالخصوص مکتوبات صمدی کے متعلق مختلف آراء:

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں:

شیخ کے مکتوبات نے تیرہ سو سال سے کفر کو میری ہستی پر رکھ کر دکھلا دیا۔

(تجلیات شرف از علی اعظم خاں ص۱۷۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

وہ ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اور کسی کے محتاج نہیں کہ کوئی ان کی منقبت کرے۔ ان کی بہت سی اعلیٰ اور بلند پایہ تصانیف ہیں۔ (تجلیات شرف ص۱۷۲)

اکبر کے وزیر ابوالفضل نے کہا:

آپ کی بہت سی تصانیف یادگار ہیں۔ انہیں میں سے آپ کے مکتوبات بھی ہیں جو نفس کشی میں آبدیدہ ہیں۔ (تجلیات شرف ص۱۷۳)

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے مخدوم صاحب کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے اور مکتوبات کے حوالے دیے ہیں۔ (تجلیات شرف ص۱۷۳)

اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے بھی اپنے ملفوظات میں مخدوم بہاری کے تصرفات اور کرامات کا ذکر کیا ہے۔ (تجلیاتِ اشرف ص۹۶)

وادیٔ بالان | بالان درجنگ کے خاص دریاؤں میں دریا بالان اور چھوٹی بالان ہیں جن کی وادیوں پر دربھنگہ کا ایک بڑا علاقہ مشتمل ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۷، ص۱۴۲) اسی لیے دربھنگہ کو عام طور پر وادیٔ بالان کے نام سے مرسوم کیا جاتا ہے۔

دریائے گنڈک | اسی دریا کے کنارے سمستی پور شہر آباد ہے۔ لفظ گنڈک دراصل "خندق" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ اس دریا کو خندہ بھی کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ کبھی خشک نہیں ہوتا اور سال بھر یکساں طور پر آبی گزرگاہ کا کام دیتا ہے۔

دریائے باگمتی | دریائے باگمتی پر دربھنگہ شہر آباد ہے۔ لفظ "باگ" دراصل لفظ "باغ" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ یہ دریا کبھی زمانہ میں آم کے ایک بہت بڑے باغ کے وسط سے گزرتا تھا۔ جس کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے کہ مغل بادشاہ اکبر اعظم کے حکم سے دربھنگہ میں آم کا ایک عظیم الشان باغ لگایا گیا تھا جس میں ایک لاکھ آم کے درخت تھے۔ اس باغ کو لکھا باغ کہا جاتا تھا۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۱۲، ص۷۸۔ ایڈیشن ۱۹۷۱ء)

دریائے کوسی | دربھنگہ کے بہت سے دریاؤں میں سے ایک کا نام کوسی ہے دربھنگہ اور مونگیر کا علاقہ سالہا سال سے ان تباہ کن سیلابوں کا نشانہ بنتا رہتا ہے جو دریائے کوسی کے مستقلاً اپنا بہاؤ بدلنے کے نتیجہ میں رونما ہوتے رہتے ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۷، ص۶۲)

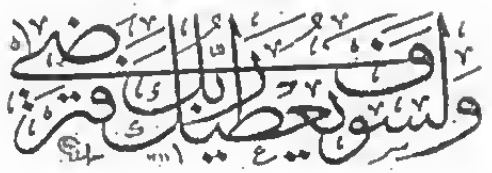

باب ۴۰

متفرقات

نادر شاہ بادشاہ ایران اور سید نجابت خاں باہرہ کے درمیان مکالمہ

جب ساداتِ بارہ کے برادرانِ بادشاہ گردیٔ کا زوال آیا اور اس کے بعد پیچھے کچھ بھائی جنگ بھینسی میں تہ تیغ کر ڈالے گئے تو ایک سال کے اندر محمد شاہ بادشاہ دہلی کی کمزوریوں اور بے انتظامیوں کے سبب نادر شاہ بادشاہ ایران ہلی پر دھاوا کی صورت نازل ہوا اس وقت بادشاہ کے امراء میں ساداتِ بارہ میں سے صرف سید نجابت علی خاں برادر زادہ قطب الملک باقی رہ گئے تھے۔ نادر شاہ بادشاہ نے ضروریات محمد شاہ سے سادات کا حال دریافت کیا۔ محمد شاہ بیچارے نے سادات کی بربادی کا سال سنایا اور سید نجابت علی خاں کا ذکر کیا۔ نادر شاہ بادشاہ نے فرمایا ہم ان کو دیکھیں گے ان کو بلوائیے۔ نجابت علی خاں نے شرط رکھی کہ میں سلام نہیں کروں گا۔ نادر شاہ نے منظور کر لیا اور کہا کہ وہ سادات بنی فاطمہ ہیں اگر سلام علیک نہ بھی کریں تو مضائقہ نہیں۔ چنانچہ سید نجابت علی خاں مسلح نادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام علیک سے پیش آئے۔ چونکہ سید نجابت علی خاں کی ریش دو اڑھی، قصر اور ترانیدہ تھی۔ نادر شاہ نے پوچھا کہ "اے سید ریش را چرا قصر کردی" جواب میں عرض کیا "اگر ہماری ریش قائم ہوتی تو حضور اٹک سے آگے قدم نہ بڑھاتے"۔ اگرچہ نادر شاہ بادشاہ سید نجابت علی خاں کے رعب و دبدبہ کے سبب خاموش رہا مگر یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ "افسوس بادشاہ نے ان بہادروں کی قدر نہ کی جنہوں نے تاریخ میں دہلی کے تمام سلاطین کی سلطنت کو استحکام بخشا۔"

سے سید التاریخ ص۱۲۷

علی وردی خاں

علی وردی[1] کا اصلی نام مرزا محمد علی تھا۔ اس کے والد کا نام مرزا محمد تھا اس کا دادا زیدی النسب تھا اور شہنشاہ اورنگ زیب کا رضاعی بھائی تھا اور اس کے دور میں مقتل منصب دار کے عہدہ پر فائز تھا۔ اس کی والدہ خراسان کے قوانی قبیلہ افشار سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسی نسبت سے شجاع الدین کی رشتہ دار تھیں۔ شجاع الدین مرشد قلی جعفر خاں کا داماد تھا اور اڑیسہ کا نائب ناظم تھا۔

مرزا محمد علی افلاس اور تنگدستی سے مجبور ہو کر شجاع الدین خاں کے دربار کٹک کی طرف گیا وہاں وہ اطمینان بخش اور وفادارانہ خدمات کے اعتراف میں اڑیسہ کے زمینداروں پر نگراں مقرر کر دیا گیا۔ شاہ عالم محمد شاہ بادشاہ دہلی نے ۱۷۲۲ء میں بہار کو صوبہ بنگال سے الحاق کر دیا جو ۱۹۱۲ء تک رہا اس طرح صوبہ بہار نواب شجاع الدین کے زیر نگیں آ گیا جو اس وقت صوبہ بنگال کا صوبہ دار تھا۔ بہار کی نظامت کے لیے اس کی نظر انتخاب علی وردی خاں پر پڑی اسے بہار کا نائب صوبہ دار مقرر کیا۔ اس نے منصب کے چند ہی روز پہلے اس کی چھوٹی دختر آمنہ بیگم کے بطن سے ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام مرزا محمد رکھا گیا جو آگے چل کر نواب سراج الدولہ کہلائے۔

چکلاروں سے جنگ[2]

علی وردی خاں حلیہ آرا، پیشتر کہ سب سے پہلے بنجاروں کی سرکوبی پر توجہ مبذول کی۔ بنجاروں نے بہار میں اودھم مچا رکھی تھی اور لوٹ مار ان کا پیشہ بن چکا تھا جس سے شہری تنگ تھے۔ اس نے دربھنگہ کے افغانیوں کو مہم پر بھیج کر بنجاروں کی سرکوبی کی اور بے حساب مال غنیمت پایا۔ پھر اس نے سرکش زمینداروں کا قلع قمع کیا۔ گیا ضلع کا راجپوت زمیندار کامگار خاں سرکار کے حکم عدولی ہوا بلکہ اس نے ارات باغ گیا

---

[1] علی وردی اور اس کا عہد ص ۱۸ تا ۲۱۳۔

[2] علی وردی اور اس کا عہد ص ۳۳ تا ۳۴، از کالی کنکر دتا۔

نوٹ: علی وردی خاں کے دادا زیدی النسب تھے (مرتب) (شجرہ سادات نہٹور)

کی جاگیر ہڑپ کر لی تھی علی وردی خاں نے فوج بھیج کر اس کو مطیع بنایا دوسری طرف چکراروں کو مطیع کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی۔ یہ ایک جنگجو اور طاقتور ہندو جماعت تھی جس کا مرکز مرضع سانیہو (آج سانحہ) تحصیل بیگو سرائے ضلع مونگیر میں واقع تھا۔ چکاروں کے ظلم و ستم سے سادات سانحہ تنگ آ چکے تھے انہوں نے بزور شمشیر سادات کی جاگیریں ہڑپ کر لی تھیں۔ اسی مرضع کے میر اکبر علی[1] چکاروں کے ظلم و تعدی کے خلاف برابر برسرپیکار رہے بلکہ جدال و قتال کے نتیجہ میں بھاگلپور جیل خانہ میں اسیر رہے۔ آخر کار میر اکبر علی نے علی وردی خاں کے دربار میں حاضری دی اور علی وردی خاں کو چکاروں کی سرکشی سے آگاہ کیا۔ چکاروں کا عزم اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ خود کو نیم خود مختار سمجھنے لگے تھے۔ تقریباً دو تین عشرے سے ان کی سرکشی جاری تھی بلکہ جو مال و اسباب دریائے گنگا کے ذریعہ مونگیر سے گزرتا تھا اس پر قبضہ کر لیتے تھے۔ یورپی باشندوں کو اپنا سامان تجارت مختلف شہروں تک لے جانے کے لیے بھری محافظوں پر بھاری سالانہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے تھے۔ ان کا بوڑھا اور بہادر راجہ ۱۷۴۳ء میں مرگیا۔ اس کا نوعمر لڑکا جو ۱۲ سال کا تھا اس کا جانشین ہوا وہ بہار کے دوسرے زمینداروں کا حشر دیکھ کر ایسا خوفزدہ ہوا کہ اس نے مختصر مقابلہ کے بعد علی وردی خاں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور دہلی کے شہنشاہ اور بہار کے صوبہ دار کی اطاعت قبول کر لی۔ سالانہ خراج طے ہوا جو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جاتا رہا۔

علی وردی خاں کی خود مختاری

۱۷۳۹ء میں شجاع الدین خاں کا انتقال ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا سرفراز خاں بنگال کے تخت پر متمکن ہوا۔ ۱۷۴۱ء میں جنگ برپا ہوئی جس میں سرفراز خاں مارا گیا۔ میدان خالی ہوتے ہی علی وردی خاں بہار و بنگال کا خود مختار حکمراں بن گیا۔

---

[1] میر اکبر علی سانحہ ضلع مونگیر بہار کے جاگیردار سید تھے اور راقم کے جد اعلیٰ تھے۔

نوٹ: شاہ خانم علی وردی کی سوتیلی بہن تھی اور میر محمد امین خاں اس کا سوتیلا بھائی۔ امین خاں کے بیٹے کا نام صادق علی تھا جس کی دختر فاطمہ بیگم کی شادی نواب میر قاسم تلہاری مونگیر سے ہوئی تھی۔ میر قاسم نے انگریزوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے جنگ کی آخر کار بکسر کی جنگ میں مارا گیا۔ یہ جنگ جنگ پلاسی کے بعد آخری جنگ ثابت ہوئی اس کے بعد ہندوستان بلا شرکت غیرے انگریزوں کی عملداری میں آ گیا۔

پھلواری کی جنگ

۱۷۴۱ء میں رستم جنگ نے اڑیسہ میں بغاوت کی اس کو فرو کرنے کے لیے علی وردی خاں اپنے بھتیجے سید احمد، مہام الدولہ و مرشد جنگ کے ساتھ دس بارہ ہزار سواروں کی معیت میں مرشد آباد سے روانہ ہوا اور رستم جنگ کی پیش قدمی کا مقابلہ گولی چلا کر کیا اور اس کی مزاحمت پر قابو پایا اور پھر زبردست تعاقب ہوا۔ رستم جنگ کا داماد مرزا باقر جو شجاعت جرانی میں برافروختہ ہو کر اپنے فوجی دستوں کے ساتھ جو سادات بارہ پر مشتمل تھے اپنے لشکر سے نکل کر جھپٹ پڑے اور علی وردی کی فوج پر حملہ آور ہوئے خونریز جنگ چھڑ گئی۔ پہلے ہی حملہ میں علی وردی نے رستم جنگ کے بارہ توپ خانے پر قبضہ کر لیا لیکن اس کے باوجود رستم جنگ اور اس کی فوج سادات بارہ ایسی جان توڑ کر لڑائی کی کہ بنگال کے سپاہی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور علی وردی کے ہاتھوں کا تعاقب دو میل تک کیا گیا۔ علی وردی زبردست خطرہ میں گھر گیا مگر اچانک بردوان کا راجہ مالک چند جو ایک امدادی فوج لے کر چلا تھا پہنچ گیا جس سے علی وردی کو غائر خوانہ کمک مل گئی۔

رستم جنگ کی فوج میں کچھ دغاباز لوگ بھی شامل تھے۔ مثلاً مخلص علی خاں، عابد علی خاں، مرتب خاں اور دیگر افغان سردار بھی موجود تھے۔ دغا دے کر دشمن کی صف میں چلے گئے۔ جس سے جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا۔ محبتی اعلیٰ میر اکبر علی اور میر حمید العزیز جیسے دلیر اور وفادار سالاروں کو مع اس کے تین سو سید سپاہیوں کے علی وردی کے "بہلیا" فوجی دستوں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس طرح علی وردی نے یہ جنگ جیت لی۔ ۱۷۴۱ء میں بھلسی کی جنگ میں بھی ۳۰۰ سادات مارے گئے تھے۔

نوٹ:۔ میر اکبر علی موضع لوکھری سے تعلق رکھتے تھے جو سادات بارہ کی جاجیری شاخ ہے۔ یہ سید احمد جاجیری مورث اعلیٰ سادات جاجیری، باڑہ گیاں، مونگیر کی گیارہویں پشت میں تھے۔ میر اکبر علی حضرت علیؓ کی اڑتیسویں پشت میں تھے۔ یہ واقعہ جانکاہ ۱۷۴۱ء میں وقوع پذیر ہوا۔ گویا ۲۸ کو ۳۰ سے ضرب کر دیں تو ۱۱۴۰ بنتے ہیں اس میں عیسوی اور ہجری سن کے فرق کے سبب ۶۰ جمع کر دیں تو (۱۱۴۰ + ۶۰) ۱۱۰۰ھ بنتا ہے اس طرح ثابت ہوا کہ اس جنگ میں کام آنے والے میر اکبر علی مونگیر کے تھے جو راقم کے جدِ اعلیٰ تھے۔ سادات بارہ میں ہمیں ایسے چند نام اور ملتے ہیں مثلاً میر علی اکبر برادر معز الملک جو اکبر کے دور میں فوج کے سردار تھے جو ان سے پہلے گزر چکے۔ کچھ سینہ بہ سینہ روایتوں سے بھی ان واقعات کی تصدیق ہوتی ہے۔ بہرحال یہ امر تحقیق طلب ہے۔ ملاحظہ ہو شجرہ مصنف ص ۳۸۱ (مؤلف)

علی وردی کی سراج الدولہ کو نصیحت

۱۷۵۶ء میں جب علی وردی کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے نواب سراج الدولہ کو طلب کیا اور اس طرح مخاطب ہوا:۔

"عزیز من جوانی کی طاقت بڑھاپے کے ضعف میں تبدیل ہو چکی ہے اور اب تقاضائے مبرم کا وقت قریب آگیا ہے۔ خدا کے فضل سے میں نے ایک نہایت شاندار ریاست بڑی جاں فشانی سے تمہارے لیے مہیا کر دی ہے۔ اب تمہارے لیے میرے آخری الفاظ یہ ہیں کہ تم کو صوبے کے دشمنوں کو زیر کرنے اور دوستوں کو سربلند کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نیز یہ کہ برائیاں اور بداخلاقیاں دور کر کے تم کو اپنی رعایا کے فلاح و بہبود میں ہر وقت مصروف رہنا چاہیئے۔ اتفاق کا نتیجہ خوش حالی اور نااتفاقی کا نتیجہ بدحالی ہے۔ اگر تم نے عوام کی خیر خواہی پر اس کی بنیاد رکھی تو تمہاری حکومت مستحکم رہے گی۔ میرے نقوشِ قدم پر چلنا تاکہ تمہارے دشمن تم کو زندگی بھر کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اگر تم نے کینہ پروری اور خصومت کا راستہ اختیار کیا تو خوش حالی کا باغ خزاں رسیدہ ہو جائے گا۔"

یہ تھی اس شخص کی کہانی جو انتہائی معمولی درجہ سے ترقی کر کے تین صوبوں بنگال، بہار اور اڑیسہ کا بلا شرکت غیرے خود مختار حکمراں بن گیا۔

نواب علی وردی خاں کے روزانہ کے معمولات

علی وردی خاں مدبرانہ کی زندگی میں بڑی باقاعدگی کا عادی تھا اور وہ اپنے اوقاتِ کار کو اس طرح تقسیم کرتا تھا کہ اپنے ہر کارِ منصبی کو پوری توجہ سے انجام دے سکے۔ وہ خود سحر سے دو گھنٹہ پہلے اپنا بستر چھوڑ دیتا تھا اور ضروریات سے فارغ ہو کر نماز، اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتا تھا۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد وہ چند پسندیدہ احباب کی صحبت میں "کافی" پیتا تھا۔ وہ اپنے دربار میں امورِ حکومت کی انجام دہی کے لیے ۷ بجے صبح آجاتا تھا۔ پھر وہ اپنے اہم ترین غیر فوجی اور فوجی افسران کو باریاں کا موقع دیتا تھا۔ ان کی عرض داشتوں کو بہ تحمل سنتا تھا اور سب کو مناسب جوابات دیتا تھا۔ دو گھنٹہ کے بعد وہ خلوت گاہ میں چلا جاتا تھا۔ جہاں اس کے مخصوص چند احباب اور اعزہ شریکِ صحبت ہوتے تھے۔ پورے ایک گھنٹہ وہاں اشعار اور قصہ کہانیاں سن کر اپنا دل بہلاتا تھا۔ وہ نفیس اور لذیذ

کھانے کا شوقین تھا۔ کبھی کبھی وہ بہ نفس نفیس غذائیں تیار کرنے کی نگرانی کرتا تھا اور اپنے خان ساں کو کھانا پکانے کی نئی نئی ترکیبیں سمجھاتا تھا۔ مہمانوں کی کثیر تعداد میں موجودگی کے بغیر وہ کبھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ کھانے کے بعد وہ داستان گو حضرات کی خدمت سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اس کے محافظوں کی حاضر باشی میں ایک مختصر لمحی سی جھپکی لیتا تھا۔ وہ دوپہر ڈھلے ایک بجے اٹھ بیٹھتا تھا اور بعد نماز ظہر باآواز بلند قرآن مجید کا ایک پارہ تلاوت کرتا تھا۔ پانی کا ایک کٹورہ جس کو موسم کے مطابق شورہ یا برف سے ٹھنڈا کیا جاتا تھا اس کی پیاس بجھانے کو کافی ہوتا تھا۔ پھر متعدد درباری اور علماء باریاب کئے جاتے تھے۔ وہ ان میں سے ہر ایک کا حسب مراتب خیر مقدم کرتا تھا۔ ان فضلاء کے رخصت ہو جانے کے بعد وہ پورے دو گھنٹے مسائل مملکت پر غور و فکر کرتا تھا۔ رات کی آمد پر وہ نماز شب میں مصروف کرتا تھا جس کے بعد اس کی بیگم، سراج الدولہ کی بیگم اور اس کے خاندان کی دیگر بیگمات اس کے حضور پہنچتی تھیں۔ رات کے وقت وہ صرف کچھ پھل اور مٹھائیاں ان بیگمات کے ساتھ کھاتا تھا۔ اس کے بعد عشائیہ کے اختتام پر وہ سونے چلا جاتا تھا۔ قصہ گو اس کو سکون بخش طریقے سے سلا دیتا تھا اور محافظت کرنے والے ساری رات بیدار اور مستعد رہتے تھے۔

علی وردی کے دور میں اجناس کی قیمتیں

نام اشیاء	قیمت
۱۔ باریک باسمتی چاول	۱ روپیہ میں ۱۰ سیر
۲۔ موٹا دیسی چاول	۱ روپیہ میں ۲۰ سیر ۲۵ سیر
۳۔ گیہوں (دھوہ)	۱ روپیہ میں ۲ من
۴۔ جو	۱ روپیہ میں ۸ من
۵۔ تیل سرسوں دھوہ	۱ روپیہ میں ۲۱ سیر
۶۔ گھی دھوہ خالص	۱ روپیہ میں ساڑھے دس سیر

علی وردی کے دور میں صنعتی ترقی

علی وردی کے عہد میں بندوق سازی کے لیے مونگیر ایک مشہور مرکز تھا۔ یہیں کی بنی ہوئی ایک بندوق نواب علی وردی کے استعمال میں تھی۔ کچھ عرصہ بعد نواب میر قاسم نے "جتنی توپیں اور متعلقہ

والی بندوقیں ممکن ہو سکیں مع ہر قسم کے لوازمات کے جنگ کے لیے مونگیر سے حاصل کی تھیں"۔[1]

نوٹ:۔ حاجی مصطفےٰ مترجم سیر المتاخرین اظہار رائے کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یورپین قارئین اس کو تعجب سے سنیں کہ یہ پتھر کا بندوقیں جو مونگیر کی بنی ہوئی تھیں ان بہترین حصار محافظ بندوقوں سے کہیں بہتر ثابت ہوئیں جو کمپنی کے استعمال کے لیے ہندوستان بھیجی گئی تھیں اور یہی اس وقت انگریز افسروں کی رائے تھی۔ جب انہوں نے کلکتہ کونسل کے زیر حکم ان کا باہم مقابلہ کیا۔ ان کے چقماق سب کے سب راج محل کے سنگ سلیمانی کے تھے اور ان کی دھات زیادہ پختہ تھی۔

۱۷۸۶ء میں ایک فرانسیسی کرنل مارٹن جس نے پچھلے بائیس سال انگریزوں کی ملازمت میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ اس نے ایک کارخانہ کھولا تھا جہاں وہ پستول اور ہلکی توڑے دار بندوقیں تیار کرتا تھا جو گھوڑے اور نال دونوں اعتبار سے ان بہترین اسلحہ سے جو یورپ سے آتے تھے بہتر ہوتی تھی۔ ان کا مقابلہ متعدد بار ہو چکا ہے اور سب کی یہی رائے ہے۔

سادات بارہ کے بارے میں نواب میر محمد قاسم تلعدار مونگیر کا تبصرہ

نواب میر محمد قاسم جو سادات بارہہ (بارہہ) اور شاہنواز خاں کا ایک ہمعصر اور ہم نسب تھا واضح طور پر دعویٰ کرتا ہے کہ اگر سادات نے حالات کو نہ بھانپ لیا ہوتا تو ان کی جانیں اور عزت محفوظ نہ رہتیں۔

مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی کے اشعار اور ان کے جواب

مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی آصف جاہ اوّل کے استاد تھے۔ انہوں نے سادات بارہہ (بارہہ) کے بارے میں ایک قطعہ کہا ہے۔ اس کے جواب میں سید عزت اللہ بے خبر بلگرامی نے

---

[1] بیان بادشاہ گرمنہ، [2] بیان بادشاہ گرمنہ،

نوٹ: نواب میر قاسم تلعدار مونگیر ادری نسب نامہ کی رو سے زیدی الواسطی تھا وہ میر سید نصیر الدین نگونت پور نیز بہار ابن سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلی کی دختر کی اولاد تھا۔ (سادات بہٹورہ)

بھی ایک قطعہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

بیدلؔ عظیم آبادی :-

دیدی کہ چہ بادشاہ گرامی کردند ۔۔۔ صد جور و جفا از رہ خامی کردند
تاریخ چو از خرد بجستم فرمود ۔۔۔ سادات بوے نمک حرامی کردند

بیخبر بلگرامی :-

بادشاہ جبرئی آنچہ شاید کردند ۔۔۔ از دست حکیم آنچہ آید کردند
بقراط خرد نسخۂ تاریخ نوشت ۔۔۔ سادات دماش آنچہ باید کردند

اردو زبان کے ایک شاعر نے بھی کہا ہے ؎

فرخ سیر اک گربۂ محسن کش تھا
سادات سے کی نمک حرامی اس نے

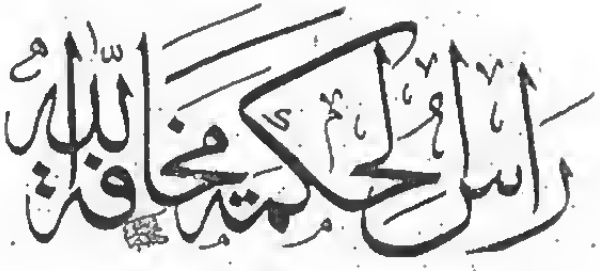

علامہ مناظر احسن گیلانی اور ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی

(شجرۂ نسب صفحہ ۳۸۴)

ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی سیدان بادشاہ گر صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں :-

"ملاحظہ فرمایئے مناظر حسین گیلانی کی اولی یہ عبارت کہ وہ تمام عمر خود کو سادات بارہہ کی جعفری شاخ سے منسوب کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف رہے اور پھر نظام دکن کا حق نمک ادا کرنے کے خیال سے مرتع یا محل دیکھے بغیر اپنے متصبانہ قیاسی انداز میں اس طرح کچھ اچھالنے میں مصروف رہے کہ تذکرہ شاہ ولی اللہ میں جہاں اس بات کا کوئی محل نہ تھا۔ سادات بارہہ سے اس طرح تبرا فرماتے ہیں :-

"مغل حکومت بھی عہد عالمگیری کے بعد فتنوں کے جس طوفان میں گھر گئی تھی جاننے والے جانتے ہیں کہ باہر سے جتنے سیلاب آئے ان کا سرچشمہ بھی اندر ہی تھا۔ جس کا افسانہ طویل ہے۔ اور عام طور سے تاریخ کی کتابوں میں مسطور ہے۔ میرا اشارہ اس اندرونی فتنے کی طرف ہے جس کی تعبیر عام کتابوں میں سادات بارہہ کے فتنے سے کی جاتی ہے۔"

"تذکرہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۴۸"

جواب :- قطع نظر اس امر کے کہ سادات بارہہ کے سیاسی حقائق کے بارے میں علامہ مناظر احسن گیلانی کے خیالات کچھ بھی ہوں حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علامہ مناظر احسن گیلانی سادات بارہہ کی شاخ سادات جاجنیری سے تعلق رکھتے تھے اور سید ابوالفراس کی اولاد ہونے کے ناطے ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی کے ہم جد تھے ملاحظہ ہو ان کا مکمل شجرۂ نسب صفحہ

میرے خیال میں اخلافی مسلک یا مختلف سیاسی نظریات سے نسب تبدیل نہیں ہوتا۔ سادات جاجنیری بہار جو زیادہ تر حنفی مسلک رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی کے ہم جد ہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے سوا سید ابوالفرج ثانی کے برادر سید ملی مسعود کو ان کا پرپوتا بنایا جو تاریخی حقائق کے منافی ہے۔

شجرہ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۸۴

راجہ رام نرائن موزوں (متوفی ۱۱۷۶ھ)

راجہ رام نرائن موزوں دیوان رنگ لال کے بیٹے تھے۔ ان کا آبائی وطن موضع کشن پور ضلع سہسرام تھا۔ تاریخ بندیں ان کی بڑی شہرت ہے۔ مختلف عہدوں پر فائز رہنے کے بعد صوبہ بہار کے نائب ناظم ہوئے تھے اور عظیم آباد و بہار پر فرماں روائی کرتے تھے۔ ان کی صوبہ داری ۱۱۶۶ھ تا ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۵۳ء تا ۱۷۶۳ء رہی۔ رنگ لال نواب علی وردی خاں مہابت جنگ کے ۱۱۴۳ھ تا ۱۱۵۳ھ یعنی ۱۷۳۱ء تا ۱۷۴۰ء تک سوسلین میں تھے رام نرائن لال تو مہابت جنگ کے پروردہ تھے۔ وہ اپنے والد کی جگہ دیوان بھی رہ چکے تھے۔ لالہ جانکی رام نائب صوبہ دار بہار، عظیم آباد کے مرنے کے بعد یہ صوبہ دار مقرر ہوئے۔[1]

نواب کے جیتے جی بہار راجہ کی صوبہ داری میں کوئی خرخشہ واقع نہیں ہوا۔ نواب مذکور کے مرنے کے بعد ان کا نواسہ سراج الدولہ حکمران بنگال و بہار و اڑیسہ ہوا۔ نواب سراج الدولہ کا عہد ۱۱۶۹ھ - ۷۰ - ۵۷ء - ۱۷۵۶ء تھا۔ اس مختصر عہد میں دربار اور قلمرو کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ہر طرف تعیش، افترا پردازی اور سازشوں کا بازار سرگرم تھا۔ جب سراج الدولہ نے والیٔ پورنیہ شوکت جنگ کے خلاف چڑھائی کی تو راجہ رام نرائن لال نے عظیم آباد کی فوج کے ساتھ نواب کی مدد کی۔ نواب سراج الدولہ کامیاب ہوئے لیکن پلاسی کی جنگ میں میر جعفر کی سازش کے سبب شکست کھا گئے۔ اور جان بچا کر عظیم آباد روانہ ہوئے۔ راستہ میں گرفتار ہو کر میر جعفر کے بیٹے میرن کے پاس پہنچا دیا گیا جس نے بیدردی سے قتل کر دیا۔ بلکہ نواب کی ماں، خالہ، بھائی اور معصوم بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲ جولائی ۱۷۵۷ء کو ہوا۔ رام نرائن سراج کی بالکل مدد نہ کر سکے اور جلد ہی انگریزی فوج عظیم آباد میں متعین ہو گئی۔

علامہ اقبال نے اسی موقع کے لیے کہا ہے۔

جعفر از بنگال صادق از دکن ننگِ ملت، ننگِ دیں، ننگِ وطن

شہزادہ عالی گوہر ثانی کے بعد شاہ عالم کے لقب سے بادشاہِ ہند ہوئے۔ جب بادشاہ عظیم آباد پہنچے تو راجہ رام نرائن اور میرن انگریزوں سے مل گئے۔ جنگ ہوئی۔ انگریز جیت گیا۔

[1] بہار میں اردو ادب کا ارتقاء صفحہ ۲۲۷ تا ۲۳۰ [2] سیر المتاخرین جلد دوم صفحہ ۴۳۶

انگریزوں نے جا کر میر جعفر کو معزول کر دیا اور میر قاسم کو مسند نظامت بہار، بنگال اور اڑیسہ کی اس کو عطا کی۔ میر قاسم کا عہد ۱۱۷۴ھ - ۷۸ھ مطابق ۱۷۶۱ء - ۶۴ء ہے اسی زمانہ میں بادشاہ شاہ عالم اور انگریزوں میں صلح ہو گئی۔ وہ عظیم آباد بہ نفس نفیس تشریف لائے۔ انگریزی کوٹھی میں تخت نشینی کا انتظام ہوا۔ میر قاسم ناظم بنگال نے بھی آ کر نذریں گذاریں۔ راجہ رام نرائن بھی شرف یاب ہوئے بادشاہ کے جانے کے بعد نواب میر قاسم نے راجہ رام نرائن سے پچھلے حاصل کی حساب طلبی کی۔ خیانتوں کا پتہ چلا۔ راجہ صاحب قید ہو گئے۔ اسی اثنا نواب میر قاسم علی خاں کی انگریزوں سے ٹھن گئی۔ انہوں نے مونگیر کو اپنا مرکز بنایا لیکن جنگ میں شکست کھا گئے۔ نواب میر قاسم مال جہاد مونگیر سے عظیم آباد کی طرف فرار کرتے ہوئے آ رہے تھے کہ انہوں نے باڑھ کے قریب نزد مکان گھاٹ محبوسین کو دریائے گنگا میں غرق کر دیا۔ راجہ رام نرائن کے گلے میں ریت سے بھرا گھڑا باندھ کر انہیں دریا برد کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۳ء کا ہے۔ [1]

راجہ رام نرائن فارسی میں بھی اشعار کہتے تھے اور شیخ مضمون کے شاگرد تھے۔ شیخ حزیں ۱۱۷۱ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور ۱۱۴۷ھ میں دہلی آئے۔ ۱۱۷۸ھ میں بنارس میں ان کا انتقال ہوا۔

نواب سراج الدولہ کی شہادت پر راجہ رام نرائن نے ایک شعر کہا ہے جو بہت مشہور ہوا۔

مزاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری

کہا جاتا ہے کہ جس وقت رام نرائن موزوں کو دریائے گنگا میں غرق کرنے کے لیے کشتی پر بٹھا کر لے جانے لگے تو انہوں نے درج ذیل دردناک اشعار موزوں کیے۔

موزوں کے قول پر ہرگز نہ کیجئے اعتبار — جو نک اگر مٹی ملے تو بھی لہو پیتی ہے
چادر تقدیر کی ہرگز رفو ہوتی نہیں — تا قیامت سوزنِ تدبیر گر سیتی رہے
بلبلِ بے درد کو مطلب ہے کیا پرواز سے — دل میں مر جائے یہ وہ ہجر میں جیتی ہے

[1] سیر المتاخرین صفحہ ۴۴۴

فہرست اولیائے کرام، بہار و مواضعات سادات جاجنیری

مولانا محمد نعیمؒ نے شہزادہ عظیم الشان کی خدمت میں ایک عرضداشت میں ۵۷ مشائخ بہار کے مقابر کی مرمت کی درخواست کی تھی۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن	نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن
۱	شیخ شرف الدین منیریؒ	بہار شریف	۱۸	سید فضل اللہ گوسائیںؒ	سرہ بہار شریف
۲	شیخ شعیب جلالؒ	الدہ شیخپورہ	۱۹	سید فرید طوبیٰ بخشؒ	″
۳	سید محمدؒ	عظیم آباد	۲۰	تیم اللہ سفید بازؒ	″
۴	شیخ خلیل شیخ تاجؒ	″	۲۱	شیخ سعادتؒ	″
۵	سید سلیمؒ	عالم گنج پٹنہ	۲۲	سید عطارؒ	″
۶	درویش ارزانؒ	درگاہ پٹنہ	۲۳	سید ابراہیم ملک بیارؒ	″
۷	شیخ محمد محمودؒ	لودی کٹرہ	۲۴	خواجہ اسحٰق مغربیؒ	پہر پہاڑی منوکھر شیخپورہ
۸	عین الدین حسینی مدارؒ	″	۲۵	شیخ یحییٰ منیریؒ	منیر شریف
۹	سید شہاب الدین بگجوتؒ	بلدہ حویلی پٹنہ	۲۶	شیخ جلالؒ	منیر
۱۰	شیخ آدم صوفیؒ	جیو جھلی پٹنہ	۲۷	حاجی صفی الدینؒ	شاہ پور منیر
۱۱	سید محمدؒ	قصبہ بہار	۲۸	حاجی نظام الدینؒ	″
۱۲	سید احمد چرم پوشؒ	بہار شریف	۲۹	شیخ احمدؒ	″
۱۳	شیخ عبد عالمؒ	سرہ بہار شریف	۳۰	شیخ دولتؒ	″
۱۴	حسین نوشہ توحیدؒ	″	۳۱	شاہ نورؒ (خواجہ قطب کی کے برادر خورد)	کھکھرد سلیم آباد
۱۵	شیخ حمید الدین آدم صوفیؒ	″	۳۲	شیخ نتو و برہانؒ	″
۱۶	سید یٰسین دانشمندؒ	″	۳۳	سید فخر الدینؒ	اوکھدی صفی پور بھیم پور
۱۷	مولانا حسام الدینؒ	″	۳۴	سید صفیؒ	

۱؎ بہار میں اردو کا ارتقاء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن	نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن
۴۵	شیخ داؤد شطاریؒ	سہب پور	۵۶	شیخ سلطان حسینؒ	دربھنگہ
۴۶	سید محمد محسنؒ	ہلسہ	۵۷	شیخ شمس الدین ثمنؒ	″
۴۷	سید منہاج راستیؒ	پھلواری	۵۸	شیخ ظہورؒ (رتن سرائے)	ساران
۴۸	ضیاء الدین سہروردیؒ	چنڈھوس	۵۹	دلاور شیر سوار (لودلی)	″
۴۹	شیخ شمس الدین چنائیؒ	ہلودی	۶۰	میر عبدالمالکؒ (بانکہ)	″
۵۰	شیخ کمال الدینؒ	خنایاں	۶۱	شیخ یوسفؒ (قلعہ رہتاس کلاں)	″
۵۱	سید محمدؒ	کثیر ساران	۶۲	چندن شہیدؒ (سہسرام)	″
۵۲	سید احمد غازیؒ	امرتھہ	۶۳	شیخ عثمانؒ (حسین پور رہتاس)	″
۵۳	سید نوحؒ	لوح پور	۶۴	شیخ عبدالعلیمؒ (ہسوا چہاراں)	″
۵۴	شیخ سعدؒ	ابرہیم پور	۶۵	سید عمر شہیدؒ (آرہ شاہ آباد)	″
۵۵	ادریس نافعؒ	مونگیر	۶۶	سید علاء الدین بہانی (جوئی بان بہار)	″
۵۶	سید چہاری بنباسیؒ	″	۶۷	سید رکن الدینؒ	″
۵۷	شیخ مصطفیٰؒ	″	۶۸	سید بیجوؒ	″
۵۸	سید ابراہیمؒ	سرجگدیشا	۶۹	سید جہانگیرؒ	″
۵۹	شہبازؒ	جاگیپور	۷۰	شیخ ہدیٰؒ	″
۶۰	سید اولیاءؒ		۷۱	بی بی مکہؒ	″
۶۱	شیخ عبدالحیؒ	حاجی پور	۷۲	سید موسیٰؒ	″
۶۲	شیخ قاضن شطاریؒ	حاجی پور	۷۳	قاضی شمس الدینؒ	″
۶۳	ابوالفتحؒ	بنگول	۷۴	سید عالم شہیدؒ	″
۶۴	مولانا خواجہ علیؒ	″	۷۵	سید محمد سعیدؒ	″
۶۵	شیخ برکت اللہ قتالؒ (خلیفہ کیسو دراز)	دربھنگہ			

فہرست مواضعات جہاں سادات جاجنیری (بارہ گیاں) آباد ہیں۔

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	حسین آباد	۲۰	پچنہ	۳۹	تاریگھہ	۵۸	کھرانٹ
۲	مانہ	۲۱	چرسیاری	۴۰	پیرنگھہ	۵۹	بازید پور
۳	مدام پور	۲۲	پنیڑ	۴۱	مسیاں	۶۰	امرتھہ
۴	فیروز پور	۲۳	پھیلی پور	۴۲	ڈومراواں	۶۱	خضر چک
۵	منڈہ	۲۴	چک مسکن	۴۳	جیر	۶۲	بارو
۶	محمد پور الکیساری	۲۵	چک مغلات	۴۴	قائم پور مدابا	۶۳	بنہرہ
۷	پیغمبر پور	۲۶	فتیحپورہ	۴۵	پچپتن	۶۴	لھکری چک
۸	ندیاواں	۲۷	ادکھدی	۴۶	ملانواں	۶۵	بڑی بلیا
۹	سیانی	۲۸	سولانگر	۴۷	دیاؤ	۶۶	لکھینیاں
۱۰	بروئی	۲۹	سورجگڈھ	۴۸	اوگانواں	۶۷	نگھرہ
۱۱	سعید پور	۳۰	اودین	۴۹	ہرگانواں	۶۸	جوانواں
۱۲	کنڈہ	۳۱	غوث آباد	۵۰	کوتند	۶۹	سرھدا
۱۳	پتھریٹہ	۳۲	لمتھوا	۵۱	نور پور	۷۰	بہار شریف
۱۴	جوارہ	۳۳	مخدوم پور مونگیر	۵۲	مان پور	۷۱	کونچک
۱۵	رسولپور	۳۴	باڑہ	۵۳	سیدے	۷۲	باڈھہ
۱۶	کنتی کول	۳۵	پہرڈیا	۵۴	پھلواری	۷۳	سری بختیار پور
۱۷	سانہاں	۳۶	گیلانی	۵۵	سیدی پور سرائے		اشرف چک
۱۸	چمارہ	۳۷	دلسنہ	۵۶	دھیاداں	۷۴	مالدہ
۱۹	امام نگر	۳۸	استھانواں	۵۷	میرنگر تورا		

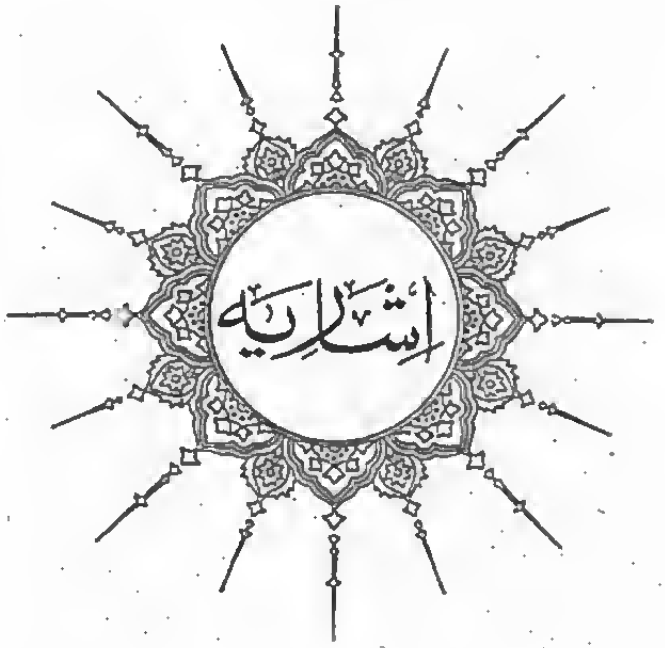

قاموس الاسماء والاشاریہ

آ

آتشہ میر - ۲۹۱،
آدم بنوری - ۲۰۰
آدم نقشبندی ۴۵۸، ۴۷۷
آغا عماد الدین - ۳۰۸،
آقائے عبدالمعی حبیبی - ۲۰،
آل حسین میاں نادری برکاتی ۲۳،
آل نبی - ۲۰۵
آل احمد شاہ سید اچھے میاں - ۱۹
آمن شیخ - ۴۱۷، ۴۱۸

(ا)

ابراہیم ملک بیا - ۸۱، ۹۶
ابراہیم بلخی سید - ۸۸
ابراہیم رضوی سید - ۲۰۱، ۲۳۱
ابراہیم زندہ دل کاکوی ۳۲۳،
ابراہیم قاضی ۳۰۵،
ابوالحسن علی ہجویری ۸۱، ۹۳،
ابوحفص ۵۹۵،
ابوعلی سندھی ۵۹۶،
ابوالفرج واسطی سید ۱۲۷، ۱۳۳، ۲۹۱،
ابوالفراس ۲۹۳، ۲۹۵، ۲۹۶،
ابوالعلا سید اکبر آبادی ۱۴۱،
ابوالعالی لاہوری ۲۲۷، ۲۳۰،
ابویوسف ہمدانی ۲۲۴،
ابوالعلا مشہدی ۲۰۳
ابوالقاسم سید ۲۳۵
ابوالاعلیٰ مودودی سید ۲۲۹، ۲۶۳
ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتی ۲۴، ۳۱۸،
ابوالبرکات سید شاہ ۱۵۶،
ابوتراب شاہ گدا ۱۷۲،
ابوالفضل ہاشم ۵۲۸،
ابوالقاسم انصاری ۵۳۰
ابوالبرکات احمد اشرفی ۶۲۳
ابوالقاسم سید ۸۷،
ابوالقاسم عبدالسلام ۲۳،
ابوالخیر محمد زسیر ۱۹،
ابوالبرکات ۶۰۴، ۶۰۵،
ابوالحسن ندوی علامہ ۸۹، ۱۰۹، ۱۲۵،
احمد علی سید ۸۲، ۱۲۱،
احمد شہید سید ۸۹،
احمد سید بلوی ۲۳، ۱۱۴،
احمداللہ ندوی ۲۱، ۸۲، ۱۵۶،
احمد سید ۲۹، ۱۲۲،
احمد تونسہ شاہ سید لاہوری ۱۳۱،
احمد حسین شاہ سید ۱۴۷،
احمد حسین شاہ سید سنی ۱۵۷
احمد کبیر رفاعی ۱۷۰، ۱۹۲،
احمد حسین رمضانی قاضی ۱۷۰،
احمد چرم پوش سید ۱۷۲، ۱۸۲،
احمد خان سر سید ۲۲۶، ۲۳۲،
احمد حسین حسینی پیر مراد دہلی ۲۵۱
احمد جمال عابد حسین بخاری ۲۶۲
احمد سید جاجیری ۱۲۷، ۲۲۷، ۲۸۷،
احمد شیخ سرہندی امام ربانی ۴۹۷،
احمد سید ندوی ۲۵،
احمد الاحمد پروفیسر شامی ۳۴،
احمد قتال رہبی ۲۳۷،
احمد رضا خاں بریلوی اعلیٰحضرت ۵۹۰، ۵۹۱،
احمد عبداللہ دیبلی ۵۹۶،
احمد سید کاظمی سید علامہ ۶۲۳،
احمد شجاع ۲۹۲،
احمد علی ۲۹۲،
احمد نورانی شاہ علامہ ۴۸۶
احمد شعیب ۲۸۹
احسن سید ۲۹۸،
اختر محمد حکیم مولانا ۲۳،
اختر اورینوی ۳۰،
اختر الیس۔ ایم ۳۸۰، ۱۵۷،
ارشاد علی سید ۳۳۱،
ارزلی شیخ ۴۱۷،
ارتضیٰ حسین زیدی ۲۲،
اسرائیل شیخ ۴۲۱،
اسمٰعیل شیخ ۴۲۳، ۴۲۹،
اسمٰعیل شہید ۵۰۹،
اسلم بندگی میاں ۱۵۴،
اشرف جہانگیر سمنانی ۲۳، ۱۵۴، ۱۶۳،
اشرف حسین شاہ قتال ۸۴،
اشرف عالم مولانا سیالکوٹی ۱۷۷،
اشرف علی تھانوی علامہ ۵۱۳،
اشرف علی سید عسکری ۲۹۰، ۲۹۱،
اشرف الدین حیدر سید ۳۳۷،
اشرف علی ۳۹۲،
اصغر علی ۳۸۱، ۳۸۲،
اظہار اشرف سید ۸۴، ۸۵،
اظہر الدین احمد ۲۴۱
اعجاز الحق قدوسی ۲۱،
افضل الدین سید میر ماہ بہرائچی ۱۵۵،
افضل حسین فخری ۳۰،
افضل الدین احمد ۲۳،
افتخار احمد مولانا چلواروی ۲۴

افضل حسین سید مفتی ۶۲۴
افضل شیر میر ۲۰۴
افضل سید محمد ۲۰۵
افضل سید ناظر ۲۳۷
افضل حسین شاہ فقیر ۱۰۸
اقبال علامہ ۲۴،
اقبال عظیم سید پروفیسر ۲۵
اقبال حسین سید ۳۴۹
اقبال نعیمی مولانا ۲۰
اقبال علی حاجی سید ۳۸۹، ۳۹۱
اکرام الحق سید ۳۷۴
اکبر علی شیخ ۴۰۳
اکرام الدین احمد ۳۳۹
الیاس مولانا کاندھلوی ۴۵۹، ۴۸۴
اللہ بچایو شاہ ۲۴۳، ۲۶۹
امام محمد بن اسمٰعیل بخاری ۵۹۸
امیر کبیر علی ہمدانی ۱۳۱، ۱۳۸
امیر علی مرسوی نواب ۱۹۴
امیر علی سید جسٹس ۲۱۲
امیر علی سید اکبر آبادی ۸۴
امان علی جعفری ۴۴۹
امداد اللہ مہاجر مکی ۵۱۱
امیر کبیر سوری پہلوان ۵۸۱
امیر خسرو ۶۰۲
امجد علی انصاری ۵۴۲
امین سید محمود ڈاکٹر ۳۱۹
امان سید محمد ۳۱۹
امداد علی سید ۳۸۷
امام علی سید ۳۹۴
امین میر نگری ۲۶
امداد الحق ۳۴۰
امام الدین سید ۳۴۰
انور شاہ کاشمیری ۶۰۸
انعام الحق سید ۳۳۰
انیس الرحمٰن ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴
انور علی سید شاہ راجگیری ۹۰
انوج خورشید حیدر ۲۸۹
اولاد رسول محمد میاں ۳۹۳
ایوب قادری انصاری پروفیسر ۲۲

(ب)

باسط علی زیدپوری ۲۲۵
باقی باللہ خواجہ دہلوی ۶۰۴
بایزید بسطامی ۵۹۶
بتن ۵۷۳، ۵۷۵
بخت نصر ۵۶۷
بختیار قطب الدین کاکی ۲۰۱، ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸

بختیار الدین سید ۲۴۳، ۲۳۵، ۲۷۴
بدر الدین بدر عالم زاہدی ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۷۰
بدیع الدین شاہ مدار ۵۴۶
بدر علی سید ۳۹۳
بدر الحسن سید ۳۸۱
بدر الحسن ملک ۲۴
بدر لکھمینیری ۶۳۹
برہان الدین سید شاہ ۲۲، ۲۷۴
برہان الدین سید خضر پوری ۱۵۱
برہان الدین بقا نظامی ۲۳، ۳۶۱، ۳۷۰، ۳۳۰، ۳۳۲
برہان الدین شیخ غریب ۵۴۵
برخیا ۵۷۳
برکت اللہ شاہ ۱۷۳
برکت علی سید ۲۲۱
برکت اللہ شاہ سید ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۱۹
برکات احمد سید ٹونکی میرٹھی ۲۲۹، ۳۵۲
بسمل لکھمینیری ۶۳۹
بشیر الدین سید ۳۸۶
بقا سید محمد ۱۸۹
بلاول شاہ ۶۰۵
بندہ نواز گیسو دراز ۱۲۷، ۱۳۹، ۲۸۸
بنیاد علی سید (بارہ) ۳۹۸
بنیاد علی (کراری) ۴۶۶
بو علی شاہ قلندر پانی پتی ۵۴۴
بہاء الدین سید خواجہ نقشبندی ۲۷۱، ۲۷۰
بہاء زکریا ملتانی ۴۵۵
بہادر شاہ ظفر ۵۵۷، ۵۵۸
بہاری لال فطرت ۱۹
بہار علی سید حاجی ۳۸۹
بیدل مرزا عظیم آبادی ۶۷۴، ۶۷۵
بے نظیر حیدر ۳۸۹

(پ)

پیر پگارا ۱۷۳

(ت)

تاج فقیہ امام زبیری ہاشمی ۴۳۰
تاج الدین اولیا ناگپوری ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۴
ترابی حاجی ۵۷۲
تمنا عمادی ۴۵۳
تواب اشرف سید ۸۷
تیم اللہ شاہ سید سقید باز ۱۲۸، ۱۴۰
تیمور گورگان ۵۹۵

(ث)

ثمن سرکار بخاری ۲۵۹

(ج)

جار اللہ شیخ ۵۱۸
جان محمد سید ۳۴۸

جعفر شاہ پھلواروی ۴۵۰
جلال الدین حیدر سید جہانیان جہاں گشت ۲۲۷،۱۲۸
جلال سید ۲۲۲
جلال الدین خلن رہری میرٹھ ۲۷۰،۲۷۵
جلال شیخ منیری ۴۵۸
جلال الدین رومی شیخ ۴۶۸
جلال شیخ سلہٹی ۶۰۹
جلال الدین تبریزی ۶۱۱
جلال دانشمند ۲۲۳
جلال الدین سید (کربلا) ۳۴۰
جلیل اختر سید ۲۱
جمال قتالی مخدوم ۸۱
جمال الدین سید افغانی ۲۰، ۲۷۳
جماعت علی شاہ علی پوری ۶۱۷
جماعت علی شاہ ۲۴۰
جمال الدین میاں فرنگی محلی ۵۳۱
جمال الدین سید کاظمی علامہ ۳۸، ۱۷۵، ۱۷۶
جمال الدین سید شاہ جانجیری ۳۴۲
جمیل محمد مولانا انصاری ۲۰، ۵۲۹
جمیل سید محمد زیدی ۲۸۹
جمیل سید محمد ۲۴۲
جواد حسین سید گیادی ۲۰، ۳۲۲، ۳۲۰
جنتر سید ۱۵۵
جے گلیسر پروفیسر دیوان اد ۳۶

(چ)

چرمیرش میزیدی ۲۹۱

(ح)

حافظ شکی پوری ۵۱۸، ۶۴۷
حامد علی سید ۱۳۲، ۲۹۲
حبیب اللہ ۱۴۵
حبیب اللہ قادری ۸۴
حبیب الحق سید ڈاکٹر ۳۰۹، ۳۱۴۰
حسام الدین شیخ ۴۸۹، ۴۹۲
حسام الدین ۳۳۹
حسرت لعلانی ۶۴۸
حسن بدر الدین سید ۱۲۱
حسن خوقی سید ۲۲۱
حسن عسکری ۳۰۲
حسن محمد سید ۲۸۹
حسن امام سید ۳۴۳
حسن عبداللہ خاں (بارشاہ گر) ۲۹۱
حسن بخاری ۶۵۱
حسن عسکری ۱۹
حسن رضا سید ۲۵
حسن رضا سید دیوروی ۲۵، ۱۰۸، ۲۳۹
حسن شاہ ہاشمی ۲۷۲
حسن سید محمد ۳۴۲
حسین نوشہ توحید ۱۲۸
حسین احمد سید مدنی ۱۳۲، ۱۴۴
حسین احمد شاہ سید ۱۴۹
حسین سید شہید نگسوار ۲۲۸
حسین علی خاں سید (بارشاہ گر) ۲۹۱
حسین علی شاہ ۵۱۷
حسین بن منصور حلاج ۵۹۹
حسین امام سید فلیگ ۲۸۵
حسین احمد منعمی ابوالعلائی ۵۲۶
حسین علی شاہ سید ۲۲۳
حسین شہید سہروردی ۶۱۵
حسین باندی ۵۱۷
حفیظ الرحمٰن سید ۲۵
حمزہ امیر خارجی ۶۵۷
حمید الدین راجگیری مخدوم ۱۲۸
حیدر حقانی مخدوم شاہ ۲۲۶
حیرت باربری ۶۲۴

(خ)

خان غازی سید ۲۹۷، ۳۲۹
خالد یوسف ۲۱
خسرو بخت مرزا ۵۶۰
خصلت حسین صابری ۱۹
خضر خاں سید ۵۶۴
خلیل سید شیخپوروی ۲۲۳، ۲۲۸
خلیل احمد مولانا انصاری ۵۲۹
خلیل بیگ سرائی ۶۲۷
خلیل خاں برکاتی ۱۹
خمار فاروقی ۲۸
خواجہ علی سید ۳۸۱
خیال مظفر پوری ۶۲۷

(د)

دارا شکوہ ۲۲
دانش علی سید ۳۸۸
دربار احمد سید دہلوی ۱۱۷
درویش شاہ مخدوم ۱۰۲
دعائی ہری سید ۲۳۷
دولت منیری ۴۲۱
دیدار علی شاہ سید غوری ۶۱۸

(ر)

راجو قتال سید اشرفی ۸۴
رانق سید مختار ۳۲۷
راجہ رام زراتی مخزن ۶۷۷
راشد رونہ وحشی پیر بگارا ۱۹۰
رحمت خاں حافظ روہیلہ ۵۸۸، ۵۹۰
رحمت اللہ شاہ مولانا ۱۱۳

رحمت علی سید ۳۹۷
رحم علی قانوی ۴۱۱
رحیم الدین سید ۲۰۴، ۲۱۱
رشید احمد گنگوہی ۵۴۱، ۵۲۹
رستم ۵۶۶
رشید الحسن سید قادری ۲۴۲، ۳۶۱
رضا کریم سید ۱۷۲
رضی الدین آرزو میاں ۱۷۱
رضی حیدر خواجہ ۲۳
رفیع الدین شاہ ۱۴۸
رکن الدین رکن عالم شیخ ۳۵۷
رکن الدین ۳۲۹
روشن علی خاں ۲۹۱
روشن علی ۲۲
ریحان الحق سید ۲۹۲

(ز)

زاہد حسین زیدی ۲۹۰
زبیدہ سروری ۵۲۶
زکریا مولانا ۴۵۹
زوار حسین شاہ ۲۳
زینا میر ۲۹۱

(س)

سالار مسعود غازی ۴۱۲، ۴۱۳
ساغر بادی ۶۴۴
سبکتگین ۵۴۷
سجاد ولیدم ۲۸۹
سخی سرود ۶۰۶
سراج الدین سید ۳۲۶
سراج سلونی شاہ مولانا ۱۹
سراج حکیم ۵۱۸
سرمد ۵۷۳، ۵۷۴
سرفراز احمد سید ۳۳۷
سعد منیر پروفیسر ۲۵
سعید عباسی ۲۷
سعدی شیخ ۳۱
سکندر اعظم ۵۶۶
سلطان احمد بیرسٹر ۳۳۴، ۳۶۶
سلطان شاہ شیخ ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۷۲
سلطان باہر ۴۹۴
سلطان جاجی ۴۰۵
سلمان حیدر سید ۱۳۰، ۲۲۶، ۲۹۲
سلیمان شاہ چھلاردی ۴۵۰
سلیمان اشرف ۶۳۰
سلیمان علی خاں ۲۲
سلیم چشتی شیخ ۴۹۳
سمیع سید محمود مولانا راجگیری ۳۲۰

سہراب ۵۶۶
سہراب خاں اعظمی ۲۵
سیفی مولانا سید ۱۶۷

(ش)

شاداں فاروقی ۱۹
شاہد حسین سید ۲۰۱
شاہد حسین اشرف ۱۰۴
شاہر غازی ۴۱۲، ۳۸۱
شبیر الحسن ۵۱۷
شبیر احمد عثمانی علامہ ۵۲۴
شبلی نعمانی ۲۲
شبراع سید ۱۷۲
شرافت علی سید ۱۳۲
شرف الدین قوام ۲۰۹
شریف جرجانی ۱۲۷
شرف الدین یحییٰ منیری ۲۴، ۴۲۵
شعیب سید چھلاردی ۱۹
شعیب شیخ ۴۲۳، ۴۲۶
شفیع شعور مولانا سید ۱۶۷
شفیق رضوی حماد پوری ۲۱۰
شمس الدین قلندر ۱۵۲
شمس بابا کاظمی سید ۱۷۴
شمس الدین شہیدی ۱۸۲
شمس الحسن سید حسینی ۳۲۳، ۳۸۱
شمس العلمی پروفیسر ۳۲۳، ۳۶۹
شمس تبریز ۵۹۹
شمشاد احمد اشرفی ۲۱
شمیم احمد سید بخاری ۲۵
شمیم حسین سید ۱۱۸
شوکت علی ۲۸۱
شہباز بھاگلپوری مولانا ۳۳۴
شہاب الدین سہروردی سید پیر گجرات ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۶۴
شہاب الدین گردیزی سید ۲۳۵
شہاب الدین رحمت اللہ ۱۶، ۳۶۷
شہاب الدین سہروردی ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۷۷
شہاب الدین حق گو ۶۲
شہزادہ عالم سید ۳۲۱
شیر قانع ۲۰
شیر ابر بلوی ۵۱۹
شیر شاہ سوری ۵۸۲

(ص)

صادق محمد شاہ سید اشرفی ۸۶، ۸۷
صباح الرحمٰن دیسنوی ۳۰
صبیح محسن سید دیسنوی ۲۲۰
صدر الدین سید شاہ ۱۸۰
صدر الدین خطیب سید ۲۳۶

صدرالدین سید راجر قتال ۲۵۰
صدرالدین عارف شیخ ۳۵۷
صدیق حسن ۲۳
صغریٰ بلگرامی ۲۸۷، ۳۱۳
صغیرن بی بی ۴۰۵، ۲۳۷
صفدر علی شاہ ۸۲
صفدر حسین سید ۳۴۱
صفدر حسین سید بلگرامی ۶۷۶
صفیر بلگرامی ۲۹۳
صلاح الدین سید ۳۴۰

(ض)

ضیاء الدین علوی ۲۳
ضیاء الرحمٰن سید ۳۳۷

(ط)

طالب علی شطاری سید ۱۷۹
طاہر سید محمد ۲۴۲
طاہر گیلانی ۴۰۵
طٰہٰ نورانی سید ۱۷۶
طرابٹنی ۴۶۰
طٰہٰ کمال ۲۱۶
طالوت ۵۶۷
طفیل احمد مسعودی ۲۲
طیب صوفی ۴۱۹
طیب گیلانی ۳۲۵

(ظ)

ظفر احمد عثمانی مولانا ۵۱۷، ۵۲۴
ظفر الدین مولانا ۶۲۰
ظفر اوگانوی پروفیسر ۲۶
ظفر یاب حسین سید ترمذی ۱۹
ظفیر اشرف سید ۸۷
ظفیر الحسن ۳۳
ظہور الحسن شارب ڈاکٹر ۱۹

(ع)

عاجز صدیقی ۶۵۰
عارف مولانا ۱۱۳
عاشق حسین دارثی ۳۲۷
عاصم تبریز ۳۳
عاصی چھپروی ۶۵۰
عباس صفوی ۱۷۳
عباس مشکی پوری ۵۱۸
عبدالباری فرنگی محلی ۵۳۱، ۵۴۲
عبدالجلیل بلگرامی ۲۹۳
عبدالجلیل حکیم ۸۴
عبدالجلیل سید تیگھروی ۲۴، ۳۳۱، ۳۳۲
عبدالحسین ۲۰
عبدالحفیظ ۲۵

عبدالحق محدث دہلوی ۴۹۵، ۴۹۶
عبدالحق مولوی بابائے اردو ۳۴
عبدالحکیم علامہ سیالکوٹی ۴۰۷
عبدالحکیم شرف قادری ۲۱
عبدالرب ڈاکٹر ۳۴۶، ۳۴۸
عبدالرحمٰن بخش سید ۳۸۱
عبدالرحمٰن ہاشمی قریشی ۵۹۵
عبدالرحمٰن جامی ۲۲
عبدالرحمٰن خاں لمتانی ۲۴
عبدالرحمٰن ڈاکٹر ہمدانی ۲۴۰
عبدالرحمٰن سید، سجادہ (باڈھ) ۳۲۱
عبدالرحمٰن سید ۳۷۴
عبدالرحمٰن شاہ ۴۷۶
عبدالرحیم ۲۱، ۱۶۷، ۴۱۷
عبدالرحیم شاہ دہلوی ۵۰۵
عبدالرسول قادری ۸۴
عبدالرشید ۱۲۹
عبدالرشید ندوی مولانا ۲۲، ۲۸۹
عبدالرشید سید بارہوی ۳۹۸، ۳۹۹
عبدالرؤف فاطمی پروفیسر ۲۵
عبدالسلام نیازی ۲۶۶
عبدالشکور انصاری ۵۲۹
عبدالشکور منیری ۴۳۳
عبدالعزیز محدث دہلوی ۵۰۸
عبدالعزیز خاں بریلوی ۲۰
عبدالعزیز سید بیرسٹر ۲۰۳، ۲۱۱
عبدالعزیز شاہ ۴۲۳، ۴۳۵
عبدالعلیم صدیقی مولانا ۴۸۵
عبدالقادر جیلانی ۸۱، ۹۴، ۱۵۲
عبدالقادر جیلانی ۸۸، ۱۲۳
عبدالقادر جیلانی ۲۲۷
عبدالقدوس انصاری ۱۹
عبدالقدوس ہاشمی ۴۳۸
عبدالقیوم چپراوی ۳۴۲، ۳۴۳
عبدالکریم میرادی ۱۵۷
عبدالکریم ظہیری والے ۱۸۵
عبداللہ سیاح ۸۳، ۱۰۱
عبداللہ الاشتر ۸۱، ۹۱، ۹۲
عبداللہ شاہ اصبانی ۸۲، ۹۶
عبداللہ شطاری ۶۰۵
عبداللہ شاہ بخاری ۱۱۴، ۱۱۸
عبداللطیف بھٹائی شاہ ۱۶۹، ۱۸۶
عبدالنان ۸۱
عبدالنان قادری ۸۸
عبدالماجد دریابادی ۲۳
عبدالواحد بلگرامی ۲۳

عبدالودود ۲۴۱
عبدالودود عثمانی ۲۳
عبدالوہاب فرنگی محلی ۵۳۱
عبدالوہاب پسل سرست ۴۸۹، ۵۰۷
عثمان سید محمد ۳۴۴
عزیز باروی ۶۴۴
عصمت اللہ ۲۳۶
عصمت اللہ صدیقی ۴۶۵
عطاحسین ۵۰۳
عطاحسین عبدالرزاق ۲۳، ۱۵۰
عطاءاللہ شاہ بخاری ۸۱، ۱۲۰
عطاءاللہ امیر پھلواروی ۴۳۹، ۴۴۱
عظیم اللہ ۴۷۶
عظیم برخیا ۲۷۱، ۲۷۶
عقیل احمد پروفیسر ۲۵
علاءالدین علاءالحق ۶۱۰
علاءالدین علی صابری ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۹
علاءالدین شاہ سید بخاری ۲۵۷
علا بنگالی ۴۲۱
علم اللہ قطبی ۱۰۹
علی شاہ بغدادی ۶۰۹
علی سید محمد مونگیری ۸۲، ۱۱۰
علی سید ۸۲
علی ترمذی بابا ۲۷۰، ۶۰۴
علی مولیٰ شاہ ۸۴، ۱۱۹
علیم الدین سید گیسو دراز ۱۵۲، ۱۵۹
علی پیر درویش ۲۳۵
علی مسعود سید ۲۹۴، ۲۹۶
علی امام سید بیرسٹر ۲۴۳، ۳۶۲
علی شیر جانبیری ۳۲۸
علی وردی خاں ۶۶۹
علی امام (کراری) ۴۶۹
عمادالدین حماد ۴۴۷
عمادالدین آغا ۴۰۸، ۴۰۹
عمیم اشرف ۸۷
عنایت علی مولانا ۱۶۷، ۴۱۷
عندلیب شادانی پروفیسر ۲۵
عیسیٰ ابرہیلی ۲۸۱
عیسیٰ فقار ۳۳۸

(غ)

غرغشت ۵۷۳، ۵۷۶
غریب اللہ حسین دھکڑپوش ۳۲۸، ۳۵۰
غلام شرف الدین درگاہی ۱۲۹
غلام معشوق شاہ سید ۱۲۹
غلام رسول شاہ سید ۲۲۵
غلام قادر شاہ ۲۴۳

غلام علی واسطی آثار جگرامی ۳۱۴
غلام رسول مہر ۲۰
غلام رسول سعیدی علامہ ۲۱، ۲۳
غلام مولا شاہ سید ۳۳۶
غلمان الحق سید ۱۳۰، ۲۹۲
غوثی شطاری مانڈوی ۲۳

(ف)

فاروق سید شاہ حافظ ۱۷۶
فاروق سید محمد ۳۸۵
فرحان رضا سید ۲۹۳
فرزند علی صوفی شاہ میری ۱۵۶، ۱۶۸
فرزند علی صوفی سید شاہ ۲۴
فرزند علی صغیر بلگرامی ۲۹۳
فریدالدین عطار سید ۱۷۱
فریدطویلہ بخش مخدوم ۲۳۷
فریدالدین گنج شکر ۱۵۵، ۴۸۸، ۴۸۷، ۴۹۱
فریدالدین فردوسی بدھن ۵۲۲
فریدالدین کریم بابا ۱۹۱
فریدالحسنین سید ۱۷۶
فرید سید محمد ۴۰۰
فروخ احمد ۳۴
فضل اللہ گوساتیں سید ۸۳، ۱۰۷
فضل علی سید رہوی ۲۰۳، ۲۱۵
فضل علی شاہ قریشی ۴۱۷، ۴۱۹
فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی ۴۶۲، ۴۷۹
فضل حسین ۲۱
فقیراللہ سید شاہ جانبیری ۳۲۹، ۳۳۱
فقیر سید حسین منعمی ۲۰
فیروزشاہ بہمن ۵۵۳
فیض بخش کاکوروی ۲۲

(ق)

قاسم نانوتوی ۴۶۴، ۴۸۱
قاضن شطاری ۴۳۱
قائم خاں نواب ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۴
قربان علی سید ۳۹۶
قرۃ العین حیدر ۲۸۹
قطب الدین مُلّا سہالوی ۵۳۰
قطب الدین احمد حاجی سید ۱۴۷
قطب علی سید ۲۲۱
قمرالدین پھلواروی ۴۵۳
قمر تیگھروی ۶۴۶
قمرالزماں خاں ۲۰
قمرالہدیٰ ۳۲۰
قیس قادری ۸۳، ۱۰۶
قیام الدین سید ۲۲۷، ۲۲۹
قیام الدین شاہ ۳۴۰

(ک)

کامل اورنگ آبادی ۲۲

کریم الدین احمد میرودادی ۲۳

کریم بخش نظامانی ۲۸۵

کلیم محمد ۲۵

کمال الدین کیتھلی ترمذی سید ۱۲۷، ۱۳۴، ۲۸۸

(گ)

گدا شاہ سید ۸۲

گل حسن (لواری شریف) ۴۶۴

(ل)

لال شہباز قلندر ۱۵۴، ۱۵۸

لطافت حسین ۲۲۳

لطفی صدیقی ۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۵

(م)

مبارک شاہ ارزانی ۴۱۷

مجتبیٰ رضوی ڈاکٹر ۳۶، ۲۱۸

مجیب اللہ شاہ پھلواروی ۴۴۸

مجیب الرحمٰن پروفیسر ۳۰

محوی عثمانی ۳۰

محب اللہ ملک قاضی ۹۹

محبوب رضوی ۲۲۷، ۲۳۱

محبوب الحق حقی ۴۹۶

محمد سید جونپوری ۱۷۱، ۱۸۴

محمد سید ۲۳۵

محمد شاہ بخاری ۲۴۲

محمد سہروردی ۲۹۰

محمد شاہ ثانی بہمن ۵۵۲

محمد غازی سید ۲۰۲

محمد بن عیسیٰ ۲۸۲

محمد بخش ۶۱۶

محمود الخیر نقوی ۲۲۴

محمود میر سید ۲۰۵

محمود سید مشہدی ۲۳۷

محمود جائسی سید ۱۲۷، ۲۸۷، ۳۲۰

محمود احمد برکاتی ۳۲۹، ۳۷۱،

محمود سید محمد بارہوی ۴۰۶

محمود الحسن ۵۱۲

محمود غزنوی سلطان ۵۴۷، ۵۴۸

محمود گاوان ۵۵۵

محمود الحق سید ۳۷۴

محی الدین شیخ ۸۳

مخدوم گشتہ باز ۱۷۲

میر الرحمٰن سید ۳۳۰

مسعود احمد برکاتی ۳۲۹

مسعود احمد ڈاکٹر ۲۲

میر الدین بخاری ۲۵۸

شکور عالم سید ۳۳۱

مصباح الہدیٰ دیسنوی ۲۵، ۳۲، ۳۶، ۲۲۱

مصباح الحسن ۲۸۹

مصور عباس نقوی ۲۴۱

مضطر لکھنوی ۶۴۰

مظفر شمس بلخی ۱۲۸

مظہر کاظمی ۶۴۸

مظفر علی خاں شاکر ۲۰

مظفر گیلانی ۲۳

مظفر پھلواروی ۴۴۲

معصوم میر بھکری ۱۶۹

معصوم لاہوری ۳۵۱

معین درد انی ملنگ ۲۳

معین الدین سید شاہ ۳۸۲

معین الدین چشتی خواجہ اجمیری ۱۵۵، ۱۷۱، ۱۷۷

معین ڈپٹی ۳۴

مقصود علی نقوی ۲۲

ملک فیروز خان ترن ۳۴

مناظر احسن گیلانی ۲۷، ۳۵۳، ۶۷۶

منعم پاکباز ۴۸۹، ۵۰۰

منصور الحق مبلغ ۴۸۳

منہاج راسی سید ۲۰۹

منیر الدین شاہ ۱۵۷

منیر لکھنوی ۳۳۴

منہاج سراج ۲۰، ۲۲

موج دریا ۱۴۱

موسیٰ پاک ۱۰۵

مومن عارف موفی ۵۳۷

مہر علی شاہ پیر گولڑوی ۸۳، ۶۱۸

میاں میر لاہوری ۴۹۴

میر مقیم گیلانی ۳۳۴

(ن)

نادر شاہ ۶۶۸

ناشاد لکھنوی ۶۴۰

نثار علی حاجی ۳۸۹

نہایت خاں سید ۶۶۸

نجم الہدیٰ سید دیسنوی ۲۴، ۳۲۰

نجم الدین فردوسی ۲۱

نجم الدین سید لاہب ۱۹۸

نجم الدین سید ۱۲۷

نجم الحسن شاہ پروفیسر ۲۵

نجم الحسن سید ۲۵

نجیب فردوسی ۴۲۴

نذر الرحمٰن شاہ ۲۰۲

نذرین بی بی ۳۹۵

نذیر حسین دہلوی ۳۲۷، ۳۴۲، ۳۵۹

نصیب الدین نصیر ۳۳۷
نصیر الدین سید ۳۸۶، ۳۹۰
نصیر الدین چراغ دہلوی ۱۰۰
نظام الدین شاہ بندگی ۲۳۶
نظام الدین اولیاء ۲۳۷، ۲۴۵
نظام الدین شیخ بندگی ۵۱۵، ۵۲۰
نظام الدین مُلّا سہالوی ۵۳۰، ۵۳۹
نظام الدین مجددی ۲۳
نظام الدین شاہ ۲۷۰
نظیر حسین شاہ سید ۲۴۱
نعمت اللہ شاہ ۱۴۸
نعمت اللہ نوری ۲۳۷
نعمت اللہ صدیقی ۲۳، ۴۸۲
نعمت اللہ شاہ ولی ۶۲۶
نعیم الدین سید صدر الافاضل ۶۲۲
نعیم ملک لوہنڈی ۱۰۴
نوح بالائی ۴۵۸، ۴۷۱
نوشیرواں عادل ۵۴۷
نوازسید ۲۹۳
نورالعین عبدالرزاق ۸۵
نورالحسن نواسی ۱۴۹
نورالدین سید ۱۵۲
نورالدین خواجہ ۱۷۰
نورالعین جیند ۲۸۹
نونہال احمد ۲۸۹
نہال الدین سید ۳۴۰
نیاز احمد شاہ علوی بریلوی ۴۱۶
نیرہ لال گروجی ۲۵

(و)

وارث شاہ سید رسولنما بنارسی ۱۳۲، ۱۴۳
وارث علی شاہ دیوہ شریف ۲۵۹
وارث کمال ۲۱
وارث علی سید ۳۸۶
واصع محمد قاضی ۲۰۱
وحید اشرف ۲۲۱
وحید الدین چرکش ۲۲۹
وزارت حسین سید مختار ۳۲۱، ۳۳۲، ۴۰۱
وزیر حسن سید زیدی ۲۲، ۳۳
وسیم الدین سید ۲۵
ولایت علی سید ۱۳۲
ولایت علی مولانا ۱۶۷، ۴۱۷، ۴۲۸
ولی اللہ شاہ محدث دہلوی ۵۰۶
ولیہ بی بی ۴۴۷
ولیم میور ۱۹

(ہ)

ہاشم شطاری ۲۱

ہاشم سید محمد فاضل شمسی ۲۳۹، ۲۶۷
ہدایت اللہ سرمست ۴۳۱
ہرتچند مولچند گرنجشانی ۱۹

(ی)

یار محمد شاہ خلیفہ ۲۴۳
یحییٰ سید بن زید شہید ۲۸۱
یحییٰ کبیر خواجہ خرقشق ۶۰۳
یحییٰ ادھمی پروفیسر ۲۵
یحییٰ منیری ۴۲۴
یحییٰ سید محمد ندوی مولانا ۳۸۴، ۳۸۵
یوسف بنوری علامہ ۱۷۰، ۲۰۰
یوسف شاہ سید گردیزی ۶۶۳
یوسف دولہ شاہ ۳۴۷
یوسف قاضی ۵۱۹
یونس ملک ۶۱۳
یقین شاہ سید بخاری ۲۳۷، ۲۵۲

اشاریہ مقامات

آ

آبگل ۳۷۳، ۴۰۴

آبگنہ ۲۰۵، ۲۱۷، ۲۱۸

آدینہ ۶۱۱

آذربائیجان ۱۵۸

آرہ ۱۱۳، ۳۴۱، ۳۵۷، ۳۶۴، ۳۶۷، ۶۲۴

آریانہ ۵۷۹

آسام ۲۷۲، ۶۱۲

آسمتر ۱۶۳

آسنسول ۳۴۹

آگرہ ۱۰۵، ۴۸۸، ۵۲۳

آنولہ ۵۸۸

ا

ابراہیم پور ۱۰۲، ۴۱۸

ابواء ۵۱

اٹک ۵۸۸

اجمیر شریف ۱۷۷، ۲۲۸، ۲۷۱، ۵۰۹، ۵۴۲، ۶۰۴، ۵۴۶

اجودھن ۱۵۹، ۲۴۵، ۴۹۱

اجودھیا ۱۰۰

اچھرہ ۲۶۳

احد ۵۳، ۵۷

احمد آباد ۱۳۴، ۱۳۵، ۶۲۶

احمد نگر ۲۷۲، ۳۷۴، ۳۷۷، ۳۸۷، ۴۹۰

اڈسا ۲۹۸

اردو بازار ۱۱۴

اردیہ ۴۶۶، ۶۴۰

ارغونہ ۲۸۰

اردڑ ۱۸۰، ۶۵۶

ارول ۱۴۷

ارٹلیسہ ۱۹۶، ۲۹۸، ۶۶۹، ۶۷۷، ۶۷۸

ازبکستان ۵۹۸

اسلام آباد ۲۷۳

اسلام آباد ۲۵، ۸۳، ۲۱۱، ۲۱۷، ۲۲۴، ۲۲۵، ۶۴۳

اسلام پور ۱۵۶، ۱۷۸، ۳۶۹، ۵۰۱

استانبول ۲۰۴، ۲۱۱، ۲۴۹، ۲۵۴، ۳۵۵

اشرف چک ۸۴، ۸۷، ۳۸۷

اصفہان ۴۱۸، ۶۵۹، ۶۷۸

اعظم گڑھ ۲۵، ۱۶۳، ۳۸۴، ۵۴۳

افریقہ ۴۸۵

افغانستان ۱۰۵، ۱۴۱، ۱۷۲، ۴۳۶، ۵۴۱، ۵۵۳

۶۵۳، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۷۸، ۶۸۵

اکبر آباد ۸۳، ۱۴۱، ۱۵۰، ۶۰۷

اکسای ۳۵۴، ۳۶۰

اکڑہ ۵۰۹

الفیل ۴۲۹

الڑہ ۵۸۸

الور سائنٹی ۳۴۲، ۳۹۴، ۶۵۰

الور ۱۱۷، ۶۱۸

الہ آباد ۱۵، ۲۹، ۲۴۱، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰

انڈونیشیا ۱۹۲، ۴۸۵

انگریز بازار ۱۱۵

اورنگ آباد ۴۸۵

اوچ شریف ۸۱، ۱۵۰، ۱۶۳، ۲۲۷، ۲۵۰، ۶۰۹

اودھ ۱۰۰، ۲۱۲، ۲۷۷، ۳۰۷، ۴۵۱، ۵۵۹، ۶۸۸

اوڈیر والی شاہ ۲۴۳، ۲۶۹

اورنگ پورہ پکرہ ۲۲۹

اورنگا بندر ۲۵۴

اورنگ ۳۶، ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۳۹۰

۳۹۳، ۵۱۸

اورین ۲۴۶، ۲۴۹، ۲۵۹

اورش ۲۰۸، ۲۲۱

اوکھلی ۲۷۴، ۳۷۵، ۳۷۷، ۳۹۴

اوشا بم ۳، ۵۱۷

ایران ۶۳، ۱۰۵، ۱۸۶، ۲۲۳، ۲۵۲

۴۳۶، ۵۱۷، ۵۵۵، ۶۰۱

ایشیائے کوچک ۲۶۳

ایریاب ۵۲۹

ایلین ۵۶۸

ایوبیہ ۵۳۳

ب

بابل ۶۶۰

باختر ۵۷۱

باندہ ۱۱۳، ۱۱۵، ۲۹۴، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۶، ۳۹۱
۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۷، ۳۹۸
۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۶، ۴۴۵، ۴۷۴، ۴۷۴
بانڈھ ۱۳۷، ۱۴۸، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۴۴
۲۷۲، ۲۷۵، ۳۹۳، ۴۰۱، ۴۲۵، ۵۰۰
بارہ بنکی ۵۲۹
بارہ سنگی ۱۰۷
بالاگھاٹ ۶۶۷
بالاکوٹ ۸۹، ۱۰۹، ۱۱۲، ۱۲۵، ۲۳۱، ۲۳۸، ۴۲۸، ۵۱۰
بانس بریلی ۲۶۲
بانس بیگھہ ۳۲۰
بجنور ۲۲۳، ۲۶۳، ۲۹۱
بجوبند ۳۶۰
بحرین ۲۴۷، ۶۵۵
بخارا ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۲۰، ۱۴۳، ۲۲۵، ۲۵۲، ۲۵۹
۲۵۸، ۴۱۶، ۴۹۵، ۵۹۸، ۶۵۶، ۶۶۲
بدایوں ۲۲۵، ۵۲۲، ۵۲۵، ۵۷۶، ۵۸۵
۴۱۱، ۴۲۶
بدر ۵۲، ۵۷
بدلپورہ ۲۰۹
بڈھاکھیرا ۲۳۲
بڈھن پور ۱۹۵
برارا ۴۲۶

برائن کرنال ۲۶۵
برادران ۲۲۹
برہدوان ۱۴۱، ۱۶۶، ۱۷۵، ۴۴۸
برطانیہ ۲۳۲، ۴۱۶، ۴۲۵، ۴۲۷
برما ۴۵۳، ۵۲۱
برودہ ۱۹۲
بروک روڈ ۶۱۲
بروتی ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۹۵، ۴۰۸
برہان پور ۵۵۳
برہان الدین نگر ۳۷۵
برہمن آباد ۱۸۰
بریا بھاگل ۱۹۲
بریلی ۲۳۱، ۲۳۴، ۴۱۶، ۵۱۲، ۵۲۳، ۵۲۵
۵۴۳، ۵۸۷، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵
بڑی بلیا ۲۴۳، ۲۵۷، ۲۵۸، ۳۲۷، ۳۲۵، ۳۵۲
۲۷۴، ۲۷۶، ۳۰۲، ۳۰۸، ۴۷۲، ۴۷۶
۶۵۱، ۶۹۰
بستی ۴۸۲
بسطام ۵۹۶
بصرہ ۲۸، ۲۲۴، ۲۷۷، ۲۸۰، ۲۸۳، ۲۸۳
۵۹۶، ۵۹۸، ۵۹۹
بغداد ۱۷۱، ۲۹۷، ۲۹۴، ۳۰۷، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۲۶، ۳۲۸
۴۱۲، ۴۲۵، ۴۲۹، ۴۴۷، ۴۵۲، ۵۹۶، ۵۹۸، ۵۹۹
۶۶۳، ۶۷۵، ۶۷۹
بلیہ ۲۶۳
بحر ۳۵۷، ۳۷۳
بکرم پور شہدانی ۴۲۲
بلخ ۱۰۵، ۲۴۷، ۴۴۸، ۵۷۱، ۵۷۹، ۶۶۳
بلگرام ۲۷۷، ۲۸۷، ۳۱۲، ۳۱۴، ۳۱۹، ۳۱۸
بلند شہر ۸۶، ۲۷۶
بلوچستان ۵۹۸، ۶۰۳، ۶۵۷
بلوچک ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۰۳
بلوری ۵۰۰
بلہڑی شریف ۱۸۵
بلیا ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۷۶، ۴۲۹
بمبئی ۲۵۵، ۲۶۲، ۲۷۰، ۴۸۲، ۶۵۵
بنارس ۱۳۲، ۱۴۲، ۱۵۰، ۲۶۱، ۴۱۷، ۴۲۴، ۴۷۸
بندیل کھنڈ ۵۰۹
بنسی ٹیکر ۸۶، ۸۷
بنگال ۱۰۶، ۱۱۵، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۴۸، ۵۴۰ ۵
۵۵۲، ۵۸۲، ۶۰۹، ۶۱۱، ۶۴۹، ۶۷۸
بنگلہ دیش ۴۰۵، ۶۵۲
بنوں ۱۳۳، ۲۰۰، ۳۱۴
بنوری ٹاؤن ۲۴۲، ۲۶۱
بنولہ ۸۲
بنوں ۵۴۹، ۵۷۷، ۶۵۲
بنہرہ ۳۷۳، ۳۷۶، ۳۹۲، ۳۹۴
بنیلہ ۲۶۳
بجنور ۶۷، ۳۵۷، ۳۷۳
بجوم پور شہدانی ۴۲۲
بلخ ۱۰۵، ۲۴۷، ۴۴۸، ۵۷۱، ۵۷۹، ۶۶۳
بلگرام ۲۷۷، ۲۸۷، ۳۱۲، ۳۱۴، ۳۱۹، ۳۱۸
بلند شہر ۸۶، ۲۷۶
بلوچستان ۵۹۸، ۶۰۳، ۶۵۷
بلوچک ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۰۳
بلوری ۵۰۰
بلہڑی شریف ۱۸۵
بلیا ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۷۶، ۴۲۹
بمبئی ۲۵۵، ۲۶۲، ۲۷۰، ۴۸۲، ۶۵۵
بنارس ۱۳۲، ۱۴۲، ۱۵۰، ۲۶۱، ۴۱۷، ۴۲۴، ۴۷۸
بندیل کھنڈ ۵۰۹
بنسی ٹیکر ۸۶، ۸۷
بنگال ۱۰۶، ۱۱۵، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۴۸، ۵۴۰ ۵
۵۵۲، ۵۸۲، ۶۰۹، ۶۱۱، ۶۴۹، ۶۷۸
بنگلہ دیش ۴۰۵، ۶۵۲
بنوں ۱۳۳، ۲۰۰، ۳۱۴
بنوری ٹاؤن ۲۴۲، ۲۶۱
بنولہ ۸۲
بنوں ۵۴۹، ۵۷۷، ۶۵۲
بنہرہ ۳۷۳، ۳۷۶، ۳۹۲، ۳۹۴
بنیلی ۶۴۴
بنہار ۶۵۳
بنیا بساڑھ ۴۲۱، ۶۶۴
بوایا ۶۲۴
بودھن دواری ۵۲۲
بولان ۶۵۵
بونیر ۱۱۴، ۲۷۰، ۲۷۳، ۶۵۳، ۶۷۰
بہار ۲۶، ۸۱، ۸۳، ۸۴، ۸۷، ۹۴، ۱۹۷، ۲۰۸
۱۲۰، ۱۳۸، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۹۴، ۲۷۷، ۲۸۶
۲۹۱، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۷۸
۵۳۷، ۵۴۰
بہار شریف ۹۶، ۹۹، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۹۷، ۲۰۳
۲۰۴، ۲۱۳، ۲۴۴، ۳۲۱، ۳۵۳، ۴۲۵، ۵۳۷
بہپورہ ۲۱۲
بہرائچ ۱۰۰، ۱۵۵، ۴۱۴
بہر تیرہ ۳۱۳
بہادری ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۵، ۳۸۴
بیتیا ۴۸۲
بیجھر شریف ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۲۰۱، ۲۲۵
بیجاپور ۵۵۵
بیدر ۱۸۴، ۵۵۱، ۵۵۵، ۵۵۶
بیروت ۵۹۶
بینا ۵۹۹

بیگن آباد ۱۶۵
بیگو سرائے ۲۵۸، ۳۶۰، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۸۵، ۴۰۱، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۲، ۶۷۰
بیگہ ۴۲۵
بیلچی اہراواں ۱۷۳
بیلہ درگاہ ۲۲۱، ۴۳۰

بھ

بھاگلپور ۱۱۳، ۱۵۱، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۸۲، ۲۹۸، ۲۵۹، ۳۶۱، ۳۸۴، ۴۲۷، ۶۱۱، ۶۴۰، ۶۷۰
بھاولپور ۲۶۷
بھاسنگھ ۱۲۱
بھٹ شاہ ۱۶۹، ۱۸۶، ۱۸۷
بھرت پور ۱۵۲، ۳۰۲
بھکر ۱۶۹، ۲۳۱، ۲۶۷، ۲۹۷، ۳۵۸
بھگے توڑے ۱۸۰
بھرپال ۲۶۱
بھوجپور
بھیرہ ۲۳۰
بھیم نگر ۵۴۹

پ

پاتروڑ ۵۳۵
پاٹن پتر ۳۵۷، ۶۶۴
پاک پٹن ۱۲۳، ۲۴۹، ۴۸۷
پاکستان ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۷۹، ۲۷۷، ۲۵۶، ۳۶۹
۳۷۸، ۵۷۹، ۵۹۰
پاکستان کوارٹر ۳۷۴
پال ۳۲۴، ۳۶۶
پانی پت ۱۶۵، ۲۳۴، ۲۴۶، ۲۷۹، ۴۴۱، ۵۷۸
پیلیاں ۲۱۸، ۲۲۹
پتھریٹہ ۶۸۱
پتھورہ ۱۹۱
پٹن ۱۳۵، ۱۴۷، ۱۴۸
پٹنہ ۶۳، ۱۰۱، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۲۹، ۱۴۰، ۱۵۶
۱۶۵، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۶۷، ۳۰۳، ۲۲۱، ۳۴۳
۳۵۹، ۳۶۷، ۳۹۴، ۴۰۱، ۴۰۹، ۴۷۷، ۵۰۰
۵۰۳، ۶۲۲، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۷
۶۴۸، ۶۴۹،
پٹنی ۴۶۰
پٹیالہ ۱۳۲، ۲۰۰، ۲۸۷، ۲۹۵، ۳۰۱
پٹیالی ۶۰۲
پٹھان کالونی ۲۷۲
پٹھان کوٹ ۳۶۳
پٹھانہ ۳۴۹، ۴۳۵
پچنہ ۴۸۹، ۵۰۰
پنڈدہ ۱۶۵، ۲۴۶، ۴۱۰، ۴۱۱
پرانہ ۱۳۸

پرتاب گڑھ ۴۸۸، ۵۸۵
پشاور ۲۰۰، ۳۲۳، ۳۵۸، ۵۰۹، ۵۶۸
۵۶۹، ۵۷۱، ۵۸۲، ۶۰۴، ۴۵۳، ۴۵۴
پشنگ ۲۶۵، ۵۸۱
پشین ۵۷۸
پکھوول ۲۷۳، ۲۷۴، ۳۶۷، ۳۸۲، ۳۹۲، ۳۹۹
۳۹۷، ۴۰۹، ۴۴۴، ۴۹۰
پکورا ۲۲۹
پلاسی ۶۶۵
پلول ۵۱۹
پن پن ۱۶۸، ۴۴۵
پنجاب ۱۰۶، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۹۰، ۲۷۷، ۲۸۳
۳۰۱، ۳۹۵، ۵۲۵، ۵۴۸، ۵۸۲
پنجابی کٹرہ ۳۶۱
پنجتار ۵۰۹
پنگریو ۲۵۹، ۲۶۰
پوڑہار ۶۵۳
پوربیہ ۱۳۵، ۲۸۸، ۳۱۳، ۳۵۰، ۳۷۸، ۳۸۶
۳۹۷، ۴۳۴، ۴۹۴، ۴۹۶، ۶۴۲، ۶۷۷
پوربی ۱۶۶
پوسا ۳۹۹
پوکھریا ۴۷۲
پیر جوگوٹھ ۱۷۳، ۱۹۰

پیر بگیہ چاکند ۳۴۰، ۳۴۱، ۵۰۲، ۵۱۷
پیر پہاڑی ۲۹۵
پیرکی ۲۷۳
پی سی ایچ سوسائٹی ۲۹۲
پیلی بھیت ۵۲۳، ۵۸۷، ۵۸۹، ۶۲۰

بھ

پھلواری شریف ۳۶، ۱۰۶، ۲۸۸، ۳۷۷، ۴۳۹
۴۴۵، ۴۴۶، ۴۵۰، ۴۵۳، ۴۷۲، ۴۱۴، ۶۵۱
پھلوریا ۳۷۳

ت

تاتارپور ۱۶۴، ۴۱۱
تاج پور ۳۵، ۴۶۶
تارا گڑھ ۲۲۸
تبریز ۱۵۸، ۲۲۷
تبوک ۵۳
تراین ۲۹۶
ترچھ ۴۲۵
ترکی ۲۵۹، ۵۵۲، ۵۵۳، ۶۰۷
ترکستان ۱۳۸، ۱۹۲، ۲۹۴، ۴۴۵، ۴۹۵
ترمذ ۱۳۴، ۲۹۴، ۶۰۴
ترہت ۱۱۳، ۱۳۵، ۲۸۸، ۳۵۱، ۳۵۹، ۳۷۳
۴۲۹، ۴۳۱، ۴۳۵، ۴۳۹، ۶۶۵
تستر ۵۹۹

تلنگانہ ۵۵۳، ۵۵۵
تنکول ۴۲۲
تورن ۱۰۵، ۱۶۲
تورشہامت پور ۵۸۸
تہران ۳۲۲
تہن پور ۱۳۳، ۲۹۵
تیگھرہ ۱۶۵، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۲۲، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۷۶، ۳۸۲، ۳۹۲، ۳۹۴، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۷۲، ۴۷۳، ۵۱۸، ۶۴۶

ٹھ

ٹھانہ بھون ۴۱۰، ۴۸۱، ۵۱۱
ٹھال لینڈ ۱۲۲
ٹھرپارکر ۱۲۱، ۵۴۸

ٹ

ٹانڈہ ۱۴۴، ۴۸۲
ٹنڈو باگو ۲۵۹، ۲۶۰
ٹونک ۱۱۴، ۲۶۲، ۳۵۵، ۳۶۱، ۵۰۹

ڈھ

ڈھٹھہ ۸۲، ۱۸۴، ۱۸۶، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۶۷، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۵، ۵۸۱، ۵۹۲، ۵۹۵
ڈھکری چک ۳۷۶، ۳۹۷

ج

جاپانیر ۱۹۵
جاتی ۲۵۵
جانجیر ۱۳۳، ۲۷۸، ۳۱۴، ۳۱۶، ۳۹۵
جارجیا ۵۵۳
جانگان ۶۵۴
جاورھر ۵۲۶
جام شورو ۲۶۹
جامہ ۱۹۲
جانس ۱۶۳
جانل ناگر ۵۶۲
جبل یازرق ۲۷۸
جبلپور ۲۶۳
جدہ ۶۵۹
جرجان ۱۳۷
جرمنی ۳۲۱، ۴۰۰
جروہر ۶۲۸
جزیرہ ۷۹
جلاب ۹۳
جلال آباد ۶۵۴
جمواڑہ ۳۲۷، ۳۳۸، ۳۴۰، ۳۶۵
جمولی ۶۳، ۲۹۸
جنت البقیع ۶۲، ۶۶، ۶۷
جنرل الیشیا ۴۸۵

جودھپور ۵۶۰
جونپور ۱۰۲، ۱۸۴، ۱۹۳: ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۵۷، ۴۲۲، ۴۲۵، ۵۸۲، ۵۲۴، ۵۲۰، ۴۷۰، ۴۹۲، ۴۹۵
جوہی ۱۹۱
جہان آباد ۳۴۰
جہانگیر روڈ ویسٹ ۳، ۲۵۷، ۱۱۸، ۲۲۲، ۲۲۴، ۲۴۹، ۵۲۹، ۲۹۲، ۳۴۴، ۳۴۱، ۳۸۵، ۵۲۹
جے پور ۲۹۶
جیرون ۵۱
جیسلمیر ۱۹۵
جیرٹھلی ۱۴۰، ۱۶۲، ۴۲۵
جیسر ۶۸۱

جھ

جھڈو گودام ۲۵۹
جھنجھانہ ۴۱۰
جھنگ ۵۹۵
جھوسی ۲۹۲
جھول ۱۹۱

چ

چانگام ۲۱۸، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۷۰، ۲۹۸
چاندپور ۲۲۷، ۲۸۷، ۲۹۱
چاندپورہ ۹۹، ۲۶۷
چپرہار ۶۵۳
چرداباں ۴۱۸
چرپہاری ۳۴۷، ۳۴۵
چشتی پور ۵۰۱
چک ابابکر ۱۹۴
چک درگاہی ۴۶۶
چک مجاہد ۵۰۱
چک نگری ۴۶۶
چمپاران ۴۸۲
چنارگڑھ ۵۶۸
چندن پور ۶۵۰
چندھرسی ۴۳۲
چندھیری ۱۹۵
چوبیس پرگنہ ۱۹۶
چورسہ ۴۱۸
چورہ شریف ۶۱۷
چوکی ۴۷
چونسٹر ۳۶۰
چھڑجال ۲۵۵
چیکر سلاوکیہ ۶۶۵
چین ۲۴۹، ۵۵۳
چینسورہ ۲۱۳
چیواہ ۳۳۰، ۳۴۵، ۳۵۲

چھ

چھپرہ ۵۰۷، ۴۸۲، ۴۷۷، ۴۱۵، ۳۵۷
چھت بنور ۲۹۵
چھوٹی تکیہ ۲۴۴
چھوٹی درگاہ ۴۶۳، ۴۷۰

ح

حاجی پور ۱۴۱، ۱۴۸، ۴۲۲، ۶۴۸
حبشہ ۵۲
حجاز ۹-۱، ۴۳۶، ۴۸۵، ۵۱۱، ۵۲۴، ۶۱۷، ۶۶۶
حرا ۵۲
حسن آباد ۵۵۱
حسن ابدال ۵۶۸
حسن پورہ ۲۱۸، ۶۴۹
حسین آباد ۳۲۸، ۴۳۵
حسینہ ۳۷۶، ۴۰۱
حصار فیروزہ ۵۶۲
حضرموت ۱۱۵
حلب ۱۰۵
حلم ۵۴۸
حمص ۲۳۱
حیدرآباد ۹۹، ۱۲۲، ۱۹۱، ۲۳۹، ۲۴۲، ۳۶۷
۲۶۹، ۲۷۲، ۳۲۳، ۳۵۵، ۴۳۸، ۵۰۹، ۶۲۵
حیدرآباد کارنی ۵۴۴
حیدری ۳۶
حیرہ ۵۹۶

خ

ختلان ۱۳۸
ختن ۶۵۴
خراسان ۱۷۵، ۱۰۰، ۵۱۰، ۶۲۲، ۶۲۷، ۶۴۱، ۶۵۵، ۵۳۶
۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۶۷۲، ۶۷۶، ۶۷۷
خسروپور ۱۴۷، ۲۲۲، ۲۲۸
خضرپور ۱۵۱
خضر چک ۳۷۲، ۳۷۶، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۷۷
خضدار ۶۵۶، ۶۵۷
خلدآباد ۲۴۶، ۵۴۵
خلیفہ یار محمد ۲۴۴
خواجہ ۲۷۶
خواجہ پھول ۳۶۱
خوارزم ۴۵۵
خیبر ۵۳، ۲۸۳، ۵۶۸، ۶۵۲
خیرآباد ۱۰۱، ۲۳۱
خیرپور ۱۸۹، ۱۹۱، ۴۸۹
خیرپور ٹامیوالی ۲۴۰

د

داود ۱۵۸، ۱۸۰
دارالسلام ۲۶۳
دانا پور ۸۴، ۱۱۶، ۳۶۱، ۶۴۰
دانیال پور ۴۰۱، ۶۶۶
داؤد خیل ۴۱۹
داؤد نگر ۸۴
دائرہ ۱۰۸، ۴۳۹
درانا ۴۸۹
دربھنگہ ۱۱۳، ۲۱۷، ۳۱۰، ۳۲۲، ۳۵۵، ۳۷۳
۳۹۰، ۳۹۹، ۴۰۳، ۴۰۸، ۴۲۹، ۴۵۲، ۴۷۴، ۴۷۶
۶۵۰
درنو پنڈ دادن ۶۰۷
دریا پور ۲۱۸، ۳۷۳، ۳۷۵، ۳۹۸، ۳۹۹
دریا پیر ۱۱۹
دکن ۱۰۵، ۲۵۱، ۲۵۲، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳
۵۵۴، ۵۵۶، ۶۲۶، ۶۲۷
دلاور پور ۱۱۳، ۴۶۱، ۴۷۲
دمشق ۱۲۵، ۲۴۷، ۴۷۸، ۵۹۴، ۵۹۸
دوبئی ۳۲۸
دودان ۶۰۷
دورپرہ ۵۶۲
دولت آباد ۱۳۹، ۵۴۵، ۵۵۲، ۵۵۴
دہلی ۱۰۰، ۱۱۳، ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۷۷، ۱۸۷، ۱۹۲
۲۰۱، ۲۰۳، ۲۰۸، ۲۱۲، ۲۱۷، ۲۳۱، ۲۳۷، ۲۳۵
۲۴۶، ۲۶۳، ۲۶۶، ۲۹۱، ۳۲۲، ۳۴۲، ۳۵۸
۳۶۱، ۴۷۹، ۴۸۱، ۴۹۲، ۵۲۰، ۵۲۵، ۵۳۹
۱۵۴، ۵۵۸، ۵۶۰، ۵۶۲، ۵۷۳، ۵۷۵
۶۷۸، ۶۸۷، ۶۹۶، ۷۰۲، ۷۱۱، ۷۱۸، ۷۲۸
۶۶۹، ۶۷۸
دیبل ۶۵۵
دیر ۳۰۰
دیسہ ۲۳، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۱۷، ۲۲۰، ۲۲۷، ۲۴۷
۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۷، ۳۹۸
دیناج پور ۳۵۰
دیوبند ۱۲۵، ۲۲۱، ۳۵۵، ۴۸۱، ۵۱۲، ۵۱۷، ۵۲۴
۵۲۴، ۵۴۱، ۶۰۷، ۶۶۱
ڈیرہ ۱۶۴، ۱۶۵، ۲۷۷، ۵۱۵
ڈیگری ۲۴۶، ۵۵۱
ڈیرہ شریف ۲۵۹

ڈھ

ڈھرسن ۲۹۵، ۲۹۷، ۳۰۱

ڈ

ڈنگ کالری ۶۵۲
ڈکولی ۴۱۴
ڈگری ۴۱۹
ڈسراوان ۳۴۴، ۳۵۴، ۳۷۷، ۳۰۵
ڈمگلہ ۵۰۹
ڈیرہ اسمٰعیل خان ۵۶۹
ڈیرہ غازی خان ۵۶۹

ڈھ

۵۶۵، ۵۸۲، ۵۹۶، ۶۰۲، ۶۱۱، ۶۱۸، ۶۲۸

ڈھاکہ ۳۴، ۲۱۴، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۶۷
۶۰۹، ۵۰۱، ۴۵۳، ۳۷۸

ر

راجپوتانہ ۳۵۵، ۵۵۳، ۵۶۴، ۶۶۰
راج گڑھ ۵۶۲
راجگیر ۱۹۰، ۲۴۲، ۲۴۷
راج محل ۶۷۴
رادھن پور ۲۹۸
راس بونڈ ۶۱۲
راس کماری ۵۵۱
رامپور ۲۶۲، ۵۴۰، ۵۸۷
رانچی ۳۵۹
راولپنڈی ۸۳، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵
رائے بریلی ۱۰۹، ۱۰۰
رائے پور ۵۰۱
رج ۱۸۴
رحیم یار خاں ۱۷۴، ۱۷۹، ۳۹۵
ردولی ۱۶۳
رسول پور ۶۷۴
رسول پور سادی ۱۸۹
رشت ۵۵۵
رفیع گنج ۲۱۰
رمنہ ۴۲۱
رنگون ۲۴۳، ۵۶۰
روح آباد ۱۶۳
روی منڈی ۱۳۰
روس ۶۰۳
روم ۶۶۶
روہ ۵۸۷
روہڑی ۱۸۹، ۲۳۶
روہرا مہرا ۱۷۹
روہیلکھنڈ ۱۲۴، ۲۹۴، ۴۱۶، ۵۸۷
رہتک ۵۰۵
رہوڈیشیا ۱۲۲
رہوئی ۲۱۵، ۳۶۰

ز

زاہستان ۶۵۶
زرنج ۶۵۶
زمینداور ۵۸۱
زنگی پور ۶۴۸
زید پور ۲۲۵، ۲۳۶
زیدہ ۵۱۰

ژ

ژوب ۵۶۸

س

ساوھورہ ۱۰۶

سارن ۱۲۹، ۴۱۵، ۴۳۱، ۴۳۵، ۴۴۷، ۴۴۹
سالار پور ۴۴۵
سامارو ۲۲۲
سامرہ ۷۲، ۱۸۰
سامر ۲۵۵
سانبھر ۴۴۶
سانچی ۲۲۷، ۲۳۲، ۲۴۱، ۲۴۸، ۲۶۰، ۲۷۲
۲۷۵، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۹۰، ۲۹۲، ۲۹۵
۴۰۱، ۴۰۹، ۴۷۲، ۵۱۸، ۶۲۲
سانگھڑ ۱۹۰
سانہو ۳۷۲، ۶۷۰
سپول ۱۱۲، ۶۴۰
سترکھ ۱۰۰
ستمپور ۱۷۹، ۳۹۴، ۴۰۸، ۶۵۰
ستیارگڑھ ۲۹۴
سجاول ۲۵۵
سجستان ۱۷۷
سدھور ۵۲۰
سراندیپ ۵۸۵، ۶۵۹
سرہند ۲۲۱
سرگودھا ۲۳، ۵۲۶
سرمن راء ۷۱
سرہند ۱۳۲، ۱۰۳۰، ۱۳۱۴، ۴۱۶، ۷۷۰، ۴۷۸
۴۹۳، ۴۹۷
سری لنکا ۱۲۳
سری نگر ۱۲۰، ۲۱۶
سعد پور ۴۹۰
سعود آباد ۳۲۷، ۳۲۸
سعودی عرب ۴۸۵
سعید آباد ۴۷۸
سکری ۴۲۹
سکندرہ ۸۶، ۳۴۲
سکھر ۱۹۱، ۳۵۸، ۶۲۵
سلطان پور ۴۷۳، ۶۳۹
سلہٹ ۶۰۹
سلیم پور ۴۰۵
سلیم پور پلوان ۶۱۳
سمائے ۱۸۲، ۳۶۰
سمرقند ۱۲۷، ۱۶۳، ۱۷۷، ۱۳۰۸، ۲۴۷، ۵۵۶
۵۶۳، ۵۹۸، ۶۰۴، ۶۹۵، ۶۶۳
سمستی پور ۱۱۳، ۲۳۱، ۴۲۹، ۴۹۶، ۶۴۰، ۶۵۷، ۶۶۷
سمری بختیار پور ۸۳، ۸۷۱، ۱۰۵۸، ۱۳۵، ۱۶۳
سنان ۱۶۳
سنار گاؤں ۲۹۸، ۶۰۹
سنبھل ۱۳۵، ۱۹۵، ۲۹۲، ۵۸۷

سندھ ۲۵، ۵۹، ۶۴، ۸۲، ۹۱، ۱۳۰، ۱۱۵، ۱۲۱، ۱۵۸، ۱۷۲، ۱۸۶، ۲۲۳، ۲۳۶، ۲۸۴، ۴۷۷، ۵۲۱، ۵۴۸، ۵۹۵، ۶۲۵

۶۷۰

سندیلہ ۴۷۹

سیرات ۱۱۴، ۲۶۱، ۴۲۱

سیوڈان ۶۶۶

سیورت ۱۹۲

سورج گڑھ ۳۰۰، ۳۰۳، ۳۴۲، ۳۵۹، ۳۶۲، ۳۷۵، ۳۷۶

سوگاؤنا ۶۶۵

سونات ۱۲۳، ۲۱۱

سونکھ تریا ۶۴۷

سونی پت ۵۰۵

سہارنپور ۴۸۱، ۵۴۱، ۵۸۵، ۶۱۸

سہال ۵۳۹

سہرورد ۴۶۷

سہسا ۸۶، ۸۷

سہسرام ۲۲۲، ۴۹۱، ۵۱۷، ۵۲۲، ۶۷۷

سیکل گرد اسپرد ۱۲۱

سیالکوٹ ۱۶۵، ۱۷۷، ۲۲۶، ۶۰۷، ۶۱۷

سیانی ۶۸۱

سیجوباری ۶۱۴

سید آباد پرسائین ۲۱۸

سیدواڑہ ۲۱۳، ۲۱۴

سیستان ۵۶۹، ۶۰۳، ۶۵۵

سینجورہ ۱۹۱

سیوان ۱۲۹، ۴۷۷، ۵۲۹

سیرستان ۱۸۰

سیہون شریف ۱۵۴، ۱۵۸، ۴۹۴

ش

شاد باغ ۱۶۱

شادیاباد ۴۲۱

شام ۲۴، ۴۹، ۵۰۰، ۷۷۲، ۷۹۰، ۲۷۸

۶۰۷، ۵۹۷

شامی ۵۱۱

شاہ آباد ۳۱۲، ۳۶۴، ۳۶۷

شاہ باغ ۲۶۲

شاہ بندر ۱۸۶، ۲۵۴

شاہ جہان پور ۵۴۰، ۵۸۷، ۵۸۹، ۶۲۲

شاہ فیصل کالونی ۲۳۱

شاہ کوٹ ۱۷۳، ۶۰۷

شرف آباد ۲۳، ۱۲۲، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۳۹، ۶۲۹

شرف آباد پارتھو ۱۶۸

شعب ابی طالب ۵۲

شعب منیف ۷۷

شکارپور ۲۴۱، ۵۰۹

شملہ ۱۱۵

شنکیاری ۵۰۹

شوذان ۵۴۵

شوکت ۲۹۴

شہباز پور ۱۰۱

شیخاں ۵۷۷

شیخاوٹی ۲۹۶

شیخ طیب ۱۸۹

شیخپورہ ۷۵، ۱۱۵، ۱۲۴، ۱۲۷، ۲۲۹، ۲۳۵، ۲۴۲، ۲۴۳، ۵۱۸

شیخپورہ پنجورہ ۱۰۲

شیخوپورہ ۱۷۱، ۱۷۳، ۶۰۵

شیراز ۱۲۷، ۲۴۷، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۶

شیرمل ۶۰۳

شیرگھاٹی ۲۲۴، ۴۲۱، ۴۷۲

ص

صادق پور ۱۶۷، ۳۶۱، ۴۱۰، ۴۲۸

ط

طائف ۵۹

طاغز ۱۳۷

طہران ۶۵۶

ظ

ظفرآباد ۱۶۳، ۲۴۶۰، ۴۶۲

ع

عدن ۲۴۷

عراق ۹۴، ۱۲۳، ۱۷۷، ۲۷۳، ۲۸۳، ۴۶۷

۵۴۴، ۵۵۵، ۶۰۷، ۶۴۲، ۶۶۶

عرب ۲۳، ۱۸۰، ۲۳۲، ۲۷۸، ۳۰۲، ۵۵۳، ۶۰۳

عزیزآباد ۱۱۷

عشرہ ۵۱۰

عشری ۲۰۹

عظیم آباد ۱۷، ۱۲۰، ۱۸۲، ۱۹۵، ۲۲۳، ۲۳۶

۴۸۹، ۵۰۵، ۶۴۴، ۶۴۹، ۶۷۷

عظیم پور ۱۶۶، ۵۰۱

علاء الدین پور ۱۷۹

علائی ۲۷۲

علی پور سیداں ۶۱۷

علی گڑھ ۲۲۶، ۳۳۱، ۳۴۷، ۳۶۶، ۳۶۹

۴۰۹، ۶۱۷، ۶۳۰

علی نگر ۳۶۰

عمادپور ۲۱۰

عمان ۶۵۵

عمرکوٹ ۵۰۹

غ

غازی پور ۱۳، ۱۳۲، ۱۴۴، ۲۱۱، ۳۵۷، ۶۴۹

غزنی ۱۲۶، ۱۷۴، ۲۰۸، ۲۴۷، ۲۸۳، ۳۱۴

۲۱۶، ۴۱۱، ۴۹۱، ۵۰۹، ۵۴۸، ۵۸۹

۵۴۹، ۵۷۹، ۶۰۳

فلیزہ ۷۷
فرد ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۸۰، ۵۸۱

ف

فتح آباد ۲۹۸
فتحپور ۱۲۸، ۱۵۵، ۱۶۹، ۲۰۵، ۲۴۲، ۲۸۷، ۴۶۴
فتحپور سیکری ۱۰۸، ۱۴۱، ۴۹۳
فترحہ ۵۰۱
فدک ۲۸۳
فرح ۱۸۴
فرخ آباد ۳۱۷
فرنگی محل ۴۸۰، ۵۳۱، ۵۳۹
فلسطین ۵۶۷، ۵۷۹
فلوریڈا ۵۲۶
فیروزپور ۶۸۱
فیصل آباد ۶۲۴
فیض آباد ۸۴، ۸۷، ۱۳۲، ۱۴۴، ۱۶۳

ق

قادان ۵۵۵
قاسم آباد ۳۳۲، ۳۸۹، ۴۶۵، ۵۱۸
قاضی چک ۳۳۲، ۴۰۲، ۴۰۵
قاضی ٹولہ ۴۶۹
قاضی رسول پور ۴۰۱
قاضی معین الدین چک ۱۹۴
قاہرہ ۱۲۳، ۵۹۸
قائم پور ۳۲۰
قبا ۵۲
قتال پور ۴۷۰
قطنطنیہ ۲۷۳، ۵۲۴
قصبہ ۳۷۳، ۳۹۳
قصر ۵۸۱
قطر ۵۲۳
قندھار ۱۸۴، ۳۱۱، ۵۰۹، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰
۵۷۹، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶
قونیہ ۱۳۵، ۱۶۵، ۵۲۱

ک

کابل ۱۸۶-۲، ۲۱۷، ۳۵۵، ۴۸۷، ۴۹۱، ۴۹۷
۵۰۹، ۵۴۸، ۵۴۱، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰
کاشغر ۱۴۰، ۱۶۲، ۵۶۸، ۶۵۴
کاکر ۲۰۹، ۲۱۸، ۲۲۳، ۳۶۲
کالا باغ ۴۱۹
کالپی ۱۱۱
کال کٹ ۱۹۲، ۵۸۵
کامٹی ۲۷۴
کامسر اوتن ۴۶۶
کانپور ۱۱۰، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۱۲، ۳۶۱، ۳۶۲، ۶۱۷
کانڑھا

کانڈھلہ ۴۸۴
کپورتھلہ ۴۵۰
کتک ۶۶۹
کٹنی کرل ۳۵۴، ۳۴۵، ۳۹۷
کٹیہار
کجاوان ۴۲۲، ۴۳۶
کجرہ ۴۲۶
کجرہ
کچورمڑھو ۲۵۲
کچھ ۵۵۰، ۵۵۵، ۶۵۵
کچھوچھہ شریف ۸۴، ۸۵، ۱۸۷، ۲۰۱، ۱۵۲، ۱۶۲
کراچی ۲۵، ۳۲، ۳۴، ۳۸۱، ۸۱، ۸۹، ۹۱، ۹۲
۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۶۹، ۱۷۵، ۱۹۲، ۲۱۱، ۲۱۸، ۲۲۴
۲۴۸، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۹
۳۴۹، ۳۵۰، ۳۷۵، ۳۸۵، ۴۰۵، ۴۱۹، ۵۱۹، ۵۲۲
۵۲۵، ۵۴۲، ۶۲۲، ۶۲۴
کرائے پر سرائے ۲۰۹، ۳۶۹
کرجا ۴۰، ۴۱، ۶۲، ۶۳، ۲۴۷، ۳۷۸
کریا ۲۴۲، ۳۴۰، ۳۹۰
کرسی کرٹ ۶۰۶
کرمان ۱۹۵، ۵۷۱، ۶۵۷
کرنال ۱۳۲، ۲۳۴، ۵۴۳
کرور ۶۶۱
کریم چک ۵۰۱
کڑا ۹۹
کڑا مانیکپور ۴۸۷، ۴۸۹، ۴۹۲
کشمیر ۱۲۰، ۱۳۸، ۴۹۷، ۵۳۵، ۵۶۴، ۵۶۵، ۶۵۶
کشن پور ۶۷۷
کشن گنج ۴۷۳
کعبہ ۵۸
کگرالہ ۲۵۲
ککڑاوالہ ۱۷۴
کلاں نور ۱۳۳
کلفٹن ۸۱، ۸۹، ۹۱، ۵۴۳
کلکتہ ۱۹۵، ۲۳۳، ۲۴۷، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۴
۳۴۸، ۴۰۴، ۴۸۸، ۵۲۹، ۵۴۳، ۵۴۸
۵۶۰، ۶۱۳، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۸
کلیر شریف ۱۵۹
کمایوں ۵۸۸
کنتور ۱۹۲
کنٹھ ۴۸۱
کنٹور ۲۷۳
کوالہ ۳۱۳، ۳۶۴
کواری ۳۳۲، ۴۰۳، ۴۴۶
کوڑہ میکی ۵۲۱
کوٹری ۱۸۶

کوٹ کروڑ ۴۵۵، ۴۷۱
کوٹلہ فیروز شاہ ۶۰۴
کوچک ۶۱۲
کوری ۵۹۵
کورنگی ۳۹۶
کوریچی ۵۰۱
کوڑہ ۱۰۷
کوٹہ ۵۶، ۷۹، ۲۴۷، ۲۷۹، ۵۹۸
کوکن ۶۵۵
کوہاٹ ۲۰۰، ۵۷۰
کوہ قاف ۵۵۳
کیتھل ۱۲۷، ۲۸۸
کیٹی بندر ۲۵۴
کینیڈا ۴۸۵

گ

گھاردچھان ۲۵۴
گھرجیا ۱۲۹، ۲۱۶
گھیرو ۱۹۱
گھتول ۱۱۰
گھرانٹ ۱۸۲
گھرگپور ۲۹۸
گھگرہ ۲۸۸
گھگریا ۶۴۶
گھگرہ ۱۲۵
گھنگاؤں ۲۹۸
گھنا ۱۹۶، ۴۰۶
گھیم کران ۲۷۰

گ

گاذران ۲۴۷
گڑیانہ ۲۹۸
گردیز ۶۶۳
گرہرو ۳۹۴
گڑھوڑ ۴۷۸
گڑھی احمد شاہ ۲۰۰
گجرات ۱۰۵، ۱۳۰، ۵۴۶، ۵۵۳، ۵۵۴، ۶۵۵
گجر ۵۹۵
گلبرگہ شریف ۱۳۹، ۲۸۴، ۲۸۸، ۵۵۱
گلبہار ۶۵۳
گلزار باغ ۶۴۹
گلشن اقبال ۸۸، ۱۲۴، ۵۳۰
گنج سیدان ۲۳۴
گنج مراد آباد ۴۷۹
گنجی شکر ۲۸۶
گنگوہ ۵۶۱
گوا ۵۵۲، ۶۱۱
گوالیار ۵۰۹، ۶۰۵

گوپامئو ۵۲۱
گورداسپور ۸۲، ۱۲۱
گورکھپور ۱۳۲، ۱۴۴، ۴۸۲
گوڑ ۳۵۱، ۴۳۵، ۵۴۶
گولکنڈہ ۲۹۸
گولڑہ شریف ۸۳، ۱۲۳
گوڑگاؤں ۲۰۹، ۲۹۵، ۳۰۱، ۵۱۹
گوونڈپور ۳۵۲
گوہاٹی ۶۱۲
گیا ۳۴، ۱۰۲، ۱۵۲، ۱۵۷، ۱۸۲، ۲۱۶، ۲۳۲
۲۶۷، ۳۲۴، ۳۲۸، ۳۴۰، ۳۶۰
۳۸۸، ۴۷۲، ۴۸۸، ۵۰۱، ۵۰۳
گیلان ۹۴، ۳۵۳، ۵۵۵
گیلانی ۳۲۵، ۵۵۴

گھ

گھوٹکی ۸۱
گھگھٹہ ۴۵۲
گھوڑی گھاٹ ۳۳۵

ل

لاڑیوں ۲۵۲، ۲۵۵
لار ۴۵۲
لاکھو ۱۹۴
لاہور ۸۱، ۹۳، ۱۰۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۵۴، ۱۷۲، ۱۷۷
۲۲۰، ۲۳۹، ۲۴۵، ۲۵۴، ۲۶۳، ۳۲۳
۳۲۵، ۳۴۴، ۳۵۸، ۳۶۲، ۴۹۱، ۴۹۴
۵۰۹، ۵۲۲، ۵۶۲، ۵۷۱، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶
لبنان ۲۴۷
لکھنؤ ۲۵۷، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۴۱، ۲۴۳
۲۸۷، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۵، ۲۹۹، ۴۲۷
۴۴۰، ۴۴۶، ۴۷۳، ۴۷۲، ۴۳۹، ۶۴۰
لکھن پور ۴۳۷
لکھنو ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۱۷، ۲۳۳، ۲۸۳، ۲۹۱، ۴۲۲
۴۲۸، ۴۵۰، ۵۳۰، ۵۴۰، ۵۴۲
لکھنوتی ۶۱۱
لکھی سرائے ۲۹۵، ۳۵۳، ۳۶۰
لندن ۱۲۲، ۲۱۱، ۲۱۸، ۲۷۳، ۲۷۷، ۵۲۵، ۶۱۲
۶۱۴
لنکا ۶۵۹
لنگر کوٹ ۵۸۸
لواری شریف ۴۶۴، ۴۷۸
لودھی کٹرہ ۳۰۱
لولاب ۶۰۷
لہاسہ ۱۸۲
لیاقت آباد ۳۵۲
لیبیا ۴۸۵

م

ماتی ۲۸۵
مارہرہ شریف ۵۹۱،۳۱۸
ماری پور ۳۸
ماروائر ۵۰۹
مالابار ۱۹۲،۵۵۲،۵۸۵
مالدہ ۱۱۵،۱۹۳،۲۴۹،۶۱۱
مالٹا ۱۴۴،۲۸۱،۵۱۲
مالی پور ۴۰۳
مالدہ ۲۹۴،۵۵۴
مالی گاؤں ۳۲۶
مانڈا ۵۵۱
مانڈلہ ۱۸۴،۴۳۱،۶۰۵
مانچسٹر ۱۵،۵۲۰
مانسہرہ ۲۷۳
مانڈ ۳۵۲،۶۸۱
مادرالنہر ۲۰۸،۴۹۷،۶۶۴
مایاور ۵۱۰
متھلا ۳۵۷
متیابرج ۲۲۳،۲۲۴
مٹیاری ۱۸۵
مچھلی شہر ۴۴۵
محمدآباد گہنہ ۱۶۳
محمودآباد ۲۹۸
محمود گنج ۳۷۲،۳۸۷
محی الدین نگر ۱۱۰
مخدوم پور ۴۳۸
منصور پور ۱۱۲
مدام پور ۶۸۱
مدراس ۱۳۵،۵۰۲،۵۴۰
مدنا پور ۱۹۵،۱۹۶،۶۱۵
مدینہ ۵،۴۹،۵۱،۵۲،۵۳،۶۱۷،۶۱۹،۷۰
۱۶۱،۱۶۳،۲۴۲،۲۷۲،۲۷۷،۲۷۹،۲۹۲
۳۲۸،۳۸۲،۴۲۹،۴۳۱،۴۵۲،۴۸۵
۵۰۳،۵۲۲،۵۳۷،۵۸۰،۵۸۷،۵۹۸
مراد آباد ۲۹۳،۵۱۹،۶۲۲،۶۲۳
مراکش ۳۵۸،۴۸۵
مرزان ۵۱۰
مرزا پور ۳۶۱،۶۱۳
مرشد آباد ۳۵۷،۳۵۸،۳۶۱
مروند ۱۵۸
مسکین پور ۲۱۷،۲۱۹
میاں ۳۶۴
مشکی پور ۳۸۷،۳۸۸،۳۹۴،۵۰۲،۵۱۸
مشہد ۲۳۱،۶۲۲،۶۲۳
مصر ۱۱۳،۱۱۴،۲۴۸،۵۲۲،۵۸۰،۵۸۶

معری محلہ ۴۴۸
مظفر پور ۱۵۷،۱۹۶،۲۵۱۱،۳۶۹،۱۲۷۳،۴۱۰
۴۳۱،۴۳۲،۴۴۰،۴۴۷،۴۴۸،۴۴۹،۴۶۴
مظفر نگر ۱۱۰،۱۱۲،۱۱۱۰،۳۰۸،۵۲۵
معافی ۱۵۶
معمورہ ۲۷۰
منشورہ ۴۴۵،۵۰۳
منزل سرائے ۲۱۰
مکاسر ۶۷۸
مکران ۲۸۴،۴۵۵،۴۵۷
مکلی ۲۸۲،۲۵۱،۹۲۲،۴۷۷
مکن پور ۵۴۶
مکہ معظمہ ۱۲۴،۱۵۲،۵۳۱،۷۴۸،۷۷۴،۱۱۲۱۰۰
۱۲۱،۲۴۷،۲۵۳،۲۹۲،۳۲۳،۳۸۴
۴۳۸،۴۵۵،۴۷۳،۴۸۱،۵۲۲،۵۲۷
۵۵۶،۵۸۰،۵۹۱،۵۹۸
مگدھ ۳۵۷
ملاچک ۱۹۵
ملاواں ۴۴۳،۴۹۸،۴۷۹
ملتان ۱۰۵،۱۱۰،۱۳۱،۱۴۷،۱۷۷۱،۱۸۲۰،۲۴۴
۲۹۱،۳۵۸،۳۶۱،۴۱۲،۴۱۹،۴۲۸
۴۵۵،۴۹۱،۵۶۹،۵۷۶،۶۰۷،۶۱۱
۶۲۲،۶۵۷،۶۴۳
مغری ۱۱۴
مباسہ ۱۴۳
منشی ۸۶،۸۷
منصورہ ۹۲،۱۸۰
منگل تالاب ۲۲۴
منڈاہ ۴۲۵
منیار پور ۲۲۳،۳۴۵
منیر ۲،۱۰۱،۱۳۱،۱۴۸،۱۴۳،۱۴۵۰،۴۲۵،۴۲۹
۴۳۳،۴۳۴،۴۵۹،۵۳۷
موتہ ۵۳
موتیہاری ۲۱۳
مولانگر ۲۲۷،۳۳۰،۳۷۵،۳۸۲
مولوی کا باڑہ ۱۴۳
مونگیر ۳،۲۵،۱۸۲،۲۲۵،۱۱۱۱،۱۱۲۱،۱۱۳۱
۱۱۴۳،۱۱۴۴،۱۱۴۶،۱۱۴۸
۱۱۵،۲۲۱،۲۴۲،۲۵۱،۲۵۷،۲۹۵
۲۹۷،۳۲۲،۳۲۸،۳۴۲،۳۴۳
۳۵۵،۳۵۷،۳۵۹،۳۶۰،۳۶۱،۳۶۴
۲۷۲،۲۷۸،۲۸۵،۳۴۸،۵۱۸
۵۵۲،۶۲۲،۶۴۵،۶۴۹،۶۷۸
مہلی ۳۴۸،۳۹۸
مہابھارت ۴۴۴
صاجہ کمپ ۳۷۸
مہاراشٹر ۵۵۳

مہداداں ۴۴۵
مہسی ۳۵۰
مہوہ ۴۲۲
میاں چک ۳۲۲
میاں والی ۴۱۹
میجرہ ۶۳۰
میرپور ۶۰۹
میرداد ۳۳۶، ۴۳۷، ۶۲۰
میسان ۶۵۹
میرپور بٹھورد ۲۵۵
میرٹھ ۲۶۵، ۲۶۶، ۴۶۳، ۴۷۰، ۴۸۵، ۴۸۶
میرنگر قرا ۳۵۲، ۴۳۰
میرپور ساکرو ۲۵۵
میراں بگھہ ۲۴۱
میناپور ۱۴۱، ۲۲۱
میرجوگرٹھ ۱۲۱
میرپور خاص ۸۲، ۱۲۱، ۱۹۱، ۴۹۹، ۵۶۴
میرٹھ ۴۳۸، ۴۶۶، ۵۴۳
میندیش ۵۸۱

ن

نارفول ۳۰۱
ناظم آباد ۱۱۸، ۳۲۱، ۴۰۸، ۴۰۹
ناگور ۱۸۴، ۵۶۳
ناگپور ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۴
نالندہ ۳۲۱
نائرتہ ۴۸۱
ناٹکن ۶۵۴
ناتجیریا ۴۸۵
نجد ۵۲۴
نجف اشرف ۵۸، ۲۴۷، ۲۵۳
نصیب آباد ۵۸۷
ندیاداں ۲۹۵، ۳۵۳، ۳۶۰
نرسہٹ ۱۵۲
نرسہر ۲۹۶
نروڑکوٹ ۲۹۶
نریلا ۱۴۱
نصرپور ۱۸۴، ۲۴۳
نصیرآباد ۱۰۹
نظام حیدرآباد ۲۱۱
نعمت آباد ۶۳۶
نگرپارکر ۵۴۸
نگرکوٹ ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۵
نواب پورہ ۶۱۸
نواب شاہ ۱۹۱
نوادہ ۲۲۲، ۲۱۳، ۲۲۸، ۴۲۳، ۴۳۵
نوازپور ۲۹۳، ۲۹۷، ۳۰۱، ۳۰۸

نورانی شریف ۸۴، ۱۱۹، ۲۸۶
نورپور شاہاں ۱۷۲
نورپور ۳۹۶
نوشہرہ ۴۸۲
نہٹور ۱۳۴، ۲۹۳
نیپال ۴۰۹، ۶۲۵
نیشاپور ۱۵۶، ۱۶۱، ۲۲۳، ۲۲۷، ۴۶۷، ۵۹۶
نیرہ ۲۰۹، ۳۶۲

و

واسط ۱۳۲، ۲۷۸، ۲۸۳، ۳۱۶، ۵۹۹
وہاڑی ۲۴۰
ویشالی ۴۳۱، ۶۶۴

ہ

ہاجرہ آباد ۶۵۲
ہادن ۱۷۷
ہالہ ۲۶۹
ہالسی ۲۰۵، ۲۴۶، ۵۲۳، ۶۲۶
ہبانہ ۱۳۴
ہجر ۵۳۲
ہجویر ۹۳
ہرات ۱۲۹، ۱۸۶، ۵۲۴، ۵۳۹، ۵۷۱، ۵۷۹
ہرسنگھپور ۴۰۳، ۴۶۵
ہریانہ ۲۹۴
ہزارہ ۳۵۵، ۶۰۷
ہگلی ۱۹۴، ۳۴۷
ہلدی ۳۴۳، ۳۷۵، ۳۹۳
ہمدان ۱۳۸، ۱۸۲
ہند ۵۹، ۹۶، ۱۳۴، ۵۱۰، ۵۲۱، ۵۳۹، ۵۴۴، ۵۵۲

ی

یدشلم ۴۲۹، ۴۸۵
یمار ۵۳۲
یمن ۷۵، ۷۹، ۱۱۵، ۲۲۷، ۳۱۵، ۴۳۶، ۴۹۲، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۶، ۵۲۷
یوپی ۲۸۲، ۸۳، ۸۷
یورپ ۴۸۵
یوسف جرت ۲۱۳
یونان ۳۵۷

اشراف عرب کا انگریزی ترجمہ اور جلد دوم زیر طبع ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے۔ (ادارہ)

(تنویر فکتابت اینڈ پرنٹنگ پرائیویٹ کراچی)

اغلاط نامہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۵	عنوان	ہرست	فہرست
"	۶	یو این لے	یو این او
۱۰	۱۵	مناظر احسن گیلانی، مونگر	مونگر ڈاک کا ہے
۱۹	۵	اعجاز خسروں	اعجاز خسروانی
۲۳	۱۹	مظفر کیلانی	مظفر گیلانی
"	۲۲	روار حسین	زوار حسین
۳۴	۶	بے ہیڈ ماسٹر	بے اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر
۴۱	آخری	صفحہ ــــ	صفحہ ۴۲
۴۲	پہلی	صفحہ ــــ	صفحہ ۴۳
۴۶	"	صفحہ ــــ	صفحہ ۴۴
۵۰	۳	مانگا	مانگا
۵۳	۶	شعبان جیسے	شعبان کے مہینے
"	۱۲	۱۱۵۱ھ	۱۱۵۲ھ
"	۱۷	وجہ شد	کہ وجہ شد
۵۵	۲	کتیت	کنیت
"	۱۶	قاروق	فاروق
۵۶	۱۶	کفانہ	کنانہ
"	۱۸	عنبا	عنہ
۵۷	۴	کہیے	کہتے
۵۸	۱۵	کفانہ	کنانہ
۶۰	۸	صحاب	اصحاب
۶۱	۲	نوے	نو
"	۴	زین	زید
۶۴	۵	دس	گیارہ
۷۹	۵	اساتذہ	اساتذہ
۸۱	۱۳	صفحہ صفحہ	صفحہ ۸۲، صفحہ ۸۸
۸۹	۱	(شجرہ صفحہ)	(شجرہ صفحہ ۸۱)
۹۱	۱	غازی الاشتر، انبیسان	غازی الاشتر
۹۵	۲	بے جاں گنی	بے جاں گنی
۹۹	۲	امٹھوی	امیٹھوی
"	۶	۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں انتقال ہوا	. . . . .
۱۰۸	۱	(شجرہ صفحہ)	(شجرہ صفحہ ۸۳)
۱۱۱	۸	کانپور کا	کانپور کے
۱۱۶	۵	پاس رکھی	پاس رکھ
۱۱۷	۱۶	اب	اب
۱۱۸	۷	سید محمد سے	(سید احمد تک لکیر کھینچی ہے)
۱۱۹	۳	وضاحت	فصاحت
۱۲۳	۱۵	ماطناً	باطناً
۱۲۳	۱۳	۱۸ سال	۱۸۰ سال
۱۲۴	۵	مسجور	مسحور
۱۴۷	۳	(صفحہ صفحہ)	(صفحہ ۱۴۸، صفحہ ۱۴۸)
۱۵۰	۱	(شجرۂ نسب ص)	(شجرۂ نسب ص ۱۴۱)
۱۵۲	۱	ــ " ــ	ــ ص ۱۵۲
۱۵۸	۹	شفقت	شغف
۱۶۰	۱	(ص)	(ص ۱۵۱)
۱۶۱	۵	عطارؒ	عطارؒ نے
"	۷	مرفون	مرفون

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۶۳	۱۶	مرید ہوئے	مرید ہوئے (ص ۵۱۵)
۱۶۵	آخری	(ص)	
۱۶۸	۱	کو ولادت ہوئی	کو ہوئی
"	۱۲	سنہ ۱۲۹۰ھ	سنہ ۱۲۹۱ھ
۱۷۹	۱۱	شاعر بھی تھے	شاعر بھی ہیں
۱۹۹	۶	سید رشید (ڈوٹ) ریاض	سید رشید (ڈوٹ) ریاض
"	"	ڈاکٹر اعجاز	نشان کھینچا ہے
۲۱۱	عنوان	عبدالعزیز (عزیز ملت)	عبدالعزیز (عزیز ملت)
۲۱۳	۱۲	سید نائب علی	سید طالب علی
۲۱۴	۹	گجروں کی	گجروں کے
۲۲۴	۸	کا	کا انتقال
۲۲۶	۲	نماز پڑھی	نماز پڑھی
۲۶۰	۲	ٹنڈو پاگو	ٹنڈو باگو
۲۶۶	آخری	پتہ چلتا	پتہ چلتا ہے
۲۶۹	۱۶	محمد شاہ	محمود شاہ
۲۷۳	نوٹ	پیر بابا بونیر	پیر بابا بونیر
۲۷۶	۲۰	صاحب نے	صاحب نے
۲۸۰	۱۳	تعش	نعش
۲۸۳	۵	ذیل ہی	ذیل ہے
۲۸۴	۱۰	تقفی	ثقفی
۲۹۷	۵	حاتم رسولی	حاتم رسوی
۳۰۰	۱۴	نشستیں	پشتیں
۳۰۱	۱۸	سید بدالدین	سید بدرالدین بن
"	آخری	ملاحظہ ہو	ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰۲
۳۰۶	۱۶	سبب ہو	سبب ہو
۳۰۸	آخری	سبب ہوا	سبب ہوا
۳۱۳	۱۶	پرگنہ نوادر	پرگنہ نواد
۳۲۹	۱۲	حکم سید مختار احمد	حکیم سید مختار
۳۴۴	۵	سید محمد نشاط حسن	نشاط
۳۴۵	۵	عبدالرشید غیر کفو	عبدالرشید
۳۴۶	۵	پوشا	یوشا
۳۵۰	۱۱	جہانگیر سمنانی	جہانگیر سمنانی
۳۶۵	۲	اطراف	اطراف
۳۷۱	۳	خلیفہ	خلیلیہ
۳۷۵	۱۸	ملکیت ہیں	ملکیت تھیں
۳۸۱	۲	(صفحہ)	(صفحہ ۳۸۹)
"	۵	(صفحہ)	(صفحہ ۳۸۰)
۳۹۲	۳	غلام مرتضیٰ بن غلام مصطفیٰ	غلام مصطفیٰ بن غلام مرتضیٰ
۳۹۵	۲	سید مستقیم بن معین الدین	سید مستقیم بن معین الدین
۳۹۷	۸	پیر آن بچھونا	پیر آن بچھونا
۴۰۲	۹	ہر گام پر	ہر گام پر
۴۰۶	۱۰	— مرتا	مرنا
۴۱۰	۱۲	المرکات	البرکات
۴۱۱	۳	واجد علی	واجد علی بن نجا علی تھانوی
۴۲۵	۸	بیت المقدس	بیت المقدس
"	"	بہار میں ہوئے	بہار میں آباد ہیں
۴۲۱	عنوان	فاضی	فیاض
۴۲۵	۷	بٹھانا	پٹھانا
۴۳۷	۳	لکھپنیاں	لکھمنیاں

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۴۴۵	۱۴	فرمائے	فرماتے
۴۴۹	۹	موجودگی	موجود
۴۵۲	۳	میر نگری مونگیری	میر نگری
۴۵۴	۱۶	تنقید لغات	تنقید اللغات
۴۵۵	۱۶	عیاز	حبار
"	۱۳	سالوں	ساتوں
۴۶۰	۱	. . . .	اُمِ رُمان
۴۶۹	۳	مدس	مسدس
۴۷۳	۲	یلیا	بلیا
۴۸۲	۱	چھیرہ	چھپرہ
"	۹	. . . .	"
۴۸۳	۵	. . . .	محمود الحق بن منصور الحق
۴۸۵	۸	بروشلم	پروشلم
۴۹۴	۵	سانحے	سانچے
۴۹۵	۱	(ص)	(ص ۴۹۶)
۴۹۷	۹	حاصل کی	حاصل کیا
۴۹۹	۱۲	فریاد کی	فریاد کن
"	۷	علم کے	علم کے لیے
۵۰۱	۱۲	مشتغیض	مستفیض
"	۱۳	فرقت اللہ	فرحت اللہ
"	۱۸	خدا کا	خدانما
۵۰۳	۶	۱۱ حسین	حسین
۵۰۸	۴	ہیئت	ہیئت
"	۵	فلسفہ	فلسفہ
۵۰۹	۱۰/۹	صبح	حج
۵۰۹	۱۳	روانگی کے وقت	روانگی کے وقت جماعت
۵۱۰	۷	تنقید الجواب	تنقید الجواب
۵۱۱	۴	جنگ شاہی	جنگ شاملی
۵۲۷	آخری	تفصلات	تفصیلات
۵۲۹	۲	شہاب	وفات
۵۴۰	۲	حطاب	خطاب
"	۷	والاجان	والاجان
۵۴۳	۷	چالینس	چالیس
۵۴۵	۱۳	( )	(ص ۵۴۴)
۵۵۱	۴	الگ ہوکیا	الگ ہوگیا
۵۵۲	آخری	فیاسوں	فیاضیوں
۵۵۵	۷	والیسی	واپسی
۵۵۶	۱۱	محمد قائم	محمد قاسم
۵۵۷	۲۱	۴۸۔ نصیر الدین ہمایوں	۴۲۔ نصیر الدین ہمایوں
۵۵۸	۱۰۰۷ 1.09 ۱۲۱۱ ۱۳	شاہ عالم	اکبر شاہ ثانی ایضاً
۵۶۱	۱۲	بکرناجیت	بکرماجیت
۵۶۲	۱۵	تعلق	تعلق
۵۶۴	۲	آفتانہ	آفتانہ
"	۸	مقاصر	معاصر
۵۷۲	آخری	اردیا عزیز نے	اردیا عزیز م
۵۷۳	۶	ازالہ	ازالہ
۵۷۹	۱۷	کشک	کشک

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۵۸۰	۴	بچپن	پچپن
"	۱۳	طور	طور پر
۵۸۴	۱	یافت	یافث
"	۱۷	شست بن صدیق	شنسب بن حرلق
۵۸۷	۱۸	محمود غزنوی	محمود غزنوی نے
۵۸۸	۴	اصل گا	اصل گاؤں
۵۸۹	۴	تبدیل ہوگیا	تبدیل ہوگئی
۶۰۰	۵	آپ جلال الدین رومی	حضرت جلال الدین رومیؒ
"	۶	شمس تبریزؒ کو	شمس تبریز نے آپ
"	"	رومی سے	رومی کو
۶۰۷	۲	الشاب	اکتساب
"	۴	سمی۔ شاہجہاں	تمنی شاہجہاں
"	۹	سیالکوں	سیالکوٹی
"	۱۸	تفسیر	تفسیر
۶۰۸	۷	صرف و نحو	صرف و نحو
۶۱۳	۵	گوالئ	گوالئی
۶۱۴	۹	لندن	لندن میں
۶۱۶	آخری	خت جگر	لختِ جگر
۶۱۸	۱	محدت	محدث
۶۳۲	۵	خانقانہ	خانقانہ
۶۳۴	۴	پاکیزہ	پاکیزہ
"	۸	جن شنا	جن کی ثنا
"	۱۴	سیات	سیادت
۶۳۵	۱۴	صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸	صفحہ ۳۸۰

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۶۳۶	۳	عیاں تھی اک	عیاں تھی جن کی
۶۳۷	آخری سطر	مینا پشاور	مینا پشاوری
"	"	پٹھان	پٹھان
۶۴۱	۱	جھوٹی بلیا	چھوٹی بلیا
۶۴۲	آخری سطر	۱۹۷۱ء	۱۹۸۱ء
۶۴۳	۴	استفادہ حاصل کیا ہے	استفادہ کیا ہے
۶۴۴	۸	دلپسند	دلبند
۶۴۶	۱۳	پوشیہ	پورنیہ
۶۴۸	۷	چھپتے	چھپتے
"	۱۳	مزاج	مزاج
۶۵۱	آخری سطر	صفحہ ۱۲۹	صفحہ ۲۵۸
۶۵۳	۳	بہا	بہار
۶۵۵	۱	فتح ہوا ہوا تھا	فتح ہوا تھا
۶۵۶	۸	زرغ	زرنج
۶۶۵	۱۰	۵۸۰ء	۱۵۸۰ء
۶۶۸	۶	عذر اللاقات	عند اللاقات
۶۶۹	آخری سطر	خاں نے سرکار کے حکم صدول ہوا	خاں نے سرکار کی حکم عدولی کی
۶۷۳	۱	خان ماں	خان ساماں
۶۷۲	۱۲	صفحہ ۔	صفحہ ۳۲۷
۶۷۷	۹	نوسہ	نواسہ
"	۱۹	ثانی	ثانی